

کلیاتِ غالب

غزلیات فارسی

تحقیقِ ایدیشی

تدوین: سید وزیر الحسن عابدی

نشر
مکتبہ میری لائبریری لاہور

تصانیف لائبریری میں ادب و تنقید اور تاریخ و سوانح کے دوسرے کتابچے

بہترین انشائی ادب - مرتب ڈاکٹر وحید قریشی

جہاں پر دینے - مولانا غفر علی خاں

غبارِ خاطر - اضافہ شدہ بات ، اہل الکلام آزاد

تذکرہ - اہل الکلام آزاد

ادب کا تنقیدی مطالعہ - ڈاکٹر معظم سندھی

تنقیدی مضامین (امانت خضر) جلد ہی شائع

شعاع ادب - انگریزی

ادب اور تنقید - لکھنوی

ناول نگاری - ڈاکٹر سہیل بخاری

بارخ و بہار - تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ، مرتب سلیم اختر

سرشار کا تنقیدی مطالعہ - مرتب ڈاکٹر احمد انصاری

ولی . . . / . . - مرتب محمد خان اشرف

پجانی ادب کی مختصر تاریخ - احمد حسین قریشی

دیوان ولی - مرتب محمد خان اشرف - صحت مرادانی

دیوان مصطفیٰ - مرتب فراق گدکھری ، . .

دیوان آتش - مرتب وحید قریشی ، . .

دیوان جرأت - مرتب حسن عسکری ، . .

انتخاب غالب - مرتب سید اختر حبیب

دیوان غالب (اردو) مقدمہ اور شروع کیا تو

. . . (فارسی) مرتب ذریعہ الحسن مہدی

ارٹس سیکرٹ و تنقیدی مطالعہ ، مرتب سلیم اختر

ولیم فاؤنڈ . . .

دادک ڈیجیٹل تنقیدی مطالعہ (مترجم سجاد عارف)

آفاقی شاعران کا فن اور ڈرامہ نگاری - سلسلہ فی اشرف

ابو بکر صدیق (انگریزی) - محمد حسین بیگل

عمر فاروق اعظم . . .

دس بڑے صلحان - محمد اسماعیل ڈانی پتی

الحسین رضا - عمر ابو النصر

الزہراء . . .

الہادیہ . . .

خالد سعید اللہ - ابو زید شمس

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ - عبد الحمید جودۃ السمار

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ - عبد العزیز سیہ الدلی

والجہ بصری - دوا داد کا کہیں

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ - احمد ذکی صفت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ - انیسس رنگیا

شرح عبدالقادر جیلانی - غلام حیدر سیل

ایک مفسر قرآن - چودھری محمد یوسف

سلطان محمد فاتح - محمد مصطفیٰ صفت

الکمالی - محمد شہید بخاری

عبداللہ بن عمر - سلام اللہ علیہما

قرپطرہ - آرتھر برونگ

روپ متی - سید فیض حسین

ہمارے غازی بہاؤ شہید - مرتب آغا اشرف

طابع : حریت اسلام پریس لاہور
ناشر : بشیر احمد چودھری
ڈائریکٹر کتبہ میری انٹرنیٹ
لاہور
بار اول : ۱۹۶۹ء

سزگفت

بنام نامی دانشور دانش پرور

ڈاکٹر جسٹس ایس - اے - رحمان دام ابالہ
ہلالِ پاکستان ، ہلالِ قائد اعظم

”نامہ نامی کن گمنام“

[illegible]

غالب کی باغ دودھ کے اصل فلمی
سفر کا ایک ہیڈ

[illegible]

غالب کے کہات نظم فارسی (مطبوعہ ۱۹۶۴ء) کا ایک صفحہ
 حاشیہ میں سپہ چین کی ایک ٹھولہ غالب کے ساگر و قافی
 عبدالجلیل جنوں، پروفیسر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔



عالمی ادبیات کی تاریخ (۱۸۷۵ء)

[illegible]

لغة الحسن نوری اردو ، کراچی (سندھ) دوم) میری
دیوان کی پہلی غزل کا مضمون :-

دورانِ نرسی غالب کے اربعہ ترین لاسی نسخے (تکمیل شدہ دوری ۸۴ و ۹۴ میں غزلیات کا پہلا منہدہ - و غزل جو بعد میں دیوان کی پہلی غزل قرار پائی - یہاں شائع ہوئی ہیں) کا اضافہ ہے۔ اسی نسخے کے ساتھ میں غالب فرم فروریب کے مطابق وہ غزل بھی ہے جو بعد کے نسخوں میں دوسری ہے۔ دیوان کے غزلیات کا عنوان بھی تھا - جو یہاں موجود ہے اور بعد کے لاسی نسخوں میں آہ - ہے۔



10

[illegible]

مرتب سوانح

نام : سید وزیر الحسن عابدی

تاریخی نام : محمد خورشید احسان (۱۳۳۲ھ)

ولادت : ۲۵ دسمبر ۱۹۱۳ء ، پیدی ، بجنور ، ممالک متحدہ آکرہ و اودھ ، بھارت ۔

تعلیم : ابتدائی تعلیم کے مقامات : بجنور ، بدایوں ۔

اعلیٰ تعلیم اور امتحانات کے مرکز : الہ آباد بورڈ ، بنارس یونیورسٹی ، پنجاب یونیورسٹی (لاہور) ، لکھنؤ یونیورسٹی ، دہلی یونیورسٹی ، دانشگاه تهران ۔

بعض ممتاز اساتذہ پاک و ہند میں : علامہ سید محمد حسن مراد آبادی مرحوم ، تلمیذ علامہ مفتی محمد عباسؒ (غالب کے مکتوب الیہ) ، پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب ، پروفیسر سید یوسف حسین موسوی ،

ایران میں : استاد علامہ بدیع الزمان فروز افروؒ ، سعید نفیسیؒ ، ملک الشعراء چارہ ، دکتر ذبیح اللہ صفا ، دکتر حسین خطیبی ، استاد پور داؤد ، دکتر محمد مقدم ، دکتر علی اصغر حکمت ، استاد جلال الدین ہاشمی ، استاد عبد العظیم قریب ، ڈاکٹر لطف علی صورتگر ، استاد بہمنیار کرمانی ، دکتر صادق کیا ، استاد فاضل نویں ۔

ڈگریاں : بی ۔ اے (لکھنؤ) ام ۔ اے (دہلی) ، لیسانس ادبیات فارسی ، فوق لیسانس ادبیات فارسی (تہران) ۔

مشاغل : تدریس فارسی : اینگلو عربک کالج اینڈ اسکولز سوسائٹی ، دہلی (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۷ء) ، جزوقتی تدریس اردو : آموزشگاہ عالیؒ ، تہرانؒ ایران (۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۲ء) ، تدریس زبانِ شکلی ایران (بعہدہ ریڈران

اسپوکن ایرانین) شعبہ فارسی ، پنجاب یونیورسٹی اور نیشنل کالج ، لاہور
(فروری ۱۹۵۶ء تا حال) ۔

امتیازات : میٹریکولیشن کے امتحان میں پوری یونیورسٹی میں اردو میں
منفرد امتیاز ، انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں پورے صوبے میں فارسی میں
منفرد امتیاز ، ام ۔ یے (فارسی) کے امتحان میں یونیورسٹی میں
درجہ اول ، لسانی ادبیات (تہران) کے امتحان میں تحقیقی مقالے میں
درجہ امتیاز ، فوق لسانی ادبیات (تہران) کے امتحانات میں چودہ
مضامین میں سے تیرہ میں درجہ امتیاز ۔

اعزاز : نشان سپاس درجہ اول ایران (۱۹۵۹ء) ، رکنیت انجمن ادبی
ایران (۱۹۵۳ء) ۔

اہم علمی کام : تصحیح و ترتیب میں شرکت : ارسفان علمی ، با اشتراک
پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عبداللہ ، دستور فارسی بہ سبک جدید ۔

تصحیح و ترتیب : مقالات منتخبہ (دو جلد) ، وابق و عذرای عتصری مرتبہ
مولوی محمد شفیع مرحوم ، یادداشت ہای مولوی محمد شفیع مرحوم ،
باغ دو در ، گل رعنا ، کلیات فارسی 'غالب' ، دیوان غزلیات فارسی ،
پنج آہنگ ، افادات غالب (لطائف غیبی ، سوالات عبدالکریم ،
تبخ تیز) ، سید چین ۔

توجہ : کورش اعظم ، فرہنگ شفیع ۔

زیر طبع کتابیں : سعدیؔ و خسروؔ ، فارسی شاہ ، تاریخ فارسی امروزہ
ایران ، پندرستان ۔

مرتب شخصیت

علامہ پروفیسر سید وزیرالحسن عابدی کی محترم شخصیت ہم پاکستانیوں کا سرمایہ، عز و افتخار ہے۔ برصغیر پاکستان و ہند ہی میں نہیں بلکہ ایران و افغانستان میں بھی آپ کی بلند پایہ محققانہ ادبی حیثیت کا لوہا مانا جاتا ہے۔ مشرق اوسط، یورپ اور امریکہ کے محقق و مستشرق بلا امتیاز آپ کی علمی، ادبی اور تحقیقی فضیلت و بصیرت کے معترف ہیں اور ملکی و غیر ملکی اہل علم حضرات آپ سے علمی استناد اور مشورے کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔

فارسی میں تبحر کے علاوہ آپ کو اردو، عربی اور انگریزی ادب سے بھی بڑا شغف ہے، کئی دوسری جدید اور قدیم زبانیں بھی جانتے ہیں۔ اردو اور فارسی میں شعر کہنے اور فن تاریخ گوئی میں ماہر و مشاق ہیں۔ لسانیاتی تحقیق میں کسی کو آپ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں۔ روسی، اقبالؔ اور غالب کے فکر و فن پر آپ کی تحقیق حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔ کلاسیکی اور جدید فارسی شعر و ادب کے سلسلے میں آپ کا درس بے حد دلچسپ اور وجد آور ہونے کے ساتھ ساتھ سائنٹیفک بھی ہوتا ہے۔

جناب علامہ موصوف لکھنؤ، دہلی اور تہران جیسے علم و ادب کے عظیم مراکزوں کے تعلیم یافتہ ہیں۔ فارسی زبان و ادب کی محبت آپ کو ایران کھینچ لے گئی۔ ہند و پاکستان کے آپ پہلے فارسی استاد ہیں جنہیں حکومت کی طرف سے ایرانی وظیفے پر فارسی علم و ادب کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کے لئے منتخب کر کے تہران یونیورسٹی بھیجا گیا، جہاں آپ نے مسلسل پانچ تعلیمی سال انہماک سے گزارے اور فارسی زبان و ادب کے امتحانات میں انتہائی امتیاز کے ساتھ کامیابیاں حاصل کیں۔ ایران میں اردو اور پاکستان میں جدید فارسی کو متعارف کرانے میں بھی آپ کو اولیت اور فضیلت حاصل ہے۔ ۱۹۵۹ء میں انہی خدمات کے اعتراف کے

طور پر آپ کو حکومت ایران کی جانب سے 'نشان درجہ اول سپاس' عطا کیا گیا۔

زیر نظر کلیات غالب (فارسی دیوان) کی تحقیقی اشاعت اسی عالم بے بدل کے برسوں کے ریاض اور غالب شناسی میں آپ کے منفرد شغف اور حیثیت کی آئینہ دار ہونے کے علاوہ ایک 'تحقیقی اعجاز' بھی ہے۔ اگر اس کتاب کی ظاہری خوبصورتی کی کم مائیگی کو بعض ناگزیر محسوسات پر محمول کیا جائے تو اس کے حقیقی حسن کے احسن و اکمل ہونے میں کسی کو حرف گیری کا موقع نہیں ملے گا اور یہ بات بڑے دعوے سے کہی جاسکتی ہے کہ غالب کی صدی کے موقع پر جو بھی تحقیقی کام پاکستان و بھارت کے تمام اداروں اور سرکاروں کے اشتراک سے ہوا ہے، موصوف کا یہ کام اس سے کہیں زیادہ اور گراں قدر ہی نہیں بلکہ اس پر بھاری بھی ہے۔ — مکتبہ 'میری لائبریری' اس عظیم پیشکش پر مبارک باد کا مستحق ہے۔

کتاب کا پیش لفظ حکیم امت علامہ اقبال مرحوم کا ایک ارشاد ہے، جو انہوں نے غالب کے بارے میں اپنی ریاض میں لکھا تھا۔

ابتدائیہ بھی عابدی صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ اصل مقدمہ کتابی صورت میں علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔

خدا عابدی صاحب کو سلامت رکھے گا کہ علم کی دنیا کے نشہ لبِ ابنِ کے علم و فضل کے بحرِ بیکراں کی بدولت اپنی پیاس بجھا کر سکون پائیں، آمین اللہم آمین۔

فائل صدیق

ایم۔ اے (فارسی، اردو)، ایم۔ لو۔ ایل (پنجاب)
ایف۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن)
پروجیکٹ ایڈیٹر، لاہور

لاہور

۱۳ فروری ۱۹۷۰ء



غالب کی آخری تصویر

اکبر فریدی ، ایم۔ اے

عمل :

زندگی کے آخری ایام میں غالب ملتان میں تھے ، جہاں انہیں لاہور سے بھیجی گئی تھی ۔ انکی کلام ہا باغ کو کھڑا لک گیا تھا ۔
تفصیل کے لئے دیکھیں ضمیمہ کتاب ۔۔۔۔۔

پیش لفظ

”جہاں تک میری نظر پڑتی ہے، میرزا غالب — نادرشاعر —
 غالباً ہمارا واحد دوا می سرا یہ ہے، جس کا ہم مسلمین بر عظیم نے اسلامی دنیا کے عام
 ادب میں اضافہ کیا ہے۔

درحقیقت اُس کا شمار ان شاعروں میں ہے جو اپنے تخیل اور اوراک میں،
 محدود عقیدوں اور سرحدوں سے ماوراء ہوتے ہیں۔

”دنیا ابھی اُسے پہچانے لگی“

حکیم مشرق علامہ اقبالؒ

قلمی اور مطبوعہ نسخے جن عزلیات کی ترتیب میں مدلی گئی

- ۱۔ ویران فارسی کتابخانہ ۸۳۵ نمبر صفحہ ۱۸۳۲ م
- ۲۔ ویران فارسی کتابت شدہ جولائی ۱۸۳۸ م
- ۳۔ ویران فارسی کتابت شدہ ۱۸۳۱ م
- ۴۔ ویران فارسی (مطبوعہ) ۱۸۲۵ م
- ۵۔ ویران فارسی کتابت شدہ ۱۸۶۱ م
- ۶۔ کلیات غالب (مطبوعہ) ۱۸۶۳ م
- ۷۔ انتخاب غالب (تالیف غالب و رد ۱۸۶۶ م) مرتبہ مولانا امتیاز علی عرشی (مطبوعہ ممبئی)
- ۸۔ سجد چمن (مطبوعہ) ۱۸۶۷ م
- ۹۔ سجد چمن (قلمی) مکتوبہ قاضی عبدالحمید جعفری بریلوی شاعر غالب (ملوکہ ترتیب)
- ۱۰۔ مجموعہ کلام غالب مکتوبہ برائے نواب مصطفی خان شریف شریف
- ۱۱۔ بیاضی فرحت اللہ معاصر غالب (قلمی) - (نسخہ ملوکہ مرتب)
- ۱۲۔ تاریخ دودرد مرتبہ سید وزیر الحسن عابدی (مطبوعہ ممبئی ۱۹۶۸ م)

نوٹ۔ - ہم نے ۱۹۴۱ء میں بانگی پر اور رام پر مکتوبہ ان نسخوں کا مطبوعہ کلیات سے مقابلہ کیا تھا۔

نشاطی جم غلب از آسمان نه شرکت جم
قدح مباحش زیا قوت باور گزینیت

ترتیب نامه

ترتیب نامہ

غالب کا کتابت نظم فارسی ہم نے دو حصوں میں مرتب کیا ہے۔ پہلا متفرق خیالات کا ہے۔ دوسری اصناف و دوسرے حصے میں آئی ہیں۔ یہ ایڈیشن اس مقصد کو نظر میں رکھ کر مرتب کیا گیا ہے کہ مطالعہ کی عام سطح سے لے کر تحقیق و تنقید کی سطح تک قاری کی نگاہ نظر کا ساتھ دے سکے۔ میری لاہوری کے فارغ التحصیل بشیر احمد و دوسری غالب کی مدد پر ہی کی تقریب کے موقع پر اس اشاعت کو حقیقتی ایڈیشن کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیخ محمد کرام صاحب کے غالب نامہ کے بارے میں غالب پر کام کرنے والوں کی ترجیح کلام غالب کی تاریخی تدوین کی طرف تھی ہے اور تحقیق و تنقید کے تقاضوں نے ایک ایسے ایڈیشن کی اشاعت کو ضروری بنا دیا ہے جسے وہ جدید کے اصول پر مرتب کیا گیا ہو۔ اردو دیوان کے سنے یہ کام جناب استاد علی عثمانی کی کوشش و کاوش سے انجام پا چکا ہے۔ کتابت فارسی اس طرح کی کوشش کا منتظر تھا۔ خوش قسمتی سے کلام فارسی کی زمانہ ترتیب کے لئے حاجی اور داخل استاد و شواہد اردو کی پرفہست کئی گنا زیادہ موجود ہیں۔ اردو نظر نگاہ میں ہم نے فارسی خیالات کو سات ادوار میں تقسیم کیا ہے جن کی تفصیل فرست ہند وادی خیال کے عنوان سے اس مجموعے میں ص ۲۱ تا ص ۲۸ درج ہے۔ ان میں سے پہلا دو تین فرد میں اور دوسریں تقسیم ہوتا ہے جن کی نانی سربندی کے لئے بعض خدا ہی خدا کے علاوہ داخل شواہد و قرائن فراوان موجود ہیں۔ اس ایڈیشن کی تاریخی و رد ہندی اور بعض خیالات کے القوائے زمانی حقیقت کے لئے مآخذ کی نشان دہی اور استدلالی معیشت ہم نے اپنی کتاب غالب غزل سرا میں کی ہیں، جو زیر طبع ہے۔

خیالات کے حاشیوں میں متن کے بعض اہم اختلافات بتانے ہیں اور جہاں ممکن نہا ہے مستقل غزل کی تاریخ و رد کی ہے۔ حاشیوں کے حوالے زیادہ کر دینا کے ہیں جس کا تہاد، الگ نام لکھا ہے اپنے مسنون (در سال نگار ۱۹۹۰ء) میں کر دیا ہے۔ اس میں جناب حکیم محمد علی خان صاحب جمال ترمشا کے مکتوب و فائز ش سے ملے دینا کا شوق لیا ہے

دیوانی خیالات کی روایت دوہیت دار ترتیب ہمارے اس ایڈیشن میں زیادہ و ہم پر ہم نہیں ہوتی اس لئے کہ غالب کی فارسی غزلوں میں سے جن کی کل تعداد تین سو چھ تیس ہے، دوسرے پچتر غزلیں از روایت الف، تادوہیت یا پہلے وکھ میں آتی ہیں۔ پھر اس وکھ کی پہلی غزل وہی ہے، جو دیوان کی پہلی غزل ہے اور آخری غزل میں وہی جو دیوان کی آخری غزل ہے

غزلوں میں جو اشارہ برن، کی علامت ہے وہاں وہ اسطر میں ہو غالب نے اپنے دیوان علامہ درموزا سے منتخب کر کے غالب نامہ پر لکھ دیے تھے اور اس مجموعے میں شامل ہیں اور عرضی

ماسب نے انتخاب غائب کے نام سے نشان کیا ہے۔ اس کی علامت اُن اشعار پر ہے، جن پر غائب کے اس حق مجرم کا نام میں 'م' بنا کر ہے، جو علی گڑھ اور جید منشی لائبریری میں محفوظ ہے یہ بھی مجرم غائب مصطفیٰ خان شیشیز کے لئے لکھا گیا تھا۔ ب کی علامت سے ان اشعار کی نشاندہی ہوتی ہے، جو غائب نے بیچ آجنگ کی پہلی تدوین میں اشعار مکتوبہ کے عنوان سے وضع کئے ہیں۔ ب کی علامت ان اشعار پر ہے، جو غائب نے بیچ آجنگ کی دوسری تدوین میں بڑھائے۔ اس غزل کے ترقی شانے پر پھول لکھا بنایا گیا ہے وہ ان غزلیات میں سے ہے، جو غائب نے اپنے مرتب مجموعہ 'گل رعنا' تراشیت ۱۸۷۸ء میں وضع کی تھیں۔ ایسے غزلوں کا ہر شعر غائب نے ہمدردی سے لکھا اور اپنے دیوان میں اس میں شامل نہیں کیا اس پر علامت 'م' بنا دی گئی ہے جو شعر 'گل رعنا' میں کسی اور طرح تھا اور پھر میں غائب کے اس میں اصلاح کی ہے۔ اسے 'م' کی علامت سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح جو شعر 'گل رعنا' کے ہمدردی اخلاص سے اس پر 'م' کی علامت لکھی گئی ہے۔ اس غزل کی اصلاح اور اٹھانے کا تو فیض حراشی میں کی ہے۔

دیباچہ دیوان فارسی | جو کہ ہمارے مرتب کردہ کلیات غائب و فارسی کا پہلا حصہ ہے اس لئے ہم نے اس مجموعہ غزلیات کے شروع میں ہمارے دیباچہ دیوان فارسی کو لکھ دیا ہے۔ غائب کی فکر ادنیٰ کو بگھنے کے لئے اس دیباچہ میں وہ تمام نکتے اور نشانے ملتے ہیں، جو غائب کی شاعری خاص طور پر غزل گوئی کے ادوار اور تحسین کے لئے تنقید و ادیب کی مستحق بنیاد بن گئے ہیں۔ دیباچہ کے ان جواہر عشق کو نمایاں کرنے کے لئے ہم نے اس اہم نگارش کی مہارت ہندی کی ہے اور نکل مائے شمع میں ہر عبارت کو مزین دیا ہے۔ ہادی نظر میں یہ دیباچہ غائب شاعری کے لئے ہمیں مطالبے کا مستحق ہے اور تنقید و تنقید کا ایک مشکل موضوع ہی سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے انگریزی ادب میں دوزخ حد کے مشہور دیباچہ کی حیثیت ہے۔

اضافہ | اس مجموعہ غزلیات کو کامل بنانے کے لئے دس ہجین، اور 'بانغ و در' کی غزلیں اور غزلیات بھی شامل کر لی گئی ہیں۔

ضمیموں کی تفصیل حسب ذیل ہے

اختلاف نسخ | یہ مجموعہ غزلیات غائب کے دیوان فارسی یا کلیات نظر فارسی کے تین قدیم ترین تعلیمی نسخوں اور دو سامعہ مطبوعہ نسخوں کی حد سے مرتب کیا گیا ہے۔ ان نسخوں کے متن کے اختلافات کی نشاندہی ایک جدول کی صورت میں کی گئی ہے جو اختلاف نسخ کے عنوان سے وضع ہے۔ دسم ۱۶۹۹ء تا ۱۷۷۹ء دیوان فارسی کے ان بنیادی نسخوں کے علاوہ 'گل رعنا' اور 'انتخاب غائب' کے متن سے بھی مدد لی گئی ہے۔ غائب کے اپنے کلیات نظر فارسی کو برس ۱۸۶۱ء میں نقل کر کے غائب

تعبیر غالب اس عنوان کے نیچے میں غالب کی نادسی ترکی کے دو اقتباسات ہیں جن میں اس نے اپنے نادسی استاد اس طرح استعمال کئے ہیں کہ ان کے اصل مفہوم پر بخوبی روشنی پڑتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ غالب خود اپنے شریکی تعبیر کیسے طرح کرتا ہے۔

سوز میں سخن گستران چشتین ان شراکی نشان وہی کی گئی ہے جن کی زمینوں میں غالب غزلیں کہیں ہیں۔ اس غزل کے ذہنی ماحول کے مشاعرہ پر، فیضی، عرفی، انجیری، سائب، حرمین اور بیدل کے ہاں غالب کی اختیار کردہ زمینوں کا سراغ ملتا ہے۔ اسلوب کے قریب و بعد کا تعین کرنے کے لئے اس فہرست میں تقابل کی مرض سے سدی، امیر خسرو اور عارف کی مثالیں شامل کیا گیا ہے۔ سدی غزاسانی اور شیرازی اسلوب کا حامل ہے عراقی اسلوب کا اور امیر خسرو غزاسانی و عراقی عناصر کے قلمی اسلوب کا حامل ہے جس میں ہندوستان کا اسلوب استہجاب ہے۔ تقابل و واقف کی زمینوں میں بھی غالب کی بعض غزلیں ہیں۔ ایک طرف غالب اور دوسری طرف قلیل قوافل کے درمیان فیضی، فیضی، تہ کا پتہ چلانے کے لئے اس فہرست میں یہ دو نام بھی بڑھ چکے ہیں جو زمینیں اس دائرے سے جھٹ کر دوسرے

بھی ملتی ہیں ان کے حوالے آسانی خانے میں درج کئے گئے ہیں جن دو اور جن مجموعہ ان کے اشتراک و تذکرہ سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے قلمی اسلوبوں کے نام ساتھ میں درج کئے گئے ہیں۔

اس جدول میں قلمی کتاب کا سفر جاتے ہوئے جہاں آتے دکھایا ہے اس سے مزاد و قاف کا واضح پتہ لاسو ہے اور جہاں 'ب' ہے وہاں بائیں طرف کا سفر اس جدول کے مندرجہ بالا بنیاد پر ہر مسائل سامنے آتے ہیں اور جن عناصر پر روشنی پڑتی ہے ان سے متعلق ہم نے اپنی زیریں کتاب 'غالب غزل سرا' میں مہر و بحث کی ہے۔

نواہد سخن گستران چشتین اس نیچے میں مشاعرہ، فیضی، غالب، بیدل اور قلیل کی وہ غزلیں درج ہیں جن کی زمینوں میں غالب غزلیں کہیں ہیں جن کی زمینوں میں ہیں۔ بہت سہاں یہ دیگر گزافہ و غریب ہے کہ نہ نظر جیسے کی مہارت کے بہت بعد غالب کا تخیلیت ایران سے اور بیدل کا مال کلیات افغانستان سے شائع ہوا ہے۔ اس نیچے میں غالب کی غزل کا مطالعہ کرنے والے کی مہارت کے لئے وقت کی

بہترین غزلیں بھی جو قراء میں دس میں شامل کر دی گئی ہیں۔ یہ غزلیں مشاعرہ و قاف سے لی گئی ہیں۔

غزل غالب و شاعر غالب اس نیچے میں سہا عنوان ہے غالب غزل سرا جس کے تحت غالب کی نادسی اور اردو نگارشات سے وہ اقتباسات جمع کئے گئے ہیں جن

میں غالب نے اپنی شاعری خاص طور پر غزل سرائی کی طرف اشارے کئے ہیں۔ دوسرا عنوان ہے غزلیات نادسی، جس کے تحت غالب کی نادسی اور اردو غزلیوں سے وہ اقتباسات جمع کئے گئے ہیں جن میں غالب نے بہت نادسی غزلیات جمع کی ہیں یا غزلیات کا سوا دیا ہے۔

غیر عمران ہے، ایسیات غزل ہونے فارسی، جس کے قسمت غالب کی تحریر و نگارہ، اعتبارات میں کئے گئے ہیں جن میں غالب کی غزل ہارکون شہر یا چند شہر آگئے ہیں۔

انتقادات غالب غالب کی غزلیں سے وہ اعتبارات کب جا کر رہ گئے ہیں جن میں غلطی انتقادات غالب فارسی کے غزل گوشوارہ یا فارسی غزل گوئی کے بارے میں اظہار رائے کیا ہے۔

فرہنگ غالب یہ وہ اعتبارات ہیں جن میں غالب نے کسی ایسے شعر کے معنی بتائے ہیں جو اس کی فارسی غزلوں میں استعمال ہوا ہے۔

عروض غزلیات اس حصے میں غالب کی فارسی غزلیات کی بحر میں اور اوزان کی نشان دہی کی گئی ہے۔

مجمع ایسات ہر غزل کی ایسات کی تعداد اور غزلیات کی کل ایسات کی تعداد میں مجموعہ کی جمع ایسات کی گئی ہے۔

واشتماس واماکن غزلیات اس اثنا میں اکثر شخصیتیں اور مقامات جاننے پہنچانے ہیں۔ البتہ ان میں سے بعض کے بارے میں تقاضا یا دو اشعار کی ضرورت تھی سہو غالب غزل گو میں درج ہیں، لیکن مختصر اشارات میں بھی درج کئے گئے ہیں۔

طبع مسانی ان الفاظ کی شہر، شرف نشان دہی کی گئی ہے، جو غالب کے کلام میں خاص طور پر غزل میں مذہم کے ایک خاص تصور کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔

غالب کا علم خیال فارسی غزلیات کے حدود میں غالب کی خیالی زندگی یا تخیل یا پسیر تراشی کے حقیقی مطالعے کے لئے تجزیاتی اعداد و شمار پیش کئے ہیں۔

ماخذ زیادہ تر وہ ہیں جن سے ہم نے اپنے حصے و سرزمین سخن گستران، میں استفادہ کیا ہے۔ یہ ایک علامت سے کہ بخاندہ و خانقاہ پنجاب کا صدر مراد ہے۔

غزلیات غالب کا اطلاق غزلیات کے تین کو ہم نے عام گہری کے لئے واضح بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس مقصد کے لئے جہاں فرضی مبالغہ پاکستانی لفظ کے لحاظ سے یا تخیل اور یا تخیل سکوس کا التزام رکھا ہے، البتہ ان میں ہر جگہ منقطع ہے۔ خاص طور پر قافیہ برآں کے ہنگامے کے بعد سے غالب بعض فارسی غزل گوؤں کے ہائے 'مز' سے لکھتے تھے، جیسے 'گزشتن' بجائے 'گزشتن'، 'گزشتن' بجائے 'گزشتن'، بعض نظروں میں وہ 'ز' کے ہائے کے قائل تھے، آؤد یعنی 'تشنہ کو آؤد' کہتے تھے۔ ایران میں ہم نے اسے 'آؤد' لکھا ہے۔ غالب کے تخیل کی پیرایہ تھی

کی۔ یک 'آؤد'، 'آؤد'، 'آؤد' کے بارے میں ہندوستانی تفسیر اور اطلاق ساتھ دیا ہے۔ ایران کی فارسی میں 'شکوند' ہے اور 'شفتن' ہے یا کے 'شکوند' اور 'شفتن'۔ اس طرح تب ہے بجائے تب۔

روایت نامه

رقم اعداد

ارقاع	-	فارسی
۴	۲	۴
۵	۳	۵
۷	۴	۷

رویف نامه غزلیات

شماره ترتیب	مصرع آغاز	مصرع خاتمه	مصرع آغاز	مصرع خاتمه
۱	آتشیدان کشته خوار دست دامن ما	۸ ۱۰ ۲۲	مدگر عزیمت آینه دار خوریم ما	۱۰ ۱۲
۲	از تست لگرم خسته پیرا خست ما	۱۶ ۲۲ ۲۵	در بحر مرط پیش گفت ب و بزم ما	۱۳ ۱۸
۳	از دم قهر گیت که در غمور گیم ما	۱۵ ۲۰ ۲۹	دل تاب ضبط ناله خوار و خواجه ما	۲۵ ۳۵
۴	ای بخل و ملاخوئی تو چنگل سر ما	۴ ۱ ۲۶	راز خیزت از بیا محمد قوی جویم ما	۲۱ ۲۹
۵	ای خواجه خردمند جهان دلدرد ما	۲۵۶ ۲۶۲ ۲۸	ز می گشت نمود با دسا شکر بیا	۱۳ ۱۶
۶	ای روی تو بچند در آتش گنگ ما	۲۲ ۲۰ ۲۹	سیرم در دغا قاصد و خای سینه بشما	۱۹ ۲۶
۷	ای گل در عشق کعب پای تو طایب ترا	۲۵ ۲۹ ۳۰	سوز عشق تو می از رنگ عیان است ما	۸ ۹
۸	پادشاه مشکبوی ما پیرد کاند گشت ما	۲۵ ۲۲ ۲۱	سوزد ز یک تاب بجا شش نقب ما	۲۲ ۳۱
۹	بیابان محبت یاد می آدم نهانی ما	۱۶ ۲۲ ۲۲	شکست رنگت در سافرا زو حیرت ما	۱۹ ۲۵
۱۰	بخت خرد تو می کی باز دست پلور ما	۲۲ ۲۲ ۲۲	غمت در پیش تو می گدا زو سوز خندان ما	۲۹ ۳۰
۱۱	برخی آید در چشم از جوشش میرانی ما	۱۵ ۱۹ ۲۲	قتل آینه دار بجز خمه نازد شای ما	۲۶ ۳۶
۱۲	در شغل انتظار مرشای در غلغله شبها	۱۱ ۱۳ ۲۵	فرده دارد خطر از سبب و بیاد ما	۲۶ ۳۸
۱۳	بر گیتی شد عیان از شیوه جز انتظار ما	۱۹ ۲۱ ۲۶	گر بیانی مست ناگاه داند ز لعل ما	۵ ۵
۱۴	پس از گشتن بخوابم و بیدارم بگذاز ما	۶ ۶ ۲۶	سلام حرم صبا بعد پیا لا ما	۳۰ ۳۶
۱۵	پس از غری که فرودم چو شمع پیاخت ما	۱۱ ۱۴ ۲۸	خوگ عشق دوان از صدقه سیه ما	۶ ۸
۱۶	تا بدخت چاره گر بگر پیا پیر ما	۲۶ ۲۶ ۲۹	می آید نیم که در گری توان فریخت ما	۱۳ ۱۹
۱۷	توان حد بدست شاد که در شمع پیاخت ما	۲ ۲ ۳۰	نقش ز خود باده گند بست ایم ما	۹ ۱۱
۱۸	جای بر تنه ای دل پر شاکست ما	۱۲ ۱۵ ۲۱	تعلیم تازه دارم شیوه چاند و پیاخت ما	۲۹ ۳۰
۱۹	جود بی غم زیاده خود است کام ما	۲۵۹ ۲۶۵ ۲۲	فرمانیم در عالم نکاح کاسه ساما	۶ ۶
۲۰	چوی خوار خویش مدود نامش وصال ما	۳ ۳ ۲۲	نقش شرمی بی پرده شود جلش ما	۲۱ ۲۸
۲۱	چوی به تاحد کسیر پیغام ما	۲۱۵ ۲۵۰ ۲۲	فرید نقب شرق دلم از بجا جان ما	۲۳ ۳۲
۲۲	خاموشی داشت پد آموختن ما	۳ ۳ ۳		
۲۳	خوشه وقت سیر که به تند کسور ما	۱۸ ۱۸ ۳	از آینه نایانت حق سلیم امشب ما	۲۳ ۳۵

ب

روایت نامه غزلیات

شماره	معنی آند	معنی غزل و شریک	معنی آند	شماره
۱	آتش باز کشد خمار دست و پا می	۲۲	۱۰	۸
۲	از تست اگر ساخته پیرا خشا	۲۵	۲۳	۱۶
۳	هزدم تو گویی که در قزو گیم	۲۶	۲۰	۱۵
۴	ای غلو و ملاخوئی تو بهنگ سر شا	۲۷	۱	۲
۵	ای خدای خد خود بند جهان دلدردا	۲۸	۲۴	۲۵
۶	ای روی تو بچهره در آینه رنگ ما	۲۹	۳۰	۲۲
۷	ای گل در عشق گفت پای تو طای قتا	۳۰	۲۹	۲۸
۸	پادشاه سگی با پیرد کد گشت ما	۳۱	۳۲	۲۵
۹	بیایان محبت یادی آدم نهانی	۳۲	۳۳	۱۷
۱۰	بجگرت خردم نرود کجای باز ست پلوا	۳۳	۳۴	۲۴
۱۱	برخی آید ز چشم از جوش میرانی سرا	۳۴	۳۵	۱۹
۱۲	در عشق استکار حشوا در غوغا شبها	۳۵	۳۶	۱۳
۱۳	بر گنج شد میدان از شیر و بجز افلاک	۳۶	۳۷	۲۱
۱۴	پیر لا کشتم و خالم دیدم بیگانه	۳۷	۳۸	۷
۱۵	پیر از عمری که فرسودم چو من پیرانیا	۳۸	۳۹	۳۴
۱۶	تا دوست چاره گر بجز پادشاه و	۳۹	۴۰	۲۹
۱۷	تو ای دلدار بخت شاد کن و بیگانه	۴۰	۴۱	۲
۱۸	چون بخت ای دلای بهنگ کاسم	۴۱	۴۲	۱۵
۱۹	چون غم نبارد نبود است کام ما	۴۲	۴۳	۲۵
۲۰	چون خوار خویش دلدرد و ناله حال ما	۴۳	۴۴	۳
۲۱	چون به کامد سپرم پیغم ما	۴۴	۴۵	۲۱
۲۲	خوشی داشت پادشاه ما	۴۵	۴۶	۲
۲۳	خوشه قند سیری که بر آید بر سودا	۴۶	۴۷	۱۸
۲۴	از آینه بیا رفت حق میگیم احشوب	۴۷	۴۸	۲۴

۲۶	بجز کل بصرای تیر با خاست مشب	۳۲	۳۲
۲۷	غیر و بجز اهری و داسرای عیال	۳۱	۳۱
۲۸	گر چه از حب نجات گزید چه لب	۳۲	۳۲
پ			
۲۹	عمر دیده دلی در میرفت لب	۳۲	۳۲
ت			
۳۰	اغری خوشتر از نیم بجای میباید	۲۹	۳۰
۳۱	از نرنگ آینه در شرف زاری شده است	۳۰	۳۱
۳۲	اشتب آتش دلی گرم کند خایه است	۳۲	۳۰
۳۳	اندوه باقی در سر پر کلاه نیست	۳۲	۳۲
۳۴	آنکه بی دیده بعد از غایب نه رفت	۳۶	۳۰
۳۵	و اگر گفت غم بدی سینه جان فداست	۳۶	۳۲
۳۶	و اینم از مرگ آینه است جاست	۳۱	۳۶
۳۷	با سحر که خاشم سخن از شکست نیست	۳۲	۳۱
۳۸	بسی که در دل جلوه گر باری نیست	۳۴	۳۶
۳۹	بخور سینه نشانی از دیکه شاد است	۳۰	۳۵
۴۰	بلکه دی بادی ای اشرافه است	۳۶	۳۸
۴۱	بلکه از تک نگاه تو آسمان رفت	۳۷	۳۷
۴۲	بسی دلست بخلا غم چه بیند نیست	۳۲	۳۲
۴۳	برادی که مدی غمزدار است	۳۲	۳۵
۴۴	تا بمریم نظر ملت محبت سوس است	۳۲	۳۵
۴۵	بیب سراسر که برش خانه است	۳۲	۳۱
۴۶	چشم از دایر اشک تر است	۳۱	۳۸
۴۷	چرخ سوز سبایی بی باغ است	۳۲	۳۲
۴۸	چه فتنه اگر در خانه بگنیز نیست	۳۸	۳۲
۴۹	حق جلوه گر در ظرف بیای محمد است	۳۲	۳۲
۵۰	خواست که نام بخند تو بگوید	۳۲	۳۵
۳۱	خوشم که میخ کنی قاسم نه باغ است	۳۵	۳۱
۳۲	دیده دل دل در تو دست گیر است	۳۷	۳۷
۳۳	دیده تو چشم از دو جهان دفع نیست	۳۸	۳۸
۳۴	در تمام از خیال کردل جلوه گر باری نیست	۳۷	۳۷
۳۵	در گردن دل دلی در سنگ و گیسو	۳۶	۳۶
۳۶	دل بدلی از شیریه میباید	۳۲	۳۲
۳۷	دل بر دو حق آفت کرد بجز تر است	۳۵	۳۱
۳۸	دلی گسست و پیرنه مشک اناد است	۳۰	۳۶
۳۹	ساخت زناست بجز رنگ نرنگ است	۳۲	۳۲
۴۰	سحر دلی امکان نیست بجز گیسو	۳۱	۳۶
۴۱	سینه بخشیم و خلق دیدار است	۳۶	۳۶
۴۲	سحر بخشش حق را در دلی نیست	۳۲	۳۶
۴۳	خیال طرب حرام بر پیچ و تاب نیست	۳۶	۳۶
۴۴	فغان که بر لب قلب آینه غم نیست	۳۰	۳۷
۴۵	گشته مار شک گشته در گاست	۳۴	۳۴
۴۶	گر باری نیست سینه جان فداست	۳۸	۳۸
۴۷	گروه خورشید از غم باز نیست	۳۱	۳۷
۴۸	گشتم بر دلی از غمزدار نیست	۳۷	۳۷
۴۹	گل بجز عریه سنگ و در گرفت	۳۸	۳۸
۵۰	گشتم بقای میباید نیست	۳۵	۳۷
۳۱	لب بجز تو جای نیک است	۳۵	۳۵
۳۲	لذت عشق ز غمزدار حاصل است	۳۶	۳۶
۳۳	لعل تو خسته از اناس کیست	۳۶	۳۶
۳۴	مال غم که گر باری ناز گشت	۳۲	۳۲
۳۵	من ز صبا چایاده در دل نیست	۳۷	۳۷
۳۶	منع از دلی در غمزدار نیست	۳۷	۳۷
۳۷	نشد به صبر دلی در حلاوت نیست	۳۷	۳۷

۱۳۹	دافست که شادانم امید هر چه بود	۸۱	۱۰	۱۰۳	گرست به گوشتی زلف تو جانفش داند	۸۴	۱۱۵
۱۴۰	دافتم از پهلوی مدد بقای آید	۷۹	۱۰۳	۱۰۴	گرم سخن گوشتی زشتیند خشنود	۷۹	۱۰۷
۱۴۱	در کعبه حاد بگره سوزنم برود	۸۸	۱۰۳	۱۰۵	بهم در زلف زار تو عاشقش بباد	۱۰۳	۱۴۲
۱۴۲	درین کام که لب از کار جانم	۱۰۳	۱۰۳	۱۰۶	مژده بیکدیگر تیر و شمشیر داند	۷۷	۱۰۵
۱۴۳	دگر فریب بهارم سر سبز منم	۷۳	۹۹	۱۰۷	منم بفرات مردم در قیاس برود	۱۰۵	۱۴۹
۱۴۴	دل اسباب طربم که در دلم نه	۷۵	۱۰۳	۱۰۸	تا دلم منم مدتی کار جانم	۸۹	۱۴۳
۱۴۵	دست زدن بکند ایچ چنانیز کند	۲۴۸	۳۱۵	۱۰۹	نفس از بیم غیبت خسته پیچیده داند	۸۳	۱۱۳
۱۴۶	دل به خنده از غرق تو فغانم	۹۹	۱۴۲	۱۱۰	نقاب دگر که آینه در زلفی داند	۲۴۸	۲۴۳
۱۴۷	دماغ اهل دنیا نشسته ملا داند	۹۹	۱۳۹	۱۱۱	نگاهش از بصر تا زده داند	۷۳	۱۰۰
۱۴۸	دوش که گشتش بهم کله بر روی تو بود	۸۸	۱۲۱	۱۱۲	نگه فراموش بهر سنگ داند	۹۴	۱۳۰
۱۴۹	دیگر از گریه بدل دلم خسته یا جانم	۸۷	۱۲۰	۱۱۳	فریاد دگر که نام داند	۹۷	۱۳۳
۱۵۰	دوش بر دلم که چه دلم دگر بود	۱۰۱	۱۳۹	۱۱۴	زاد شرمست که چشم دای اسبابی داند	۸۹	۱۱۸
۱۵۱	دشمن است ای که در دلم آسودنی دلم	۱۰۰	۱۳۷	۱۱۵	نغمه جبین به دیش است بگر داند	۱۰۹	۱۵۱
۱۵۲	زگر که گشتش خفته دل بگرش داند	۸۱	۱۱۱	۱۱۶	نیست و تن که با کاشی از دلم زده	۲۲۶	۲۹۱
۱۵۳	شادم بخیر است که تا بدم بر آید	۸۳	۱۱۴	۱۱۷	هر زده را غلبه بر سیم بر دای داند	۱۰۳	۱۴۲
۱۵۴	خوشی بهم جیب دلم آید	۹۱	۱۲۶	۱۱۸	هر دم زلف طربم آید بکند	۷۹	۱۰۸
۱۵۵	شوقم زیند بر دلم فریادی داند	۹۳	۱۲۸	۱۱۹	هم آید از دلم دلی داند	۲۴۸	۳۲۸
۱۵۶	صاحب دلمت داند و شوقم با دلم داند	۱۰۹	۱۳۹	۱۲۰	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴
۱۵۷	صحبست خوشی بود و دلی به دلم داند	۹۳	۱۲۹	۱۲۱	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴
۱۵۸	دانش تو به گشتش که به دلم داند	۸۰	۱۰۹	۱۲۲	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴
۱۵۹	عجب که زنده دلم به دلم داند	۲۴۳	۲۴۳	۱۲۳	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴
۱۶۰	غم به دلم داند و دگر دلم داند	۷۳	۱۰۱	۱۲۴	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴
۱۶۱	غم می داند و غم می داند	۱۰۸	۱۵۰	۱۲۵	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴
۱۶۲	قدش داند و داند داند	۱۰۹	۱۴۷	۱۲۶	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴
۱۶۳	کسی با دلم داند و داند داند	۲۴۸	۲۴۳	۱۲۷	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴
۱۶۴	کوه تا بهر آید داند داند	۹۷	۱۳۳	۱۲۸	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴
۱۶۵	گر چش از تو آید داند داند	۲۴۹	۲۴۹	۱۲۹	زیند لب خرام کلمه آید ز دلم داند	۱۱۴	۱۵۴

۱۹۸	در گریه از سر نهادن که در خانه باشد بچهار گوش	۱۹۱	۱۸۸
۱۹۹	مژده ای بوقت خرابی که ببلد است بعد	۱۹۶	۱۱۴
ز			
۲۰۰	ای شرق باغ و باغسایر یا مانند	۱۹۳	۱۱۹
۲۰۱	با برکت گفتار خالی بود یا چای خورد	۱۹۶	۱۲۱
۲۰۲	خون قطره قطره ای چکونه چشم زد بند	۱۹۴	۱۱۹
۲۰۳	بایست ز بختی طرح نمیداد قطع بید	۱۹۴	۱۱۸
۲۰۴	بختی عشق کی ماند سرشک بر رخسار	۱۹۵	۱۲۰
س			
۲۰۵	تجارت از بام بسته بیرون نگردد کس	۱۹۰	۱۲۲
۲۰۶	ماح تجر که بدم لذت سوز می پری	۱۹۰	۱۲۲
۲۰۷	کاشانه نشی عشق گری ما چه کند کس	۱۹۸	۱۲۳
۲۰۸	ملطنی به قوت برنگر غنچه شکر شانس	۱۹۹	۱۲۳
۲۰۹	هر که این ز می بجز شکر شایسته ی زلی	۱۹۱	۱۲۵
ش			
۲۱۰	بیا باغ و غناب از درخ می برکش	۲۱۹	۲۵۰
۲۱۱	خوشامد و شب بخت و عشق می خور	۱۹۸	۱۳۰
۲۱۲	خوشامد آتش آتش بر سر آتش	۱۹۲	۱۲۶
۲۱۳	درد سردی آتش بخت سحر تابید	۱۹۵	۱۲۸
۲۱۴	دشمن آتش بود که کند و درکش	۱۹۹	۱۳۱
۲۱۵	زکشت ی تپه بیس از لعل گریه بر سر	۱۹۶	۱۲۹
۲۱۶	پیر حال اسیری که دردم پر کشت	۱۹۳	۱۳۲
۲۱۷	که در خانه بود که وقت بخت و شانس	۱۹۰	۱۲۹
۲۱۸	نیست معجزه ای حریف تاب در کشت	۱۹۲	۱۳۶
ص			
۲۱۹	چون که با اسیر بخت با برکت	۱۹۶	۱۳۲
ض			
۲۲۰	دل در عشق بسته که جان می دهد و خوش	۲۲۰	۱۳۳
ط			
۲۲۱	بختی بر عهد زبان تو قطع بود قطع	۲۲۱	۱۳۵
۲۲۲	گفت که با ای که در خانه است شرط	۲۲۲	۱۳۴
ظ			
۲۲۳	کار بخت و عشق نبود از سر چه خط	۲۲۳	۱۳۶
۲۲۴	مرا که با در خانه ام خسته کار چه خط	۲۲۴	۱۳۸
ع			
۲۲۵	تا بخت شرق و افراخته جان در عشق	۲۲۵	۱۳۸
۲۲۶	شدم که با کار می بیند بر بخت	۲۲۶	۱۳۹
غ			
۲۲۷	بختی بخت بر سر که در خانه خسته	۲۲۷	۱۴۰
۲۲۸	بختی بخت بر سر که در خانه خسته	۲۲۸	۱۴۱
ف			
۲۲۹	ای که خاتم از سر بختی بخت	۲۲۹	۱۴۲
۲۳۰	لک و ششم بخت از شکر بخت	۲۳۰	۱۴۲
ق			
۲۳۱	بختی بخت از سر بخت بخت	۲۳۱	۱۴۳
۲۳۲	بختی بخت از سر بخت بخت	۲۳۲	۱۴۵
ک			
۲۳۳	بختی بخت از سر بخت بخت	۲۳۳	۱۴۰
۲۳۴	بختی بخت از سر بخت بخت	۲۳۴	۱۴۰
۲۳۵	بختی بخت از سر بخت بخت	۲۳۵	۱۴۰
گ			
۲۳۶	بختی بخت از سر بخت بخت	۲۳۶	۱۴۱
ل			
۲۳۷	بختی بخت از سر بخت بخت	۲۳۷	۱۴۲

۲۳۸	دایم درهای توستی بجوی گی	۲۶۳	۱۵۱	۱۹۹	۱۵۲	۲۰۱	نیم کونکلی نقاش بر انگشتم
۲۳۹	ما بهیست که در دل خنجر خنجر ^{مطلوب}	۲۶۳	۱۹۸	۱۹۸	۲۱۲	۲۱۹	زخمی خنجر گی که بپس روی مادم
۲۴۰	گفتم ز شادی خنجرم گنجینه آسان ^{مطلوب}	۲۶۵	۲۳۲	۲۰۰	۱۶۲	۲۱۵	سخت جگر که در خنجر چکیدی دیک
۲۴۱	دروازت دینا در آبرو جلیل	۲۶۶	۱۹۷	۱۵۰	۱۵۹	۲۰۶	شبهای غم که جگر تو تابشست ایام
	م	۲۶۵			۱۵۹	۲۱۰	حبست خنجر تا نفس در دم انگشتم
۲۴۲	آسان چند امیرم	۲۶۸	۲۳۱	۲۶۰	۲۳۵	۲۰۳	چکشد خنجر که در دوا اثر بخایم
۲۴۳	آتم که لب خنجرم ز نای غلام	۲۶۹	۲۲۵	۱۹۹	۱۹۰	۲۱۲	غم گشته بجوی تو ذول بک غم برم
۲۴۴	اگر بخود غمی باشد غامت که در چشم	۲۷۰	۲۲۱	۱۹۷	۱۶۳	۲۱۷	بی بایم بر سر عرض خدمت می کنم
۲۴۵	ای چه خدمت که از شوق تو در دم	۲۷۱	۲۰۵	۱۵۵	۱۶۹	۲۲۲	نقش طاقچه فلادی ز نایم بریدم
۲۴۶	بخت غمناک است بی غم که در چشم	۲۷۲	۲۰۷	۱۵۷	۱۵۲	۲۰۲	نور غم تو در دین آزاد خودم
۲۴۷	پر لب یا علی سرای با ده ده که در ایام	۲۷۳	۲۰۲	۱۵۲	۱۹۸	۲۲۲	و حسی در سفر از برگ سفر داشته ایم
۲۴۸	بسکه بیخبر خوشی باشد ز گمراهم	۲۷۴	۲۰۱	۱۵۳	۱۹۲	۲۱۳	هم به نام ز اهل عالم بر یک افتاده ام
۲۴۹	چو با گمراه باشد جز نایم که در	۲۷۵	۲۱۶	۱۹۳	۱۵۵	۲۰۴	یاد باد آن دور و گمان که خنجر می داشتیم
۲۵۰	بی خوشیست جان ناخوش گرفته ایم	۲۷۶	۲۰۸	۱۵۷			ل
۲۵۱	بی پایانی عشق رسائی خوشم	۲۷۷	۲۱۱	۱۵۹	۱۶۳	۲۰۸	ای زنده از خنجرم در جوی تو انگشتم
۲۵۲	بیا که تا ده آسان بگریم	۲۷۸	۲۲۰	۱۹۹	۱۵۱	۲۰۱	خونم دست و تیغ آنور جانان
۲۵۳	تا بکی صرف و رفاه جوی دل باشم	۲۷۹	۲۱۸	۱۹۵	۱۶۶	۲۰۲	بسکه استاذده تو سر پای می
۲۵۴	تا فصل از حقیقت است ز نشتایم	۲۸۰	۲۰۹	۱۵۸	۱۸۲	۲۰۲	تا ز دیوانم که سر مست سخن خنجر شده
		۲۸۰			۱۸۲	۲۰۲	خنجرم ستم به فضل زبیر ای تو ان گشته
۲۵۵	چو ده صحنی بحسب و بختی که در ایام	۲۸۱	۲۱۲	۱۶۱	۲۲۶	۲۰۳	چون شمع در شب بر شمع سوزان
۲۵۶	خود را بکی به عشق طرازی غم کنم	۲۸۲	۲۲۲	۱۶۸	۱۶۹	۲۰۴	بی غم از به جگر خنجر زخم از سر تو کردی
۲۵۷	درد ناماست درد جان نیزم	۲۸۳	۲۳۰	۲۵۹	۱۷۸	۱۷۹	بیست بلب خنجر از خواب بکشتن
۲۵۸	در بر انجام بخت طریقه آغاز انگشتم	۲۸۴	۲۲۷	۱۷۱	۱۸۱	۲۰۵	حیفست فلک ز غمت ز نشت خنجر
۲۵۹	درد دل و دانا ای غمناکم	۲۸۵	۲۲۶	۱۷۰	۱۸۰	۲۰۶	خجل ز نداشتی خوشی ای تو ان کردی
۲۶۰	اگر نگاه تو راست تا می خورایم	۲۸۶	۲۲۹	۱۷۵	۱۸۷	۲۰۷	خوش بود نایم ز غمت ز نشت خنجر
۲۶۱	دردم آن بختار بیا خوش خوشم	۲۸۷	۲۰۲	۲۲۴	۱۸۸	۲۰۸	خیر کند مرا هر دم داشتی
۲۶۲	دست به آغوش خود ما خنجر ستم	۲۸۸	۲۰۰	۲۸۱	۱۸۵	۲۰۹	دلی خنجرم ز نشت خنجر بکشد

هفت ادی خیال

طوفان آب گوسر	۱۳۳۵م تا ۱۳۳۶م / ۱۳۳۳ تا ۱۳۳۴هـ
مدش تازه	۱۳۳۶م تا ۱۳۳۷م / ۱۳۳۴ تا ۱۳۳۵هـ
جستجوی طرح خدا داد	۱۳۳۷م تا ۱۳۳۸م / ۱۳۳۵ تا ۱۳۳۶هـ
انفسی شرا و نشان	۱۳۳۸م تا ۱۳۳۹م / ۱۳۳۶ تا ۱۳۳۷هـ
غالب آتش بیان	۱۳۳۹م تا ۱۳۴۰م / ۱۳۳۷ تا ۱۳۳۸هـ
چشمه آب حیات	۱۳۴۰م تا ۱۳۴۱م / ۱۳۳۸ تا ۱۳۳۹هـ
دایمین نما	۱۳۴۱م تا ۱۳۴۲م / ۱۳۳۹ تا ۱۳۴۰هـ

ترتیب مندرجات

شماره ترتیب - شماره غزل در دیوان جعفر - صفحه دیوان - قافیه در بیت غزل

طوفان آب گوهر - شیرازه نمودی

از آغاز (۱۳۸۸) تا (۱۳۸۵) م / (۱۳۲۳-۱۳۲۴) تا (۱۳۲۰-۱۳۲۱) م

۱- م. م. - آیدل ما	۲۳-۵۹:۵۹ - پنج و یکای پست	۲۵-۹۷:۱۳۲ - ایام خواجه
۲- ۶:۶ - ماسا	۲۴-۵۹:۵۵ - اختر بنایت	۳۶-۹۸:۱۳۵ - جان نبرد
۳- ۸:۹ - عیانت مرا	۲۵-۶۱:۸۷ - بار پست	۳۷-۱۰۳:۱۳۰ - نظر نبرد
۴- ۹:۱۱ - گذشت ایام ما	۲۶-۶۵:۹۱ - نمودن چاهتاج	۳۸-۱۱۰:۱۵۴ - رسیدن باد
۵- ۱۰:۱۲ - آینه دار خرویدم ما	۲۷-۶۸:۹۳ - تماشای شرباب	۳۹-۱۱۰:۱۵۳ - تجارت نبرد
۶- ۱۲:۱۵ - ستم را	۲۸-۶۰:۹۶ - نبرد کیم طراغ	۵۰-۱۱۸:۱۶۲ - نظام دین
۷- ۱۳:۱۷ - آشکار بیا	۲۹-۷۱:۹۷ - فکر دانستخ	۵۱-۱۱۹:۱۶۳ - بیدار بیا ساز
۸- ۱۴:۱۸ - تیر را	۳۰-۷۳:۹۸ - زرخ	۵۲-۱۱۹:۱۶۲ - تر نبرد
۹- ۱۹:۲۶ - تابش را	۳۱-۷۵:۱۰۲ - هم نای شد	۵۳-۱۲۸:۱۷۵ - آینه نایب
۱۰- ۲۰:۲۷ - پایا را	۳۲-۷۸:۱۰۶ - بیا که بر نبرد	۵۴-۱۲۹:۱۷۶ - گر نایب
۱۱- ۲۷:۳۷ - شای را	۳۳-۷۹:۱۰۷ - شنیدن نشتاد	۵۵-۱۳۶:۱۸۳ - دور نایب
۱۲- ۲۷:۳۸ - دیار ما	۳۴-۸۰:۱۰۹ - نود و نبرد	۵۶-۱۵۱:۱۹۸ - نوبت نایب
۱۳- ۳۶:۴۶ - دیدن نشت	۳۵-۸۲:۱۱۲ - نایب جدا آمد	۵۷-۱۵۴:۲۰۰ - در میان نایب
۱۴- ۳۸:۵۱ - نود و نشت	۳۶-۸۵:۱۱۷ - شیبای نایب	۵۸-۱۵۴:۲۰۲ - در نایب
۱۵- ۳۸:۵۲ - گاه قرینیت	۳۷-۸۶:۱۱۹ - زمین نایب	۵۹-۱۷۴:۲۳۱ - گاه نایب
۱۶- ۴۰:۵۵ - دشوار است	۳۸-۸۸:۱۲۱ - نایب نایب	۶۰-۱۷۸:۲۳۷ - نایب نایب
۱۷- ۴۱:۴۱ - نوبت نایب	۳۹-۹۰:۱۲۳ - نایب نایب	۶۱-۱۸۴:۲۴۳ - نایب نایب
۱۸- ۴۲:۴۳ - نایب نایب	۴۰-۹۱:۱۲۶ - نایب نایب	۶۲-۱۸۷:۲۴۸ - نایب نایب
۱۹- ۴۲:۴۴ - نایب نایب	۴۱-۹۲:۱۲۷ - نایب نایب	۶۳-۱۹۱:۲۵۲ - نایب نایب
۲۰- ۴۲:۴۵ - نایب نایب	۴۲-۹۳:۱۲۸ - نایب نایب	۶۴-۱۹۲:۲۵۳ - نایب نایب
۲۱- ۴۴:۷۶ - نایب نایب	۴۳-۹۶:۱۳۲ - نایب نایب	۶۵-۱۹۷:۲۵۹ - نایب نایب
۲۲- ۵۸:۸۲ - نایب نایب	۴۴-۹۷:۱۳۳ - نایب نایب	۶۶-۱۹۸:۲۶۱ - نایب نایب

طوفان آب گوهر — بانگوردی و صائب

از آغاز دهه ۱۳۸۱ تا ۱۳۸۹ م / از (۲۳ - ۱۳۸۳ هـ) تا ۲۵۴۴ - ۱۳۴۴ هـ

۱ - ۱۱:۱۳ - غلوت شبها	۸ - ۴:۰۰ - ژند و غنائیات	۱۵ - ۱۵۷:۱۱۳ - دیدنم بگر
۲ - ۱۵:۱۹ - حیران مرا	۹ - ۷:۴ - وفادارم	۱۶ - ۱۳۶:۱۵۹ - جانم خنجر
۳ - ۱۵:۲۰ - گیم ما	۱۰ - ۱۰:۳ - جفتای آید	۱۷ - ۱۵۵:۲۰۵ - در سر دارم
۴ - ۱۶:۲۱ - اشک دارم	۱۱ - ۱۱:۱۱ - بجز شمس	۱۸ - ۱۵۹:۲۰۹ - خنجر تاب ششام
۵ - ۱۶:۲۳ - پروا خست ما	۱۲ - ۱۱:۲ - بی نایابم بود	۱۹ - ۱۶۲:۲۱۵ - چکیدی در صبح
۶ - ۱۸:۲۳ - صحرای ما	۱۳ - ۱۱:۱۲ - آینه گفت	۲۰ - ۱۶۳:۲۲۹ - خنجر بدم ستیگفت
۷ - ۲۲:۲۴ - رانده است اشب	۱۴ - ۱۰:۶ - بیایان خوشم کرد	۲۱ - ۱۷۷:۲۴۵ - ایوان زمین
		۲۲ - ۲۵۰:۳۱ - صابره

تایخ نظم غزلیات

۲: بی ۱۳۸۸ م / ۱۳۴۲ هـ و ۱۳۴۵ هـ

۱۹: بی ۱۳۸۹ م / ۱۳۴۳ هـ و ۱۳۴۵ هـ

طوفان آب گوهر — شیوه نظیری و طرز حریزی

از آغاز دهه ۱۳۸۱ تا ۱۳۸۹ م / ۱۳۴۷ تا ۱۳۴۹ هـ تا ۱۳۴۹ هـ تا ۱۳۴۹ هـ

۱ - ۳:۲ - بیکانم مرا	۸ - ۲۱:۲۸ - شکش ما	۱۵ - ۲۸:۲۹ - دامانم را
۲ - ۳:۳ - بیکانم مرا	۹ - ۲۱:۲۹ - بجزیم ما	۱۶ - ۲۹:۳۰ - خاموشی ما
۳ - ۵:۵ - گلزار ما	۱۰ - ۲۲:۳۰ - ملک ما	۱۷ - ۲۹:۳۱ - بیایان ما
۴ - ۷:۷ - بیکانم مرا	۱۱ - ۲۲:۳۲ - جان ما	۱۸ - ۳۱:۳۲ - دایم صیاب
۵ - ۷:۸ - سقید ما	۱۲ - ۲۴:۳۴ - پهلوا	۱۹ - ۳۲:۳۳ - گدوم چو غیب
۶ - ۱۱:۱۳ - پارسایان ما	۱۳ - ۲۵:۳۵ - خدای ما	۲۰ - ۳۲:۳۵ - تقی میترم خشب
۷ - ۱۹:۳۵ - بیکانم مرا	۱۴ - ۲۶:۳۶ - پاره ما	۲۱ - ۳۵:۳۷ - مانیست

۲۲-۳۸-۳۶	شاه قباد است	۵۱-۱۰۰-۹۱	نظر گندم	۸۰-۱۷۸-۱۳۰	مقیاض
۳۳-۳۹-۳۶	زرد گاو گیس	۵۲-۱۳۹-۹۲	نظر سپید	۸۱-۱۷۹-۱۳۲	بلای برقص
۳۴-۵۰-۳۶	چند گاو گیس	۵۳-۱۴۰-۹۳	دود انگند	۸۲-۱۸۰-۱۳۳	چای نیمه بدوش
۳۵-۵۱-۳۶	چرخا آشست	۵۴-۱۴۱-۹۴	سری باشد	۸۳-۱۸۱-۱۳۴	نابود دست شرب
۳۶-۵۲-۳۶	چرخا است	۵۵-۱۴۲-۹۵	بلای دارد	۸۴-۱۸۲-۱۳۵	نمای تو شرب دارد
۳۷-۵۳-۳۶	پانزده است	۵۶-۱۴۳-۹۶	مرد نم باشد	۸۵-۱۸۳-۱۳۶	سفر بر خط
۳۸-۵۴-۳۶	یک گاو است	۵۷-۱۴۴-۹۷	سهم کشد	۸۶-۱۸۴-۱۳۷	تق شیخ
۳۹-۵۵-۳۶	پانزده است	۵۸-۱۴۵-۹۸	دانه ندارد	۸۷-۱۸۵-۱۳۸	بر بر باشد
۴۰-۵۶-۳۶	حساب است	۵۹-۱۴۶-۹۹	خاموش مبار	۸۸-۱۸۶-۱۳۹	دو گز و دوازده
۴۱-۵۷-۳۶	آوردن رفت	۶۰-۱۴۷-۱۰۰	برای میرسد	۸۹-۱۸۷-۱۴۰	چای نیمه بدین
۴۲-۵۸-۳۶	چرخا است	۶۱-۱۴۸-۱۰۱	کارخانه	۹۰-۱۸۸-۱۴۱	شاه است
۴۳-۵۹-۳۶	یک گاو است	۶۲-۱۴۹-۱۰۲	دانه دارد	۹۱-۱۸۹-۱۴۲	نخاست کیوت
۴۴-۶۰-۳۶	آوردن رفت	۶۳-۱۵۰-۱۰۳	چندش بود	۹۲-۱۹۰-۱۴۳	مردگ ترقی
۴۵-۶۱-۳۶	پانزده است	۶۴-۱۵۱-۱۰۴	کام گز	۹۳-۱۹۱-۱۴۴	شکایت شوق
۴۶-۶۲-۳۶	پانزده است	۶۵-۱۵۲-۱۰۵	کم کرد	۹۴-۱۹۲-۱۴۵	تأش شود طاک
۴۷-۶۳-۳۶	دوازده است	۶۶-۱۵۳-۱۰۶	چرخا گز	۹۵-۱۹۳-۱۴۶	نمونه شایع
۴۸-۶۴-۳۶	آوردن رفت	۶۷-۱۵۴-۱۰۷	بازار بر	۹۶-۱۹۴-۱۴۷	پاری اندک
۴۹-۶۵-۳۶	کریست	۶۸-۱۵۵-۱۰۸	بازار است	۹۷-۱۹۵-۱۴۸	دو گز رنگ
۵۰-۶۶-۳۶	دوازده است	۶۹-۱۵۶-۱۰۹	نشان دادن	۹۸-۱۹۶-۱۴۹	اجرای
۵۱-۶۷-۳۶	آوردن رفت	۷۰-۱۵۷-۱۱۰	مرد آمد	۹۹-۱۹۷-۱۵۰	برای گل
۵۲-۶۸-۳۶	چرخا است	۷۱-۱۵۸-۱۱۱	گاو بر خیز	۱۰۰-۱۹۸-۱۵۱	آوردن خودم
۵۳-۶۹-۳۶	چرخا است	۷۲-۱۵۹-۱۱۲	سهم از برای	۱۰۱-۱۹۹-۱۵۲	کتابت بود
۵۴-۷۰-۳۶	چرخا است	۷۳-۱۶۰-۱۱۳	نشان دادن	۱۰۲-۲۰۰-۱۵۳	بازارش کم
۵۵-۷۱-۳۶	چرخا است	۷۴-۱۶۱-۱۱۴	نشان دادن	۱۰۳-۲۰۱-۱۵۴	نشان دادن
۵۶-۷۲-۳۶	چرخا است	۷۵-۱۶۲-۱۱۵	نشان دادن	۱۰۴-۲۰۲-۱۵۵	نشان دادن
۵۷-۷۳-۳۶	چرخا است	۷۶-۱۶۳-۱۱۶	نشان دادن	۱۰۵-۲۰۳-۱۵۶	نشان دادن
۵۸-۷۴-۳۶	چرخا است	۷۷-۱۶۴-۱۱۷	نشان دادن	۱۰۶-۲۰۴-۱۵۷	نشان دادن
۵۹-۷۵-۳۶	چرخا است	۷۸-۱۶۵-۱۱۸	نشان دادن	۱۰۷-۲۰۵-۱۵۸	نشان دادن
۶۰-۷۶-۳۶	چرخا است	۷۹-۱۶۶-۱۱۹	نشان دادن	۱۰۸-۲۰۶-۱۵۹	نشان دادن
۶۱-۷۷-۳۶	چرخا است	۸۰-۱۶۷-۱۲۰	نشان دادن	۱۰۹-۲۰۷-۱۶۰	نشان دادن
۶۲-۷۸-۳۶	چرخا است	۸۱-۱۶۸-۱۲۱	نشان دادن	۱۱۰-۲۰۸-۱۶۱	نشان دادن
۶۳-۷۹-۳۶	چرخا است	۸۲-۱۶۹-۱۲۲	نشان دادن	۱۱۱-۲۰۹-۱۶۲	نشان دادن
۶۴-۸۰-۳۶	چرخا است	۸۳-۱۷۰-۱۲۳	نشان دادن	۱۱۲-۲۱۰-۱۶۳	نشان دادن
۶۵-۸۱-۳۶	چرخا است	۸۴-۱۷۱-۱۲۴	نشان دادن	۱۱۳-۲۱۱-۱۶۴	نشان دادن
۶۶-۸۲-۳۶	چرخا است	۸۵-۱۷۲-۱۲۵	نشان دادن	۱۱۴-۲۱۲-۱۶۵	نشان دادن
۶۷-۸۳-۳۶	چرخا است	۸۶-۱۷۳-۱۲۶	نشان دادن	۱۱۵-۲۱۳-۱۶۶	نشان دادن
۶۸-۸۴-۳۶	چرخا است	۸۷-۱۷۴-۱۲۷	نشان دادن	۱۱۶-۲۱۴-۱۶۷	نشان دادن
۶۹-۸۵-۳۶	چرخا است	۸۸-۱۷۵-۱۲۸	نشان دادن	۱۱۷-۲۱۵-۱۶۸	نشان دادن
۷۰-۸۶-۳۶	چرخا است	۸۹-۱۷۶-۱۲۹	نشان دادن	۱۱۸-۲۱۶-۱۶۹	نشان دادن

۱-۹ - ۵۱۱ : ۱۹۲ - ہزار ہائی گدھ	۱۲۲ - ۲۲۶ : ۱۲۸ - حجاب شکستہ	۱۳۵ - ۱۹۷ : ۱۹۵ - نیا بادی
۱۰ - ۳۱۸ : ۱۹۵ - دہلی باغ	۱۲۲ - ۲۲۸ : ۱۷۹ - لاجپور نگر	۱۳۶ - ۱۵۸ : ۱۹۶ - نیرا اوند
۱۱ - ۳۱۹ : ۱۲۵ - تار پیر	۱۲۲ - ۲۳۹ : ۱۸۰ - نیش پور	۱۳۷ - ۱۶۷ : ۱۹۷ - جینت
۱۲ - ۳۲۱ : ۱۶۷ - برہم	۱۲۵ - ۲۴ : ۱۸۱ - لکھنؤ شہر	۱۳۸ - ۱۹۷ : ۱۹۸ - لکھنؤ
۱۳ - ۳۲۲ : ۱۹۷ - سفر داشتیم	۱۲۶ - ۳۴۱ : ۱۸۱ - جاک	۱۳۹ - ۲۶۳ : ۲۰۰ - تانہائی
۱۴ - ۳۲۳ : ۱۶۸ - علم گم	۱۲۶ - ۳۴۲ : ۱۸۲ - لکھنؤ	۱۴۰ - ۲۶۵ : ۲۰۱ - نیرا
۱۵ - ۳۲۴ : ۱۶۹ - برہم	۱۲۸ - ۳۴۴ : ۱۸۵ - لکھنؤ	۱۴۱ - ۲۶۶ : ۲۰۱ - لکھنؤ
۱۶ - ۳۲۵ : ۱۶۹ - فرسائی	۱۲۹ - ۳۴۶ : ۱۸۶ - لکھنؤ	۱۴۲ - ۲۶۷ : ۲۰۲ - لکھنؤ
۱۷ - ۳۲۷ : ۱۶۱ - آواز	۱۳۰ - ۳۴۷ : ۱۸۷ - لکھنؤ	۱۴۳ - ۲۶۸ : ۲۰۳ - لکھنؤ
۱۸ - ۳۲۸ : ۱۶۲ - فرسائی	۱۳۱ - ۳۴۹ : ۱۸۹ - لکھنؤ	۱۴۴ - ۲۶۹ : ۲۰۴ - لکھنؤ
۱۹ - ۳۲۹ : ۱۶۳ - لکھنؤ	۱۳۲ - ۳۵۲ : ۱۸۴ - لکھنؤ	۱۴۵ - ۲۷۱ : ۲۰۴ - لکھنؤ
۲۰ - ۳۳۳ : ۱۷۹ - لکھنؤ	۱۳۳ - ۳۵۵ : ۱۹۴ - لکھنؤ	۱۴۶ - ۲۷۴ : ۲۰۵ - لکھنؤ
۲۱ - ۳۳۴ : ۱۷۹ - لکھنؤ	۱۳۴ - ۳۵۶ : ۱۹۵ - لکھنؤ	۱۴۷ - ۲۷۶ : ۲۰۶ - لکھنؤ
		۱۴۸ - ۲۷۵ : ۲۰۷ - لکھنؤ

تاریخ نظم غزلیات

۱۱	قبل از ۱۴ اکتبر ۱۸۲۲ء	جلد اول	۱۲۵۰ء
۱۲	قبل از ۱۸۲۹ء	۴۵ - ۱۲۴۴ء	
۱۳	قبل از ۱۸۳۲ء	۴۹ - ۱۲۴۸ء	
۱۴	۱۸۳۵ء	۵۱ - ۱۲۵۰ء	
۱۵	۱۸۳۶ء	۵۲ - ۱۲۵۱ء	
۱۶	۱۸۳۵ء	۵۱ - ۱۲۵۰ء	
۱۷	۱۸۳۸ء	۵۲ - ۱۲۴۲ء	
۱۸	قبل از ۱۸۳۵ء	۵۱ - ۱۲۵۰ء	

روش تازه - ۱

روز چهارشنبه ۳۰ خرداد ۱۳۸۳ / ۱۸ خرداد ۱۳۸۳ / ۱۸ خرداد ۱۳۸۳

۱- ۱: ۲ - جنگ بر سر	۱۲- ۸۹: ۶۱ - بی بی سیست	۲۳- ۲۰۱: ۱۵۲ - برای نظم
۲- ۱۷: ۲۲ - زمانی را	۱۳- ۹۹: ۷۲ - جنون نبرد	۲۴- ۳۰: ۱۵۹ - درم کمال
۳- ۲۲: ۳۱ - کتاب را	۱۴- ۶۴: ۶۱ - مراد میرزا	۲۵- ۲۱۲: ۱۵۲ - سلامت یکم
۴- ۳۳: ۳۴ - گشت ما	۱۵- ۱۰۵: ۷۷ - شهاب نامه	۲۶- ۲۲۰: ۱۶۶ - آسمان بگردانیم
۵- ۳۹: ۵۴ - جان فزاینست هست	۱۶- ۱۵۰: ۸۱ - جبرود	۲۷- ۲۳۲: ۱۷۵ - یکبار کشید
۶- ۴۲: ۴۳ - بند نیست	۱۷- ۱۲۲: ۸۹ - کوبید	۲۸- ۲۴۵: ۱۵۵ - رسید و
۷- ۴۹: ۷۰ - بی بایست	۱۸- ۱۳۹: ۱۰۱ - کادید	۲۹- ۲۵۱: ۱۹۰ - گرانبار بود
۸- ۵۱: ۷۳ - بر سر نیست	۱۹- ۱۴۹: ۱۰۸ - جبرود	۳۰- ۲۶۳: ۱۹۹ - میان جبرودانی
۹- ۵۳: ۷۵ - در خنده نداشت	۲۰- ۱۵۱: ۱۰۹ - آتشای بگردان	۳۱- ۲۶۹: ۲۰۳ - خوشخود نیانی
۱۰- ۵۵: ۷۸ - گناهی هست	۲۱- ۱۵۵: ۱۱۵ - بسر	۳۲- ۲۷۲: ۲۰۶ - بشمار داری
۱۱- ۶۰: ۸۶ - مثل افتادست	۲۲- ۱۷۰: ۱۲۳ - بیدار بگو	

روش تازه - ۲

روز پنجشنبه ۳۱ خرداد ۱۳۸۳ / ۱۹ خرداد ۱۳۸۳ / ۱۹ خرداد ۱۳۸۳

۱- ۸۱: ۸۲ - راهی ما	۳- ۸۰: ۵۶ - نایاب سوخت	۵- ۱۷۱: ۱۷۲ - خاکش نگر
۲- ۸۳: ۸۴ - در خنده نداشت	۴- ۱۲۳: ۸۹ - کانه	۶- ۲۲۲: ۱۷۰ - افکار دانا

جستجوی طرح خدایاد

روز شنبه ۱ خرداد ۱۳۸۳ / ۲۰ خرداد ۱۳۸۳ / ۲۰ خرداد ۱۳۸۳

۱- ۲۷۶: ۲۲۲ - خوشتر گرفت	۲- ۲۷۸: ۲۱۲ - چنین باشد	۳- ۲۷۹: ۲۱۳ - دیدم
۴- ۲۷۷: ۲۱۳ - کشید بر		

نفس شراره فشان

از آذر سال ۱۸۴۲ تا ۱۸۴۵ / ذی قعدة ۱۲۵۷ تا ۱۲۶۱ هـ

۱ - ۲۸۰ : ۲۸۱ - پیام ما	۵ - ۲۲۶ : ۲۹۰ - یفا خانه	۲۱ - ۳۰۰ : ۲۲۳ - آسان در بخت
۲ - ۲۸۱ : ۲۸۲ - جان ننگست	۱۲ - ۲۲۶ : ۲۹۱ - علم زنده	۲۲ - ۳۰۱ : ۲۲۳ - گمراهم
۳ - ۲۸۲ : ۲۸۳ - غلک نخواست	۱۳ - ۲۲۷ : ۲۹۲ - چرخ زلفت اند	۲۳ - ۳۰۲ : ۲۲۴ - محض و مستقیم
۴ - ۲۸۳ : ۲۸۴ - فردا شد و رفت	۱۴ - ۲۲۸ : ۲۹۳ - روزی دارد	۲۴ - ۳۰۳ : ۲۲۵ - اثر بنایم
۵ - ۲۸۴ : ۲۸۵ - ناشناخت	۱۵ - ۲۲۹ : ۲۹۴ - دلیله گوید	۲۵ - ۳۰۴ : ۲۲۵ - دم شای
۶ - ۲۸۵ : ۲۸۶ - صفا نخواست	۱۶ - ۲۳۰ : ۲۹۵ - محراب	۲۶ - ۳۰۵ : ۲۲۶ - حرم
۷ - ۲۸۶ : ۲۸۷ - نام چیست	۱۷ - ۲۳۱ : ۲۹۶ - لکن بجهان	۲۷ - ۳۰۶ : ۲۲۶ - دم گز
۸ - ۲۸۷ : ۲۸۸ - تا مسامت	۱۸ - ۲۳۲ : ۲۹۷ - دوش ننگند	۲۸ - ۳۰۷ : ۲۲۷ - خراب خراب
۹ - ۲۸۸ : ۲۸۹ - تران افتاد	۱۹ - ۲۳۳ : ۲۹۸ - صبح یاد آرد	۲۹ - ۳۰۸ : ۲۲۸ - سرمدی چو غنچه
۱۰ - ۲۸۹ : ۲۹۰ - غم زنی آید	۲۰ - ۲۳۴ : ۲۹۹ - صد گوی	۳۰ - ۳۰۹ : ۲۲۹ - گریه نغزی

تمایخ نظم غزلیات

- ۲ : قبل از ۲۹ آوریل ۱۸۴۳ / ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۹ هـ
 ۵ : قبل از ۲۲ شهریور ۱۸۴۴ / ۵ رجب ۱۲۶۰ هـ
 ۷ : پیش ۱۸۴۲ و ۱۸۴۳ / ۱۲۵۷ و ۱۲۵۹ هـ
 ۸ : پیش ۱۸۴۲ و ۱۸۴۳ / ۱۲۵۷ و ۱۲۵۹ هـ
 ۱۰ : قبل از ۲۹ آوریل ۱۸۴۳ / ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۹ هـ
 ۱۲ : ۱۸۴۲ / ۵۹ - ۱۲۵۸ هـ
 ۲۴ : قبل از ۲۳ مارس ۱۸۴۳ / ۲۲ صفر ۱۲۵۹ هـ

غالب آتش بیان

از ۱۸۴۵ تا ۱۸۴۶ / ۱۲۶۱ تا ۱۲۶۲ هـ

- ۱ - ۳۸۰ : ۳۸۱ - بیا نخواست | ۲ - ۳۸۱ : ۳۸۲ - دلبر تران گفت | ۳ - ۳۸۲ : ۳۸۳ - شراب نخواست

روش تازه - ۱

از ۲ سپتامبر ۱۸۴۸ تا ۱۸ اکتوبر ۱۸۴۸ / ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۵۲ تا ۲۳ شعبان ۱۲۵۲

۱- ۱ : ۲ - جنگ مرزا	۱۲- ۸۹ : ۶۱ - بی بی بیست	۲۳- ۲۰۱ : ۱۵۲ - بر آغوش
۲- ۱۶ : ۲۲ - زمانی را	۱۳- ۹۹ : ۷۳ - جنون خرد	۲۴- ۳۰ : ۱۵۹ - در کم آغوش
۳- ۲۲ : ۳۱ - کتاب را	۱۴- ۱۴۱ : ۷۴ - مراد میرزا	۲۵- ۲۱۲ : ۱۲۴ - نواست یکم
۴- ۲۳ : ۳۴ - گشت ها	۱۵- ۱۰۵ : ۷۷ - خجانه داود	۲۶- ۲۲۰ : ۱۶۶ - آسمان گردانیم
۵- ۲۹ : ۵۲ - جان فزاینست هست	۱۶- ۱۱۰ : ۸۱ - جردید	۲۷- ۲۳۲ : ۱۷۵ - بیک بار کشیدم
۶- ۳۳ : ۴۲ - بند نیست	۱۷- ۱۲۲ : ۸۸ - کوبید	۲۸- ۲۴۵ : ۱۸۵ - رسیدم کو
۷- ۳۹ : ۷۰ - بی بایست	۱۸- ۱۳۹ : ۱۰۱ - کادید	۲۹- ۲۵۱ : ۱۹۰ - گردنار پرده
۸- ۴۱ : ۷۳ - پر می بیست	۱۹- ۱۴۹ : ۱۰۸ - جردید	۳۰- ۲۶۳ : ۱۹۹ - میان گردانی
۹- ۵۳ : ۷۵ - در بنده تلاشت	۲۰- ۱۵۱ : ۱۰۹ - آستای گردانم	۳۱- ۲۶۹ : ۲۰۳ - خوشنود نیای
۱۰- ۵۵ : ۷۸ - گنجای هست	۲۱- ۱۵۸ : ۱۱۵ - بسری	۳۲- ۲۷۴ : ۲۰۶ - بشمار دوبری
۱۱- ۶۰ : ۸۶ - مشکل آنا دست	۲۲- ۱۷۰ : ۱۲۳ - بیدار گردانم	

روش تازه - ۲

بین ۱۸ اکتوبر ۱۸۴۸ تا ۲۹ دسامبر ۱۸۴۸ / ۲۳ شوال ۱۲۵۲ تا ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۵۲

۱- ۸۱ : ۸۰ - دایم ما	۳- ۸۰ : ۵۶ - ندایم سرخست	۵- ۱۱۲ : ۱۲۱ - خاکش نگر
۲- ۸۲ : ۸۱ - در گشتن فرزند را	۴- ۱۲۳ : ۸۹ - کارخانه	۶- ۱۷۰ : ۲۴۶ - افیادند نام

جستجوی طرح خدایاود

بین ۲۹ دسامبر ۱۸۴۸ تا ۲۹ دسامبر ۱۸۴۸ / ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۵۲ تا ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۵۲

۱- ۲۴۶ : ۲۴۲ - شوگر کار گرفت	۲- ۲۴۸ : ۲۱۴ - چنین باشد	۳- ۲۷۹ : ۲۱۴ - دین دارم
۲- ۲۷۷ : ۲۱۳ - کشیر برد		

نفس شراره فشان

از آغز سل ۱۸۴۲م تا ۱۸۴۵م / ذی قعد ۱۲۵۷هـ تا ۱۲۶۱هـ

۱- ۲۸۰ : ۲۸۱ - پیام ما	۸- ۲۹۰ : ۲۹۱ - یغما ماند	۲۱- ۳۰۰ : ۳۰۱ - آسمان در پیل
۲- ۲۸۱ : ۲۸۲ - جان نلگست	۱۲- ۲۹۱ : ۲۹۲ - خم زسد	۲۲- ۳۰۱ : ۳۰۲ - غرامیم
۳- ۲۸۲ : ۲۸۳ - خاک نخواست	۱۳- ۲۹۲ : ۲۹۳ - پیرز گفت اند	۲۳- ۳۰۲ : ۳۰۳ - محترما شتم
۴- ۲۸۳ : ۲۸۴ - فردی شده است	۱۴- ۲۹۳ : ۲۹۴ - عزیزی دارد	۲۴- ۳۰۳ : ۳۰۴ - اثر بنایم
۵- ۲۸۴ : ۲۸۵ - انشاست	۱۵- ۲۹۴ : ۲۹۵ - دین گریه	۲۵- ۳۰۴ : ۳۰۵ - دم شای
۶- ۲۸۵ : ۲۸۶ - عصا نخواست	۱۶- ۲۹۵ : ۲۹۶ - صمدار	۲۶- ۳۰۵ : ۳۰۶ - حران
۷- ۲۸۶ : ۲۸۷ - نام چیست	۱۷- ۲۹۶ : ۲۹۷ - مکان بخت اند	۲۷- ۳۰۶ : ۳۰۷ - دم گرفت
۸- ۲۸۷ : ۲۸۸ - نامی است	۱۸- ۲۹۷ : ۲۹۸ - دوش نگردد	۲۸- ۳۰۷ : ۳۰۸ - خراب خراب
۹- ۲۸۸ : ۲۸۹ - تران افکار	۱۹- ۲۹۸ : ۲۹۹ - صحرای آوار	۲۹- ۳۰۸ : ۳۰۹ - کردی چو غنچه
۱۰- ۲۸۹ : ۲۹۰ - غلام نمی آید	۲۰- ۲۹۹ : ۳۰۰ - صدگرش	۳۰- ۳۰۹ : ۳۱۰ - آری نندگی

تایخ نظم غزلیات

- ۲ : قبل از ۲۹ آذر ۱۸۴۲م / ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۹هـ
 ۵ : قبل از ۲۲ شهریور ۱۸۴۴م / ۵ رجب ۱۲۶۰هـ
 ۷ : پیچ ۱۸۴۲م و ۱۸۴۳م / ۱۲۵۷هـ و ۱۲۵۹هـ
 ۸ : پیچ ۱۸۴۲م و ۱۸۴۳م / ۱۲۵۷هـ و ۱۲۵۹هـ
 ۱۰ : قبل از ۲۹ آذر ۱۸۴۲م / ۲۹ ربیع الاول ۱۲۵۹هـ
 ۱۲ : ۱۸۴۲م / ۵۹-۱۲۵۸هـ
 ۲۴ : قبل از ۲۲ مارس ۱۸۴۲م / ۲۲ صفر ۱۲۵۹هـ

غالب آتش بیان

۱۸۴۵ تا ۱۸۶۰م / ۱۲۶۱هـ تا ۱۲۷۷هـ

- ۱- ۳۱۱ : ۳۱۲ - بیا که نخواست | ۲- ۳۱۲ : ۳۱۳ - دلبر نخواست گفت | ۳- ۳۱۳ : ۳۱۴ - شراب نخواست

۴- ۲۳۲: ۳۱۳ - نیاں - سعد	۸- ۲۴۸: ۳۳۷ - دندنگار کرد	۱۲- ۲۵۱: ۳۲۱ - ترش ییج
۵- ۲۴۷: ۳۱۴ - شیراز اند	۹- ۲۴۹: ۳۱۸ - بزدل شکر	۱۳- ۲۵۲: ۳۲۲ - آسمود گای د
۶- ۲۴۷: ۳۱۵ - بخانیز کنگنه	۱۰- ۲۵۰: ۳۱۹ - برکش	۱۴- ۲۵۳: ۳۲۳ - گمانی خارو
۷- ۲۴۸: ۳۱۶ - پامان میرد	۱۱- ۲۵۱: ۳۲۰ - مانخاستیم	

تاریخ نظم غزلیات

- ۱: قبل از ۱۸۵۰ م / ۲۷ - ۱۲۶۶ هـ
 ۲: قبل از ۱۰ یا ۱۱ آوریل ۱۸۵۲ م / ۲۹ یا ۳۰ جمادی الثانی ۱۲۶۹ هـ
 ۳: بعد از ۴ ژوئیه ۱۸۵۰ م / ۲۳ شعبان ۱۲۶۶ هـ
 ۴: چار شنبه، شب ۴ اکتبر ۱۸۵۵ م / شب پنجشنبه ۲۲ محرم ۱۲۷۲ هـ

چشمه آب حیات

- از ۱۸۶۱ م تا اواسط ۱۸۶۷ م / ۱۲۷۷ هـ تا ۱۲۸۴ هـ
 ۱- ۳۳۴: ۲۵۶ - دیا | ۵- ۲۵۸: ۳۲۸ - بختار کرد | ۹- ۲۴۲: ۲۲۰ - خاتم توکای یا صر
 ۲- ۲۴۵: ۲۵۶ - کاما | ۶- ۳۱۹: ۲۵۹ - خدا گوید | ۱۰- ۳۳۲: ۳۱۰ - قلاب بکای
 ۳- ۳۲۲: ۲۵۷ - سلطان پادشاهت | ۷- ۳۲۰: ۲۵۹ - سلطان خیریم
 ۴- ۳۲۷: ۲۵۷ - پادشاهت | ۸- ۳۳۱: ۳۲۰ - بلندماییم

تاریخ نظم غزلیات

- ۱: مارس ۱۸۶۶ م / ۱۲ خرداد - ۱۳ ذی قعدة ۱۲۸۲ هـ
 ۲: بین ۱۵ اکتبر و ۱۲ نوامبر ۱۸۶۸ م / تاریخ اثنی ۱۵ جمادی الاول ۱۲۷۸ هـ
 ۳: قبل از ۲۹ آوریل ۱۸۶۵ م / ۲ ذی الحجه ۱۲۸۱ هـ
 ۴: قبل از ژوئن ۱۸۶۸ م / قبل از ۲۲ ذی قعدة ۱۲۷۷ هـ

دایمین نوا

- بین اواسط ۱۸۶۷ م و ۱۵ خندیه ۱۸۶۹ م / اردیبهشت ۱۲۸۸ هـ و ذی قعدة ۱۲۸۵ هـ
 ۱- ۳۳۳: ۲۶۳ - طارند

دیا چہ غالب

دیباچه غالب

۱) یحیی زنده‌ای را بزدایک خنجرده است سپاس گزارم و خشتین دیوان

خود را چه پایاب سپاسگاری است که چون منی را که
حوت از حوت نشاس اینهر نیرد کاست کرد
که پده از سرخ این شاه رخاست که خود خشتین دیوان
نادر بگرفت و بجای جوده در که چند صول
اندیشه برنگ آس نپدیرند آینه زوای از سرگرم -

۲) بار خلیا و دو ناله ای کاه دل را آینه کن بار خلیا و دو ناله ای کاه دل را آینه کن

فردگر که تن برین دندم و بدی آرد
منت هر خشتین نظم که یاب پس از من
چون من بگرد سراپای گفتار گردیده بیافزین تا اوارد
که دیار کاه وادی سخن و چه پای بلند است
و سرشته کند خیم و آن فرازهای که این دود
بند فرد و قیامت جوی بقتان بگند ز شک
خود دست بپای مویان خیم باد

۳) بنامینو خشتین نقالی است از دی شاد بر بهشت که منی شعر طبیعی

بجوشنیم برافاده منی تنگ کش کش دست

تا کشید و باز پس چراغیت از گری چراغان نیم سوخته چو
رخ با فروخت واده منی دایر منت سخن نای
کهن و خدی خیزست سراسر بناخی شرفی نفس خنجر
حرارم خزانه بدوست بر تعین چنانی دل ناگه از اساو

فرادیده و کاندی بر بهشت چو یک تصویر

از سیرت واکه خاموش کشل کعبه گرنگاند چون

آله از کعبه دل به پوش

۴) ملام آقا این گرام به گنجی صوفی فرادانی باوه

دیگندوی نفس و جان منی شاس

استاده و دارم از سوزانی

تعبیر بلیت نفسی

تحرک و نقاشی و دودنی

۵) دیگدانی معانی زیبا شاس

مدیاب که این خسروی یکیده است در به روی خسروی سیکه
 آنجی باز کرده ، نخره سنجای طرب را به سازی نریه
 از بوی نغمه بجزا که این به جوی پرده است
 از بال موسیقار ساز کرده ، خسروی شیتالی است
 به صاعقه سسنگری ذوقی آنجی آرا آتش نجر
 گردیده ، به شکک نشی در خشکی اجزای خاکتری
 از نده و سر آرمی به گامه پرده ملی ، قیصری شاد سالی است
 بز لاله و بی دل کار منرا از بهم پاشیده ، بشود آنجی
 تالین نده ای آفتابی از درو پر شکتن باز نامه عاتقی ملای
 عظیم نده و چاغت یا لاله و دلخ ، اما سنجی را
 سرگزشت است ، خشکی را رویا و ، عظم
 قلی و طریقت یا جنت و حور ، اما به چش را
 تمرد است ، آرایش را سواد عظم شده ، دست
 باز به ندر و دشت خیال ، شده چنان و دود و دود
 دل طرح عظم و زبان عظم کش ، به گامه ابر و باد است
 بر گزیده بهادی نگر ، ابر گمریش و باد الماس شلی
 اندیشه طرا و نیرنگ و لب المون خزان ، و دو گبایت
 به ناز و دج و تابی که از شده و دود افتاده است
 بهما حلق بسته ، نعل خزان است بهمان جنبی
 که در گنجگاه روی داده است از هم
 به جبهه ، به است در پرده به نالین خویش مشا
 حقیقی را شایق نگار ، شالی است در سایه پروندی نالین
 غلبه نازل را به نگار شغوی
 ای خان تجیش آشکار نواز
 دل بهم جان بهی گرای ساز
 خردی کز دل و دل شکست
 به ریخ صل جوده رنگ است
 ای بهای زمین نشینان را
 دی شام بخان حنین را

(۵)

توسید

شهر و دل سنگ
 جوده رنگ و دل

از دگر ز بهار ناز کشی
 در دم باد صبح غایب سای
 ای گلشنه بروی شاه ذات
 عنبرین طره از نقاب صفات
 ای نلکا حبابی تو خرم تر
 دی زین قای باد و غصم تر
 بروی بخشش خوب و زشت توئی
 ردیفی کعبه و کشت توئی
 وینا را جوی خرم کشت حلاوت
 ناله را بال برق داده است
 هم به تسلیم جز حق زده ام
 کرد تو در مدح خویش حق زده ام
 بفرزشت همین تلخیص حبابی
 از بیابان سیاه کجای نای
 از دیتی غمت به پیر نای
 نای پاهای می سبیل نای
 ای گزین نقشا کشیده تر
 هر که و هر چه آفریده تر
 ای مرا فرخسروی داده
 پاری را بس فری داده
 تا آفرانی قوی اسباب است
 خود ساقی خدا شناسی است

غریب و زشت
 کعبه و کشت

تسلیم جز حق زده ام

فرخسروی

پای

ناآفرانی و قوی اسباب

خود خدائی و خطا شناسی

خود خدائی و خطا شناسی

سنی آفرین خدای گیتی آفرای ما
 چایم که تا
 خدای ز خصیم را از فراموشی دگر رنگ سنی
 بر لب و گریز
 این داشت بانوم را قازدی مرجان سنی

و خدایم را بجزر گنبد پاشی از آفرینی داشت

ایست تا بجا ندهند منت تا خنده سنی فرار داد و پیر و دگر

گمراهی بیان

چون تو بکن گشت حسین دامن

تکلیف گرانگاری بیان تو شناخت به نازش دلائی بهین دشت

برادرس من سیدان گزینی اعدا از تیر من
 بی نیازم ساخت . آفت بخشاکم آفرید
 گودی چرخ دخی بر گزیده غلظت پاکیزگی گهرم را
 مدخود آفتاب داغ بجهشی خدیج و پیداست که
 یکتای جز او را نزیید ، هجرم شره ام را
 مدخود نه نشانی با زبانم همدستان کرد .
 زخمی یگانه داده و دانا رحمت سوسه آفریش را

پاکیزگی گهرم

بیکسو و غنچه های خود

هر فلک خاست

(۷)

کعبه ای اندوه خنجر ای من بخشید و داشت
 که بگرد جزیه حیات و تکلیف هر آنچه دلم را
 دخی جانگزانی بر من جدد آورد .
 غمی سرای خدای توانا بر من سینه الهی تالی خضم
 آندگاه ، به شایسته صفا از شدای رنم
 بدار خدای ، خدای دودگذازه سفت دوزخ غوطه خورده
 سواد از راز نهشت گشت پیده کنای .

ز غنچه های خود آفرید

دوش ایماز

خود آفرید غنچه که بدوق غنچه نقاشی ساهش
 نهر از آسمان فرد آید ، زبان و دعیت
 نهاده دوست و برش بد چینی که بگرش برینی
 اکثر مواش از حورانی طلی نشین در دود آید
 چنی کلم باز داده او فرو

شما کعبت جم سبک از منزه مقام
 سیرانی نظم از منی حکیم ست

فت و مشقت

(۸)

تار و پود شریعت مقدس ست با من و فرزانه قمری
 تفریح من دانی دل بشکر و غنچه های
 کیش و آفرین من و طرزی وادی یا اسلحه ای
 نقش نگینی من .

وحدت
 سید خیر

وحدت و کثرت

دای تم سینه سر دی نسبت ناچیده گان سگانه
 که و چنانی را این مایه سیرانی نقی از کاست
 غافل که نیم خیز یک نفس است که
 سبزه را و صید و سال را سر کشید

(۹)

ز غمزه آفرین آسروخت و سیرده را دیدن و لب را
 شکر کردگان اندیشد که تیره سرانخی را
 آنچه روشنائی گذشت چه است ، بی خبر که
 فرخ تا این یکدزد است که شب را بشط
 قدح را پیاده و گل را رنگ و دردن را
 بنی برافروخت .

(۱۰) هنگام سیه خیمه بی نشان را بفروخ شعبهای کافری
 خادوستان کرد ، و دوی مجزوی ووشان را
 از جرم کرب شب تاب پرواز پر امان بخشید
 ریش قلی آندو آب از مغز سیرتادون بختید
 نایه داری بینزایان و دیاب و خار
 در آید اصل و گهر سرخی تخمینه قراگهران می بود . فراوانی
 دستگوشنی نگاران بگر .

(۱۱) بانگ از گل افشانی نهالهای دست نشان
 ناش اعمالی نیکو کاران خدا پرست است و راز
 از انبوهی گوناگون فالواری خودد
 بهر مکانی شام باز . فرد

(۱۲) هر دل شده از دست در افراز سپاسی ست
 ماناکه نگاه غلط انداز ندارد
 بهر آذوده بانی را سایه غار بی نشین پرواز
 است و در سپنج کشادوز . انگر تافه

گوهر شب چراغ . سلی سرشکی که بدی بایان
 میرود . دایو خم را دهائی فریاد دست
 و دهان بر چیده که بخت آناه گان
 اندست ده کبای تلخ و خوشندی را قریح .
 خرمندان را رخ با فرونگی فرخ سلیه . جان
 کینه خونت که اگر بشر بودی گما
 گرم از مشو بختیم و اگر رنگ کردی

وسعت معنی نگاری
 خیره و شرف زندگی

فروخت

مادام بروی شکستم .

(۱۳) خود آریایان را اطلس و ستاب ارفانی . نرمام

جز آرزوین اندام نیست و

به تن از تارانی سب گزافی نداریم

و بدل از تانکی سبک تلخی قبا برتلاسم .

علافت تازه بهار دگرهای لکته دریا متن

عریان حق و حجت

نه دهره هر دین و در است و به نراکت و نره قماش

کما خای ستابی واصیدین نه اخلاذ تا بر او استناس .

اگر دانه از برنگی آفتاب پر شست

زینجی عیلا تین خود آری را چه لک و اگر

دوران از کج تلخی ما تاپ آفاستی

شیتا نیان آفیده و درون را چه خبر . ما حنم

از کت نظران تنگ چشم که دیدین تازه گل

از گیاه و درخشید بی برق بشهای سیاه

شگفت ندارند و بنیدین زبا خای گویا

بشهای نظر و شزار اکلاد .

(۱۴) فنیج طکیی نفس است و باد غالی

مای و گل کشوده روی و بیل زاسنج زبک

چه گنه کرده است که سخن سرای

ناشد هر جود به تاج و دانه بیانی

و بر روانی و قهره مشتکم ، دل را

که گفته است که از شورش ستره آید .

(۱۵) بهار با نیست این گروه داده و نماند تفریق

چون قدر بود که حرفان گذشته را

ترواخ ساخته حالیا بباط نریم سخن

بر چیده ، و جام و سب بر بر هم شست

و ازان تفریم رواق نمی بر جای نماند

پندارند ، کاش با نین که من

دور و بی رده بخت آوایش . قدح میگیم

کلان صغیر و دود و ذغال

نظرد و طبعی و عین

دویم تو فنیج

صیغ و فنیج

دویم سید و سیماسی جن

فرارند تا عارضه که می فراوانست
 و ساقی بیدار بخش . پیوند جگر دین
 است و بها افسوس گوی شد و در تن مال
 فرد نهاده آن امیدعت و در قناعت
 می و میخانه با هر دو قناعت

تکلیف و پیشرفت شعر
 در شعر غالب

(۱۲) آدمی صیبا می سخن بروز گار من از کنگی
 تنه پر نور است و شب اندیش را
 بفرسیدن پیچیده سحر را باریت فراوانی فرد است
 بر آینه رنگین سرخوش خنوده اند
 و من خوابتم . پیشین چراغان بوده اند
 و من آنی بستم . قطعه

معیّنات شعر غالب
 در بیان حقایق ایلانی

سج شگفت حریفی که بود شیرازی
 مشو اسیر نالی که بود خراسانی
 برونات خیالم در آید تا مین
 روان قرون و شمای زاری

وسعت اندیشه و کثرت
 معانی لطیف

(۱۷) هم که بعد از تاپید کایر اغشیر را بخوار
 آب منچ بوده است بروز گار گزیده باجم
 دلخیز گروالی و محمود است که از بیک
 روان آتش بنام صدقهای کجهر آبتن
 غلیظه پنداری خط شمای مهر است
 بمنز شبستان فرو دیده ورق که سیکه
 سخن را کاش باه پیاپی است بدولان پند پیچیم
 از بار نالی شاداب شمر بانی است که
 از بیک نیم آن قدس دول کیفیت نقشه خضری
 بطینش مسکوده گوی چون سراسر غلیظت
 بسته دمه رکیان از غلظت برآمده .

معانی و بیان

(۱۸) دل جز روی افروخته باز پس و خرم
 اگر گرم که کشتن من بیاید از گشتگان
 جیب نیست چه جیب . سوادش آموخته سخن و شرم
 نصیحت غالب و گزشتگان

اگر بستم که سر آمدن من در شیر
بر هفتخان شکست نیست ، چه شکست .

(۱۹)

خوان ایزدی نیایش به تره شایش خورش
بشماره بخششای داور از دوقی سپاس خواستن
است . شکست بر طوت ، سیم در خیم پرتی
است نه در خود فروشی ز نمرشفت و سختی
یکسپرده یکم آهنگ سرودن ولادت نای هز در
بدن است . تعصب یکیش خیم در جاده چوئی
است نه در پیرایه روی قطعه

ستایش خورش
سپاس آنچه

نه چنانم که بر عقیده خویش
از فزون کسی بهراس کنم
مترانم که از نصیحت و خط
عالی را خدا شناس کنم
نه که اخبار پاستانی را
دلیاف خا خا عباس کنم
چون ذریه سابقم نه عقبم
نه بریزم نه می بکاس کنم
بردارا اگر مدار خیم
کارخ الفت قوی اسس کنم
نعل از مدح خود ترانم خرا
گر زلب را زلات پاس کنم
میتوان چنان از نظامی بود
پاره مجر گر حواس کنم
مزدخ خویش را بگاه درو
نامل حد صرف داس کنم
کوز از سرچ واکند آغوش
اگر انداز ارقاس کنم
بدویتی ز گفته ای حسین
صفه ما طره ایاس کنم

کس زبان مرا نمی فهمد
 بهر زبان چه انگش کنم
 ذک زانوار هر چه مشهورست
 اثر تازه احتباس کنم
 ذک در عالم فراخ روی
 عار از ثوبه چاکس کنم
 ذک بر واجب زسی و اما نم
 ذک بر مدعا عکس کنم
 یک پای زسی که در گذار
 محبت لاله سوزد اس کنم
 خوشی فرایم مراد که در شک
 زهر و دحام به زاس کنم
 زسی طبع من به این اردد
 که زبال پای قحط کنم
 بهر سوز از غم خزان هر چه
 گنجی را که من ساس کنم
 چه از می فرقی ادا نشاس
 غرضت را چاک یاس کنم
 دلق مدح در زمان چ نیست
 خریستن را بهی سسپاس کنم

و غلیظه نبوغ

سر اگر بهای توانی عطیه نشود تا
 پای ابر سایه و ابر در ادای سپاس سر غنچه
 که به فرقی دریا افشاند و دیده و دان
 نشاند که خیر و گشت نمی سرود هم از پیری اوست
 و فراخی و شکوه ابر هم از گنجینه دریا ای
 بشاید روان سیل و بهر و نشای منی بار نیافت و مرا
 از کوهی برداشت یا درازی فرو گذاشت
 در ترخان، پذیرفت کیم جانفش و داد گرای
 به پای لاله نده حجت و گردن بر کلاه

(۲۰)

آسمانی بکار و سروای چون نوی گل از بهار است / منای کن را
 بیجانی و هم از خود پرس که
 روان بشا خنق ریز هرگز از ازش چه مایه دارا / تکامل سبکو خاص
 و بنان گزاردن حق بر شمع نگارش چه قدر توان
 گدو تا ادای سرو روشی و انداز ویره خرامش
 دست بهم دهم و از عالم ناهماری کیش و آئینی ستم
 نشان آید از کمال چای در اندیش جود آید / وحدت فکر
 بر خاستن فرجام دوری و درست نشستن تعین کیمت
 حزن بی را و گلشن گلزار و جود پذیرد .

بزمی سرچی که صهارا به چای از دست / معرقت مبرخ
 سرگشت چش خوشی شن پادشاهی که در غلظت ظلم میزند
 شفیق نیست و به بکار و رگ جیش که به دارا
 در بال و پی است برقی لونی ستم نشانی
 که در شایه دل دارد و پینی ، چنگ
 انتهای آرزوی حقدیم و ابتدای آبروی ستاقرین

شیخ علی حزمین سرایه .
 منور کعبه برده ام از صدق بملک شد
 تا دل و دیده خونابه نشاتم ماوند

انصاف با طاعت است و دهرانی که / شرع عشق و شمع کیمت
 بال باد خوانی و مرادانی که
 خود را بگرفتی ستوده نیمه ازان شاه با بیت
 مین برادرستی و نیمه دیگر از گشتانی
 مین باد خوانی .

بیادین که بر جا بشاند نمی از اذیت / غزاله سوزانی
 مرغ سبیلان کشته شود با دهن آید

تا دل بر یکپا آن شکس بندی ، و خواری
 نگر که هرگاه از خود غافل و از خدا
 قارنی و اندک ببردی که نشیند بری
 سزا برانگیزد و پیش بنده دارد

راست است.

شادم از آندای که بساختن بهنجار عشق باز
 گزافهستم و دافتم از آرمندی که در حق چند
 بکودای دنیا طلبان در ده پر اهل بهاء سیه که دستم
 در دنیا که هر یکسیر لغتی بهار و چنگ
 سرآمد و پاوه به دورخ و دروغ رفت
 فراهم گمان خرابی بنفاست و آشوب بهر سنگ
 فرو نشست.

(۲۴)

شرعیب و طبعان

هنوز خون را در پوست بهنگامه شورش رختیز
 این آند گرم و داعیب و دل از غدا غدا شوق
 نوبان گزافه این آند و دراز است که هر آسینه
 گفتارهای پیشان بفرام آردون آند و
 و خوبی غنای ادای پرانده به شیراز بهستی
 سزد، چه بانه شرم گشت درین جهان باو میوه
 و دران گیتی گشت دم بودن.

(۲۵)

حسن و کیفیت آن

حسن را فکر فری رگ و روان آسانی بری
 و نشست کشته و انگیز انعام
 درازی شرم و کوی نگاه و راستی باقی
 کزای خوی و دم سردی وفا و خوشگرمی حفا
 درانی قنات و بهنگامی کمال و بکیزی مهر و گزافه گیتی
 عجب مدی و شبنم گمان و توانی دل و نازکی سیاه مسلم
 سخن را در شبنم شاد و پاکیزگی گوهر و چنگل شرف
 و گزافه نفس و چاشنی سپاس و کجاست
 و نشاط و اندوه شیرین و روان سحر
 و دلی بار و پرده کشتی ناز و جبهه فرشی
 نوب و سازگاری آفرین و دل غزالی خوش
 بهراری صد و دشتی و دربارش و گزافه مد
 و سازش پیام و با نماند نام و بهنگامه دهم
 حاصل، اما من و ایان من که

(۲۶)

بلا وید بخت میان من و کیش که سیاه و سپید را وجود و
چرخ و پریشان را تار و پود نیافته اند این
بجز اغویان دلی پر دانه و آن به بهاران زریه بالی پل
ماند .

(۲۷) اشیاء صور علیه حق اند و الهی نگار بالی صفاء
به نقشای از رنگ یک فرد زنجیره نقاش بر صندلک
پرده دلست و فرادی از ساز بهرنا حبسته
مطرب را هزار پرده ناخستگی و هر چه از پرده گفت
بالی بریدانی زند جنبش سرخ شمال است
و هر چه از آئینه گوید جلوه انگیزد گردش
خاموش خیال و سبک مغزانی که بیاد آلودگی اند
از گفتار بزرگوار چه دریافته و محرابانی
که بهستی اشیاء بهتر شده اند از سراد
بزرگوار چه داشتگانه ، چنانکه پرده پنجه این سوز ساز
خداوند گش از فرایه

(۲۸) هر آنکس را که اندر دل شکی نیست
یقین داند که بهستی جز یکی نیست
بدان اسدالطیر چاه گرد آورده نام سپاه ای کبش تیره و
چانش تباه جاد که اشقی دل در نبرد گردن کشان
برما و دامن بدخان گرفته خرد و پیکار زور آوران
هرس نه کم اندوهی و اندک تشریفست که
بخت نام نهشته این مصیبت نشاء کاب و دگر
دختر آموخت و چشم پریش پادشاه این خلاصت
سر بر بختن از نثار سنجده .

(۲۹) دلی که اثبات بکار نماند میروست و
آن رنگ رنگ آورده ای هرزه خزان گشتن پرور نیست
که گیتی از سرای کامرانی بی برگ و نا مشتی
بفران تمیستی پادشاه و گردی
بامید پادشاه سر برآورده اند و مزد حیرتین دنیا /

خیزان غلات واحد
جبهه متنوع
صفوفند

حقیقت بهشت
در نظریه اعلی دنیا

مبادت از جنگ مزاجه است و آن
 گزین نقشهای گزینان انگیزه بی برانی است که
 سلب ما محض و بیکار ما بیکار برگرفته
 بی شراره و خاشاک با هم در گرفته اند ، مفت
 کز تیان ، خیالی در نظر خون کردن و حکمت بیامین
 خباثی از رگه بر وجه برانگیزی و آسمان
 نقش بیست .

(۳۰) از منی بصورت آیم و ، مذاقی آشکارا پرستان
 پندش گزار . به باد افرو این شورش چینی که
 بتروپ خوشی مدحاسد آناری دلیری کرده خوشا
 دودل و عقده بی برب انگیزه اسم سخن را
 در حق خوشی به پیستی در انگیزه تا آموزه کارانه
 قدرت را گزین تابی داده باشم .

(۳۱) عشق خوات ریزه بر میان کشیدن و سلب گزین
 خوار شردن ، عشق بی پایه به نام برافروختن و
 خود را به سرش آذره که پارس دانستی بر پیا یافتن و
 بی باطل اندی نام بر آردن ، سلب آسیا آردن و آواز
 الماس تراش در انگیزه ، مدالوده کلام دستور و
 باز نموده کلام فرنگ است ؛ ای آناه آذر گفاری و
 ای فردقه نشیب لایق پندار ای سلطان زاده کافر پرا
 و ای شایسته لغت و دریا ، ای زبان جهان جهان
 شور و غوغا و ای بی یک اهرشتی رنگ و برکت
 از تپ نادر و اندیشه خون و زیارت بیکیفر
 بهرزه گشتار از تقابل بدو با فریم دبی که چکام را
 گنهای خرد انگیزه نیست و به پستی
 یا مان افق که چکامه دولتی بهر سنجیدن ندارد .
 آخر نه از دست در بر دی جریس
 فراد کردن و دیده بدانست خوش باز کردن
 نادران و داد سپردن و روزگار بآراستن خود

مهرت نفس و ترکیب و
 تصفیه باطن

و کاستی آلوده بمرکوبی . با خرمی و زلفت
و با خلق میاوی . کج تنائی نبش و
از سر این آملی بر خیزد . فرد

زاده دم زنی و تسلیم

یگر الله و برقی ماسراش

اندیش نشود و گمان نکند که غالب

از دانش بی بهره . بهت یقین این گشای غمزه زهره آهنگ خود آملی

و از غایت انگشت غائی داده ، بکه خون

گرمی ابرام والا برادر ، صده از جان گزانی تره

بهر ابرگر برادر و بخشم آتش بی زنیار ، تقری

پیش سرودی و شکوه ، راست اندیش بکلاه ، برست پیشگی

از جنید و شبلی خردیاب و بیکلگی و کوش

کینسره و افراسیاب ، پروین بزم حسن دزم هر حال خوشی

مضامین بشتی روی جهان خوی جنگل و نا پیرنه

دوست کشای و شمشیر

شعری جمعی از وفاداری جهانی

صفت را زمین و آسمانی

بیارایان جبارانی نشانه

جانانایان جانانی فسانه

به نیرو سرکشان را پنجه تیراب

پادشاه صاحب آناه قرباب

نکر پروانه طبعی جلالش

تاشا بملی با رخ غیاثش

مکاشش سالی در دل دویک

دلش مبدوبه بار دل کشیدن

دل و جان تنها جلد مکاشش

بجسم آندوبه گرد راهش

خوش حنای حکایت خردی

بش فرنگ دای ناله گری

ترتیب دیوان

و
حرکت آن

اسم المصنف احمد خان

(۱۲۷)

بهست مهر گلشن ساز ابری
 بسطوت صید زور انگن پزیری
 خادش را زوایای نفاضا
 دیانش را زوایای بیاضا
 خیابانی عکفی را خالی
 بیابان گلشنی را غزال
 جریای صبت بی بها در
 امین الدین احمد خان بهادر

(۳۴) آهک پارسائی را در سحرش از استواری آن بایست
 که با چون منی مرزا از کیکلی کیموتی
 برده و بیچگاه در حلقه رسوائی من و خلوت
 بر تائی خورشید لب می نیارده . آهک مهرش
 از دشتی در خادوم چانای که اگر بشایگی خوش
 مسلم نیشتری جان را گرامی ز پند آشتی
 مرا برین کار وکشته و بستم را به پیله دوزی
 این کس و حق گمشته است و رنگهای از غلظت این خود نمائی
 برده و کشته و میدان بر تاپه و رنگهای از قبول
 این رسوائی بخود باز بسته را فنیان در نیاید . نه
 جان منی که از یک باگی کوه خاری یکشتم که
 چون تمام باب این تلمذ نیست ، از گمانی غار
 احباب شرمساری یکشتم . آری چرا چنین
 نباشد که شخص استعدا و مرا پیروانه نازنی نفس و
 تشریف و دود مرا سرایه بازش کمالی نیست .

(۳۵) نه ترا صورت داشت تمام بر لب است و
 نه زلف و سلب و ایلام بر زبان . نه خون صراحم گمردن
 است و نه نفس قاسم برودش نه
 آبله پای عباد صناعیم و نه گوهر آرای قشقه بدایع

(۳۶) کاسه گرگی آتش بی دود بازیم و فراسید تلخی باوه پر زود
 منی آتش کده تا و سیاهیم را سوزیم ، سوزنیم هم از

هنر و هنر شناسی

و دخیط
 و طغیان و اغراض آن

موقع و هنر غلاب

شعر فارسی

پس و محرابی که بنیان پارس را - ببلغم و شوری
 هم ازین چو سبزه و نافه ابر است
 و گل نشانه باد چیدن و دست یابی
 کینه صحت است و یادان پیشه در اند
 آری بیکار نشاید زیست . نفس در شراره
 کاشتن است و زبان در زبان درودن .
 در گفتن و هم از خود بای پرگفتی گفت
 حالت است و ما اندرین هنگام اجم
 یعنی از فوق سیران مُرد . فسرود
 دوتی هر چون غالب چیده ام میخاک
 تا ندوانم که سرست سخن خواهد شک

عیان و خودان بنفشه
 طبع

طوفان آب گوہر

غزیات

از ۱۸۱۸ م تا ۱۸۳۸ م / ۱۲۳۲ هجری تا ۱۲۵۲ هجری

بسم الله الرحمن الرحيم

<p>امی بخلا و ملا خوی تو بهنگامزدا شاهد حسن ترا در روش دلبری دیده و روان کنده تو بیش فزون آب بخشش بزور عون سکنده بزم ترا شمع و گل خشکی بود تراب نگهت یان ترا قافله بی آب نان گرمی نبض کسی که تو بدل داشت سوز مصرفت زهر تم داده بیاد تو ام کم مشمر گریه ام زان که لعلم ازل ساده ز علم و عمل مهر تو دزیده ایم</p>	<p>با همه در گفتگو بی همه با ما جرا طره پر خم صفات موی میان ما سوا از نگ تیز و گشته نگ تو تریا جان پذیر یی بهیچ نقد خضر ناروا ساز ترا زیر و بم واقعه کردلا نعتیان ترا مانده بی اشتها سوخته در مغز خاک ریشم دارو گیا سبز بود جای من دودهن آردها بوده درین جوی آب گردش بهفت آسما مستی ما پایدار باد مانا شتا</p>
--	---

خلد به غالب سپار تا آنکه بدانی روحم در

نیک بود عند لیب خاصه تو آئین نوا

۲

م تعالی الله برحمت شاد کردن بیگناهان را
 ن غوی شرم گنه در پیشگاه رحمت عامت
 زهی دردت که بایک عالم شرب جگوهانی
 بحر فی حلقه در گوش انگشتی آندامردان را
 ز شو قوت بهیقرای آرد و خارا نهادن را
 بداعت شادمان ازین خجالت چکن برزن اکیم
 ن بدلهار بخشی یکسر شکستن هم زیزدان مان
 م بتازم خبر بی خونگرم محبوبه که دوستی
 بمی آسایش جانها بدانی مانند که ناگاهان
 م ز جودش لادری بر دم بدیوان یکتن غافل
 گشت تار و پود پوده ناموس را نادام

نشاط هستی حق دارد از مرگ بیم غالب

چرا غم چون گل آتش بدیم صحرایان را

۳

ن خاموشی ما گشت بد آموز زبان را
 منت کش تا شیر وفا نیم که آخر
 در طبع بهار این همه آشفته دل از حقیقت
 مونی که برون زانده باشد چه نماید
 ن زین پیش و گرنه اثری بود فغان را
 این شبیه عیان ساخت عیار دلان را
 گوئی که دل از بیم تو خون گشته خوان را
 بیسوده در اندام تو جستم میان را

طاقت نتوانست بهنگام طرغ شد
تا شاهد رازت بخوشی شده رسوا
در مشرب بیداد تو خنوم می تابست
بطاعتیان فرخ و برعشتریان سهل
هیچ زده ام بال تقاضا ندو صبح
زنیسان که فرو رفتند بدل پیر و جوان را
فاداشت سنگی تو زین حد نشناسی
برتر نم از غل قدرت جلوت فرو بار
جستیم سر راغ چمن خلد به مستی
ای خاکست قبله جان دل غالب
تا نام تو شیرینی جان داده به گفتن

دادیم بدست غمت انفال عثمان را
چمن پرده بخسار فروخت بیان را
کز ذوق انجمنیازه در افکند کمان را
نازم شنب آیدینه ماه رمضان را
تا فروه سحران دیم سعی بیان را
مژگان تو جوهر بود آینه جان را
در پای قومی خواستم نشانده ان ما
تا خاک کنده بزدان پای نشان را
در گرد خرام توره افتاد گمان را
کز فیض تو سپیده مستیست جهان را
در خویش فرو برده دل از مهربان را

ن برامت تو دوزخ جاوید حرامست
حاشا که شفاعت ز کنی سوختگان را

چون عذر خویش دارد نامه اعمال ما
میل با سویی وی و میلش بسوی چون خودست
حال باز غیر می پرستی و مستی بریم
عیش و غم در دل نمی استد خوشا آفادگی
نقش مادر خاطر با مان درم صورت گرفت

ساده پرکار فراوان شرم اندک سال ما
آرد از خود رفتنش ناگه با استقبال ما
آگهی باری که آگه نیستی از حال ما
باده و خونا به یکسانست در غریب ما
بسکه رود در هم کشید آینه از تمثال ما

نیشتر سازید و بگذازید بهر جای تشنه است
 ماهای گرم پروازیم فیض از باجوی
 خضر در سرشته حیوان فرو غلتیدنش
 خاک را از ابرو دار معین داده اند
 با چنین گنجینه از زوایا بی محسین

خون گرم کو بکن دارد رگ قیفال ما
 سایه بچون دود بالا می رود از بال ما
 لغزش پانیت کش رده ده نبال ما
 بی می پارینه بر بار آمده اند سال ما
 حلقه برگرد دل مانده زبان لال ما

پن جان خال لب تاب گفتاری گمانداری هنوز
 سخت بید روی که میسر سی لاه احوال ما

ن گریانی مست ناگاه از در گلزار ما
 وحشی در طالع کاشانه ما دید است
 گوشه گیرانیم و محاسن ناموس خیم
 خسته بجزیم و از اجز گنه مقبول نیست
 سخت جانیم و تماش خطمانا ز کست
 میفرایید در سخن رنجی که ببدل میرسد
 از گدا زیکجهان هستی صبوحی کرده ایم
 سرگزانیم از وفادار سرساریم از جفا
 ن چاک اندر گویان جهات انگنند ایم
 ن فته جز در دوزخ دیوار کشود دست بار
 از نیم باران نشاط گل بد آموز تو شد

ن گل نبالیدن رسد تا گوشه دستار ما
 می پرد چون رنگ از رخ ساینده دیوار ما
 آبروی ما گداز جوهر بر رفتار ما
 تکیه دارد بر شکست توبه استغفار ما
 کارگاه شیشه پنداری بود کسار ما
 طوطی آینه ما می شود زنگار ما
 آفتاب صبح محشر ساغر سرشار ما
 آه از ناکامی سعی تو در آزار ما
 بی جهت بیرون خرام از پرتو پندار ما
 جنس بیتابی بدزدی برده از بازدار ما
 گریه ابر بهاری کرده آبی کار ما

4

نمی بینم در عالم تشاشی که سمان مارا
 مکن تا زودا چندین دلی بهتان و جانی هم
 سراب آتش از افسردگی چون شمع تصدق
 من و ذوق تماشای کسی کو تاب خسارش
 چه لب تشنه است خاکم کاسین گرو باد من
 خیالش را بساطی بهر پا انداز می خستم
 دلی مایوس را تسکین بمردن میتوان دادن
 بهماراست و خاک از جلوه گل اشتها دارد
 سرو کارم بود با مافی که تندی محویش
 خطی برستی عالم کشیدیم از مژه بستن
 در اغوش تغافل عرض میکردی توان دادی
 نمی رنجید که در دایم تغافل میتپد صیدش
 زمین گوئی هست که بمن بر کم زیدتش
 ازین بیگانه گیسای قراود آشنا نسا

چون نور از چشم تابینا ز ما غرقت صبارا
 و بارغ تازک من بر نیتا بدلقا ضارا
 فریب عشق بازی میدهم اهل تماشا را
 جگر بتا بهر چه بد آفتاب عالم آمارا
 چو اشک از چهره اندوی زمین بر چید دیدار
 پسندیدم بهستی غفل خواب ز بختا
 چه امید است آخر خضر داد ریس و میخان
 برگ نشتر زن از موی خرام تاز محراب
 نفس در سین زلزل نو ز صبح باوه مینار
 ز خود و قسیم و هم یا غوغا شتن بر دم دنیا را
 تکی تا میکنی پهلوی سا بنموده جبار
 نمی دایم چه پیش آمد نگاه ببخا بار
 غبارم در نور و خود فرو به چید محراب
 حیای در زود و در برده رسوای کندها را

عذر از مهر بر سینه آسودگان غالب

چہ نقشہ کہ بر دل نیست جان ناشکیبارا

۷

بخود پیچید که می بی دی غلط کردم فلانی را
 خداوند بسیار از آن شمسید استخوانی را
 کربلی رویت بدشمن داده با خشم زندگانی را
 پیر پروانه و منقار مرغ بوستانی را
 ز خود میدادیم بهیمن نازم مهریانی را
 که داند از زخمی نمود ستارح رایگانی را
 خراب ذوق گنجینی چه داند باغبانی را
 درین کشور روانی نیست نقد شادمانی را
 هلاک فتنه دارد ذوق مرگ ناگسائی را
 اساس محکمی باشد بهشت جاودانی را
 به معشوقی پرستیدم بلا می آسانی را
 بد آموز عتابم برنتابم مهریانی را

پس از کشتن بخوابم دیدن نازم بدگانی را
 دلم بر رنج تاب برداری فرما دمی سوزد
 در بخت از حسرت دیدار و ده جای آکن دارد
 سرشتم را بیا لودند تا سازه از لایش
 چون خود داده گویم رنج از حرف نیست طالع
 بیایش جان فشان شرمسام کرد میدادم
 خدایت دیده دل رسم آتش پیرس از من
 چه خیزد گر بوس گنج امیدم در دل افشاند
 نشاط لذت آلوده نازم کرد در مستی
 مهرس از حشیش نسیمدی که ندانم دل افشاند
 سراسر غمزه پایت لا جوردی بود و من عمری
 بجز سوزند، غمزه نگیند در گریبانم

دلم معبود زده شست غالب فاش بیگویم
 بر نی یعنی قلم من داده ام آذر نشانی را

۸

ای نگاهت الف صیقل آینه ما
 بهیچ رنگ رخ مارفت دل آینه ما
 صورت ما شده عکس خود را آینه ما

نحو کن نقش روانی آذر و قی سینه ما
 وقف تاراج غم تست چه پدید آینه ما
 چه ترا شاست نخورده خویش بود

عرصه برالفت اغیار پر تنگ دست
خوش فرو رفته بطبع تو خوشا کینه ما ^ن
مختم زاوه اطراف بساط عظیم
گوهر از بینه عنقا است بر گنجینه ما
نیست استان تر افتراق بدو و لال
باده محتاب بود در شب آونیه ما
غالب امشب همه از دیده چکیدن دمه
غون دل بود نگر باده دو شینه ما

سوز عشق تو بس از مرگ حیا است مرا
رضه شمع مزار از لگ جانست مرا ^ن
می بگم نظرب در شکن خلوت خویش
حلقه بزم که چشم گرانست مرا
هر غمراشی که ز شک تنم افتد بدل
دو سپاس بزم تیغ تو زبانست مرا
دل خود از گشت هم از ذوق خریداری نیست
این همه بحث کرد و سود زبانست مرا ^{پان}
جوی از باده و جوی از غسل از و خلد
لب لعل تو هم این است هم آنست مرا
چمن پری زاد که در شیشه فرو خوش آرند
روی خوبت بدل از دیده نمائست مرا ^ن
بیشک تا ز من افزو گستن یکدست
در رهت رشته امید عنانست مرا
بخودی کوهه سبکدوش فراخی دارم
کوه اندوه و گ خواب گرانست مرا
خارها از اثر گری رخسارم سوخت
منقی بر قدم راهروانست مرا

رهرو تفته در رفته به اکم غالب
توشه بر لب جو مانده نشانست مرا

آشایانه کشد خار رهت دامن ما
گویی بود ازین پیش به پیراهن ما

ن بی تو چون باد که در شیشه هم از شیشه جدا
 سایه و چشمه به صحرا دم عیشی دارد
 ن تار و تشکوه تیغ ستم آسان اندول
 دوست با کینه ما مهر نهان می و رزد
 ن می پرد مورگر جان بسلامت ببرد
 دعوی عشق زما کیت که یاد نکند
 سخن ما ز لطافت نپذیرد تحریر
 طوطیان را نمود هرزه جلگر گون منقار
 نبوغا کینزش جان و رتن ما با تن ما
 اگر اندیشه منزل نه شود بهزن ما
 بنجیه بر زخم پریشان فتد از سوزن ما
 خود ز شکست اگر دل بعد از دشمن ما
 تاجه بر قست که شد تا مزد خرمن ما
 می جده خون دل ما ز لگ گردن ما
 نشود گردنمایان زرم تو سن ما
 خورده خون جگر از شکب سخن گفتن ما

ن ما نمودیم بدین مرتبه راضی غالب
 شعر خود خواهش آن کرد که گردد فن ما

(۱۱)

نقش زخمو براه گذر بسته ایم ما
 باینده خود این همه سختی نمی کنند
 دل مشکین و دماغ و دل خود نگاه دار
 برومی حاسدان و دروغ کشنده رشک
 فرمان دود تاجه روانی گرفته است
 ن سوز تار و ان همه در خروشتن گرفت
 ن گونی وفا ندارد اثر هم بسا گرای
 تاجه و دماغ خویش چه خون در جگر کنیم
 بروست راه ذوق نظر بسته ایم ما
 خود را به زور برد تو مگر بسته ایم ما
 کاین خود طلسم دود و شر بسته ایم ما
 از بس بر خویش جفت در بسته ایم ما
 صد جا چو بنه بناله کمر بسته ایم ما
 از داغ قهقش به جگر بسته ایم ما
 زمین سادگی که دل به اثر بسته ایم ما
 از کوی دوست رخت سفر بسته ایم ما

هرماست تاله هبت ماحق گزاردوست
 حوزی ببال مرغ سحر بسته ایم ما
 از خوان نطق غالب شیرین سخن بود
 کاین مایه زله باز شکر بسته ایم ما

(۱۲)

در گرد غریت آینه دار خودیم ما
 دیگر ساز ز بخودی ماسد انجمنی
 از بسکه خاطر موی گل عزیز بود
 با جمله وقت خویش دل ما ز پا برست
 از جوش قطره مهر شرک آب گشته ایم
 مشب غبار ماست پراگنده سوسو
 با چون تویی معالیه بر خویش منت است
 روی سیاه خویش ز خودیم نهفته ایم
 در کار ماست تاله و ماد در بلوای او
 خاک وجود ماست بخون جگر خیمه
 هر کس خبر ز حوصله خویش میدهد
 تار نگاه پیر و ماسک گوهرست

ن غالب چون شخص عکس در آینه خیال

با خویشتن یکے درد و چار خودیم ما

یعنی ز بیکسان دیار خودیم ما
 آوازی از گشتن تار خودیم ما
 خون گشته ایم و بلخ و بهار خودیم ما
 گونی هجوم حسرت کار خودیم ما
 اما همان بحیب و کنت از خودیم ما
 یارب بد هر دو چشم از خودیم ما
 از شکوه تو شکر گزار خودیم ما
 شمع خموش کلبه تار خودیم ما
 پروانه چرخ مزار خودیم ما
 رنگینی قشاش غبار خودیم ما
 بدستی حریف و خمار خودیم ما
 رفتار پای آبله دار خودیم ما

پ
پ

سیارہ پھولتار سجدہ از ہم بکشد غالب

تفس با این ضعیفی بر تناید شور یاد بها

کدلی چون زمیں یا ہم چنان بر خورشید تن یا لم

چه خوش باشم و شاید با بخت ناز و سپیدان
نگد در گشته زایها نفس در سر ساینها
سخن کوتاه مرا هم دل بر تقوی باکست اما
زننگ زاید اقامم بکا فرما جرایها
فرختم گر بصورت از لایان بوده ام غالب
بدار الملک معنی می کنم فرمان روایها

(۱۵)

جان بر تن بدای دل هنگامه ستم ما
از دشت بر دهم بشکر غم در دهم
گویند می نویسد قاتل برات خیری
چو جود دشت نیست از پا فتادین بن
سوگند کشتم خود از غصه جان سپردم
دشمنه تا جبهتی بر من نوید قتلی
بیدادگر ندارد در سایه تواضع
کاشانه گشت ویران ویرانه و گشتار
مانند خار زاری کاتش زنده مروی
در مشرب حریفان منعست غوغائی
زاید مناز چندین ز نام آگستی
از سینه ریز بیرون مانند تیغ دم ما
آمیزش غریبی باشد بهوش دم ما
یارب شکسته باشد بر نام ما ظم را
بر دیده می نشانم در هر قدم قدم ما
کرم ز بی نیازی خون در جگر قسم ما
در دل چو جوهر تیغ جاداده ام رقم ما
تیغست بر رسم یغما از مار پوده خم ما
دیوار و در نسا دوزخ نمایان غم ما
سوز دیم خویت اجزای تال هم ما
بگر که چون سکندرایینه نیست جم ما
از جبهه ام تند دوز کس سجده صنم ما
اشکی خاند باقی از فرط گریه غالب
سیلی رسید و گوی از دیده شست نم ما

(۱۹)

ن من آن نیم کردگو میتوان فریفت مرا
 ن بحرف ذوق نگه می توان ربود مرا
 ن ذکر مل بگمان میتوان ننگد مرا
 ن درود دل که با فسانه در میان آید
 ن ز سوز دل که با آگهی بر زبان گذرد
 ن من فریفتگی هرگز آن محال اندیش
 ن خدنگ جز بگرایش کشاد پذیرد
 ن ز باز نادم ن نامد بر خوشم که هنوز
 ن شب فراق ندارد سحر دل یکچند
 ن نشان دست مدغم جز اینک پرده دست
 ن گرسنه چشم اثری بنم که در ره دید

سرشت من بود این در آن نیم غالب

که از وفا به افریتوان فریفت مرا

(۱۷)

ن من زمین گرت نبود باور انتظار بیا
 ن بیک دوشویه ستم دل نمیشود خرمند
 ن بهمان جوست در الزام مدعی شرفت
 ن لاک شیوه تمکین خواره گشتان را
 ن بهمان جوی مباحش ستیزه کاریا
 ن بمرگ من که بسامان رونگار بیا
 ن بکے بر غم دل تا امید واریا
 ن عثمان گسته تراز باد نو بهاریا

زما گسستی و بادگیران گرو بستی
 بیا که حمد و قافیت استوار بیا
 و دایع و وصل جدا گانه لذتی دارد
 هزار بار برو صد هزار بار بیا
 تو طفل ساده دل و خنثی بد آموز است
 جنازه گردن تو ان دید پر مزار بیا
 فریب خورده نازم چنان می خواهم
 یکے پر سرش جان امیدار بیا
 زغوی تست نهادن کیب نازک تر
 بیا که دست و دلم میرود ز کار بیا
 رواج صومعه نیست زینهار مرو
 شمع میکده نیست پر شیار بیا

حصار عافیتی گر بوس کنی غالب
 چو ماه حلقه رندان خاکسار بیا

(۱۸)

در بحر طرب بیش کنتاب تبم را
 مثناب کف مار سیا هست ششم را
 آو خ که همین جسم و گردن عوض گل
 در دامن من ریخته پای ظلم را
 ساز و قدح و نغمه و صبا همه نقش
 یابی ز سمن در ده بزم ظلم را
 در دل ز تناسی قدیم تر شود است
 خوقت چه خاک داده مذاق او بزم را
 از لذت بیداد تو فادغ تو توان نیست
 در یاب عیار گلخانه بی سببم را
 ترسم که دهن خاله بگریه بدریدن
 قطع نظر از جیب بدوزید لبم را
 از ناله خشم بیهوشی دوست سر انگشت
 مانند منی اندر ستخوان جوی تبم را
 ساقی به نمی کز قدح پاد و چکانی
 بر غلغل غمت بدان لب کوثر ظلم را

و در من بوس پاد و طبعیست که غالب
 چو پیمان به حبشید رسا ند نبم را

ن بر نمی آید ز چشم از جوشش جزای مرا
دامن افشاندیم بجهیب مانده در بند تنم
ن ده که پیش از من بیابوس کسی نخواهد رسید
ن همچنین بیگانگی با من دل و جان کسی
با من پا به دروغ نرندی از وی شکوه دارم هیچ
بر نیایم بار و اینهای طبع خفته
من تا بخواهست مردم ویکره بخاکمانندی
خویش را چون منج گوهر گرچه گرد آورده ام
ن تشلب بر اصل دریا ز غیرت جان دهم

درد قلب نیست آهنگ غزنخوانی مرا

✱

از و هم نظر گشت که در خود گیرم ما
در خاک از هوا ی گل و شمع فارغیم
تا تخمین ما ز چرخ بسکسر جا و رفت
ا مردم به کیلند تشنه خون همنده پس
از حد گذشت شکر و ستار و دریش شمع
درست ز ما بشری میساک ز بر خاک

پنهان به علیم زبس عین علیم
چون قطره در روانی دیا گیم ماض
مارا مدد ز فیض الهی است سخن
همون جام باوه را تبه خوار غیم ما
غالب ز هندیت توانی که می کشم
گویی ز اصفان و هرات و سیم ما

❖ (۲۱)

په گیتی شد عیان از شیوه عجز اضطار ما
ز پشت دست ما باشد قماش روی کار ما
به بیم افکنده می را چاره رنج خار ما
قدح بر خویش می لرزد دست عشق دار ما
خوشا جانی که اندوهی فرو گیرد سرپایش
ز نو میدی توان پرسید لطف انتظار ما
نشستن بر سیر راه تحیر عالمی دارد
که هر کس میرود از خویش سیگرود و دچار ما
چو بوی گل جنون تا زیم از سستی چو پی برسی
گسستن دارد از صد جامه ناز اغیار ما
فرد ز هر قدر رنگ گل افزاید تب تابش
کباب آتش خویش است پنداری بدار ما
حریقان خودش عشق ترابی پرده دیدندی
بدانان که گشتی موسم گل پرده دار ما
هنوز از سستی چشم تومی باله تماشا می
بود سنگ فلاخن مرصدا را که سار ما
خوشا آگاهی گرد ز نور و شوق بر بندد
بستار دامن خیر از مشیت خبار ما
بدین یک آسمان بود داده می بینی نمی بینی
که ماه نو شد از سودن گفت گوهر شمار ما

نهال شمع را با لیدان از کاهید نست اینجا

گدا ز جوهر هستی مست غالب آبیار ما

(۱۹)

ن بر نمی آید ز چشم از جوش جیرانی مرا
 دامن افشاندیم بحیث مائده در بند تنم
 ن ده که پیش از من بپاویس کسی خواهد رسید
 ن همچنین بیگانه‌زی با من دل و جان کسی
 با من با هم خرسندی از وی شکوه دارم و می
 بر نیایم بار و اینهای طبع خسته خفتن
 من تا براهست مردم و کمره بخاکم تادی
 خویش را چون مرغ گوهر گرچه گرد آورده ام
 ن تشنگ بمراسل دریا ز غیرت جان دهم

باسراج الدین احمد چاره جز تسلیم نیست
 و در غائب نیست آهنگ غزلخوانی مرا

* (۲۰)

ن از و هم نظر گشت که در خود گیم ما
 در خاک از هوا سی گل و شمع قار عجم
 ن تمکین ما از چرخ بکسر پیاد رفت
 ۱۱ مردم بر کینه آتش خونین بهند و بس
 از حد گذشت شکر و ستاره در پیش شمع
 دست ز ما بشوی میجا که زیر پلاک
 اما چو وار سیم همان قلزم ما
 از توسن تو طالب نقش سیم ما
 خوشش دستگاه دشمن انجیم ما
 خون می خورم چون هم ازین کویم ما
 جبران این دوازی یال و دیم ما
 آب از لطف نهیب صدای قسیم ما

پنهان به عالمیم ز بس عین عالمیم
چون قطره در روانی دریا گیم ما
ما را مدد ز فیض لعلی است به سخن
چون جام باده را تبخوار غیم ما
غالب ز هند نیست توانی که می کشم
گوئی ز اصفهان و هرات و میم ما

(۲۱)

په گیتی شد عیان از فیض بحر اضطرار ما
ز پشت دست ما باشد قماش روی کار ما
به بیم افکنده می را چاره رنج شمار ما
قدح بر خویش می لرونند دست عشق دار ما
خوشا جانی که اندوهی فرد گیر و سرایش
ز نو میدی توان پرسید لطف انتظار ما
نشستن بر سیر راه تحیر عالمی دارد
که هر کس میرود از خویش بیگردد و دچار ما
چو لای گل جنون تا زیم از مستی چو پیرسی
گسستن دارد از صد جا عیان اختیار ما
فرد زده هر قدر رنگ گل افزاید تب تابش
کباب آتش خویش است پنداری بهار ما
حرلیغان شودش عشق ترابی پرده دیدنی
بدانان گر گشتی موسم گل پرده دار ما
هنوز از مستی چشم قومی باله تماشا می
بموجب باده ماند پر تو شمع مزار ما
بدین شکنج حرلیت دستبر نالتوان شد
بود سنگ فلاخن مرصدا را کو بهار ما
خوشا آوازی گرد و نور و شوق بر بند
بستار دامن شیراز مشب عیار ما
بدین یک آسمان بود وانه می بینی نمی بینی
که ماه نو شد از سودن گفت گوهر شمار ما

نهال شمع را با لیل از کاهید دست اینجا

گدا ز جوهرستی ست غالب آبیاریا

بودیم نظر باز تو بر دل زده باز غم اسی دیده تو ازش ز تو نتواخته ما ص
 هر جاده که از نقش بی تست گلشن چاکست بحیب هوس انداخته ما
 غالب بدم افسون قامت که بلای است
 دیوانه از بند برون نتاخته ما

(۴۲)

خوش وقت اسیری که بدم هوس ما شد روز خنثین بدگل قفس مان
 مبتاب نمکسار بود باده مارا امی بیمزه بی روی تو بزم هوس ما
 حیرت زده جلوه نیزنگ خیالیم آینه مدارید بر پیش نقش ما
 آوازه شرع از سر منهد بلند است از شب رمی باست شکوه هوس مان
 وقتست که غم جگر از درد بجوشد چندان که چکد از غمزه وادرس ما
 امی بی خبر از نیستی و ذوق فراتش در پیر من مانم و خار و خس مان
 درد هر فرد رفت لذت نتوان بود بر قند نه بر شهد نشیند گس مان
 طویل سفر شوق چه پرسی که درین راه چون گرد فرو نخت صدا از جرس مان
 حور این بهشتی که ندارد گلابی بر خورش نشانند گدا از نفس مان
 هر جام سنگیست در آورده سرخیش در بند برون سندی غل هوس مان
 باشد که بدین سایه سر چشمه گرانند یاران عزیز بند گروهی ز پس مان
 خرسندی غالب نبود زین همه گفتن
 یکبار بفرمای که ای چاکس مان

نظم: دلگشای این بیت با تعداد ۱۲ بیت از خوشنویسان و سروده ۱۲ نفر است و در این مجموعه ۱۲ بیت است
 در این مجموعه ۱۲ بیت است و در این مجموعه ۱۲ بیت است و در این مجموعه ۱۲ بیت است
 در این مجموعه ۱۲ بیت است و در این مجموعه ۱۲ بیت است و در این مجموعه ۱۲ بیت است

(۲۵)

شکست رنگ تار سوا نسا زد و بفراران را
 ن زبیکانهای تاوگ در دل گرم نشان نبود
 بود پیر شست صبر بر که از گرانجانی
 ن کف خاکیم از ما بر غیزد و جو غب اما سخا
 به ترک جاد گو تا گردش ایام بر غیزد
 ن در آید و بیازی گاه اهل حسن تا بینی
 نگشت از سجده حق جسته ز باد دانی
 در هیچ آگاهی کافر دگی گردد سر و بر گشت
 ز غیرت میگردد در محال گاه تا غیرم

بر غم غالب از ذوق سخن خوش روی آردی
 مرا لختی شکیب و پاره انصاف امان را

(۲۶)

پیرم دهنخ و آن داغهای سیده تابش را
 ن ز پیدانی بجاپ جلوه سامان کرد نش تمام
 ندانم تا چه برق فتنه خواهد نخت بر بوم خم
 ن دیم صبح بهار این مایه بد پوشی نمی آرد
 سوادش در غم حیرانی غبارش عرض ویرانی
 ز تاب تشنگی جان را نوید آید و بخشم

سرایی بود در ده تشنه برقی عتابش را
 کف صباست گویی پنبه ینامی شمرش را
 تصور کرده ام بگسستن بند نقابش را
 صبا بر خیزد هر افشانه گویی خست خواش را
 جهان را دیدم و گریه دیدم آباد و خسرانش را
 کند جلد به دریا شناسم صبح آبش را

زمین کن بخودی بوصول بگل بوسی نشاسم
 سوار تو سن نازست و بر خاکم گنبد دارد
 شکایت نامرغتم در نوروم تاروان گردد
 ندانم تا چسان از عمدۀ دروش برهانم
 ز غویان جلو و ز ما بخود این جهان رو نما خواهد
 غیاش صید دام پنج و تاب شوق بودا

به نظم و نشر مولانا ظهیری زنده ام خال
 رگ جان کرده ام شیرانه اوراق کما بش را

(۲۰)

مدام محرم صبا بود پیانه ما
 ز بهی دگر می خوریت نفس گوناغ
 چمن طراز جنونیم درشت فکوه از است
 بدل ز جود تو ندان فشرده ایم و خیم
 تو زود مستی و ما را زود خردی تو ام
 دلازی شب بجران ز حد گذشت یا
 جنون پیای پر داز گلستان بخشید
 ز سحر هرزه بهیجا صان علم مختیم
 چو باد میسد پدید آمد از لاله ما پان

همین گذاختنت آبروی ما خال

گمتر چه تازد و شد به پیش ژاله ما

(۲۸)

نمفت شوخی بی پرده شور و جگش را
ن کدام آینه باردی او مقابل شد
ن چون غنچه بوش صفای تش زبالیدن
ز گرمی نفسش دل درآهتزاز کند
نظاره خطی پشت لبش زخمی شود
چه نعمت که برگرم سرو پنداری
بر حش و عده دیدار کرده میتابم
ن جگر نشاند خشم بر خود اعتماد عیت
کشیده ایم بدیوانگی ز شوخی دست

ز نظر غالب آشفته گرد آگاه

بیاز ما به می تند هوش و بهنگش را

(۲۹)

ما ز خوریت از بد آموز تو میجویم ما
خوشتر شتاقان همان بر صند مزگان بود
ما ز عاشق از شکست بگسروای شو
ن زین بهار آئین نگاربان بود که بپذیرد یکی
آفتاب عالم سرکشگیهای خودیم
ن من تا چاه مجموعه لطف بهاران بود



امی روی تو بجلوه و داد آورده جنگ را
 از ناله خیزی دل سخت تو در تهم
 از عمر نوح عرض برد انتظار تو
 و اغم که در بوی ای سزا من کیست
 در بزم می بجام زمر و خورده
 جوی گشتاد شست قران نامده آب
 چون آنگیته به جگر در شکسته ایم
 در گوشه خزیده زاننده بکیسی
 شرمی که خود ز نام وفا تنگ داشتی
 ن خالب ز عاشقی به ندی می رسیده ام
 تازم شکر کار می بختی دورنگ را



سوز و زبس کتاب جمالش نقاب را
پیراهن از کشتان و دما دم ز سادگی
تا خود شیبی بهدمی مایه سر برد
تا رفت دم ز وعده باز آخلق زند

والم که در میان نمیند و حجاب را ن
نظرون کند سروده دری ماهتاب را ن
در چشم بخت غیر را کرد خواب را ن
تا دور وصال یاد و بد اضطراب را

در دل غمزد به لایه و از جان بدگذشت
 جرات نگر که هرزه بر پیش آمد سوال
 ن تا زدم فروغ با ده ز عکس جان دوست
 سوزد زگریشی و او پنهان به لعل
 ن آتش دهم باده و او هر دم از تیز
 پ آسوده باد خاطر غالب که خوی دوست
 آینه تن بباوه صافی گلاب را

(۳۲)

نوید انتفات شوق دادم از بلا جان را
 پرستارم جگر در باخت یارب دل اندازش
 ن چنان گریست بزم از جلوه ساقی که پنداری
 نلدم شکوه از غم با بجوم شوق خرمدم
 قضا از نامه آهنگ دریدن ریخت در گوشت
 به تن چسبید بازم از نیم خوانا به پیراهن
 بجزم تاب غیبط ناله با من و او دری دارد
 هنوز آینه مای پذیرد عکس صور تما
 ن حکمت بر طرف لب تشنه بوس دکنار تم
 بهستی گزینخت بگذری ز نهار فقری
 چمن سامان منی دادم که در وقت گل چیدن

کند جذب طوفان شوم موج طوفان را
 ز میثاقی بز غم سرنگون کردن نمکدان را
 گداز جوهر نظاره در جاست مستان را
 ز جام داشت جوش دل همانا داغ بجران را
 پر پشت تا غم فستق نقش روی عنوان را
 خراش یمن سطر بنجید شد چاک گریبان را
 از خوشی می شمارد ز پر لب و ز دیده افغان را
 چون صبح خنده نلاند دل انشودیم ندان را
 ز راهم باز چمن دایم نواز شمای چنان را
 سرانی در رستی تشنه ویدار جهانان را
 غمائی کز اوامی خوشش چرخ کرده دامان را

با نواز صیحو می چون به گلشن ترکستان داری
 کباب نو بهار اندر تنور لاله می سوزد
 چه دید و دل چه موج رنگ بهر پرده از مستی
 بشما پاس ناموست ز خشم بدگمان دارد
 ز مستی محو پاکوبی بود هر گرد با دای نجبا
 پدید نمای رنگ گل شفق گرد و گلستان را
 چه فیض از میزبان لاله آبی پیشه همان را
 خیالم شاد باشد طره خواب پریشان را
 ز شوق ناله می رزم رنگ در دیده و زبان را
 رواج خانقا هست از کفن شکم بیابان را

ن رسیدنهای متغایر چهارم از مخوان غالب

پس از عمری بیادیم حادرم در ده پیکان را

(۳۲)

مخلوت مژده نزدیک یار است بهلورا
 ز حو پرده محفل مگو نسر با وایم
 جهان از راه دشاد بدلان مانده که پنداری
 دمن رنجیده با اختیار در ناز است میخواند
 بزور تند خونی مستندگان مارا می نمود کون
 نباشد دیده تاحی بین مژده ستوری گلشن
 چون نشیند بر محفل بگذرانم در دل تنگش
 اگر دانم که نسبت مرا با کیست هم چشمی
 بهاران گریه مشاهده که و بیابان شد
 فریب امتحان پاکبازی داده ام اودان
 که میخاید بدوقی فتنه شادروان مشکورا
 بدنیبا از پس آدم فرستادند مینودان
 بجنبشهای ابرو و از گره پرواز و ابرو را
 به آتش بزن مست از موی تاب میچش سورا
 چو گوهر رخ کویش از گهر سنجید ترا و دان
 که رنج غیر از و چون بی سبب هم کشد و را
 کشد و دیده هر گردی که از ده خیزد و ابرو را
 گل از نحت دل عشاق زیدان سرگورا

نشان درست غالب در سخن این شیره بس بود

بدین ندرین گمانی آدمم دست مبار و را

®

کوفت و سبیل ماطوبی مابشت ما
 نسوز فتنی برده چرخ ز سر نوشت ما
 ابر اگر ایستد بر لب جوست گشت ما
 صرفِ اقوام دوزخست نامید و بهشت ما
 ای بریدی و ناخوشی غوی تو سر نوشت ما
 گریهی دعا کتاب باد و چکد زخست ما
 شیوه گیر و دار نیست در کنش کنشت ما
 دل تنهی بخوب ماطعن مزان بزرگشت ما

با دۀ مشکبوی ما بید و کشت در کشت ما
 بسکه غم تو بده است تعبیه در سرشت ما
 حسرت وصل از چه رنجهان بجایال سرخوشیم
 تو رخورد را آگهی خواشش تن پدید کرد
 این هم از عتاب تو ایمنی عدو چراست
 بمرده صد دارچین بسر بر سر صد هزار خم
 بچنظر از خودی بر آلب به اتا العنم کشت
 با دۀ اگر بده حرام بذل خلاف شرع نیست

گفت حکیم حسرتی غالب خست این غزل
مشاد هیچ میشود طبع و قاسر شست ما

10

ازماجموی گریه بی پای پای را
بر سر زمین کسح کنی نقش پای را
از قرب خروده نه نگذار پای را
ای شعله داغ گردد نگذار پای را
شوق تو جاده گردن آب پای را
درما گشت جلوه بی رهنمای را
انگشت زینهار شمر هر لوی را

۱۰ دل تاب خبط عالمه و خداى مرا
 آيد بچشم روشنى ذره آفتاب
 مشتاق عرض جلوه خویش سحرین دست
 سرگشتگی بر اوج فنا بال میزند
 و مانند گیسوی پی سپردای خیال
 ۱۱ سر منزل رمانی آندیشه خدم
 از هیچ کتاب از مستوفین سرکشان

حسنِ مبتان ز جلو ناز تو رنگ داشت
گوید تنفّاس قلّ تو که رد کرده توام
یارب به بالِ تیج که پروازی کند
گر چشم اشک دوست و گریسته آه از دست
مردم ز فرطِ ندق و تسلی نمی خورم

ببخود بپوی باوه کشیدیم لای را ن
از پشت چشمی نگرم پشت پای را
تنگست روش فرق بلندگی را ن
با کیست آوری دل دروازه می را
یارب کجا برم لبِ خنجر ستای را ن

غالب بیدم از بهر خواهی که دین پس
بخی گزینم و پسرستم خدای را

(۳۶)

تا دخت چاره گر جگر چاره دارا
با اضطراب دل زهر اندیشه فارغم
چون شعله هم ندوی تو پیداست خوی تو
سرگرم هر شد دل چرخ ستیزه خو
دانی که یگ بادیه غم روان چراست
گیتی زگریم تو و بالاست بعد ازین
ای لذت جفای تو در خاک بعد از
جوهر و سید آینه دلخسته تا کجا
خونم ستاده بود بدرد فسرده گی
شمع از فروغِ چهره ساقی در آئین
بگرخت تا ستم از جانب که بود

از خمیه خنده بروم تیغست چاره را ن
آسایشست جنبش این گاهواره را
تا کی بتاب باوه فریبی نظاره را
چندان که داغ کرد جبین شاه را ن
اینها گشته اند عثمان شماره را
جویند در سیاه دریا کناره را
با جان سرشته حسرت عمر دوباره را ن
دزد و خود ز بیم نگاهت اشاره را
دل داو پایمردی تیغست گذاره را
چون گل بسزد دست زمستی نظاره را
باشیشه آوری پی دادست خار را

د اغم ز بخت گر هم او بچ اثر گرفت
آه از سپهر بخت بفرقم شداره را
غالب مرا ز گریزید شهادتی ست
کاین بجز ننگ داد بخون استخاره را

(۳۷)

تقصا آئینه دار عجز خواهد نازشاهی را
طبیعی نیست هر جا اختلاط الذوی حذر خوشتر
دوخت خوابم آتشاره بارفتست میداند
غماندا ز کثرت و لرغ غمت آتشیاب جالبانی
ص چشم تاریک منزل دور و نقش جادو پدید
چند و سازی ای آئینه آه از سادگی سبایت
عدولیت بلوده است اندر نسا و عجز مانازی
بهانیا کز نو آموزان و رس و محنتی زاهد
ن دلاگرداری داری بچشم سرمه آلودش

مشکستی در نهادستی ادای کج کلهایی را
کم از سوزنده آتش نیست آب گرم ماهی را
بتم در لرزه افگند دست بادیج گاهی را
کوداخی در نقضای سیندا تمنا زد سیاهی را
هلاکم جلوده برقی مشراب گاه گاهی را
په من بگذار بفرقم شیده سحیرت نگاهای را
بهدا از قطره نتوان کرد و طوفان و سنگای را
بدوقی دعوی الزبر کرده بحث بیگناهی را
نخستم بی زبان کن تا بکار آیم گواهی را

پن مرود ز شرم گروستی بهمان تو زد غالب
و کیش من نمیدانند طریق داد خواهی را

(۳۸)

ن لرزه دارد خطر از سبب ویرانه ما
ن فنی از برق بلا تعیید دارد و در خویش
چشم بر تازگی خمیده جنون و دهنه است
سپیل را پای بنگ آمده در خانه ما
دهن خاک کند آبله از داغ ما
در خزان بیش بودستی دیوانه ما

می باندازه حرام آمده ساقی برخیز
 تنگیش نام برآورده تماشاخانه
 بچراغی نرسیدیم درین تیره سرا
 دم تیغ تنگ گردن بابا یکست
 دو دانه از جگر چاک دمیدن داد
 خوش فرد میرود افسوس کفایت دل
 مبر آید ز کف دست اگر دهقان را
 شیشه رخود بشکن بر سر پیمان ما
 در پی مور فرورفتن کاشا ما
 قمع خاموش بود طالب پروانه ما
 آفرین بر تو و بر هست مرده ما
 زلف خیزست ز بهی دستگیر خانه ما
 پند گرش تو گردد مگر افساد ما
 نیست ممکن که کشد ریشه مراد ما

ن دانه بر تشنگی خویش گواهی غالب

دهن ما بزبان خط پیاده ما

(۳۹)

ای گل از نقش کف پای تو دامن ترا
 تا ز خون کز این پرده شفق بازود
 هر قدر شکوه کرد و حوصله گرد آمده بود
 جذبه زخم دلم کار گرفتار بساو
 ندهد بوی کباب از نفس غیر خوشم
 راحت دانی ذوق طلب انازم
 چشم آغشته بخون بین ز غلوت مای
 آتی از بزم رقیب و سرور است میرا
 چه غم از سبلی سنگ ستمش کرد کبود
 محفشان کرده قبا سر و خربان ترا
 رونق حج بهارست گریبان ترا
 گوی گردید بستی خشم چوگان ترا
 عطسه غریب کنده مغز حکم ترا
 می شناسم اثر گرمی پنهان ترا
 گردنناک بود سایه بیابان ترا
 ایگ ابر شفق آلوده گلستان ترا
 تار بایم دل از تاز پشیمان ترا
 سبزه نار است تخم طرب خیابان ترا

فرصت باد که سر در سحر است گویم آفتاب لب با سیم شبستان ترا
 هر جهانی که دهد بدی بسنگار شوق پرده ساز بود ز مهر سر بخان ترا
 قارغش ساخت از حسرت پیکان غالب
 حق بود بر جگر ریش تو دندان ترا

(۴۰)

ن غمت در لوت دانش گدازد مغز خندان را لب تنگ شکر سازد دمان تلخکامان را
 قضا و کار با امتداد هر کس نگذارد بقطع وادی غم می گسارد تیز گامان را
 ن ز هستی پاکش گر مرور اهی کا ندین دوی گرانهاست رخت دهر و آلوده دامان را
 دملغ فتدی نازد بسایان رسیدنها طلوع نشد گرد راه باشد غم خرامان را
 پی رسائی ارباب تقوی جلوه سرکن کتانه ها هستابی ساز شام نیکسانان را
 بعرض ناز خوبان را از با بیتاب تر داد عمان از برق باشد ریش زین مستلمان را
 خرایم و رضایش در خرابیهای ماباشد ز چشم بد نگذارد خدا و دستکامان را
 ن بسا افتاده سرست بسا افتاده در طاعت تو اقی تا بطلعت از خاک داری گدایان را
 ز قاتل مشرود زخمی گم و جیب همان ریزد نشاط انگیز باشد مری خون خورین مشامان را

ن جهان اخلاصی میایست آن مغرور و این طبع

بیا غالب نه خاصان بگذرد بگذارد علان را

(۴۱)

نگویم تازه دارم شیوه هما و میانان را ولی در غرض میز کار گر جادوی آستان را
 هانا پیشکار رخت ناسازم بر تنهای ستود آورده ام او چایجویی صیقلان را

ندارد حاجت لعل و گهر حسن خدا داد است
 چه بی برگ است جان برون زخمی آن دم نگر
 عیث مکتب کتش مانند بازار گمان را
 ملاکستم فراخی های عیش سخت جانان را

سوز دارد گر آزار دلم آزرده میخواهم
 سراغ فتنه های زهره سوز از خوشی گیرم
 به لفظ عشق صد کوه دور یا در میان گفتن
 زمین بر گرز زرد گشت و گل کبریا شد
 مرغ از تار وائی بی نیازی عالمی دارد
 بگیرد و بگران را حق بحر می کز می بخشد
 بر قتل خویش دست مساعد از کیمیا ناز
 رگ اندیشه بنقض کار باشد کار و تاز
 بیا سوزد تا پیشش برید افتاد خوانا را
 کند پاییز کوئی کیمیا گر باغبانان را
 حکایتها بود با خوشی تن مرغی زبانان را
 سرت گرم شفتی روز عشر دستا ناز

نداشت در غم تاورد نهاند کس بلبل غالب
 مرست خیزد از تقلید پیران نه جوان را



(۴۲)

خیز و بیا بر لب لوی را سر را بهی دریاب
 ن عالم آئینه دازست چه پدیدار بخان
 ن گر به سنی زسی جلوه صورت چه گشت
 غم افسردگیم سوخت کجائی ای خرق
 بر تو آتائی ناز تو گواهم ز عجز
 تا چها آئینه حسرت دیدار تو ایم
 ن تو در آغوشی و دست و دلم از کار شده
 دارغ ناکامی حسرت بود آئینه وصل
 فرصت از کف شده وقت غنیمت پندار
 ن غالب و کشش بیم و امیدش بهیات
 یا به یقینی بکش دیا به تنگای دریاب

(۳۲)

گر پس از جور یا فساد گزاید چه عجب
 بروش از مشکو فطر در سرفی داشت بمن
 رسم پیمان بسان آمده نمود انارم
 شیوه با داد من مستقیم غمخیز ویم
 چون کشی کشدم رشک در پرده جای
 طره در بیم و پیر این چاکش نگرید
 بر نه سیرم شمر دوزنی تسلیم رقب
 کار با سطر به زهره ضادی دارم
 آنکه چون برق بیکجای نگیرد نام
 با چنین فرم که از هستی خویشش باشد
 غالب از رخ بر دوست نساید چه عجب

(۳۳)

*

جنون محل بصحای تحیر آمده است اشب
 بدوق وعده سامان نشاطی کرده پندارم
 خیال وحشت از ضعف بهمان صورت نمی بندد
 دل از من عذارت جستند لاف و دانستم
 ز هی آسایش جاوید همچون صورت دریا
 بقدر شایم بهجانش درازی باد عمرش را

نکده چشم واکه هم در گردان آمده است اشب
 ز فرخ گل بر دی آتشتم بنشاند است اشب
 بیا بان برنگه امان ناز افشاند است اشب
 سمنه این غریب ز یاد خوانده است اشب
 تم زخم تن پیستر بزم چپانده است اشب
 فلک نیز از کلبه سجده گزیده است اشب

بخواهم میرسد بسند قبادا کرده از مستی نه اندم شوق من در کجا چه افسون شد است امشب
 بدست کیست لغت کاین دل شورید می تابد میرز خیر همچون راگمی جنبانداست امشب
 خوشست انسان در دوجدائی مختصر غالب
 به محشر میتوان گفت این در دل بانداست امشب

(۴۵)

از آمده تالیافت قلق میکنم امشب	گر پرده بهسیت کز شوق میکنم امشب
ن آن آینه بگذارد عکس نفر بسد	نظاره یکتائی حق میکنم امشب
ن آتش بر نهادم شد آب از لغت مغر	از تب بنود این که عرق میکنم امشب
جان بلیم اندازه دریا کشیم نیست	از می طلب سدر حق میکنم امشب
از هر بن مو چشمه خون باز کشادم	آرایش بستر رشفق میکنم امشب
می میگرد از لعل لبش در طلب نقل	مستی ز کواکب پر طبق میکنم امشب
ن من نازم سخنش را و نیایم و نهش را	خوش تفرقه در باطل و حق میکنم امشب
عمریست که قانون طرب رفته زیادم	آموخته را باز سبق میکنم امشب

غالب بنود شیوه من قافیه بندی
 ظلمی ست که بر کلک ورق میکنم امشب



(۳۶)

سحر میدو گل درو میدنت مخپ	جهان جهان گل نظار چیدنت مخپ
مشام را پر شیم گلی نوازش کن	نیم خالیه سا درو زیدنت مخپ پ
ز خوش حسن طلب چین در صبری گوش	بی شانه زلب در چکیدنت مخپ
ستاره سحری مژده پنج دیدار نیست	بهین که چشم فلک در پریدنت مخپ
تو بخواب و سحر تا سفت از انجم	پشت دست بدندان گزیدنت مخپ ن
نفس زناله بنیل درو دستد بخیز	ز خون دل مژده رمالا چیدنت مخپ ن
نشاط گوش بر آواز قلقلست بیا	پیاله چشم براو کشیدنت مخپ ن
نشان زندگی دل دیدنت نیست	جلای آینه چشم دیدنت مخپ ن
ز دیده سود حریفان کشودنت بوند	ز دل مراد عزیزان تمیدنت مخپ ن

ن بدکر مرگ شبی زنده داشتن ذوق نیست

گرت نسا ز غالب شنیدنت مخپ



۴۷

گلشن بفضای چمن سینۀ مایست هرزل که در زخمی خود از تیغ قودا نیست
 میسوزم وی ترسم از آسینۀ الش آتش که در آتش اثر آب بقای نیست
 عمریست که می میرم و مردن نتوانم در کشور بیداد تو فرمان قضا نیست
 هفت اختر و دهم خ خود آخر بچکارند بر قتل من این عریده بایارو نیست
 عمری سپری گشت همان بر سر جویست گویند تان را که دغایت چرا نیست
 چنت نکست چاره افسردگی دل تمیست با عذانه و برانی مایست
 با خصم دیون غیر ترتم چه توان کرد من متاسن تاثیر اگر نادر مایست
 فریاد دزدخمی که شک مسود نهاشد هنگام میفرای که پرشش منزل نیست
 که مهر و گرگین همداد دست قبولست اندیشه جز آینه تصویر نهان نیست
 عینای می از خندی این می بگذارد پیغام غمت و نور تحویل صبا نیست
 هر مرعده از دهر سرابست لاهی را کو نقش کف پای کسی سر بای نیست
 از تار دل بی هوس نادر پسندید و لشک شدو گفت دین سازه هوا نیست
 بر گشتن مرغان تو از روی عتاب است کاندرو غم از تنگی جایک مرز جانیست

در یوزۀ راحت نتوان نکرد زمر و سم
 غالب همدن خسته یاست گدای نیست

(۴۸)

بسکه درین دودی بی اثر افتاده است
 عکس منش راود آب لرزه بودیم ذموج
 ناله نداند که من شعله زبانی کی کنم
 خاطر ببل بجوی قطره شبنم گوی
 هر چه ز سر پای کاست مهر بس افزون ایم
 از نگه سرخوشت کام قضا کند
 اودی از ما گذشت این نقت گرم خشت
 خون بوس پیشگان خوش نبود رفتن
 رشک داشت گذاشت غنچه گل چون شکفت
 ده به فردا ندگی داد فرودمانگان
 مستی دل دیده را محرم اسرار کرد
 اشک تو گونی مرا از نظر افتاده است
 بیم نگاه خودش کارگر افتاده است
 هر چه ز دل جفاست بهر گرفتار افتاده است
 کز پی گوسش گز ناله ترا فتاده است
 هر چه ز اندیشه غامت در خطر افتاده است
 آینه سادہ دل دیده در افتاده است
 ناله ما از نگاه شوخ ترا فتاده است
 تیغ ادا چاره بد گهر افتاده است
 دید که از روی کار پرده بر افتاده است
 سایه در افتادگی دقت هر افتاد است
 به خودی پرده دار پرده در افتاده است

آن همه آزادی وین همه دلدادی

حیف که غالب ز خویش بخیر افتاده است

(۴۹)

در گردن دودی دل در نگاه کیست
 حسن تو در حجاب ز شرم گناه کیست
 خونی که میدود بشکرین سپاه کیست
 جابر که شمع تنگ جوش نگاه کیست
 خون در دل بهار تا شیرازه کیست
 مست و درخ کشاده به گلزار میرود

من مایا تو آشناد تو بیگانه ز ما
 من سر مست بدین چنینی چشم و شکن
 ز فسان که سر بسر گل و ریحان و سیلیست
 ن در شک آیدم بروشنی یزدی های خلق
 ن با من بخوابان و من از شک گمان
 ن من بخود وقت فتح سپیدن گناه من
 آخر تو د خدا که جهانی گواه کیست
 زلفت تو روز تا ز بخت سیاه کیست
 طرف چمن نموده طرف کلاه کیست
 دانست اسم که از آخر گرد راه کیست
 سماع صده سنخیاں حدود جلوه گاه کیست
 دانسته د خنده تیز کردن گناه کیست
 غالب حساب ز مدلی از سر گرفته است
 جانا به من بگو که غمت عمر گاه کیست

(۵۰)

در تاجم از خیال که دل جلوه گاه کیست
 من از ناله خیزی دل سختش در آتش
 چشمش پاک آن تف مهر پیوست
 ظالم تو دشکایت عشق چو تهاجر است
 در خود گم است جلوه برقی عتاب تو
 نیز بگ عشق شکست رعنائی تو مرد
 من گوید ز عمر چرخ تو خدا تا فاس جیت
 با این هر شکست رستی ادای اوست
 من با تو به پند حرف به تلخی گناه من
 داغ من ز انتظار که چشمش بر او کیست
 کاین سنگ پر شمر ز مجرم نگاه کیست
 من در گمان که از آمد و یاه کیست
 یاری من بگو که دولت داغ و خوا کیست
 این تیرگی به طلع مشیت گیا کیست
 در طلع تو گردش چشم سیاه کیست
 با چون خودی که داور گیتی گواه کیست
 رنگ بخت نموده طرف کلاه کیست
 با من محقق غلبه بدعوی گناه کیست

غالب کنون که قبله ادوری و لبر لیست
 کی میرسد بدین که درش بحد و گاه کیست

21

یا و از عهد و قرارم و اینهم ز دور می نیست
و در عالم خرابی از خیل خفا هم
می رسم ولی بترسم که فرط بدگمانی
در بادیه دیرمستم آری ز سخت جان نیست
من سوری او بی غم و اندر بیجای نیست
ذوق نیست و را دایت قاصد تو و خدایت
زین غرض چکان نوازم و ریاب ما جزا
درد شکست دل را دارم صدا نخواهم
تا زدم بزد و بانی تا زود بگرش در گردن
سوزم می که یارم یا و آورده که غالب

or

چرفت با که در اندازۀ گمان گرفتست
فریب آشنی باین نظر مبارک باد
مگر ز پاره سنگم که ریزد و تم تیغ
و لم بعد و فانی فریفت نامر بار
فلکست رنگ تو از عشق خوش تانگیت
شهابیت مرا آنرا که برینیا ده است
نه ز حق تیغ و درابر و ز خشم چین منگن
ت عتب و مهر تاشایان حوسد اند
نه دوان خدای تو نام که برده ناسخ

کاغذ و لمب و خشت بادوست بمنشیت
 سیلم برخت شرفی برقم خوشه صینیت پان
 دانند که جان سپردن از عاقبت گزینیت
 در غمره نقد و نغمی آرد سی و نواز عینیت
 او سوی من نبیند دانم و ز شرف گینیت
 در حیب من بپشتان خلدی اگر عینیت
 بهنگام ام اسیری اندیشه ام جزو عینیت
 ساز شکایت من تاراش ز سوی عینیت
 چند آن که ابرویشان در گداز عینیت
 در خاطرش گزشتن یا غیره منشیت

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

دل از غموشی لعلت امیدوار چو است
چو گفته بزبانی کور و بان تو نیست
لعل گمان نیست بهر جنت ز بسید و می
بدست مرگ ولی بدر از زمان تو نیست
عیار آتش سوزان گرفته ام صد بار
ببیند تابی و بارغ غم نهان تو نیست
تغافل تو دلیل تجاہل افتاد است
تو خود ای تو غالب ز بندگان تو نیست ؟

(۵۳)

ن ای که گفتی غم دندان سینۀ جانفر است هست
خاشیم اما اگر دانی که حق با ما است هست
ن این سخن حق بود و گاهی ز زبان ما نرفت
چون تو خود گفتی که عمارت اول از خاک است هست
دیدم تاول غلغل شدن کو غم وایت می کنی
گر بگویم که این نخستین موج آن فزاید است هست
پ دیدی آخر که انتقام خستگان چون می کشند
آنکه می گفتم با کامروز را فردا است هست
هم وفا هم خواهش هیچ پرشش عیب نیست
ن باری از خود گو که چونی در زمین پرسی پرس
ن غموی یارت را تو دانی و در ز از حسن جمال
ن صبر و انگاه از تو پندارم نه عداوت و نیست
با چنین عشقی که طوفان بلا می خواندش
ن رگیزات اول جهان همچنان فرشت است بان
تقلم و نثر شورش انگیزی که نیاید بخواه

(۵۴)

ن سینۀ بشویدیم خلقتی دید که خبا آتش است
بعد ازین گویند آتش را که گویا آتش است
انتظار جلوه ساقی کباب می کنند
ی بسا غراب میوان و برینا آتش است
گریه ات در محنت از تاثیر دود آه است
اشک چشم تو آب و در دل ما آتش است
ای که میگفتی خلی گاو نازش دور نیست
مهرشتی از حسن ذوق تراشا آتش است

فی مکتف و در بلا بودن به از بیم بلاست
 پرده از رخ برگرفت و بجا با سوختن
 هم بدین نسبت شرفی و دولت جا کردایم
 گریه دارم که تا تحت اثری آست و بس
 پاک خورام روز و زهار از بی فروماند
 را ز بد خویشان نهفتن بختا بدیش ازین
 گشته ام غالب طرف با شرع نمی آگفت

۵۵

چو بادام تنای خود گرفتار است
 ز جسم لایق خوشم بپیر غار است
 برای کشتن عشاق و عد بسیار است
 کناز جیب برآمد به بند و تار است
 هنوز فتنه بندی فساد میدار است
 که خایه بگذشت و دیوارش تار است
 کشا و روی تراز شاهان بازدار است
 خوشا فریبی تم چه سازد پکار است
 چون قدر که هنوزش به جور تار است
 بگرد نقطه ساد و بهفت پیکار است

نگاه خیره خدا از پر تو رخش غالب

تو گری آینه ما سراب دیدار است

۵۶

ن صمیم وادی امکان بیس جگر تابست
 ن منج از شب تا دویا بزم نشاط
 ن بخوابم اندیش جز سرم نظر بقی نیست
 ن زد و خیز روزین دیواری توان است
 ن ز کار ریاحکسا و فتاده دل خون باد
 ن ز دم نقش خیالی کشیده درخ
 ن نگه ز شعله حسنت چه طرف بر بند
 ن بمرض و عوی هم طایق توغبان ما
 ن زمین ز نقش تم تو سن تو سافزاد
 ن قوی فتاده چون بست ادب بحر غالب

گداز زهره خاکست هر کجا آبت
 که چنبد سیرینای باد و متابست
 خدا نخواسته باشد بغیر محرابست
 که چشم نمکده ما بر او سیلابست
 ز شرم بی افریبا فغان ما آبت
 وجود خلق چو عنقا بدین نایابست
 چنین که طاقب ما را بنایه سیابست
 نگه در آینه همچون فسی بگرو ابست
 هوا ز گرد و ربهت شیشه بی تابست
 ندیده که سوی قبل پشت مهر ابست

۵۷

گدوده خویش از نفسم باز ندانست
 ز انسان غم ما خور و که رسوائی ما را
 فریاد که تا این همه خون خودم از غم
 ن تا زدم نگه شرم که دلسا از میان برد
 ن یکپند بهم ساخت ناکام گد شتم
 از شاخ محل افشانند زخارا لکه انگشت
 ن گریم که برد موجه خون خویش را
 بدمم که ز اقبال توید افرم مدد

تنگش ز خرام آمد و پرواز ندانست
 خصم از اخر غمزه غماز ندانست
 بیکره بدش کرد گذر را ندانست
 ز انسان که خود آن چشم فوساز ندانست
 من عشوه ز پی رفتم داونا ز ندانست
 آینه مادر غور پرواز ندانست
 در تال مراد دست لکوا از ندانست
 اندوه نگاه غلط انما از ندانست

منور مکافات به غلم و سقر کوخت خشتاق عطا شعله ز نعل باز ندانست
غالب سخن از هند برون بر کس اینجا
سنگ از گرو مشغله ز اعجاز ندانست

۵۸

هر ذره محو جلوه حسن بیکاز است گوئی طلسمش چست آینه خاد است
حیرت بد هر بیسرو پامی بر دمرا چون گویان ز وجود خود آب دانای است
تا چار با تنف قل میباد ساختم پنداشتم که حلقه دام آشیانای است
پایسته نور و خیالی چو دارسی هر عالمی ز عالم دیگر فسادای است
خدا یم فصل بهاران عنان گنجت لگونی شوق را در گل تازیانای است
هر سنگ عین ثابت آینه هر برگ تاک قفل در شیرو خانای است
هر ذره در طریق وفا می تو منزلی هر قطره از محیط خیالت کرانای است
در پرده تو چند کشم تازی عالمی دایم ز روزگار و فرقت بهانای است
دشت چو شاهان بنظر جلوه می کند گرده و هوا سر زلفی و شانای است

غالب در گز نشاء آوارگی مهرس
گفتم که جبهه را هوس آستانای است

۵۹

مالا غریم گر کمر یار نازک است فرقیست در میان کمر بسیار نازک است
دارم ولی ز آبله نازک نهاد و آهسته بانم که میر خاد نازک است
از جنبش نسیم فردریزی زبم مار و جو بر لب گل ز دیوان نازک است

با تار ام ز سنگد لیاسی خود متاز
 ز خمت کشید آن خرو برگشت بچنان
 رسایی مباد خود آرا فی ترا
 ترسم پیش زمیند بدون انگند مرا
 از جلوه ناگداختن و رونداختن
 ن سیر بخدا تحمل مابر جفا می خویش

از ناتوانی بگرد مسده پاک نیست

غالب دل و دماغ تو بسیار ناک است

❖ (۶۰)

امشب تشین روی گرم ژند خوانیهاست
 تاور آب افتاده عکس قد و بویش
 ن در کشاکش ضعف نگسدر روان از تن
 ن از خمیدن چشم روی بر تقا باشد
 ن کشته دل خویشم کز ستم گران یکسر
 سری من نگه دارد چنین گلنده در ابرو
 داتم از سر خاکم ریخ نهفت بگذشتن
 خونیخ در آینه محو آن دهن دارد
 با عدد و حسابی و زش حسابی
 با چنین قیید سنی بهره چه بود از هستی

کز لبش نواهر دم در شرر فشانهاست
 چشمه همچو آینه فایز از دانههاست
 اینکه من نمی میرم هم دنا تو اینهاست
 تا چهار دین پیری حسرت جوانهاست
 دیدد لفر چیا گفت مسد بانهاست
 با گران رکا بیا خوش سبک دنا اینهاست
 بان و بان خدادشمن این چه بدگانههاست
 چشم سحر پردازش باب نکته دانههاست
 ده چه دگر باینها بی چه جانستاینهاست
 کار از سرستی آستین فشانهاست

41

جیب مرا بدو ز که بودش خنامه مست
تارش ز بیم گسته و پودش خنامه است پ
سرگرمی خیال تو از ناله بازداشت
دل پارها کشیت که دوشش خنامه است
داد از لظلمی که بگوشش نیست
آه از تو قهی که وجودش خنامه است
چون نقطه اختر سیه از سیر بازماند
گوئی و گر بسوخت و سودش خنامه است
مکتوب با بتار نگاه تو عقده ایست
کوز میج رو ایستد گشودش خنامه است
دل را بوحده کستی میتوان فریفت
نازی که برو فای تو بودش خنامه است
آفتادگی نماز دل تا توان ماست
در دسترس تمام و قصودش خنامه است
دل جلوه میدهد بهر خود و در انجمن
رحمی مگر بجهان حسودش خنامه است
دل در غم تو مایه برهزن سپرده ایست
کار از دنیا بگذشته دمودش خنامه است

آن غالب زبان برید و آگندگوش نیست
اما دماغ گفت و شنودش نمانده است

47

قبل ملت بنالہ خرمن پر بند نیست
آسودہ زی که بار تو شکل بند نیست

اندانه گیر فوق غم درند بقی می
مخواب گریه را نمک زهر بخند نیست

عسد و قاز ساری تو را استوار بود
بشکستی دروازه شکستن گزند نیست

۱. از دوست میل قریب کشتن طبعیت است
 ۲. بر یاد تو که دام پر یخوان بخور سوخت
 ۳. پشیمان آن لایب ای مهر فرود اهل تماند
 ۴. بخود بزیر سایه سلون غنود اند
 ۵. بهنگام دلکشت فیدم غلبه چیست
 ۶. من می نوش یکسره بر کرم کردگار کن
 ۷. غالب من خدا که سر انجام بر شغال
 ۸. غیر از شرب ابده و بر قاب قند نیست

۶۳

۱. منع ما از باد و عرض احتسابی بیش نیست
 ۲. منع و راحت بر طرف شاید پرستایم ما
 ۳. خارج از هنگامه سرتاسر بیکاری گذشت
 ۴. قطره و موج و کف و گرداب جو نیست و بس
 ۵. خویش را صورت پرستان بهره و سا کرده اند
 ۶. شومی اندیشه خویشست سرتاپای ما
 ۷. زخم و دل لب تشنه شود جسم های تست
 ۸. پنهان تار بر از پیش گاه تاز مکتوب مرا
 ۹. جلوه کن منت منه از ذره کتر نیست
 ۱۰. چند رنگین نمک و لکش محکف بر طرف
 ۱۱. دیده ام و یوان غالب انجانی بیش نیست

۶۴

لذت عشقم ز فیض میزانی حاصلست
آفتابان چنگلست دست من گزندای دولت پند
هم بقدر جو شش دریا تو من دست موج
تبع سیراب از روانهای بن بسط
وای لب گردل ز آب تشنگی نگذازم
سیکسان مست لمن جگر و رانی خفالت
در خم بند تغافل تا لم از بید او عمر
پرت سازم فغانم بخت چشم قانگست
بسکه ضبط عشق غم فرسودا عشق کجاست
دازد دل از هفتیانم نهفتن مشکست
شهری دل نیست اگر حشر مرغان از چو
چشم اهل دل نبانند نگاه سارگست
با هر خبری که از وی کام دل نزن گرفت
نشد مایه کنایه آب جو پلور گشت
در نور و گفتگو از آگهی مانده ایم
بچ و تاب نشان دوری سر من ز است
عقل در آفتاب و خورشید میگردد
هر چه جز نیست بچ هر چه جز نیست

ما همان مبین خودیم اما خود از و هم دوری
دریا را غالب ما و غالب ما گشت

۶۵

هم و غنیمت من بچه بخشش چه حساب است
همان نیست مگر نتوان داد و شمار بست من
در مرز و زبوی حسد و کاخ زمره
چیزی که به لبش از روی تابست من
لهراسب کجاست رفتی و پروریز کجاست
آتشکده ویرانه و میخانه خرابست من
از جلوه بند کلامه شکیب نتوان شد
لب تشنه ویدار حرا غله سرباست
پایین همه دشوار پسندی چه کند کس
تا پرده برانداخت و در بند مجابست من
دو شیند بستی که کمیدست لبش را
کار و ز به پیانده می در فکر آبست من

آن قلزم و اغیم که برماز جهم
چندان که قدمها عقدا بران آست
برگر می چنگار طامات ندارم
فیتی که من از دل ظلم پوی کبابست
همیشی آئینه فکند از نظیر ما
مادر که ز پیدای دل دیده بخوابست
تا غالب مسکین چه تمتع برد از تو
برداشتن آنچه خود از چهره نقابست

۶۶

بسکه از تاب نگاه تو ز آسودن رفت
با ده چون رنگ خود از شیشه پالودن رفت
این سفال از کف خاک جگر گرم که بود
دست ششیم ز صبا که به پیودن رفت
خیزد و روان باو محسوس آویزند
گر شبت تیره بدراغ خزه گلشودن رفت
هر چه از ناله رساندیم به نشنودن رفت
تا چاه پای درین راه به فرسودن رفت
نریک در بادیه عشق روانست هنوز
از حیا برو زندان بگل اندودن رفت
ن باغت از بسکه زینغا بتاشی تو رنگ
هم بتاراج سبکدستی بخشودن رفت
داغ تروستی اشکم که ز آفسودن دل
هر چه در گریه فرودیم در آفسودن رفت
شست و شو مشغله خوشی ابر که رست
در شم آن خرده که بادراغ نیاودن رفت

بدی خواست رود بر اثر من غالب

هر چه نود و سودای چرخ من بودن رفت

۶۷

من نگر چشم فلان و ز جبهه چین پیداست
نگر فی تو ز انداز مهر کین پیداست

نظاره عرض جمالت ز تو بار گرفت
 شکوه صاحب من رخسار چمن پیداست
 رسید تیغ توام بر سر و زیند کشت
 زهی شگفتی دل که از چمن پیداست
 بجرم دیده خونبار کشته ای مارا
 ترا ز دامن و مار از آستین پیداست
 زهی لطافت عهد از سی ابرو بهار
 که هر چه در دل بادست از زمین پیداست
 فقیله رگ جهان سر بر سر گرفته شد
 زنج و تاب نفسهای آتشین پیداست
 نفس گداختن جلوه در مهرای قدش
 زخوی فشانای آن روی نازنین پیداست
 حیا و فطرت پیشینیان ز ما خیزد
 صفای باده ازین مسوخته نشین پیداست
 زهی شکوه تو کاند در طراز صورت تو
 ز خود بر آمدن صورت آفرین پیداست

نهادم ز شیرینی سخن غالب

بسان بوم نابز ان انگبین پیداست

(۶۸)

گر باریت سایه خدا زید بوده است
 باری بگو که از تو چه امید بوده است
 شادام زدی و دل که بخیز شکیب ریت
 ز میدی که راحت جاوید بوده است
 ظالم هم از خدا و خدا آزار میکشد
 بر فرق آره آره تشدید بوده است
 فیما کند ز روی تو در یوزه ضیا
 مه کاسه گدائی خورشید بوده است
 تلخ تیغ رشک تنای غلشتن
 شادام که دل ز وصل تو نمید بوده است
 در راه دوزخ مکره پیریشان چه میری
 می عهد که در زمانه شب عید بوده است
 از رشک خوشترائی سایه خیال من
 مضراب فی بناغین ناهید بوده است
 هرگز نه حسرتی که ز ایام می کشیم
 فردو و پیاله امید بوده است

حق را ز خلق جو که تو آموز دید را آینه خانه کتب تو حید بوده است
 نادان حریف سستی غالب مشو که او
 دردی کش پیاله جمشید بوده است

(۶۹)

نی یار در عهد شبایم بکنار آمد و رفت
 تا نفس باخته پیروی شیوه کیست
 سحر گردان اثرهای مجوس خیال
 طالع یسل مابین که گماند از پی
 شادی و غم هر سرگشته را ز یکدگر کند
 هرزه فتنه بی پای جادو شناسان برآ
 ن برق تماشای سراپای تو سزا است کشید
 ن بهر غافل ز بهمان چه طمع داشته
 بفریب اثر جلوه قاتل صد بار
 جان به پروا نگی شمع مژدا آمد و رفت

غالبایین حزن نیست به بنجار بروز

مهرج این بحر کمریکت را آمد و رفت

(۷۰)

ن اختی خوشتر از نیم بسمان میبایست
 ن بزمینی که به آهنگ عزول بنشینم
 ن بر تنهایم بسجود داده ز دور آرد و ن
 خسرو پیر مرا بخت جوان میبایست
 خاک گلبوی و هوا تنگ نشان میبایست
 خانه من بسرکری مغان میبایست

به گرایش خوششم اما به نایش خوارم
 تابِ سرم نمکد خستد ولی دردِ شوق
 نرسد ناله در اندیشه بهیاست بسی
 هرزه دلی بمودد و یوارِ سادانِ توان
 سازِ هستی کنم و دلِ بفسوسم گیرد
 یا تمنای من از خلدِ برین نگذشت
 تا تنگ مایه بدریوزه خود آرا نشود

قدرا نفاس گرم در نظرتی غالب
 در غم و دهر و نیم بفسان میبایست

(۷۱)

فغان که برقِ عذاب تو آهنگِ سوخت
 بنوقِ خلوت ناز تو خواب گشت تنم
 شنیده که با تشِ نسوخت ابرویم
 شرارِ آتش زردشت در نهادم بود
 عیسای جلوه نازش گرفتن از زانی
 مراد میدین گل در گمان ننگد امروز
 ز گل فروشِ نالام کز ابل بازار است
 چه مایه گرم بدون آمدی ز خلوت غیر
 چو دایره فلک کباب در مقام نیست

که رازِ دلی و مغز انداخته ام سوخت
 قضا بمریده در چشم پاسبانم سوخت
 بهین که بی شر و شعور میتوانم سوخت
 که هم بدایغ سخنان شیوه دیرانم سوخت
 هزار بار بمقترب امتحانم سوخت
 که باز بر سر شاخ گل آشیانم سوخت
 چاک گرمی ز تابِ باغبانم سوخت
 که شگوه در دلی و پیغام بر زبانم سوخت
 ز جوش گرمی بازارِ من دکانم سوخت

نفس گداختگیهای شوق را تا نام
 زوید آمدنت رشک از قفا دارو
 کسی درین کفن خاکسترم بسا دانهاز
 مگر پیام عتابی رسیده است از دوست
 خبر دهم بقاتل که بجرمی کشدم
 سخن چه عطر شرر بر دماغ زو غالب
 که تاب عطسه اندیشه مغز جانم سوخت

(۷۲)

۱) گفتم برو زگار خنور چون بیست
 ۲) معنی غریب مدعی دختانه اوست
 ۳) شکستین غزاله پاک نشینی بیج و شست
 ۴) در صفحہ نمودم همه آنچه در دست
 ۵) بیل بدشت قیس بیست ناگمان
 ۶) باید بلم خور دن عاشق معاف داشت
 ۷) زو شراب جلوه بت کم شمرده ایم
 ۸) گودر هوای قرب تو بستم دل مرغ
 ۹) تا فیر آه و ناله مسلم ولی مترس

تلفق دارند برین که تو گفتی معنی بیست
 هر جا عقیق تا در دانه دین بیست
 در مرعزار باکی ختا و غنن بیست
 در بزم کترست گل و در چمن بیست
 در کاروان جهازه محل فلک بیست
 آزا که دل زبون نشناختن بیست
 اما نظر محصل بر من بیست
 خودناکشوده جای دکان غنن بیست
 ما را هنوز عریده باخوشن بیست

غالب خنور و چرخ فریب از هزار باد
 گفتم برو زگار خنور چون بیست

دل بمن ازین شیو عیان و عیان نیست
در عرض غمت پیکر اندیشه لالم
فرمان تو بر جان من و کار من از تو
نازم بغیبتی که دهمی اهل نظر را
دایم ز گلشن که بهارست و بقایم
سر پای بهر قطره که گشت به دریا
در هر خزه بر همزدن این حلق جدیدست
در شاخ بود و موج گل از جوش بهاران
ناکس ز تنومندی خطا هر نشود کس
پس لبش گفید و بینید و لم را

غالب به نظارگی خویش توان بود

زین پرده بردن اگر چنانست چنان نیست

اندوه بد اخنی دوسه پر کاله فرور نخت
آتش کده خوی تو نازم که ز طر نش
بر سازه دلالت بر وفا جلوه همی داد
گفتم ز که پرسم خبر عمر گدشته
بے بسی نکهستی آن چشم نسون گر

چون برگ شقایق بگلزار ناله فرور نخت
ز فتم شروداغ حق و لاله فرور نخت
بیدار تو آب از رخ و لاله فرور نخت
ساقی بقدر باد و ده ساله فرور نخت
خونم بسید سستی دنیا فرور نخت

مشاطه بر آرایش آن حسن خدا داد
 با موج خواش سخن از بادیه گویند
 چون آنچم و غورشید ز برق دم گرم
 ن رشک خط روی تو گرافش و بدین رنگ
 در قالب مکتب اثرش پرده کشاشد
 گل در چین و قند به بنگاله فرور یخت
 کاب رخ این جوهر ساله فرور یخت
 شیرازه جمیعت تبخاله فرور یخت
 بمنی که مسه از دائره هاله فرور یخت
 غایک که تضاد در قیاسه فرور یخت

دزدیده سراپا سخن از بیم تو غالب
 گوئی رنگ ابر قلمت ثوابه فرور یخت

ن خواست که زار بخند تقریب نجیدن نهاد
 ن آمد از تنگی جاپهس پر چین کرد و رفت
 شد نگار از نازکی چند آنکه قمارش نماند
 ن گل خردان بود و می پند و روشم بر سراط
 نیر خواستی سوی خوشش نود و فسیل در رخ
 ن جوش حسرت بر سر خاکم ز بس جانشنگ کرد
 پس گریه نایب و دل تا خوش و در موافق بحر سخ
 برو آدم انانیت هر چه گردون بر خافت
 گوینم آنرا خود ناد و تسلی با خستم

(۷۵)

جزم غیاز دست به پیدیم و پیدین نهاد
 بر خود از ذوق قدوم دست بالیدن نهاد
 نازنین پایش بکوی غیر یوسیدن نهاد
 خود بخود پیاپی میگردد و گردیدن نهاد
 بیش ازین پایم زگرده و به چیدن نهاد
 همچو بنفش مرده و دوشم جنبیدن نهاد
 دیده و اتم گردوی گویان دیدن نهاد
 ریخت می به خاک چمن و جام نجیدن نهاد
 سود زیر کوه دامانی که بر چیدن نهاد

نامزدی بود ز می آید غالب در رخ
 در بلاک خوشش کوشیدیم و کوشیدن نهاد

۷۶

ببین که در محل دل جلوه گویای تو کیست
 چه تا کسی که ز دور فراق میثاق
 کلید بستگی تست غم بجوش ای دل
 شکایتی نفسروشی و عشوه خفزی
 ترا که مریض گل تا کمر بند در یاب
 بنا به صورت زلف تو رویا آورد
 تراست جلوه خردان درین بساط و لی
 زوار خوابی شمشیران هراس یعنی چه
 با متقارن دور پاس وقت خویشتم
 زلال لطف تو میرانی هوسناکان
 ترا ز اهل هراس هر کی بجای هست

پیش دید ز حق هدایت خدای تو کیست
 نمی رسی که درین پرده غنای تو کیست
 تو گر چنین خدای تو کشای تو کیست
 تو آشنای ای خواجده آشنای تو کیست
 که عرق خون بدست منشی تو کیست
 به بند شخصی و هر دم بتلای تو کیست
 سرایت داده بخواند آردای تو کیست
 تویت دست تقدیر آید ای تو کیست
 فریب خورده نیرنگ عذابای تو کیست
 یکی ببین که جلوت شد جفای تو کیست
 تو و خدای تو شاهم مرا بجای تو کیست

ن فرشته معنی من رنگت نمی فهم

بمن بگری که غالب بگو خدای تو کیست

۷۷

گشته دار شک گشته دگرست
 رده اجسزای روزگار دهم
 سستی انداز منشی داد
 تاله ما مالدار کرد اثر

رمن و ز منی که بدول از جگرست
 روز و شب در تغای یکدگرست
 صفت پائی که آفتش ز سرست
 دل سختش دکان پیشه گستر

ص دوستان دشمنند و در دمام
 پرده عیب جو دریده او
 من عقل و دین برده دل و جان نیز
 ل ص شش حسد یروگدا پلاس برید
 ص منت از دل نمیتوان برداشت
 نفس و دام را گناه نیست
 ص ریز دآن برگ و این گل افشاند
 تیغ او تیز و خون ما بدست
 لک کلک نوشند تیز ترست
 آنچه از ما برده خبرست
 آنچه من قطع کرده ام نظرست
 شکر ایزد که ناله بی آخرست
 ریختن در نهال و بال و پرست
 هم خزان هم بهار در گذرست

کم خود گیر و بیش شو غالب
 قطره از ترک غویشنی گهر دست

(۷۸)

هند را زنده سخن همیشه گمنامی هست
 خسروی باوه درین دور اگر میخواهی
 ل نامه از سوز و دردم برقم سوخته شد
 چند آذوقی جاوید غم را لازم
 گفته اند از تو که بر ساده دلمان بخشائی
 ل که رخ آرائی و که زلف سیاه و بی
 بی تو گریسته ام سختی این درد و بنج
 کیست در کعبه که رطلی زبیدم بخشد
 ل می صانی ز فرنگ آید و شاهد زنتار
 اندرین دیر کنن میکند آشامی هست
 پیش ما آئی که نه جرعه از جامی هست
 قاصد ارم و دعا از حوصله پیامی هست
 کش بهر کوششی از شکن دامی هست
 پخته کاریست که ما را طمع خامی هست
 یاد نامی که مرا تیره سرانجامی هست
 بگذر از مرگ که وابسته بهنگامی هست
 در گروگان طلبه جامه احرامی هست
 اندامیم که بغدادی و بطلای هست

بر دل تازک دلدار گرا فی کتاد
خوابش ماک جگر گوشه ابرامی هست ب
شعر غالب نبود و جی و نگونیم ولی
تو و یزدان نتوان گفت که الهامی هست

(۷۹)

بخت من از تو شکوای باز پاس کیست	بعل تو خسته اثر التماس کیست
ایتم نه پس بود که جگر گوشه شناس کیست	گیرم ذواغ عشق تو طریقی بخت کیست
کانه در امید داری بپای کیست	لرزم بکوی غیر ز بیتابی نسیم
آه از امید غیر که چشم یاس کیست	با او بساز و صلی با من بعزم قتل
گر گشته سر تو سلاست جگر کیست	از بیکسان شرم و از ناکسان دهر
خارده تو چشم براد پلاس کیست	از پرنیان بعبوده راضی نمی شود
شوقم بناله از ستم بے قیاس کیست	لطفت بشکوه از پیش پیشمار من
قللم آفریده دل حق ناشناس کیست	گیرم که دریم عشق من آوردنم بدید
باو سحر عساقه ریط جاس کیست	صحن چمن نموده بزم فسر ایغ تو

غالب بت مرا نگه تاز تو خط نیست

تا بانفش مضایقه چندین بیاس کیست

(۸۰)

دیدم پوشیدگان کرد که پنهانم سوخت	آنکه بی پرده بصدای غم نایم سوخت
سو ختم یک ندانم چه عنوانم سوخت	درد حسته شمار و نه بجا مانده سوخت
این گسار شمر و بار پریشانم سوخت	سینا از تنگ جدائیده جدا می شود

حاجت افتاد بزم زیادهای بجز
 ن سووم از از دشمن افزون بود آن خاتم
 کافر عشقم و در رخ نبود خندان
 پایم از گری و فشار نمی سوخت بر او
 تا اندانی بغضون تو در آتش رفتم
 ن کردم از سنگ چگرت نشوم غمت عشق
 ن دیگر از خاتم کفر چگویم غالب
 من که ز خندگی جبر بر ایسم سوخت

(۸۱)

ن در بدل ناکای در قلم دست کردست
 ن شرح گفت جمعی چندان غمزه سفالم
 ن از آتش لهر اسپ نشان سپید لهر نو
 از حرف من اندیشه گشتان غلیظت
 چشم و نگشت گردش جامی بنمیدست
 در جبین مانند تو نخله زبوست
 ذوق طلبت جنبش اجزای بهارست
 در نطقی یسوا دم از خشم چه پاکست
 بی پرده ستم کن سخت از باد و دورت
 ن بیانی کلیم رب مژگان تعلیمت
 سیرانی نظم اثر فیض حکیمت
 سوزی که بخاکم زد تو در عظم زیمت
 از دوی تو آینه گفت دست کلیمت
 کلک دور قلم تاب سیلی بر اویمت
 در ندان جنتای من اندیشه عقیقت
 شود نفسم غشه اعضای حیست
 در ناز از خود میری از غیر چه حیست
 بیصرف بنالم دلم از غمزه و حیست

بختم مدد کام دل غمزه غالب
 گوئی لب یارست که در بوسه تعلیمت

در بند تو چشم اند و جهان بود خفته هست
افغان مرا بسیحشی ساخته نیست
در دیده لاریخ پرده برانداخته نیست
زانسوی بیدان و قاتاخته نیست
در راه تو آبش قداسراخته نیست
در تاب مرو غالب اگر بیده گردد
در کوی تو گوئی سگ پاسوخته هست

گل! بحرم عریده رنگ بو گرفت
لطف خدا می فوق نشاطش نید
چون اصل کار در نظر بنشین نبود
در خلوتی کشود خیال مرده دعا
شرمنده نوازش گردون نمائند ام
باغبان شدن چه مایه نظر باز بده است
گفتم خود از مشایخه بنشایش آورد
از یک سبوت با دو قیمت جدا جدا
فرمان روان گشت سلمان هیچ قصر
ایمان اگر بخون رجا کردم استوار
هرفته در نشاط و سماع آورد مرا
دهوان چو شد و شیر بر غالب حواله کرد

هشدار که شب از نو آموخته هست
در زمزمه بوی جگر سوخته هست
در سینه دو صد عریده انداخته هست
زین سوپوس جانپسری توخته هست
در بزم عتابش رخ افروخته هست
در تاب مرو غالب اگر بیده گردد
در کوی تو گوئی سگ پاسوخته هست

راه سخن به عاشق اندرم جو گرفت
کافر ولی که باستم دوست خو گرفت
بیچاره خرد و بیدارش حبه گرفت
کز شتی بساط نفس در گلو گرفت
گر چاکلخت جام بجز در نو گرفت
کز سن دل مرا به هزار آرزو گرفت
خوش باو حال دست که عالم نگر گرفت
جمشید جام برده و قلندر کدو گرفت
گرفت رخ از سیکه ترسانو گرفت
اخلاص در نمود و قایم دور گرفت
گوئی فلک عریده هجر او گرفت
بیچاره بازو او می شک بو گرفت

زبان غبارِ طرفِ هزارم به تیغِ دلتابی هست
 زبانک صورِ سر از خاک بر نخی دارم
 دگر ز سروی نفس نام بر توان دانست
 بهره جان به غلط دارم و ندانستم
 نظر نروزا با بدشمن ارزانی
 ز خوری ملک پریش خدائی گشت
 خود اولین قند می خوش و ساقی شو
 مگر دهم جگر تشنه دادی بدروغ
 ز سرو دهمی ایام نیستیم نژاد

ن بهار دهند بود بر شگال بان غالب
 درین خزان کده هم موسم شمرانی هست

ن نه هرنه بچونی از مغزم استخوانِ خالیت
 ن روم به کعبه دگویی تو و حق خجسته
 هجوم گل بجنگستانِ هلاک شوقم کرد
 گریستم زگرستی بخون تپم کامرود
 نه شایدهی بهماشاد بیدلے خوا
 کنم به جنبش دل شیشه از پری لبریز
 که جای تالار زاری درین میان خالیت
 ز سجده جبهه دار پوز طم زبان خالیت
 که جانانده و جای تو بهچنان خالیت
 ز پاره جگر چشم غمخیزان خالیت
 ز خنجر گلبن و از کبیل آشیان خالیت
 سرم ز باد فسون سخن زبان خالیت

گوش پدیدین من گریه دونداد چه جرم
 نهاد آتش شرق من از دخان خالیست
 پیر از سپاس ادا کنی تو دفتر می دارم
 که یکسر از رقم پرشش نهان خالیست
 امام شهر به مسجد اگر بهم نهد
 نه جایی من به نیایش که مغان خالیست
 ن خراب ذوق برودوش کیستم غالب
 که چون بلال سراپایم از میان خالیست

۸۶

ز من گسستی در پیوسته شکل افتادست
 مرا بگیر بخون که در دل افتادست
 رسد می که خجالت کشم ز گرمی دست
 ز نسیم زانم و اندیشه باطل افتادست
 به قدر ذوق تمیدن بکشت جان بخشند
 سخن به محک ز کیش قاتل افتادست
 شکافی از جگر دزه نم برون نهد
 بوار می که مرا بار در گل افتادست
 درین روش بچه امید دل توان بستن
 میانه من و او شوق حائل افتادست
 به ترک گریه برم دهمشت اثر زوش
 که خود ز شبروی ناله فاضل افتادست
 به صبر کم نیم اما عیار الوبے
 بقدر آنکه گرفتند کامل افتادست
 چه دنگ سمن در آب آتش من
 تم به قلم و کشتی بساحل افتادست
 برودی صید توان ذوق استخوان تنش
 بهار تیزی پرواز بسل افتادست
 چو اندر آئینه باغوش لا به سال شوی
 ز خود بجوی که مارا چه در دل افتادست

ن حریف ماهر بنی بذری غلغالب
مگر ز غلوت واعظ به محفل افتادست

(۸۷)

ایمینم از مرگ تانخت جرحت بار هست
ن ماد خاک ره گدازد بر فرق عریان تختن
پاره امیدوارستم خلعت بر طرف
ن بر سر کوی تو باهرم بخت آمد بختی
در غم خشی تابش روی عرقش نگر
پ بیخوابی بین که گرد و کلبه ام باشد چراغ
ن در پرستش سستم دور که مجوی استوار
رازدید نماجوی و از سفید نهانگویی
ن ز نمودار است نقش سجده بر سیمای مرغ
ن دور باش از دیزه های استخوانم ای هما
ن گشت غفل تازه از صرصر ز پافت ام

روزی ناخود آگاه ماور جهان بسیار هست
گل کسی جوید که ادا گوشه دستار هست
با همه بنی التفاتی در دین آزار هست
ایمن زخوم خنده کاندرد و زین دیوار هست
تا چها هنگامه سرگردمی گفتار هست
بخت را تا زم که با منجی است بیدار هست
باد خنده را بنده کم خدمت پر خوار هست
نقشها در رخا مرآت هنگامه در تار هست
در نشانند لیت خوش خسته ز تار هست
کاین بساط دعوت کفان آتش خوار هست
خاکم را کادی هنوزم ریشه در غلزار هست

باد بدو آن گنج باد آورده غالب را ببرد

ناله الماس پاش و چشم گوهر یار هست

(۸۸)

ن چشم از ابراش کبار ترست
از عرق جبهه بیمار ترست

گریه کرد از فریب زارم گشت
می بر انگیزش بکشتن من
و می گرست بوده کامروز
ای که غری تو بهجوری تو نیست
نوبت رسیده را نگرید
طفلی و پدر می شکن
هم عجز و نیاز می خواهند
خسته از راه دور می آیم
شکوه از غری دوست نتوان کرد
ن

میرسد گر بخویش نازد
غالب از خویش خاکسار ترست

(۸۹)

نظم و بخشش حق را در یحیی بی بیست
و گیرد و دار چه غم چون بسا یک نم
رموز دین نشانم درست و معذوم
نشاط جم طلب از آسمان دشوکت هم
با انتفات نیزم در آرزو چه نزار
بود چه طالع ما آفتاب تحت الارض
و گرد شرم گنه در شمار به او نیست
هنوز قصه حلاج حرف زیر نیست
نهاد من عجب و طریقی من عربیت
قدح مباش زیاقوت باوه گری نیست پ
نشاط خاطر مفلس ز کیمیا طلبیت
فروغ صبح ازل در شراب نیمشیت

نهم پیانگی زاده ان بلبل بود خوشست گرمی بنفش غلا شمع نیست
 هراچند در نگری جز به بنش نائل نیست عیار یکی ما شرافت نیست
 کسیکه از تو فریب وفا خورد و داند که بیوفائی عمل در شمار بلجیست
 میان غالب و واعظ نزاع شد ساقی
 بیابان لاه که همچنان قوت غضبیت



(۹۰)

مژ خودست یکش چون من درین چه بحث
 افساد گوشت غیر چه مسرا انگنی برد
 همچون وکیل نیست دست از خدا ترس
 و چاره بین که جان بشکر خنده داد است
 بنی پرده شوز غصه و الزام ده مرا
 مزگان بدل ز ذوق نگر میرود فرد
 بت ما بجلوه دیده و بر جای ماند است
 همایه ناخوشست خوشم بهشتین خوش
 بعد از حریبن که رحمت حق بر دانش با
 او چون خودی نداشته دشمن درین چه بحث
 غم بر تنه بد این همه گفتن درین چه بحث
 گریست خون دیده بدامن درین چه بحث
 خورشیدش ارد زنده شمعون درین چه بحث
 گفتن کرگل خوشست بگشتن درین چه بحث
 بنی رفته نیست جنبش بون درین چه بحث
 گز بحث می کنم به برامین درین چه بحث
 گز نامرام نهاد برو زن درین چه بحث
 ماکرده ایم پرورش فن درین چه بحث

ل ادبست جسته قالب دمن دسته دستام

عرقی کبست یکش چون من درین چه بحث



ن نقشم گرفته دوست نمودن چه احتیاج
 ن با پیرین زمانه سر و میرود بدل
 ن چمن میتران بر بگذرد دوست خاک شد
 بنگر که شمس از نفسم بال میزند
 از غم و بدوقی از مرز میتران گذشت
 پان در دوست دیگر است سفید و سیاه ما
 تالب کشوده مزه در دل دویده است
 پنهان در آتش و تب و تپانم نظاره کن
 آن کن که در نگاه کسان محشم شوی
 خواب است وجه همت آواره پیشان
 محو رخ ترا به غنودن چه احتیاج

تابِ سموم فتنه گرانست خالها
 کشت امید را به درودن چه احتیاج

جلوه میخیزد آتش شوهری ماسنج
 در خودت مری بجنبد کام مشتاقان بد
 همیشه دانه و دل مضغای پاک بند
 مرگ ما را تا که تمید شکایت کرده است
 ای که نقش مایه پندارم از مایه بود
 غمیش را شیرین شمردی خصم را پرور گیر
 آه از شرم تو و نا کامی مازود باش
 زاری مادر غم دل دید و شادی و گشت
 کاهما محبت غیش بی زوال مایه سر

ن در گذرین پرده چون ساز غالب صفتی

بدی هنجار خود گیر و لای ماسنج

در سنگاه خویش بین و دعا کی ماسنج
 دردی نیروی قضا اندر ضای ماسنج
 میردی از کاره دینی دعا کی ماسنج
 رنج و اندوهی گذارد از برای ماسنج
 دستمزاد چه داری خوشبای ماسنج
 سرگذشت کو بکن با مایه ای ماسنج
 در تلافی پای مسدود قای ماسنج
 مردن دشمن ز تاثیر دای ماسنج
 دیده ها کورست جنس نادرای ماسنج



۹۳

ن در پرده شکایت ز تو داریم میان یچ
 ن ای خشن گرازا راست زنجی سخی هست
 در راه تو هر موج غباریست روانی
 برگرد به پیغمبره ز دل هر چه فرو ریخت
 تن پروری خلق فرون شد ز ریاضت
 دنیا طلبان عریضه صفت ست بجوشید
 پیان ز غیبت درین بزم برگوش
 ن عالم همه مرآت وجودست عدم چیست
 ن در پرده رسوائی منصور تو ایست
 زخم دل ما جلد دهانست و زبان یچ
 ما ز این همه یعنی چه کز یچ و دمان یچ
 دل تنگ نگردم ز هر افشایان جان یچ
 در عشق بود تفرقه سود و زیان یچ
 جز گرمی انظار ندارد در مضان یچ
 آزادی مانع و گرفتاری تان یچ
 هستی همه طوفان بهارست خزان یچ
 تا کار کند چشم محیطست و کران یچ
 بازت نشنودیم ازین غلو تیان یچ

ن غالب ز گرفتاری اودام هر دن آسی
 باشد جهان یچ و بدو نیک جهان یچ

(۹۲)

ای که نبوی هر چه بد و تماشایش بیج
 موجه اندر دیشلخ از مهر حیرانی خواست
 آسمان و هست از بر جبین کیوانش گوی
 آخر از دینا بجاد و پایه افزون نیستی
 صورتی باید که باشد نغز و زیار و زگار
 نامر عنوانش بنام تست نه و تازه است
 دل از آن تست نه و تستی الهانش تراست
 ای هوس کارت ز گستاخی به میر جمی کشید
 پیش ازین کی بود اینهم اتفاقی بود است

نیست غیر از سیمیا عالم بسودایش بیج
 محاصل مدعا باش و بر اجزایش بیج
 نقش ماهیچست بر چنان پیدایش بیج
 بنده ساقی شود گردن ز کمالش بیج
 گویا کسوفش مبدش و گویا پیدایش بیج
 دایره غم داد و سوادش بر سرایش بیج
 سخت در هم چون سماط غزلین پیدایش بیج
 ناد کیسای میانش بین بیالایش بیج
 اینقدر در خود ز غمشای بیجایش بیج

ن نقش خال لب همچنین بجا گذارد آخرشست

خیز و در کفلی پرند گوهر آماش بیج



(۹۵)

یادۀ پر تو خورد شید و ایاغ دم صبح
 آفتابیم بهم دشمن مهندسو اسی شمع
 بعد آنکه قریب اند با نوبت است
 زمین سپس جلوه خورشید جای چراغان گیر
 ن پیش ازین باد بهار زیندر برست
 سخن باز لطافت همه سرخوشی است
 ذوق مستی زیم آهنگی ببل خیزد
 ن حق آن گرمی بهنگام که دارم بشناس
 بومی گل گردناید که مت است چنان
 مفت آنان که در آیند ببلخ دم صبح
 مابلک سرخاییم و قود ایاغ دم صبح
 آخر گفت خیمه است فرایغ دم صبح
 شب اندیشه نمایافت سراغ دم صبح
 شبنم است که تر کرد و ماغ دم صبح
 که فرود بخت از طوف ایاغ دم صبح
 متلن آواز بر آواز کلاغ دم صبح
 امی که در بزم توام بچراغ دم صبح
 ای شبنم که فرمودش خنخ دم صبح

غالب امروز بوقتی که صبحی زده ام
 چیده ام این گل اندیشه ز ایاغ دم صبح

آهی ببلش قاتح خیر کنیم طرح
 در فصل دی که گشته جهان زهر رازد
 تا چند نشنوی تو صاحب حال خویش
 مارا ز بون گیر گرا ز پاور آیدیم
 اهنی بچرخ دادن گردون بگردیم
 خود را بشا هدی بپوشیم زمین سپس
 از داغ شوق پرده نشینی نشانیم
 از تار و پود تاله نقابی دریم ساز
 برگ حلل ز شعله آذر بزم نسیم
 از زخم داغ لاله گل در نظر کشیم
 از سوز و ساز محرم و مطرب کنیم جمع

در گنبد سپهر مگرد کنیم طرح
 بنشین که آب گردش ما غرقیم طرح
 افسانهای غیسر مگرد کنیم طرح پ
 از ما عجب مدار گرا از سر کنیم طرح
 عیشی بدای گردن اختر کنیم طرح
 در راه عشق جاده دیگر کنیم طرح
 در زخم رشک سوزد در کنیم طرح
 و زود سینه زلف معنی کنیم طرح
 پیرایه از شراره و افکار کنیم طرح
 از کوه و دشت جمله و منظر کنیم طرح
 از خار و خار و باغ و بوستان کنیم طرح

آئین بر من بنهایت رسانده ایم
 غالب بسا که شیوه آفر کنیم طرح



ن ای جمال تو بتاراج نظر با گستاخ
 ن دای طوق تو به آرایش و لباس گرم
 مردم از درد تو دور از تو دور از غم
 با خبر باش که دردی که زبید روی تست
 خواهش وصل خود از غیر از غلامس پنج
 شاد گردم که خلوت زبیدست رقیب
 که به ارزانی آن دل که به نیر و باشد
 پ های این پنجه که با جیب کشاکش دارد
 ناز و لای نزارش چه محابا باشد
 دی خوام تو به سامانی سرا گستاخ
 زخم تیغ تو به گلگشت جگر گستاخ
 که رساند بتو این گود خبر با گستاخ
 تار واکرد در افسار اثر با گستاخ
 کلین گدایمت بدریغ در با گستاخ
 بنمیش چون بتو در راه گذر با گستاخ
 بشاور ز سیلاب خطر با گستاخ
 بود با و امن پاکت چسه قدر با گستاخ
 سر زلفی که به پیچید به کمر با گستاخ
 طوخیان در شکر آینه به خالیک در است
 بسی از لطف بتاراج شکر با گستاخ

تا بشوید نه سادماز و سخ	گشت گریه ساز از دوزخ
تا چه بخشند در جهان دگر	گشتگان ترا چمنی بر دغ
ده که از گشت زار امیدم	بمسره مور نیز بروغ
دلم اجزای تاله را مدفن	دست اشخاص بقدر اسلخ
از دل آرم بساط من آتش	از تو گویم برات من بر سخ
چوس ماوراته از یک دست	نفس ما و دام از یک فغ
برگ و خورده است فلک است	بشکایت چه میسر نیم زغ
مور چمن ساز میزبانی کرد	به سپهان رسید پای سخ
یا تو شد هم سخن پیام گزار	چه شکیم بار زش پا سخ
در سخن کار بر قیاس مکن	ترش گرد ترش نه تلخ تلخ
قاصد من براه مرده دمی	به چنان در شکاره فرسخ پ

مرگ غالب دلت بدرود آورد

خوش داشت و هرزه گشت آرد

نه که بدیدم ز دست تو که میسز غم ز دست
 خوشی ز لکشاقتت برگ جبات میدد
 ن مست عطاشی خود کند ساقی ماند مستی
 دوست از دفته باز در یک خیار باز
 آنچه بدین بنشیند نیست نامر بندهای
 میدم به عقد چارم کجاست ای خدا
 غریبفا گرفته را تازه کن خراش دل

لوس کلک خالیا سرع فیضش عزاست
 صبح چو ترک مست می شیشه کشاد میدد

(۱۰۲)

ن دل اسباب طرب کنم کرد و بدین غم نان شد
 گرفتیم کو تخافل طاقت ما باج می گیرد
 تو گستردهی بجهادام و از رشک گرفتاری
 جفون کردیم و بمنون شرمه شیم از خدمندی
 بدین رنگت اگر کیفیت مردن خوشا حست
 سراپا زحمت خوشیم از هستی چه می پرستی
 فراطت بر نتاید هست مشکل پسند من
 چه پرستی چه میرانی که هنگام تسائیت
 زماگست این هنگام بگر خود هستی را

ز راه نگاه و بهمان میشود چمن باغ ویران شد
 حریف یک نگاه بهما باسی تو نتوان شد
 گفت خاکم بهنگ قری بسمل پراقتان شد
 برون دادیم را دهم بعضوانی که چنان شد
 لب ذوق گفت پای تو عشرتخانه جهان شد
 نفس بولم خم شیر دل رسیدن پیکان شد
 زو شواری بجان می افتدم کاری که آسان شد
 نگاه از بخودی پاک و پاکم کرد و مردگان شد
 قیامت میدد از پوده خالی که انسان شد

اتفاق سفر افتاد به پیری غالب آنچه از پاسی نیاید ز عصای آید

(۱۰۴)

ن خوش مست آنکه با غولش جز غم ندارد
ولی خوشترست آنکه این هم ندارد
قوی کرده پیوند تا سوره پشتش
گرانایه زخمی که مرا هم ندارد
سرای که در خشد بویاده خوشتر
ز چشمی که پیرایه زخم ندارد
بجوش عرق رنگ باغت اودیت
گل از آنکه تاب شبم ندارد
ن هکلت از آنکه گشت راتما شا
تو داری بیماری که عالم ندارد
چه ناکس شمر د آنکه عرق این ما را
بتیغی که ترکیب او غم ندارد
زاتم نباشد سید پوش زلفت
که هند و بدین گزده ماتم ندارد
نگدار خود را و آغیزد بگزار
نگاه تو پر دای خود هم ندارد

سخن عیست در لطف این قطعه غالب
بهشتی بود هند کادم ندارد

(۱۰۵)

ن مرده حج درین تیرو شبیا خم دادند
شمع کشتند و ز غور شید نشام دادند
ن رخ کشودند و لب هرزه سرایم بستند
دل ربودند و دو چشم نگرام دادند
سوخت آنکده ز آتش نفسم بنشیدند
ریخت بخانه زنا قوس فغانم دادند
گهر از ایت شاهان عجم بر جیدند
بعوض خاثره گنجینه فشانم دادند
انسر از تارک ترکان پشنگ کردند
به سخن ناصیه فرکیانم دادند

گوهر از تلخ گسستند و بدانش بستند
هر چه در جزیره ز گبران می تابک در دند
هر چه از دستگه پارس به یغما بودند
دل زخم مرده و من زنده همانا این گ

هم ز آغاز بخوت و خطر ستم غالب
طالع از قوس دشمار از سر طاقم دادند

۱۰۴

تا کیم دود شکایت ز میان برخیزد
می رمی از من و خلقی بگراست از تو
گرد هم شرح عتابی که بدلداداری
با قدرت سرود و شخصیت که ناگ یکبار
بچه گیرند میبار هوس و عشق دگر
کشته و دوی پیدا فی غویشیم همه
زینهار از قصبه و درخ جاوید سترس
تالار برخواست و دم خشن از آتش زبند
جزوی از عالم و از همه عالم بیشم
عمر با چرخ بگرد که جگر سوخته

گرد هم شرح تنهای عزیزان غالب
رسم آید همانا ز جهان برخیزد

از ترک بخون غلظت از ذوق برقصم
 زان تیشه که در بخت فرهاد بجنبید
 ای آنکه در اصلاح تو برگزیده بود
 چون طبع کجاست را آنکس بیداد بجنبید
 هر کس که گرد دل آگاه برگردد
 هر چاره که در خاطر استاد بجنبید
 وصل تو بر نیوی نهانیت ازین بعد
 غمخوار باو زبانی که باو داد بجنبید

غالب قلمت پرده کشای دم غنیمت

چون بر روش طسرح خداداد بجنبید

(۱۰۳)

عاشق چه گفتیش که بروزد و میرود
 تازم بخا جکی غضب آلود میرود
 اشب بزم دوست کسی نام نبرد
 گوی سخن و طالع مسعود میرود
 از تلام مریخ که آخر شد دست کار
 شمع غمخشم و سرمه دود میرود
 شادم بزم و عطف که آتش اگر چه نیست
 باری مدیث چنگ نی و عود میرود
 فردوس جوی عمر و سوسا داد و ما
 سرمایہ نیز در هوس سود میرود
 نخوت فکر که می غلظاند در دل رشک
 حرفی که در پرستش معبود میرود
 ماهم به لاف و لاله تسلی شویم کاش
 نادان ز بزم دوست چه خوشنود میرود
 رشک و فالتو که بدعوی که رضا
 هر کس چگونگی در پی مقصود میرود
 فرزند زیر تیغ پدری نهد گلو
 قی گر خود پدر و آتش نمرود میرود

غالب ششست فرست بهدم و فکر عیش

تاری که نیست در سر این پلود میرود

دانست که ز شهادتم امید دارد بود
 رفت آنکه باز حسن مدارا طبع کنیم
 مجرم منج رعد انا الحق سرا می ما
 سالک بگفته ایم که منزل ششاس نعت
 تا زم با ملتیا ز که بگفته شمن از گناه
 ای آنکه از غرور بهیم نمی خرمی
 در و دلم بمحشر ز شدت گفته ماه
 دل از تو بوده تو پی الزام ما ز ما
 قطع پیام کردی و دانستم آشتیت

دادی اصلی جلوه و غالب کناره کرد
کو بخش آن گدا که ز غوغا نفور بود



ن زگر می نگشت خون دل بهوش آمد
ن بهان توید که شرم از میانه هم رفت
خیل یار دد آغوشم آفتابان بفرود
باستین بفتان و به تیغ خوش بردار
قدای شیوه رحمت که در لباس بهار
ن ز وصل یار قناعت کنونی بپایمست

زمام حوصله نگرفت و کوکبن جان داد
چو نرم شاد گدشت چو سخت کوش آمد
شهادت چشم تو گشتم که خوش سخن گوئیست
بلاک طرد بیم شوک پر خموش آمد
ترا جمال و مرایه سخن ساز نیست
بهار دینیت و کائنات گلغروش آمد
پیرس وجه سواد سفینه باغالب
سخن بمرگ سخن رس سیاه پوش آمد

۱۱۲

به عشق از دو جهان بی نیاز باید بود
بجز حوصله نقد نشاط باید ریخت
چو لب هرزه نوایان شوق نتوان شد
چو بزم عشرتیان تازه رو توان جوید
که خفته بتاراج خویش باید بست
چو شوق بال کشاید توان بخند باید
به سخن میکنه سر مست میتوان گردید
بخون تمیده ذوق نگاه توان زلیست
نگه ز دیده بیدار جو که ساکن ما

چو بر دراحت آزادگی خوری غالب
ترا که این همه بابرگ ساز باید بود

۱۱۳

نفس از بیم خویش ریشته پیچیده راناند
نگاه از تابایت سوی آتش دیده راناند

ز جوش دل هنوزش ریشه دماست چندی
 زین کز لاله گل حسرت ناز تو می جوشد
 خوشا دلدادۀ چشم خودش بودن در آئینه
 غبار از جاده تا اوج سپر ساده میراند
 بهر جای خرامی جلوه استند است پنداری
 چه غم زانتار گیم چون آن پالاست اندک
 بهار از رنگ بود پیشگاه جلوه نازش
 پد رقیبش برده از راه دو فاجعه کرد چشم

همان دودیت از سوزا که میگرددش غالب

ترگنی گنبد گردون سرشودیده راناند

(۱۱۶)

شادوم خیالت که ز تابم بد آید
 فریاد که شوق تو بکاشا ز فاقش
 رسوائی غم است گر کاشم سرست
 افکنده بجون فلک دایه شام
 پل جان بر سر مکتوبی تاز شوق نشان
 نازم به نگاهت که ز سرستی انداز
 ساقی نغمی تابش اسم ز چه جا است
 نازم به گرا خایگی سبی خیمه

از کشش حسرت خوابم بد آید
 دایه نگاه پی بودن آیم بد آید
 دور فلک از زخم شرابم بد آید
 کند کج و خم صبح شرابم بد آید
 از حسد و تحریج خوابم بد آید
 از تفسر قه سر هتایم بد آید
 آن باوه که از بند حجابم بد آید
 کز سرمد این دیر خرابم بد آید

آن کشتی شکسته ز توجهم که تباخی
افکنند در آتش گرازا کم بدر آورد
غالب ز عزیزان وطن بوده ام اما
آوارگی از فسرده حسابم بدر آورد

۱۱۵

گر سندی که بر آید ز فاقه چاش دلزد
نفس بگردول از مهری نپسند فرقت
منم بوصول به غنیمت راه یافته دزدی
وگر بکام خود ای دل چه بهر بر توانی
نترسد از زگسستن خدا نخواسته باش
ز شور ناله دل دار و اضطراب انم
ز جنبش مژه مانی دم نگاه بهستی
ز شمع دهنه بدوق نشاط غم نیانی
نغان ز غفلت صراکم عیار که تلک
از آنکه در سدا ز راه میانش دلزدن
چو طاعتی که بیوفای آشیانش دلزدن
که در خمیر بود بیم پاسبانش دلزد
ز سادگی که زنی بوسه بر بانش دلزد
چرا صد سر آن طره برایش دلزد
چو رانگی که ز کف بود و حناش دلزد
که بی اراده جمد تیر از کمانش دلزد
مگر بدل گذرد مرگ ناگمانش دلزد
بر آوردند در قلب از و کانش دلزد

گراز فشانم جان شوریست بر غالب

چرا به سجده خمد سر بر آستانش دلزد

۱۱۶

آنانکه وصل یار همی آرند و کنند
دقت کز روانی می ساقیان بزم
مینالی از شمع که به ناخن شکسته اند
باید که خویش را بگذازند و او کنند
پیمان را حباب لب آب جو کنند
ای واهی ناخنی بدلت گرفت و کنند

دیوانه و چه رشته ندارد مگر همان
خون هزار ساره بگردن گرفته اند
لب تشنه حوی آب شمار و سراب ما
از بس بشوق روی تو مست گنجها
پیمان را به باقم صبا نشاندست
ای وای گرد خاک وجودم بهو کنند
ن آلوده ریانتوان بود غالب
پاکست خرقه کربی شست و شو کنند

۱۱۷

پیان چون گرم از تو بر دل شیدا چه میرود
خوابید است تا که بگویت سیده است
ن گونی مباد در شکن طره خون شود
پیدا است بی نیازی عشق از فغانا
آئینه خانه ایست غبارم را انتظار
ص گر جلوه رخ تو بسا غر ندیده ایم
بپ با ما که محو لذت بیدار گشته ایم
یک ره اگر بودی بمنون کند گذار
ای شرم باز داشته از جلوه سازت

ن هفت آسمان بگردش و ما در میان ایم
غالب دگر مهرس که بر ما چه میرود

(۱۱۸)

ناز شرمست که چشم و سی آسان بر نمی آید
 ازین شرمندگی که ز بند سلاطین بر نمی آید
 گوازد صوائی تاز تو پروا نیست عاشق را
 بهر چه سوختن دود از چراغان بر نمی آید
 سرت گرم بزن تنج و دوی بکند و دل بکشا
 تنگفتن عرض جفا نیست آن ای غنچه سید اقام
 همان خون کردن از دیدن شیرین بختن دارد
 مگر آتش نفس دیوانه مرد از اسیرانت
 چه گیر نیست کاین تار و مو بار بکتر دارد
 بجو آسودگی که مرد را هیچی کامندین دوا
 برم پیش که یارب شکوه اندوه و تنگی
 بدوش خلق نعمت عبرت صاحبان باشد

بر آراز بزم بحث ای جذبه توحید غالب
 که ترک سادۀ ما با فقیهان بر نمی آید

(۱۱۹)

چون پوئی بزمی جمع زمین تو شود
 بهم از نام تو آن مایه پستی که اگر
 چون بسنجد که آلت بکا بداد شرم
 خوش بهشتی ست که کس نشین تو شود
 بر سر بر غنچه زخم غنچه نگین تو شود
 ماه یک چند ببالد که چنین تو شود

صد قیامت بگذازم و هم میزند
 پ تاب هنگامه در دایم و گریه میست
 تا خیر دل هنگامه گزین تو شود
 بر من از خیر و لی را که حوز من تو شود
 چه کنم تا غم حجب تو یقین تو شود
 من در آتش فتم از هر که فرین تو شود
 آنگاه چون من نبردان هم بین تو شود
 پاک شپاک که هم کفر تو دین تو شود
 کفر و دین چیست جز آلائش پندار خود

دوزخ تافته هست نهادت غالب
 که از آن دم که دم باز پسین تو شود

(۱۲۰)

دیگر از گریه بدل رسم فغان یاد آمد
 ن دل در افروختنش منت دامن نکشید
 رگ پیاز ز دم شیشه بفریاد آمد
 شادم از آه که هم آتش و هم باو آمد
 تیشه دانه که چس بر سر فریاد آمد
 تاندانی جلگه سنگ کشودن بدست
 همچنان بر اثر شکوه بیدار آمد
 دغم از گریه شوق تو که صده بدلم
 وقت مشاطگی حسن خدا داد آمد
 نیز و در ماتم با سر سه فرو شوی ز چشم
 رفته بودی دیگر از جا به سخن سازی غیر
 خشک و تر سوزی این شعله تماشا داد
 دیدم بر ریخته و از قفسم کرد آواز
 ن بر دریا رچه غوغاست عزیزان بر وید

داود خونین نفسی در میان غالب

رنگ بر روی من از سیل آستان آمد

(۱۲۱)

دوش کز گردش بختم گدازم بر روی تو بود
 آنچه شب طبع گمان کردی در فتنی بقیاب
 چرخ کج باخت بمن در خم دام تو فکند
 دوست دارم گرایی را که بکارم ندهد
 چه عجب صاحب اگر نقش و بافت کم کرد
 خدای دانی ز تو در بزم بخوبان چه گذشت
 مردن و جان بمنای شهادت دادن
 خلد را از نفس شعله نشان میسوزم
 روش باد بهار می به گمانم انگشت
 بکفت باد سباد ای همه رسوائی دل
 هم از آن پیش که مشاطه بآئین خود

ن لاله گل دند از طرت مزارش بر میگ

تا چادر دل غالب بر روی تو بود

(۱۲۲)

در کلبه ماله بگر سوخته بود
 بامالک بنجید شامت بعد بود
 خواه هم که برود ناله غبارم نذل دوست
 چمن گر به تن زار مزاران سر کوبد

ذوق می تاب هوس روی نکوبد
در لونه گرمی سکه صبا به کدوبد
می خورد و هم از سیکه آبی بسویبرد
دیوانه مارا منم سلسله موبد
دستی که زماشت بخون کفوبد
در مقله و فایک لم آدود و دروبد
تا تلخی آن زهر توانم زنگوبد

همه رودش کوش و حوطلان که دم مرگ
بستند ره جره آبی به سکند
وی رند بهنگار غجل کرد سس را
برای خشم تیمار ولی زاد سزاید
مارا نبود هستی و او را نبود صبر
دلدار تو هم چون تو فریبند نگار نیست
پن یک گریس از ضبط نوسد که یسنا

ن تازد به نکویان در گرفتاری غالب
گونی بگروید ولی را که از وبرد

(۱۲۲)

بر هر که گشتد رحم سراز بار نداند
ولهای عزیزان بغم افکار نداند
اندوه جگر تشنه دیدار نداند
رود سیاه سایه دیوار نداند
دم را به قفت ناله شرر بار نداند
پایان بلو سنا کی اغیار نداند
آنست که من میرم و دشوار نداند
خود کمتر از آنست که بسیار نداند
در عریبه خوارم کند و خوار نداند

ن تاوان صنم من روش کار نداند
ن بی دشنه و خنجر نبود معتقد زخم
ن بر تشنه لب باو یه سوز و دلش از مهر
گویم سخن از رخ و براحت کنش طبع
ن دل را بغم آشکده را و نسجد
عنوان هواداری احباب نبیند
ن دشوار بود مردن و دشوار تر از مرگ
دانم که ندانست و ندانم که غم من
از تا کسی غویش چه مقدار عزه برم

گرم سرازاده آزادگی خویش صد ره ندم بند و گرفتار نداند
 فصلی ز دل آشوبی برمان بسریند تا چند بخود میبزم و غمخوار نداند
 پیانه بر آن رند حرامست که غالب
 در بخودی اندازه گفتار نداند

(۱۳۴)

خوغم که گنبد چرخ کن فروریزد اگر چه خود هستم فرق من فروریزد
 بریده ام ره دوری که گریفتاشم بجای گرد روان از بدن فروریزد
 ز جوش شکوه بیداد دست می ترکم سباد مهر سکوت از دهن فروریزد
 و دهر به مجلسیان باد و دوزخیت من بمن نماید و در انجمن فروریزد
 مرا چه قدر بگوئی که ناز غینان را غبار بادی از پیرهن فروریزد
 ز خار خار چنین کس چنانی که خشک برخت خواب گل و یاسمن فروریزد
 ترا که عالم نازی بنمزه بتاید کسی که گل بکسار چمن فروریزد
 مکن پرستم از شکوه منع کاین محبت که خود ز غم دم دوختن فروریزد
 بمن بساز و بدان غمزه می بجامیزد که هر ششم از سر و تا بم زتن فروریزد
 بدوق باده ز بس آب دهن گردد می نخورده مرا از دهن فروریزد
 بترس از آنکه به محشر ز طره طرار دل شکست ام از هر شکن فروریزد
 رواست غالب اگر در قاتلش گزنی
 که از لبش زروانی سخن فروریزد

(۱۲۵)

زهی روانی عمری که در سفر گذرد
 که مرگ تشنه بود آب چون دسر گذرد
 دود بعریده چسبید آنکه از اثر گذرد
 بهردلی که رسد راست از جگر گذرد
 چنانکه رسته در آسمون از گهر گذرد
 که آن بردن جمد این زخاره و دگر گذرد
 مرا خود از دل و اورا هم از نظر گذرد
 که برق مرغ بهما از بال و پر گذرد
 بصورت سیر زلفی که از کمر گذرد
 دیدد شاخ و ازین بنز کاخ بگذرد
 چنانکه بر سیر خارا ز شیشه گر گذرد

حریف منت احباب نیم غائب

خوشم که کار من از سی چاره گر گذرد

اگر بدل نخلد هر چه از نظر گذرد
 ن برصل بطلت با ندادۀ تحمل کن
 هلاک ناله غویشم که در دل شبها
 ازین اُریب نگاهان حذر که تاو کشان
 ن نفس ز آبله های دلم بر آرد سر
 حریف شوخی اجزای ناله نیست شرر
 کند خدنگ تو قطع خصومت من و غیر
 ز شعله خیزی دل بر مزار آنچه عجب
 شکست و با بدم نیز همچنان پید است
 خوشامی که بفرقی بلند بالا نیست
 دماغ محرمی دل رساندن آسان نیست

(۱۲۶)

قسمت بخت قیاس دش حد بام شد
 کعبه ز فرش سیاه مردک احرام شد
 ریشه چو آمد بدون دانه مادام شد
 لذت دیگر و پدر و سر چو شام شد

شوخی چشم حبیب فتنه نایام شد
 تا تو به عزم حرم ناله نغمی برآ
 بیج و خم دستگاه که فردن حرم چاه
 هست تفاوت بسی هم ز رطب تانید

اینی که ترا خواستم لب بکشد / خود لبم اندر طلب خسته ابرام شد
 گنجد مهری بر دور چشمی نجیب / صبح امید مرا روز سیه شام شد
 ساده دلم در امید خشم تو گیرم بهر / بوسه شود در بزم هر چه ز پیغام شد
 بهم خوشی کش شرر چهره کشانی نکند / صورت آغاز ما معنی انجام شد پ
 دیگرم از روزگار شکوه چه زخو بو / ناله شررتاب شد اشک جگر نام شد
 ۱۰۰ ی شده غالب ستای دشمنی بخت بین
 خود صفت دشمنست آنچه مرا نام شد

(۱۲۷)

آزد گیست سازی اما صداندارد / از هر چه در گد شقیم آواز پاندارد ن
 عشقت مانتوانی حنست سرگانی / جو رو جفا تمام هست و فامدارد
 فارغ کسی که دل را باورده انگارد / کشت جهان سرا سوار و گنیا ندارد
 در بزم باز تشنگی چیداد جاندارد / در بزم باز تشنگی چیداد جاندارد
 ای بسزیه سرور از جود پاچه نالی / در کیش روزگار ان گل سخن هماندارد ن
 صدر دیرین کش کش بگذشته دیریش / رنجور عشق گوئی آید رسا ندارد
 هر طلسمی که ریزد از خار ام فغانیست / جز نفسم محبت سازم توان ندارد
 جان در غمت فشانم مرگ از قفاندارد / تن در بلا فگندن بیم بلاندارد
 بر خورشتن بهمشا گفتم در تو توانی / دارم دلی که دیگر تاب جفا ندارد پ
 گشتن چنانکه گوئی نشا غمت ماما / هی ناقصام لطفی که شکو و اندارد
 مهرش زبید ماغی ماناست بتوافل / یارب ستم مبادا بر ما روا ندارد

چشمی سیاه دارد یعنی بماند
 دوئی چو ماه دارد اما با ندارد
 چون اصل تست خنجره اما سخن نماند
 چون چشم تست زگس اما حیا ندارد
 آبش گداز خاکي بادش تفت بجای می
 دلی بمرگ غالب آب دهلواند دارد

(۱۲۸)

ن شوقم ز پند برد و سر یاد میزند
 تا آنکسی چه دلوله اندر نسا دما
 از جوی غیر عشرت خسرو نشان نماند
 هرگز مذاق درد امیری نبوده است
 پان منون کاوش مژه و نیشتر نیم
 خونی که دی به جیم از و خار خار بود
 اندر بهای شمع همانا زبال و پر
 زین عیش نیست قافله رنگ از رنگ
 زوقم بهر شمرده که از داغ می جمد
 چمن دید که شکایت بیداد و قارغم
 تا دستبر و آتش سوزان دهد بیاو
 سنگ از شراره خنده به پلاد میزند

غالب سرشک چشم تو عالم فرو گرفت
 مریست دجله را که به بغداد میزند

(۱۲۹)

محبت خوش بود قدحی ز شراب زد
 یاقوت بادیه بر فوه آفتاب زد
 نشتر به منسز پنبه مینا فرو برید
 کافاق استلان بجویم سحاب زد
 ذوق می سفاد کرد و دریا داشت
 آه از فسون دیو که اهریاب زد
 تا خاک کشنگان فریپ قای کیست
 کاسه در هزار مرطه موج سرب زد
 رنگی که در خیال خود انداختم زدوست
 تا جلوه کرد چشمک برقی عتاب زد
 گفتم گره ز کار دل دیده باز کن
 از جبهه ناکشوده به بند نقاب زد
 گر پیش ما بساط ادبی خرام نیست
 نقشی توان به صفحہ یوسفی اب زد
 سار و بهجوم ناله نفس با ختم به کوه
 سنگ از گداز خویشین مویم گلاب زد
 ای لاله بردی که سیه کرده مفاد
 درخ تو بر دماغ گریوی کباب زد
 غم مشربان چشمه حیوان نمی دهند
 موی که دشمنه در جگر زنجیر و تاب زد

غالب خسان ز جمل ملکیش گزیند

بیدانشی که طعن بر اهل کتاب زد

(۱۳۰)

تنگ فریادم بغز سنگ از وفادور افکند
 عشق کافر شغل جان دافن بزدور افکند
 شادم از دشمن که از شک گدازم ددوش
 نیست زخمی کز چکبیدن طبع ناسور افکند
 قره قالی بستام زخم سم ساطور افکند
 قره قالی بستام زخم سم ساطور افکند
 از شهیدان ویم کز بیم برقی خنجرش
 لونه دد حور افتد و جام از گشت حور افکند
 شرم حور خاص خاص دست لیکن بجواب
 چون فرو ماند سخن در رسم جمهور افکند

ان چون بجوید کام تاخمتی پرستاری کنم
 ان وقت کارین جنبش غفلت کاند رساق تست
 گرفتار ساز تلافی در خود مشرت کند
 ز مسلمان یکی بین از دشت است آنگاه
 آدم بر راه غالب گردد و میگردد
 لغزش پائی که باز از جا زام دور افتد

(۱۳۱)

ان بره با نقش پای خوشیم از غیرت سری باشد
 نمی گیری بخون خسلق نمی پروا کجا فرا
 ان چه گریم سوز دل با چه تا غم ناوید بدستی
 رسد هر روزم از خلیج برین تا خوانده مهمانی
 ان نخواهد بود رسم آنجا بدیوان داری برون
 توان صیقل بهای تیغ قاتل هم ادا کردن
 ان مکیدم آن قدر که ز بوسه دشنام خالی شد
 به ذوق لذتی که ز خاره و خار است پهلورا
 بجای آن که خود از کوه است در نمی لرزه اهلاد
 ستایم حق شنایم بای محبوبی که در محفل
 نبود در تیشه پیدا سر بسنگی میزدیم لیکن
 که ترسم دوست جویان را بکوش بربری باشد
 تواند بود یارب بعد عشر مشری باشد
 مثالی و نعلیم گر کباب و انگری باشد
 محرم من گران و این بهشتی پیکری باشد
 گرفتار کشور مسدود و نارا دادی باشد
 اگر فضا و راد و هر مز و نشتری باشد
 لب یار است و حرفی چند گویا دیگری باشد
 بنام بچنین گر هم ز نسوین بستی باشد
 بچشمی که خود از سیاست گردی لشکری باشد
 دلش چشم پر خون و لبش با ساغری باشد
 ستم باشد که در سینه میری همبری باشد

بیابد هم زمن آنچه از ظهوی یافتم غالب
اگر جادو میانان راز من پستی باشد

(۱۳۲)

رفتن عکس تو از آینه آواز دهد	دل ز تنها ز فراق تو فغان سازد
زهر رسوائی ما چاشنی راز دهد	مغز جان سخت نسو او بکام تو خور
زلفت مسخ در کشد و بیل و گل ناز دهد	خاک خون باد که در معرض آثار جو
سرشمی که فسر و زهر هم گاز دهد	دغم از پرورش چرخ گرد برزم امید
شیشه رازیت کتابش کند آواز دهد	دل چو میند ستم از دوست طافازد
می باند از و قد پیا شد بانداز دهد	بای پرکاری ساقی که بار باب نظر
جلوه ات محل بکفت آئینه پر ناز دهد	طراوت مشک بدامان نسیم افشاند
کاش آبی زخم جلیت پرواز دهد	سسی زمین بال فشانی جگر غم در رخ
بان صلابی که مرا حوصله آزد دهد	ای که بر خوان میسال تو قناعت کفر
هر دم انجام مرا جلوه آغاز دهد	من سر از پاشنام بره سسی دیگر
ناله خواست که شرح ستم ناز دهد	همه دامان برنی و ساز فشارش دادند
یادم از دلوله عمر بیک تاز دهد	هر نسی که زکوی تو خجاکم گذرد

چو نتواند سخن از مرمت دهر بخشد
که برود عرقی و غالب بعبوض باز دهد

(۱۳۳)

از صور جسلوه و آتائیه زنگار برود
 کو بد آموزد که پیغام بدلدار برود
 غیر خواست مرانی تو به گزار برود
 مرگ مشکل که ز مالذت گفتار برود
 یوسف از چاه برآمد که بازدار برود
 بان ادانی که دل دوست من کار برود
 کیست که سعی نظری بی دربار برود
 دیده فزونی نگار دوزخ دیوار برود
 بتوا از جانب مآخذه دیدار برود
 کز خمیرم گلزار سر زش خار برود
 تا ز دل حسرت آرایش دستار برود

من میزندم ز فنا خال و تسکینش نیست
 بو که توفیق رگفتار به کردار برود

(۱۳۴)

روزی که سیه شد سحر و شام ندارد
 ز رست دلم حوصله کام ندارد
 کز نکبت گل جامه احرام ندارد
 دیوانگی شوق سر انجام ندارد

پان تو میدی ما گردش ایام ندارد
 من بوس لب دلدار دزدیدن نوازم
 مفرست بطوف حرم دوست نسبی
 هر ذره خاکم ز نور قصان بهر نیت

مرغِ قفسی کشمش دام ندارد	دو تن به بلاده که دگر بیم بلا نیست
ظرف قدش رخشو پیغام ندارد	قاصد خبر آورد و همان خشک باغم
چون بستر خوابست که اندام ندارد	بی نقش وجود تو سراپای من از ^{خسب}
آسایش عشقا که بجز نام ندارد	گردید نشانها بدت تیر بلاها
شوقست که در وصل هم آرام ندارد	ببلبل بچمن بنگر و پرواز به محفل
زان رشک که سوز جگر خام ندارد	تخت رگِ فدق کبابی که بسوزد
یا آنکه سرای تو لب بام ندارد	آیا بدلت دلوار کسب هوائیست
لغزست ولی لذت دشنام ندارد	بوسی که ربا بند بستی ز لب یار
میخانه تو فینِ خشم و جام ندارد	هر رخشه با ندانم هر حوصله ریزند

غالب که پاست از غزل مصرع استاد
بادام صفای غل بادام ندارد

(۱۳۵)

بریده باوزبانی که خورشیدگان نبود	چه خیزد از ستنی کز درون جان نبود
ز درطل باد و بخشیم آیم ارگران نبود	میکم ساقی دمی تند و من ز بد خوئی
خدا به عهد تو بر خلق مهربان نبود	تلفه امستم از جانب خداست ثلی
خیال بوسه بران پای بی نشان نبود	دنازی نتواند نهفت راز مرا
دزخم خون بزبان لیسیم اردوان نبود	چو عشرتی که کند قاسق تنگدای
که بازگردم در جزو دست ارمغان نبود	ز خویش رفته ام و فرصتی طمع دارم
بسوی قیاس گرایش ز ساریان نبود	زمان ناله بدست تصرف شوقست

ن فرو بود نفس سرد من جهم را
 من مرا که لب بطلب آشنا نخواسته
 من امید بپوش و حسرت من افزون شد
 من با التفات نگارم چه جای تمییز است
 اگر نشاط عطای تو در میان نبود
 روا مدار که شاهد ضمیر دان نبود
 ازین توید که آمده جادوان نبود
 دعا کنید که نومی ز امتحان نبود
 من عجب بود سر به خوابی کسی غالب
 مرا که باش و بستر ز پر نیان نبود

(۱۳۶)

ن دماغ اهل نشت بجا دارد
 بفرم از طمع پر هما دارد
 بیا که شوقم از آوارگی حیا دارد
 اگر خدنگ تو در دل نشت جادارد
 من زمین مترس که با بپوش قاضی حشر
 دلم فسر بیفزای بده ذوقی محال
 تیم در شک هانا بختی کیست
 من پی عتاب هانا بهانه می طلبد
 خوش است دعوی آرایش سرد ستا
 من ز جود دست قوی تالا از نداد حبست
 ز سادگی ردا از حرف عشق من بکلان
 بخون تمیدن گلها نشان گیر نگیت
 بفرم از طمع پر هما دارد
 بیا که شوقم از آوارگی حیا دارد
 اگر خدنگ تو در دل نشت جادارد
 هجوم ناله لبم را ز ناله وا دارد
 چراغ کشته همان شعله خرمی جادارد
 که خور ز تاب خود آتش بر زیر پا دارد
 شکایتی که ز ما نیست هم بها دارد
 ز جلوه کعب خاکی که نقش پا دارد
 نیی که برگ ندارد همان تو دارد
 که دوست تجربه دارد از کجا دارد
 چمن عزا ای شهیدان که بجا دارد

ن فغان که رحم بد آموز یار شد غالب
روا داشت که بر ما تم روا دارد

(۱۳۷)

ن	تو جان عالمی چیست گر جان در تنم باشد	ن	ز شکست اینک در عشق آرزوی مرمم باشد
	اگر خود جزوی از گردون یکام دشمنم باشد		ز بهی قسمت که ساز طالع عیسم کنند آنرا
	که از خود نیز در کشتن حق بر گردنم باشد		بیا ساسا حق تا بروم تیغ گلو سایم
	بلرزم بر گلستان گرگی درد انهم باشد		شناسم سی بخت خویش در تاهمه یانها
ن	چه شود گوشه راهی چید باک از بهر خم باشد		تو داری دین ایمانی ترس از دیو نیز نگش
	خلد در پای من خاری که در پیراهنم باشد		بذوق عافیت یاران بعد از خویش چون غم
	دلم با دوستی آما زبان با گلشنم باشد		بدان تابان آویز در چو حرف رنگ بود گرید
	مگر صور قیامت ساز شور شیونم باشد		بدین آهنگسای پست نتوان غم برون آون
	اگر چو ناله زنجیر بند از آه منم باشد		بسودایت همان انداز از خود رفتنی دارم

بزر همدوش قارون مخفتن از دودن ممتی خیزو

بیا تا در سخن بچشم که غالب همضم باشد

(۱۳۸)

ن	کوفته تا بداور می هم علم کشد	ن	تا چند بلهوس می و عاشق مرم کشد
ن	یعنی بخویش هم کند از تو هم کشد	ن	دل را بکار ناز چه سرگرم کرده
	بگذازد لم مره چندان که نم کشد		ز شکست دفع دخل مقدس جیت
	تا داشت از شوق مرا خوش رزم کشد		صیدت ز بیم جان نرمد بلکه میرود

نازدم فریب صلیح که غالب زدگوی تو
ناکام رفت خاطر اسید دار بود

۱۱۳۰

اگر داغست و دهم راد را کسیر نظر گیرد
بعضی هرستن کز نفس باله زبیتابی
دل از سوزی مشرکان که خون گردید کز سستی
چشم مدعی همچون چراغ روز بی نورم
دشمن نگاره را از رقص سسل و رچمن پیچید
گرم دروی در شکست اینکه غمخواری نمی خواهم
سرت گرم اگر پای نزاکت در میان نبود
نوردم نامر دل بار بار از بدگمانی با
خوشم گراستواری نیست همچون کج کار با
محبت هر دلی را که نزاکت سرگران یابد
خوشا روزیکه چون از مستی آویزم بدانش
ذیفیس نطق غویشم با نظیری هزبان غالب
چراغی را که دوری هست در سینه نور گیرد

۱۱۴۱

تنگست دلم حوصله را ز ندارد
هر چند جلد در غم عشق تو بسازست
آه از فی تیر تو که آواز ندارد من
و آنی که چو طالع تا ساز ندارد من

من دیگر من و اندوه نگاهی که گفت شد
 در حسن بیک گونه ادا دل نتوان بست
 گستاخ زند غیر سخن با تو و شادم
 من تمکین بر همین دلم از کفر بگردانم
 با ذره او مهر همان جلوه همان دید
 ن هر دانه از دوست انداز پیشت
 من بی حیل ز خوبان تو آن چشم ستم داشت
 در عریده چشمک زنده لب گزافه
 با خورشید بهر شیوه جدا گانه و چهار
 پردای حریفان نظر باز ندارد

کیفیت عرفی طلب الطینت غالب

جام دگران باده شیراز ندارد

(۱۴۶)

من لبم از زمزمه یاد تو خاموش مباد
 نگهی کش به از آب نشویند ز اشک
 بوس چادر گل گشته خاکم باشد
 من وعده گردیده و فاطره پریشانی را
 من غیر گردیده بدیدار تو محرم دارد
 گهری کش نظر از بهت پاکان نبود
 من هرگز رخت نمازی نبود از خم می
 غیر تشال تو نقش ورق هوش مباد
 محرم جلوه آن میج بنا گوش مباد
 خاکم از نقش کف پای تو گمبوش مباد
 یارب شب بدمازی غفل از دوش مباد
 فارغ از اندوه محرومی آغوش مباد
 صفت پیرایه آن گردن و آن گوش مباد
 جای در حلقه دندان قصب نوش مباد

رهرو بادیه شوق بسکیرا نشد
 بار سر نیز درین مرحله بردوش مباد
 مفتیان باده عزیزست مرزید بخاک
 جوشد از پروه دگر خون سیاوش مباد
 همه گرمیوه فروس بخوانت باشد
 غالب آن انبیه بنگاله فراموش مباد

۱۱۴۳

هر ذره را فلک بخین بوس میرسد
 نان می کشتا آن بدجان قف کرده
 زلفسان که خو گرفته عاشق کشیت حسن
 خود پیش خود کفیل گرفتاری منست
 بیرون میاز خانه به هنگام نیمروز
 ارباب جاه را از عونت گریز محبت
 گفتم بوجهم پرش عبرت مرا کی چه
 سجاده رهن می پذیرفت میفرودش
 خون موجزن ز مغز رگ جان تلخیده

خشک است گویا مرغ دسغ غالباً چه بیم

کز ذوق سودن کت افسوس میرسد

۱۱۴۴

درینا که کام و آب از کار ماند
 سخنامی ناگفته بسیار ماند
 گدایم نهانخانه را که دروسی
 در ادبستگی با بدیوار ماند

جنون پرده دارست مارا که مارا
نگد راسیه خال طرف عذارش
ادایت اورا که از دلربائی
چه جرم مراد از سگرفی که اورا
در آئینه ماکه ناساز بنخسیم
گرد بهیست در دهر هستی که آنرا
بجز عقده غم چه بر دل شامد
ز قسط سخن ماندم خاصه غالب
پیشانی کز آردون بار ماند

۱۳۶

ن بدوئی سوزستی در قفای ره روان اند
تم ساز غنائیت کز هر زخمه درو کی
هرای ساقی دارم کتاب فوق رفتارش
بنازم سادگی غفلت است دهر زنی نمیداند
دل از هم ریزد حسرت ساس حکمی خواهد
بر دل بر دم گیرم از موج دامن زیر کوه آمد
بر خنجر از دم چرخ کوه صید دور رسید هما
دلم در حلقه دایم بلا میر قصد از شادی
بگماهی بستم خنده توان آوردن با شش

که پنداری کند یار همچون مار جان دارد
همراست آواز شکست بخوان دارد
صراحی را چو طوطایان بسل پریشان دارد
بگلچیدن همان ذوق شمار کشکان دارد
غم آرد بریزد و طاقتم تماش پریشان دارد
نم گرداب طوفان تا چه زخم را گران دارد
به امید تلافی چشم بر پشت گمان دارد
همانا خوشیستن را در غم زلفش گمان دارد
من بخاک که آن نقش کعبه پائی نشان دارد

بشرع آید و حق بجو کم از جنون باری
دش با محبت ایا زبان با ساربان دارد
رم زبان ترکب صید قلن که خواهم شرم خورد
گستنه ای بی اندازه کلام عثمان دارد
ن خدا را وقت پرش نیست گفت بگذر از عتاب
که هم جان برب و هم داستا خبر زبان دارد



صاحب دست نامور عشقم بهمان خوش نکرده
دانت. چمن ناختم الماس ز برایش من
آن خود به بازی می برد وین اود جوی نشود
در نامه تا به رفتش که خشم پنهان میروم
دارم برای آن پری که بسکه لغز و گشت
فریاد زان شرمندگی کارند چون در خشم
عاست لطفت و لبر آن جرم نمند دل بران
شج از سلامت چنگ عشق مجازی بزیافت
با من سیاه و بنای پدر فرزند آذر را نگر
گویند صفیان تو به کرا و کفر نادان بنده

غالب برفن گنگو نادر بدین ارشد کراو
تقوشت مردولوان منزل تامطے نغان خوش



قد رشتا تان چه داده بود ما چندش بود آنگه دایم کار با دلیما می خرسندش بود

ن شاهد ما بختیگر ای درنگین مصلحت
 درنگارین روضه فردوس نکشاید دلش
 آنکه از شکی بخاموشی دل از مای بود
 درستم حق تا شناسش گفتن از انصاف
 هیچ دانی اینده شور عتاب بهر چیست
 تازم آن خردین که تاید غیر غیشش در نظر
 آنکه خواهد صف مردان بقای نام خویش
 باخرد گفتم نشان اهل معنی بادگویی

لاجرم در بند خویشی است آنکه در بندش بود
 آنکه در بند و غوغ راست مانندش بود
 دای گر چون بازبان نکست پیوندش بود
 آنکه چندین تکبیر بر علم خداوندش بود
 تا جگر با تشنه سحر شکر خندش بود
 گر بخاک رگزار دوست سرگندش بود
 خون دشمن سرخ قرا از خون فرزندش بود
 گفت گفتاری که با کردار پیوندش بود

ن غالباً ز نهار بعد از ماه خون مانگیر
 قاتل مارا که حاکم آرد و مندش بود

(۱۴۸)

بهر خجاری بسکه سرگرم تلاشم کرده اند
 ترسم از رسوائیم آخر پیشانی کشند
 ن چرخ هر روزم غم فردا بخوردن میدهد
 غیر گفتی روشناس چشم گوهر بار هست
 هر چه از بیطاعتی مزد شایتم داده اند
 از لقب و اخت بدل نونخ شرم خوانده اند
 هم بصوای جنون بمنون خطاب داده اند
 چشم نوم اچه رو خوارم بکسب نداده اند

پارچه نزدیک در هر دور با خشم کرده اند
 رازم و این شایدها ن مست فاشم کرده اند
 تا قیامت فارغ از فکر معاشم کرده اند
 رازدان تاز الساس پا خشم کرده اند
 هر چه از اندوه صرف انتقامم کرده اند
 و زدم قیامت بتن عینو تا خشم کرده اند
 هم بکوه بی ستون خارا ترا خشم کرده اند
 دل نه خشم تا چرا زدی خرا خشم کرده اند

از چه قالب عجب ایگیبای جهان ننگ نیست
گر نه با سلمان و بلو در خواجسته شام کرد و آمد

179

من بوقا مردم در قیب بدرزد
 در نمکش بین و اعتماد نفوذش
 کیست درین نماز که خطوط شعاعی
 دعوی اورا بود دلیل بدیهی
 غیرت پروانه هم بروز مبارک
 لشکر مهرم بزور می نشکستی
 زان بت نازک چه جای دعوی خونت
 برگ طرب ساختیم و باد گرفتیم
 شاخ چه باله گرا در میان گل آرد

کام بخشیده گزچه شمار
غالب مسکین بالتفات نیرد

غم من از نفس پند گو چه کم گردد
بر آتش چو گل لاله با دم گردد
بدان معاطا و بیدای غم بیدل
خوش آنکه معذرتی صرت هر تنم گردد
ترا نیست که بردی سخن شک باشد
مراد لیست که در وی نشاط غم گردد
نمانده تاب غمش خاطر رقیب بجوی
کسی چه در نی صید هسته دم گردد

ز ذوق گریه پرستم دل و دلی نگری
 ن بدین قدر که لبی تر کنی دمن بکرم
 بغض را نسیم اما بدشند در یابی
 ن رسیده ایم بکوی تو جایی آن دارد
 تو پا پریش من کرده خاکی و ترسم
 سبکسریست بدریوز طرب فتن
 رخی که در نظرستم بجلوه گل باشد
 گرفته خاطر غالب دهند و ایمانش
 بران سرست که آواره عجم گردد

ن خنم جبین بدش آستان بگرداند
 پ اگر شفاعت من در تصورش گذرد
 ن بزم باد و بسا تیگری از و چه عجب
 اگر نه ماکل لب خودست چرا
 به بند دام بلای تو صحرای گردون
 چو غمره تو فسون اثر فرد خواند
 بهار را ز خفت تا چه رنگ در نظرست
 توانی از غله غار دگر که سپهر
 برویشادی و اندوئل من که قضا
 نشینش بسره عنان بگرداند
 بزم انس رخ از همدان بگرداند
 که بر صومعه را در میان بگرداند
 به لب چو تشنه و مادام زبان بگرداند
 هما بگرد و سدا شیان بگرداند
 بلامی را به زن انکاروان بگرداند
 که دمدم و درق از خوان بگرداند
 سر حسین علی بر سنان بگرداند
 چو قهر بر خط استخوان بگرداند

تیخت ز فرق تا بگلوم رسیده باد
گر رفته ام ز کوی تو آسان نرفته ام
نغزی و خود پند به نیتم چه میکنی
مردن ز راه داری شو تو مخرجت داد
بر روی دمی پر تو بیش تنگست
آتش بخانان زده خواست مهری
مرگم همان و باد که از شوق بر خورم
ذوقیست همدی بغضان بگیرم زرق
چون دیده پای تا بسرم تشنه کیست

غالب شراب قندی ہندم کباب کرد
زمین بعد بارو ہامی گوارا کشیدہ بار

تا جرشوق بدان ره تجارت زود
چه نویسم بتو و نامه کز انجو هی غم
که ره انجماد و سرماییه بغارت زود
از حیسا گیره از جورگران مایه ناز
نیت ممکن که روانی ز عبارت زود
کشته تیغ ستم را بزیارت زود

وصل دلداره غلدهست همان به هدم
 که نگوئی سخن در عرض بشارت نرود
 دل بدان گونه بیالای که در خواہش دید
 دیده خون گزود و از وید بشارت نرود
 قصر و همان کده حاتم و کسری بگذار
 تام از رفتن آشمارت نرود
 حج درویش طمع پیشه نیرزد بقبول
 تا که اندوخته گدی بشارت نرود
 تو بیک قطره خون ترک وضوگیری و ما
 سیل خون از مژه دانیم و طهارت نرود
 رمز بشناس که هر نکته ادائی دارد
 محرم آنست که در جزایا بشارت نرود
 زاهد از حمد بهشتی بخواند نشناسد
 که شود دست لہ و شوق بیکارت نرود

پان غالب خسته بکوی تو زمین تپشی است

که به شاهی نشینند به وزارت نرود



۱۵۵

ن جی دارم ز تنگی روزگار ان خوبه اران بر
 خمی از می به با بفرست و آنکه هر قدر خواهی
 مرا گویی که تقوی و دد و قربانت شوم خود را
 چه پر سی کا چنین رخ از کد این خم می خیزد
 درین پیوده میری آنچه با من در میان داری
 ن نداد و خیر و خرمادوق صیبا ارم می آید
 بیار رضوان مگر نه جرمه بخشمت از مسافر
 پشیمان میشوی از ناز بگذردین گرانجامان
 نمک کم نیست بان بهت بیاود و خوشی را
 هر س اسی قاصد ملطن از من کی من چونم
 به سخی خوشش بگرد آرد گوی از همه شیادان بر
 روان کن جوی از خیر و دل از پر بهنگاران بر
 پیارا می بخندد تحفه تقوی شعب اران بر
 دلم از سینه بیرون آرد پیش لاله کاران بر
 بگو بخشی و از من زحمت انده گسار ان بر
 نشاط عید از ماهی به سوی روزه داران بر
 گل از گلبن بیفتان و به زم شاد خواران بر
 دل از دلداران جوی و قرار بقراران بر
 غرور تنگ ز نهاده نسا و دلفکاران بر
 سپارش ناما از غیار گریابی بیساران بر

شکست مابود آرایش خوبیشان با خالاب

ز نند از فیضه ما گل بفرقی که بهاران بر

شده ای ذوق خرابی که بهارست
چه جز آن تراز هوای گل و خارست بهار
نازم آئین کرم ماکه بسر گرمی خویش
شوشی خوی ترا قاعده دانست خزان
در غمت غازه رخساره پر پشت جزون
هم حریفان ترا طرف بساطت چمن
بعد مشکین ترا غالیه سایست نسیم
وحشی میداد گرد پر انشانی رنگ
بهمان گرمی بهنگامه حسنت و عشق
سنبیل و گل اگر از گلشنیاست چه غم
خار با دره سودا زدگان خراپد ریخت

خود آشوب از جلوه یارست بهار
کاینچنین قطره زن از ابر بهارست بهار
دشت را شمع چرخ شب تابست بهار
خوبی روی ترا آینه داوست بهار
در رهت شانه گیسوی غبارست بهار
هم شهیدان ترا شمع مزارست بهار
رخ رنگین ترا غازه نگارست بهار
از کین گاو که رم غورده شکارست بهار
شودش اندوز ز طوغای هزارست بهار
بهر ما گلشنیان دود و دشت ارست بهار
ورنه در کوه بیابان بچه کارست بهار

میتوان یافتن از ریوش شبنم غالب
که در ملک تقسم در چه فشارست بهار

بیا و جوش تنای دیدم بگر
زمین بجزم تمییدن کناره می کردی
گذشته کار من از رشک غیر شرم با
شدیدام که شبینی و نا امید نیم

چو اشک از سر خزان چکیدم بگر
بیا بخاک من و آرمیدم بگر
ببزم وصل تو خود را ندیدم بگر
ندیدم تو شنیدم شنیدم بگر

ای دل از کلبین امید نشانی بمن آر
نیت گرتان گل برگ خزانے بمن آر
تا در زخم بسا سود تو انگر گردد
بدی از کف الناس نشانی بمن آر
هدهم روز گمانی سبک از جابر خیز
جان گرد جابر گرد طل گرانی بمن آر
دل ای شوق را شرب غمی نمک شاید
فلقه چند ز هنگامه سستانے بمن آر
گیرم ای بخت بدت میتم آخر گاه
غلط انداز خد غمی ز کسانے بمن آر
ای نیاورده بکف نامر شوقی ز کف
بزبان مژده وصلی ز زبانے بمن آر
ای ز تار و دم خمیر تو ام بستر خواب
لکش از رشکم دانده جمانے بمن آر
یارب این مایه وجود از عدم آورده تست
شمع بالین ز در غشتم سنانے بمن آر
یارب این مایه وجود از عدم آورده تست
بر سر چند هم از کج دهانے بمن آر

سین سادہ دلم را نفریده غالب

نکته چند زو مجیدہ بیلے بمن آر

بر دل نفس غمسم سرا آمد
چون ناله مرا ز من بر آورد
یا پایہ آرزو بغضای
یا خواهش ما در در آورد
عمرے ز ہلاک تنختر رفت
مرگے ز حیات خوشتر آورد
مددی بشکست مایہ انگیز
نی فی علیے یہ خیر آورد
بیکاری ما گدازش ماست
زخمی بتر اوش اندا آورد
دامتاج ز ما بمرصہ حشر
چسبده حتی بہ بستر آورد

دردناک می نیزیم مارا بر بای و درگر آرد

رنگین چمن ز شعله آرای

ابرا همه د آرد آرد

آثار سیل از بین جوی

خورشید ز طوفان آرد

بهرای بشکوه نشان را

دلبرای بنم تو انگر آرد

جان بای براحت آشارا

طربانی نشان و کوثر آرد

رای ساخته غالب از نظری

با قطره ربای گوهر آرد

(۱۹)

ن در گریه از بس نازکی رخ مانده بر خاکش نگر

ن برقی که جانها سوختی دل از جفا سرش بین

آن کو بخلوت با خدا هرگز نکرده ای اتجا

تا نام غم بروی زبان میگفت دریا در میان

ن آن سینه که چشم جهان مانند جان بروی نسا

بر مقدم صید افکنی گودشی بر آوازش بهین

ن بر آستان دیگر در شکر و بارش بهین

تا گشته خود نفرین شنود لغت در شب آتش

با خوبی چشم و دلش با گرمی آب گلش

ن خواهد با سید اثر اشعار غالب هر سحر

از نکت چینی در گداز فرنگ و آردش نگر



۱۶۲

یارب زجنون طرح غمی در نظرم ریزد
 از سر جانتاب ایسد نظرم نیست
 دل را ز غم گریه بے رنگ بجوش آر
 هر برق که نظاره گدازست نهادش
 سرست می لذت در دم بخورم آر
 هر خون که عیش گرم شود در دلم افکن
 هر آنم آبت بمرزگان ترم بخش
 از شیشه گرانین نتوان بست شرم را
 گیرم که بد افشاندن الساس نیزم
 این سوز طبعی نگدازد نفسم را
 مسکین خبر از لذت آزار ندارد
 و جسے کہ بہ پامزد توان داد ندارد
 صد باد یہ دو قالب دیوار و دم ریزد
 این تشت پر آتش سوزان بسم ریزد
 اجزای جگر حل کن و در چشم تو ریزد
 بگزارو بہ پیاء ذوق نظرم ریزد
 دین خیشہ دل بشکن و در گدوم ریزد
 ہر برق کہ بصر فہ جسد ہا شرم ریزد
 از قلم و جیون کف خاک بسم ریزد
 بادی گل پیاء بجیب سحر ریزد
 مستی شک سوزہ بزخم جگرم ریزد
 صد شعلہ بیفشارد بہ مغز شرم ریزد
 خارم کن و در رہ گذر چاہ گرم ریزد
 آبم کن و اندر قدم نام برم ریزد

دارم سر بہ طرخی قالب چہ جنون ست

یارب زجنون طرح غمی در نظرم ریزد

دیدار جوت دیدار وادار و نعل مرا
 شد روز رخسار و بیا و شب سال
 ای سنگ بر تو دعوی طاقست مسلت
 خود را ندیده بکفت شیشه گریه
 پرویز نست تار کم از دهم خار پا
 از سر برون ز رفتن هوا می سفر هنوز
 ببل مسز و غیرت پروانه شغلن
 رنگین به شعله غیت ترابال پر هنوز
 غالب نگشته خاک بلهیت تو و خدا
 گردیت پر نشان بسره گذر هنوز

۱۶۵

یقین عشق کن و از سر گمان برخیز
 به آشتی بنشین یا به استخوان برخیز
 گل از تراش بنم پست چشمک زن
 درخت غراب بله ای می چکان برخیز
 بزم خیر چه جوئی لب کمر ستای
 بدو دباش تقاضای الامان برخیز
 چرا سنگ و گیا پیچی ای زبانه طور
 در ده دیده بدل در دو جهان برخیز
 تو دوی لبی گل کام و زبان در غرقت
 بدل فرو شو از غمناستان برخیز
 گراز کشاکش جارفته و خودی باقیست
 بندوق آنگه ناشی ازین میان برخیز
 فحاست آنگه بدان کین زرد و گار کشی
 غبار گرد و ازین تیره خاکدان برخیز
 رقیب یافته تقریب رخ پاسبان
 ترا گفت که از بزم سرگران برخیز
 عیادت مست در پر خاش تند خونی حییت
 بیا و غمزه بنشین و لب گران برخیز
 ن سبوح و دجوت هر سحر می غالب
 خدای را ز سر کوچه منان برخیز

گاه گاهای و در خیال خویش می آیم هنوز
 کز هجوم شوق می خامد کف پایم هنوز
 همچنان گویی در انگورست صبا ییم هنوز
 بیقراری میزند صبح از سرا پایم هنوز
 میتوان افشرد می از لای پالایم هنوز
 همچنان در حلقه دایم قشایم هنوز
 من زخای در فشار بیم فردایم هنوز
 لاله بیدار از زمین روید بصحرا ییم هنوز
 در تنهای نگاه بی مسایم هنوز

ہم رہاں در منزل آرا میڈ و غالب نے ضعف

پایرون نارفته از نقش کف پایم هنوز



۱۹۷

دایغ تلخ گویانم لذت سم ازین پُرس	موجند خویانم حیرت رم ازین پُرس
موجی از شرابستم نه از کبب ابستم	شورین هم ازین جو کلسوزن هم ازین پُرس
نیمت با غنودنما برگ پر کشودنما	نزد هم بدون آمد سخی آدم ازین پُرس
نفس چون زبون گردد و یور بغضوان گیر	محرم سلیمانم نقش خاتم ازین پُرس
ای کرد دل آذاری بیش را کم انگاری	در شمار غمخواری بیشی کم ازین پُرس
پوسه از لبانم ده عمر خضر ازین خواه	جام می به پیشیم ز حضرت جم ازین پُرس
تیغ غمزه با غیب را آنچه کرد میدانی	خنجر تنف غل را نیز می دم ازین پُرس
خلد را نهادم من لطفت کو خوارم جمعی	کعبه را سودم من شور ز زمزم ازین پُرس

و دمن بود غالب یا علی بر طاب

نیمت بخل با طالب هم عظم ازین پُرس

(۱۹۸)

ن کاشاد نشین عشوه گری را چه کند کس
 بگذاشت دل از تالار مگر بهر بس غیت
 کیسوس میبایک و از اخلاط سفرهای
 در هدیه دل و دین بصدایم پیبرد
 انصاف و هم چون نگراید بس از مهر
 با خوشی از رشک سدا تا توان کرد
 ن گر سر خوشی از باده مرادست بپاشام
 ن تا یا فتنه بارم بهر زانم چه شکیم
 آن نیست که محرابی سخن جاده ندارد
 وازون روش کج نگر ای را چه کند کس

غالب بهمان بادشمان انبی دادند

فرمان ده بید او گری را چه کند کس

(۱۹۹)

ن لطفی بخت هرگز به شکستین شناس
 باز آ که کار خود به گاهت سپرده ایم
 ن بی پرده تاب محرمی را ز ما بجوی
 و اعلم که وحشت تو بیفزود و انتظار
 یخواهد انتقام ز بهران کشیدنی
 آرایش زمان ز بید او کرده اند
 آرایش جبین شگرفان زمین شناس
 مارا غفل ز تفرقه مهر و کین شناس
 غول گشته دل از مژده آستین شناس
 جز صید ام دیدن نباشد کین شناس
 غول گری دل از نفس آتشین شناس
 بهر آن که بخت غایزه را زمین شناس

دور راو عشق شیدا و دانش قبل عیت
از دهر غیر گردش رنگی پدید نیست
حسرت مسلامی ربط سزودست میزند
بنی غم نهاد مردگرمی نمی شود
دور قدح بویبت دی خوارگان گرد
حیف است سحر بهر پا از جبین شناس
این مندر اسرار بگ یاسمین شناس
نقش خمیر شاه زمان و نگین شناس
ز هزار قدر خاطر اندو گین شناس
آهخ ز ساقیان بسیار ندین شناس

غالب مذاق ما نتران یافتن رما
روشنه نظیری و طرز تخرین شناس

تغ از نیام بیده بیرون نکرده کس
فرست زدست رفت و خست نشوده پنا
د انم ز عاشقان که تنهای دوست با
یا پیش ازین بلا ی جگر تشنگی نبود
یا رب بزا هلان چو بی غلدا ایگان
جان داوان و بکام رسیدن باولی
شر منده دلیم درضا جوی قاتلیم
پیچد بخود زو خست من پیش بین من
گیرد مرا به پر سش بر نگی سر شک

غالب ز حسرتی چه سزائی کرد و غزل
چون او تلاش معنی و مضمون نکرده کس

هر کز اینی ز می نه خود شنایش مینویس
 ای رقم پنج یمن دوست بیکاری چرا
 آنچه بدم هر شب غم بر سرم می بگذرد
 گر همین دیو غزل درنگ نیز نگشت دمس
 خوار سی کاند در طوبی دوستداری رودهد
 میفرستی نامزدین را چشم زخمی در پست
 هر که بعد از مرگ عاشق بر مزارش گل بدم
 ن رجمی از عشوق هر جا در کتابی بگرمی
 ای که بایادم خرامی گردل دوستیت هست
 هر کجا غالب تخلص در غزل بینی مرا

می حراش آزاد مستغولی بجایش مینویس



(۱۷۲)

نیست مبهودش حر لبت تاب ناز آوردنش
 مرمظت را سنگسار قتل مینا کند
 تا خود از بهر نثار کبیت می میرم ز رشک
 رحمت حق باد بر هدم که ناندست مست
 شوق گشت نخست من لرزه کاغذ حسن نیست
 وای ماگر غیر اندو خاطرش جا کرده است
 امتحان طاقت خویشست از بیداد نیست
 چون غیر قاصد اندر که رشک بر تنافت
 مفت یا راین وطن کز سادگیهای مفت
 پیش آتش دیده ام روزی نیاز آوردنش
 از ره گوشم بدل یکره نرازا آوردنش
 خضر و چندین کوشش عمر دراز آوردنش
 بر سر نعشم بتقریب نمازا آوردنش
 مبهودم در دل بچشم نیمازا آوردنش
 رفتن و پیرایه و پیرایه سازا آوردنش
 خلق را در ناله های جانگذازا آوردنش
 از زیانت نکته بای دلخوازا آوردنش
 در غریبی مرون و از جو بازا آوردنش

بیز باینهای غالب راجه آسان دیده
 ای تو ناسنجیده تاب ضبط رازا آوردنش

(۱۷۲)

پرس حال امیری که در خم پوشش
ن بعضی شهرت غمیش احتیاج ما دارد
صفایافته قلب ز غش مرا عریست
زیاس گشته سگ نفس در تلاش دلیر
ن ز رنگ بوی گل و خنجر در نظر دارم
مرا به غیر ز یک جنس در شمار آورد
بگر زگری این جرعه تشنه تر گردید
ن خوشم که دوست خدا آغایه میوفا باشد

بهار پیشه جوانی که غالبش نامند
کنون بیدین که چه خون میچکد ز نقرش

(۱۷۳)

ن خوشا عالم تن آتش بستر آتش
ن ز رشک سینه گریه که دارم
به خلد از سر دی بهنگار خوارم
خنک شوقیکه در دوزخ بغلتد
ولی دارم که در بهنگامه شوق
بسان موج میبالم بطوفان
بدان مانند ز شاهد دعوی مهر
سپندی کو که افشانم بر آتش
کشد از شعله بر خود خنجر آتش
برافسوزم بگرد و کوثر آتش
می آتش شیشا آتش ساغر آتش
سرسقش دوزخ ست و گره آتش
برنگ شعله میرقصم در آتش
که ریزد از دم افسون گر آتش

دلم را داغ سوز رنگ چسند مزن یارب بجان کافران
چهارست آنکه هر یک را از ان چار بود از ناخوشی آبشخورد آتش
کرد و عقرب و غالب بدلی سر در خط و ماهی در آتش

۱۷۵

دو دسودانی تنق بخت کسان نامیدش دیده بر خواب پریشان ز جهان نامیدش
و هم غالی ریخت در چشم بیابان دیدش قطره بگداخت بحر بیکران نامیدش
یا دوا من بود آتش زبسان خوان نامیدش دار گشت آن خط از سستی خوان نامیدش
قطره خونی گره گردید دل داشتش موج زهر آبی بطوفان دیدان نامیدش
غریبم تا سازگار آمد وطن نمیدش کرد تنگی حلقه دام آسختان نامیدش
پرویز پسر بر چکینی کرد دل می گفتش رفت از شرفی به آئینی که جهان نامیدش
هر چه از جهان کاست بسوی خود بردش هر چه با من ماند از هستی زیان نامیدش
تا ز من بگست عمری خوشدش پنداشتم چون بکن پیرست نعتی بد گسان نامیدش
او به فکر گشتن من بود آه از من که من لا ابالی خواندش تا مهربان نامیدش
تا نهم بر وی سپاس خدمتی از خود گشتن بود صاحب خانه اما میسان نامیدش
دل ز بانرا از دکان آشنایان خواست گاه و بهمان گفتش گاه بی فلان نامیدش
هم نگر جان می ستاند هم تغافل می کشد آن دم شمشیر این پشت گران نامیدش
در سلوک از هر چه پیش آمد گذشتن داشتم کعبه دیدم نقش پای رهوان نامیدش
بر امید شیوه صبر زمانی زبستم تو بریدی از من دمن استخوان نامیدش

بود غالب عنده لیب از گلستانِ علم
 من ز غفلت طوطی بندستانِ آیدش

(۱۷۶)

پان ز کنت می چند خض رگ لعل گریارش
 ن ادای لایالی شیده سستی در نظر دارم
 ندانم راز دار کست مل کز ناشکیبائی
 بدین سوزم رواجی نیست ای فرهاد و تارم
 چه بنم زلف غم در خم بهارض هشت گریم
 ز بهم پاشیدن گل افکند و تاب لبیل را
 ن حتی دارم که گری گری سوز به خراش
 بد اگر دوست ندان مرثا یک بگذارد
 بتای خادم ذوق خرابی داشت پندار کا
 غم افکند دوستی که خود شید و دشان را
 ن و کالت کرد خواهم روزی حشر کشکانش را
 شید انتظار جلوه عیش گشت گفتارش
 سر بر شرم از اشغلی مانده ستارش
 کشم تا یک نفس لرزه خود مدد زنجارش
 که از تاب شرار تیشه گزست بازارش
 که اینک سلقه در گوش کند خبرین تارش
 اگر خود پاره پای دل فروز زوز منقارش
 زمین چون طوطی سبل تپد از ذوق رفتارش
 بدین حسنی که در گیر جراح از تاب خسارش
 کز آمد آمد سیلاب قصصت دیوارش
 گماند ز هر وقت جذب شبنم از سر غارش
 نه باشد تا در آن هنگام جز با من سر کارش

پان داز مهرست که غالب لب ن نیستی راضی
 سرت گروم تو میدانی که مردن نیست شوارش

(۱۷۷)

ن من نظاره رویی که وقت جلوه از تابش
 ن بنوع پاره دلخ آن حریف دلخ آشام
 همی بر خویشتن لرزد پس آینه سیمایش
 که هر جا بنگرد آتش میزد و در دهن آیش

زینجا چهره با یعقوب شد تا زم محبت را
 به گیتی ترک ذوق کا بجزئی شکست آتا
 به فیض شمع بر نفس مز قریا فتم دستی
 بهستی چتر بستن های طاروس است پنداری
 خرابی چون پدید آمد بطاعت داد و تن نهاد
 بساطی نیست بزم عشرت قربانی مارا
 دتا و شمع تیز آهنگ ذوق ناز می بالد
 منادای منعم و دی ماه گنن تاب با بگر

ن ازین دشت شراب کدو ات ننگ آید م خالب
 خندا مارا یا بغریا بگلشن اندر راه سیلابش

(۱۷۸)

خوشا روز و شب کلکته و عیش ستمانش
 سکندر با همه گردن کشی چاوش درگاهش
 کند گردن خیران رم جولان شهیدش
 با همه از تنه غائبان راول گرفتارش
 تن سرب در تنم دوشه دار از نیم خمیشش
 زبانها ساکنین گردان پرشهای پیدایش
 بدو قی لطف عاجز پروری کسا کوشش
 شایو جهر اسرار دانا کی زایسانش

گود ز مهر و مکنان بسا در راه تا باش
 ارسطو با همه دانشوری فضل بتانش
 جواهر سر سر چشم عز الان گرویدانش
 بهنگام تشاشا حاضران اویده حیرانش
 سرا سکندر و دارانکار چوب درباش
 نفسا با ده پیمای نوازشهای پنهانش
 بشکر فیض نعت گسری بهشا خوانش
 فردیغ جبهه مشوره غا قانی دهنانش

هم از خمی بزم اندول افروزست گفتارش
 هم از مروی بزم اندول افروزست گفتارش
 اگر گوئی مروت گویم آن رنجی دگر دارش
 اگر گوئی فتوت گویم آن بونی دبستانش
 به عشق گر چه کم گفتیم ولی زان گونه در سفرتم
 که در ملک نزل جاداد هم غالب یوانش



چون عکس پل سیل بدوق بلا برقص
 بنزد قای عمد می خوش غنیمت است
 فوقیت جبهو چه زنی دم ز قطع را
 سر سبز بوده و پیکشما چسبده ایم
 هم بر نواهی چند طوق سماع گیر
 در عشق انبساط بی پایان نگیرد
 فرسوده رسم باسی عزیزان فرو گزار
 چون خشم صاحبان دولای منافقان
 از سوختن الم ز شگفتن طرب بجوی

چار انگاه دارو هم از خود جدا برقص
 از شاهان بنازش عمد فنا برقص
 رفتار گم کن و بصدای دایا برقص
 اسی شعله در گداز خس مخار با برقص
 هم درهای جنبش بالی بسیار برقص
 چون گرد باد خاک شود در هوا برقص
 در شور و نه خوان و بیزم عزرا برقص
 در نفس خود مباحش ملی بر ملا برقص
 پیسوده در کنار سموم و مبار برقص

ن غالب بدین نشاط که وابسته کرد

بر خویشتن بسال و بر بند بلا برقص



۱۸۰

ن دل در غمش بسوز که جان میدهد عوض
 قاصد شنود دوست بی دریا غلغل
 و انجم آید حریف که چون خاتمان بسوز
 سرمای خرد بخون ده که این کریم
 بنود سخن سرائی سارایگان که دوست
 ن ادهر چه نقش دهم و گمانست در گند
 آن را که نیستی نظر از ماه و مشتری
 نازم بدست سحر شمار یک عاقبت
 آه از غمش که چون زدل رام می برد
 ن پاداش هر دو قابض می و گر کند

غالب بزمین که دست چسان میدهد عوض



۱۸۱

گوی که بان فاکر وفا بوده است شرط
 ای بی نیاید داشت نختین شرط بود
 بس نیست اینک می کند و در خیال ما
 لب لبست نهادن جان دادن آردست
 میرم ز رشک اگر همه بویست بمن رسد
 گودر میان نیامده باشد دل بدهر
 گرمست دم بناله سرشکی فرو بار
 هدم ننگ خم دلم مشت مشت ریز
 تا نگذرم ز کعبه چه بینم که خود زید
 آری همین جهانپ ما بوده است شرط
 گفتی زیاده رفت چها بوده است شرط
 گفتی به عشق آوازه بوده است شرط
 در عرض شوق حسن اوا بوده است شرط
 کایزیش شمال صبا بوده است شرط
 اندازد ز بهر جفا بوده است شرط
 پاک پی بساطد صا بوده است شرط
 آخر نه پرستی بسزا بوده است شرط
 رفتن بر کعبه و بقا بوده است شرط

ن خالب بسالمی که تونی غلغل بوش
 از بهر باده برگ تو ابله بوده است شرط

کلین خمد از طر زببان تو غلط بود غلط	ن حکیم بر عهد زبان تو غلط بود غلط
که غلط بود بجهان تو غلط بود غلط	ن آنگو گفت از من خسته به پیش تو رقیب
وین که مانند بدمان تو غلط بود غلط	غنیو را نیک نظر کردم ادائی دارو
کام جستن ز زبان تو غلط بود غلط	دل نهادن به پیام تو غلط بود غلط
خاطره بچیدان تو غلط بود غلط	ن این مستم که لب یچ گوئی داری
دعوی ما به گسان تو غلط بود غلط	هر جفا ی تو بپاداش نایسته بخند
هر چه دینند نشان تو غلط بود غلط	لنا آخرای بو قلمون جلوه کجائی کای خبا
هستی ماو میان تو غلط بود غلط	شوق جفاقت سر رشته دهمی در د
سایه در سرور و ان تو غلط بود غلط	آن تو باشی که نظیر تو عدم بود عدم

می پسندی که بدین زمزمه میر و غالب

حکیم بر عهد زبان تو غلط بود غلط



۱۸۳

مرا که باوه ندارم ز رودگار چه حظ
خوشست کوثر و پاکست باوه که دست
چمن پراز گل تسوین و در بانی نی
بندوق بی خبر از درد آمدن محوم
در آنچه من نتوانم ز احتیاط چه سود
چنین که غل بلندست و سنگ ناپیدا
نه هر که غمی در هیزان بپای منصورست
به بند رحمت فرزند و زن چه می کشیم
تو آئی آنکه نشانی بجای رضوانم

ترا که هست و نیا شای از بهار چه حظ
از ان رحیق مقدس ترین غما چه حظ
بدشت فتنه ازین گرد بی سوار چه حظ
بونده ام چه نسیب از زنا خطا چه حظ
بدانچه دوست نخواهد از اختیار چه حظ
ز میوه تانفتد خود ز شاخسار چه حظ
بدین حسیض طبعی زایج دار چه حظ
ازین نخواسته غمهای ناگوار چه حظ
مرا که محو خیمالم ز کار و بار چه حظ

بمرض خصم نظیری وکیل غالب بس
اگر تو نشنوی از ناله های نار چه حظ

ن تار غبت وطن نبود از سفر چه حظ
 از ناله مست ز مرهم هفتسین برو
 در بهر نکته ایم دل دیده راز رشک
 و لعلی مرده دایره نشاط نفس چه کار
 ن تا فتنه در نظر غمی از نظر چه سود
 زان سوی کلخ روزین دیوار بسته اند
 لرزه بجان دوست دل سازه ام زهر
 چون پرده محافه به بالا نینزند
 از دی بد اعیان میر بگذر چه حظ

ن باید نیست نکته غالب به آب زر

بی آنکه وجهی شود از رسم و ذریه حظ



۱۸۵

شمر از رفته غویشست بر پیر این شمع	تا قف شوق توانداخته جان در تن شمع
در د خود با تو چه بودست دلب گردن شمع	جان بناموس و بی چند فراهم شده اند
توده از پروالت به سپهرین شمع	جمعی از دل میبایست بگردد در دوست
که شب تار بهنگام فسر و مردن شمع	روزم از تیرگی آن دوسه ریزد بنظر
پرده گوش گل افکار شد از ضیون شمع	بی تو از خویش چه گویم که بزم طسرم
خاطر آشوب گل و قاعده بر بهمن شمع	نازیم آن حسن که در جلوه ز شهرت باشد
صبح را کرده جدا داری گل دشمن شمع	برستا بد زجتان جلوه گرفتار کسی
داغ آن سوز نهام که نباشد فن شمع	می گذارم نفسی بی شر و شعله و دود
که از جوش گل دلال بود معدن شمع	وقت آرایش ایران بهارست که باز

غالب از هستی غویشست عذرا بی که مرا
هم ز خود خار غم آویخته و در دامن شمع

ن شادوم که بر انکار من خج و بر من گشته جمع
 مقتول خودشان نمودم جوید غول پر زمره
 در گریه تار فتم ز خود اندو هم از سران شد
 رفتم بدوق بی اوج و بی بیم اندو کی او
 ن ای آنکه برخاکش تنهای بجان دیده
 تا زم او ای پر فکش کز کشکان در غرض
 عطش بتاراج دلم کار قسم میکند
 ای عاشق پیچاده داد و کرد و محراب و سر
 بی بی چه غرض باشد بدی آتش پیش رخ زوی
 کز اختلاف کفر و دین خود غلط
 زینان که بر نفس منند بهر شون گشته جمع
 بر بیعت دل اختیار باز من گشته جمع
 هم رفته نفت بر لبها هم سنگ آهن گشته جمع
 بر گوشه پاش نگر جانهای بی تن گشته جمع
 کجی ز منفر گشته برنجی ز بوشن گشته جمع
 بر برق چشمک یزتم موم بحر من گشته جمع
 فوجی ز خویشانش نگر و روی نزن گشته جمع
 از بند سخنان چند کس دیگر نشین گشته جمع

ن مسمت گوناگون اثر غالب چه خبر
 نیکان بمسجد رفته در رندان بگشتن گشته جمع



۱۸۷

نشان و هم بهت صمط دروغ دروغ	بخون تپم بسره گذر و غوغ دروغ
من و زنا تلاش اثر دروغ دروغ	مرد بگفت بد آسوز و مینا کباش
وین دروغ دروغ و کمر دروغ	فریب و عده بوس و کنار یعنی چه
زنم دم مزین آنکار بر دروغ دروغ	طراوت شکین جیب و آستینت کو
تو در مهر بخاکم گذر و دروغ	من بدوق قدم ترک سر در دست
من و بر بندگیت اینقدر دروغ	تو ز بیکسرم اینهمه شگفت شگفت
نه هر چه و عده کنی سر دروغ دروغ	اگر مهر نخواندی بنام خواهی گشت
تو در عربه قطع نظر دروغ دروغ	وگر کرشمه در ایجاد خیمه نگه نیست

درین سینه ظله کی گواه غالب بس
من و ز کوی تو عزم سفر دروغ دروغ

۱۸۸

ان هنگام بوسه بر لب جانان خورم درین
 من آن ساده دوستانی شهر محبت
 در شکم از صلا و ملولم زدور باش
 خواهم زبهر لذت آذار زندگی
 رفتار گرم و تیش تیزم سپرده اند
 من از خود بدون نرفته و در هم فتاده تنگ
 ن زین دور و زین شمراده که در سینه هست
 دل زان تست هدیه تن کن کنسار و بوس
 کاری ندید آنگه توان در من آفرید
 در شوره نار خوشش بیاران خورم درین

غالب شنیده ام نظیری که گفته است
 نالم ز چرخ گرد به افغان خورم درین



۱۸۹

گل و شمع بمن ارشد اگشت تلفت
 سی در مرگ رقیبان گرانجان کردی
 با غمت مرگ پدر بنم و گرم بهیات
 آبدی دید پرشش چه نشارت آرم
 رنگ و بود و ترا برگ و فو بود مرا
 گل و فل باید و و اعظم که درین رنج و راز
 بال پرشاید و میرم که درین بندگران
 لطف یک روزه تلافی نکن عمری را
 گیرم امروز دبی کام دل کن سخن کجا
 نشدی راضی و محرم بدعا گشت تلفت ن
 پیشام که چه از ناز و ادا گشت تلفت
 ناله چند کردی کار قضا گشت تلفت
 من و عمری که باندوده و ناگشت تلفت ن
 رنگ بود گشت کن برگ و ناگشت تلفت
 هر چه بود از رویم بدعا گشت تلفت
 تاب طاعت بنجم دام بدعا گشت تلفت
 که پدر و یزد اقبال جفا گشت تلفت
 اجر ناکامی سی ساز ما گشت تلفت ن
 کاش پایم فلک از سیرماندی غالب
 روزگاری که تلفت گشت چرا گشت تلفت

ن ای کرده غرقم بخیخ شوزین نشا نما یکطرف
 ن از عشق و حسن ماو تو با همدگر در گفتگو
 تا دل بد نیا داده ام و در شکمش افتاده ام
 اے بسته در بزم اثر بغارت هو شمع کمر
 خارا گلشن در راه کن سان برق آه من
 و اما نده در راه نوقا از بخودی با جا بها
 با دیده دول از دو سوا ندیم به بند غم فرو
 هم مهر دارو هم حیا بر نعشم آری دش جرا
 ن ای آینه پیش نظر مستانه بر خود جلوه گر

رغم بسا حل یکطرف شستم بدریا یکطرف
 غصه بجنون یکطرف شیرین به یط یکطرف
 آمده فرصت یکطرف ذوق تراشا یکطرف
 مطرب کمان یکطرف ساقی به سببا یکطرف
 طفلان نادان یکطرف پیران دانا یکطرف
 تقدم بمنزل یکطرف رختم بصحرای یکطرف
 آمده پنهان یکطرف شوب پیدا یکطرف
 خوشایان بشیون یکطرف خصمان لغوفا یکطرف
 رحمی بجان غوغیش کن غوغاری ما یکطرف

غالب چه کنیم دی در بجز آن سرود سی
 رشک رفیم میکشد فرط تشا یکطرف



۱۹۱

بگوئی می نه پذیرد ز همدگر تفریق
 براه شوق بران آغش ن می گیریم
 بجز دمی نکلند خست ام چو سنگ آب
 بیج پای ننگشت اضطراب ما را نعل
 بهمان جورست کرم دان که در گزاش کار
 مرا که ذره لقب داده بهمیر قسم
 حدیث تشنگی لب بر پیره گفتم
 براه کبسه هلاکم نمی کنی باور
 ندیده بهر بیابان بزرخار می

بجلی تو به دل همچو می بجام عقیق
 که قطره قطره چو ابرم چکید از ابرق
 هجوم ریزش غمهای سخت قلب قیق
 بود ستاره عاشق در امج دست خیق
 بنموده حسن مسل بی علاقه توفیق
 که نسبتی بزبان تو کرده ام تحقیق
 ز پاره جگر دم در دهن نهاد عقیق
 توای که بهید باز آندی نهیت عقیق
 شکسته مشرب آب پاره زسویق

ن ترا بر پهلوی میخان جاد هم غالب
 بشرط آنکه قناعت کنی ببری ریح

شدم سپاس گزار خود از شکایت شوق
 نام من بزم باده گریبان کشودنش نگرید
 هر آن عزلی که مرا خود بخاطرست هنوز
 من دغان ز آتش یا قوت گردد عجبست
 من غلط گشته و آید به کعبه ام ناگاه
 من متاع کاسد اهل هوس بهم برزن
 بخود منازد به آسوزگارم بپذیر
 مکن ببردش این شغل بسد میترم
 تراز پرشش احباب بی نیاز کند
 در هی زمین بدلی بنفش سزایت شوق
 خوشا بهانه مستی خوشا رعایت شوق
 بیاینگد جنگ ادا می کند رعایت شوق
 عجب است ازین برایش حکایت شوق
 صنم فریب بود شیوه هدایت شوق
 کنون که خود شده شمنه ولایت شوق
 من و نهایت عشق و تو و هدایت شوق
 که چون رسی بخط خطوه نهایت شوق
 غرور یکدلی و نازش حمایت شوق

سر تو بهز قراحت غالب است بدر

نخست باد بفرق تو غل رعایت شوق



۱۹۳

مرد آنکه در هجوم تنها شود بپلاک	از رشک تشنه که بدریا شود بپلاک
گرم بپلاک فرة فرجام ره برے	کانه در تلاش منزل عفتا شود بپلاک
نازم به کشته که چو یا بدو بپلاک	در عذر التفات میجا شود بپلاک
دارم به کج غمکده رشک کیکاد	در جلوه گاه دست بغوا شود بپلاک
منامی رخ ساک بدعوی نشسته ام	در خلوتی که فوق تماشا شود بپلاک
باعاشق امتیاز تغافل نشان دهد	تا خود ز شرم شکوة بیجا شود بپلاک
تا مرد را بلغغ آسایش شام	مرد از لطف سموم بصرا شود بپلاک
با خضر گر نیروم از بیم ناکسیت	ترسم رنگ همروی ما شود بپلاک
غم لذتیت خام که طالب ثوق آن	پنهان نشاط و زویداشود بپلاک

غالب ستم نگر که چو ولیم فریز رے
زینسان بچیره دستی اعدا شود بپلاک

۱۹۴

ن بجز اگر موج زلفت از خشم خاشاک پاک
 من فیض سرگرمی دور قدح می دریا ب
 ن وحشی نیست اگر خانه چراغی دارد
 حاش لشکر که درین سرگرد رسوا گردی
 خافل این حق برابر ای وجود زده است
 بارضای تو ز نامازی ایام چه بیم
 بان بگو تا خم زلفت به فشار دل ما
 دردم از چاره گری بانه پذیرد تسکین
 کلک تا به کف ملت فو دشمن چه هراس

طبعم از دخل غسان باز دستم سخن
 شعله را غالب آری ز شخشا کج پاک

۱۹۵

ن بگردم، بود بار من اندک
 تم فرسود در بند تو بسیار
 ن ازین پریش که بسیار است از تو
 همانا زان حکایت ما که دارم
 ز خاصان گرامی گوهری هست
 سر کو چک دلیهای تو گروم

چرا نشماری آزار من اندک
 دولت بخشود بر کار من اندک
 شد اندوه دل ز آزار من اندک
 شنیدستی ز فخر من اندک
 که میداند ز اسرار من اندک
 که آسان کرده دشوار من اندک

بر آفتی از نورد موج تشویر
نهی گرد دل بختار من اندک
ن بدان کز دستبردت گریست
مستاع صبر در بار من اندک
ن وجودم خوان اینسا بدغم را
تو هم بردی ز بسیار من اندک
نگویم تانبا شدن غلب
چه غم گریست اشعار من اندک



(۱۹۶)

ن اے تراو مرادرین نیرنگ	دین و چشم دست و دل ہر رنگ
ہم تو خود در کین غریشتی	ای برخ ماہ و ای بخوی پنگ
ان مفتی کہ در ہوا ی شراب	می سرائی غزل بنار چنگ
زخمہ می ریز ہم بدین انداز	نفسہ می بچ ہم بدین آہنگ
فرست باد ساقی چالاک	ای بدن غم ایزدے سرہنگ
خیشہ بشکن قدح بہ خم درزن	تا نگنجد درین میاں درنگ
شود انبان اورم کو آن فیض	گرد و آئندہ نشاط کو آن رنگ
پر تو خاص در نہاد سیل	باد و تاب در دیار فرنگ

ن شکوہ و شکر ہرزہ و باطل
غالب و دوست آگینہ و سنگ



(۱۹۷)

ن	ز چو غرود توانا ز شکیب چو غلیل	ن	ز مرادولت دنیا ز مراجر جلیل
ن	باغزبان لب جیون بدی آب بنیل	ن	با رقیبان گفت ساقی بی تاب کریم
	آنکه دانست سراسر ایگی میج رحیل		بسته و باره بشکیر در افکنده باده
	کز دم تیغ به لیسسی بزبان خون قتیل		هان و هان ای گمرون یارده سین ساعد
	از گدایان سر داز تارک شاهان اکلیل		بس کن از عریده تا چند ربائی بغسوس
	کی شد ستیم به دلشگی جاوید کفیل		تو نباشی دگر می کوی تو نبود چمنی
	دارم آهنگ نیایشگر می ریت جلیل		توس موقت چه شد شک نبینی کردگر
ن	بدم گرم روان سوخته بال جبریل	ن	ای به مسافر قضا دوشته چشم ابلیس
ن	باخروم خشکی لشکر فرعون به خیل	ن	با توام خرم می خاطر بسوی بر طور
ن	برود جود تو در اندیشه و حمد تو ویل	ن	بر کمال تو در اندازد کمال تو محیط
ن	امی به ترسای چکان کرده می تاب سیل	ن	نه کنی چاره لب خشک مسلمان را

غالب سوخته جان را چه بمقتار آری
 بدیاری که ندانند نظیری ز قتیل

ن راهیست که در دل قندار خون سودا دل
 آتش بدی آب تسلی شود و من
 خواهم که غم از کلبه من گردد برگرد
 سیل آمد و جوشی زد و در بحر فرو شد
 ن با من سخن از سستی او هام مراید
 ن شخصش بخالم نژند پایچه باله
 در طبع دیگر نه هم میج بوس را
 پ گیرم ز تو شرم شده آرزوم نباشم
 ن زان شعر که در شکوه غمی تو سرایم

غالب نبود گشت مرا پاره ای

جز دود و فانی که بگردون رودا دل

داریم و در بوی تو مستی بوی گل
 اندازه پنج رشک و ترسم ز انتقام
 برگوشه بساط غریب است آشناست
 اندیشه را به نیم ادای تو ان فریفت
 ن تا گل برنگد بوی که مانند در چمن
 جوش بار بسکه مهرش گسست است
 مازست باده که تو نوشی بروی گل
 پوشم ز شمع چشم و شنیم پیروی گل
 گلین دیار گل بود و شاخ کوی گل
 غون کن دلی که از تو کند آفتابی گل
 گل و پس گل آمد در جوی گل
 تان و بدشت تا قند بیز به پوی گل

بی زود و گیر زود گسل ہی جنگی جنگی
 زانکه که عند لیب لقب داده مرا
 در موسم نمود گلایه بر تن بریز
 تا آب رفته باز بیاید بجوی گل
 غالب ز وضع طایم آید حیا که داشت
 چشمی بسوی بلبل و چشمی بسوی گل

(۲۰)

تن بر کرد خائن دل در میان عاقل
 داغم بشعله زائی انداز برق خاطن
 ذوق شهادت را دست قضا به حشا
 اندیشه را سراسر حشر است در برابر
 فرسوده گشت پایم از پیوه های هرزه
 هم در خار و دوشین عالم تبه به صحرا
 ششم زود سیاهی و رخ جبین خلوت
 راز تو در هفتقن بخار رخت بر لب
 نظاره با ازایت موسی و طور سینا
 با من نموده بختون بیعت برین سودا
 غالب بصد شادم مرگم بخویش آسان
 در چاره نامرادم کارم زود دست مشکل



۲۰۱

ن رفتم که کشتی ز تماشای برافکنم
 در و جدا بل صومعه فوق انظار نیست
 معشوقه را ز ناله بد انسان کنم حزن
 ن بهنگامه را به حجم جنون بر جگر زخم
 ن تخلم که هم بجای رطب طوطی آوردم
 با غازیان ز شرح غم کار زار نفس
 با ویریان ز شکوه بیداد اهل دین
 ن ضغنم به کعبه مرتبه قرب خاص او
 تا با ده تلخ تر شود و سینه ریش تر
 راهی ز کج در بر به چینه کشوده ام
 منصور و سرقه علی الدبیان ختم
 از زنده گوهری چون اندر زمانه نیست

در بزم ننگ و برونطی در گرا فکنم
 تا بید را بزم مزمار از مستطرا فکنم
 کز لافری ز ساعد او ز لولها فکنم
 اندیشه را بهوای فسون در سر افکنم
 ایرم که هم بروی زمین گوهر افکنم
 شمشیر را بر حشه ز تن جوهر افکنم
 مری ز خویشتن بدل کافر افکنم
 سجاد گستری تو دمن بستر افکنم
 بگذازم آگینه دور ساغر افکنم
 از ختم کشم پیال دور کوثر افکنم
 آواز او آنا اسد الله در افکنم
 خود را به خاک ره گذر حیدر افکنم

غالب به طرح منقبت عاشقانه
 رفتم که کشتی ز تماشای برافکنم

(۲۰۲)

بد لب یا علی سرای باوه رداد کرده ایم
 در دشت از چکه روان پیشتریم یکقدم
 بگو که به خوش بشفوی قصه ما و مدی
 زعم رقیب یکطرف کوری چشم غریبتن
 باوه بلام خورده و زر بقمار باخت
 ناله پلب شکسته ایم داغ بدل نهفتایم
 تا بچه مایه سر کلیم ناله بعلو بی غمی
 خار ز جاده باز چین سنگ بگوشه در فلک
 ناخن قصه تیز شد دل بقیه نو غوغا گرفت
 من غالب از آنکه خیر و شر جز بقضا نبوده است

کار جهان ز پر دلی بے خبر اند کرده ایم

(۲۰۳)

تو گرفتار تو و در سینه آزاد نمودم
 معنی بیگانه خویشم مختلف بر طون
 جوهر بدیدش دل خون گشتنی در کار داشت
 از بهار رفته درس رنگ و بو دارم هنوز
 گرفتار موشی بغیر دارم رسد وقت و وقت
 گرم استخاست باس کرم مهرش بدست
 ده چه عرش بودی که بعدی فوق بسیار نمودم
 چون سه نو مصرع تاریخ ایجاد نمودم
 غازه و خساره حسن خدا داد نمودم
 در غمت خاطر فریب جان تا شاد نمودم
 رفته ام از غوغایت چند آنکه دیوانه نمودم
 تا ناهشده و حوی تاثیر نسب یاد نمودم

هر قدم لغتی ز خود رفتن بود و بار من
تا چرخ و نما خود و ام شمرنده از دوی دلم
بجو شمع بزم در او فتنه زاده خودم
ن میدهم دل را ز بیدلوت فریب التفات
عالم توفیق را غالب سودا اعظم
هر حیدر پیشه دام بید را با خودم

(۲۰۴)

یا و باد آن روزگار آن کا اعتباری داشتم
ن آفتاب روز رستاخیز یادم میداد
که اندر آن عالم نظر بر تابشاری داشتم
ن تا که این جلوه زان کافرا و میخواستم
کز هجوم شرق هوس انتظاری داشتم
ز کتا ز صرصر شرق تو ام از جاد بود
در د با خود پاس تا موس غیاری داشتم
خون شد اجزای زمانی در فشار بیخودی
رفت ایامی کس نسال و پاری داشتم
من چون سر آمد پایه از عمر قناعت غم گرفت
این غم کز خوشی بر غمش باری داشتم
برق پیمان از الماس کاری داشتم
آهنم اندر کار دل کرم فراغت آن گشت
رام بودم تا دل آسید و ازی داشتم
ن و یگر از خود غم خبر نمرد سگفت بر طر
این قدر دادم که غالب نام یاری داشتم

(۲۰۵)

این چرخ دست که از شرق تو در غم دارم
آبم از پرده دل بی تو شرمی بیزد
دل پروا و شکین سمندر دارم
شیشه لبریزی و دین پر آرد دارم

ای ستارخ دو جهان دنگ بعضی آمد
من بشی که بخیزد قیامت گریست
آن چادر طرب این چه بود تعجب
کیست تا خانه خس از رگش برینید
پر تو هر سیاهی ز گیسیم خبر
سوخت دل بی تو زو مسلم کشاید کنون
کنه تاریخی دلم نفسم خند و راست
هم ز شادابی تا ز تو بخور می یالم
دادار تو بد نام کن گردش تیغ
مرحبا سرهن جهان بخش آتش غالب
شمای غم که چهره بخواب شسته ایم
افسون گیر بر دوزخیت عتاب را
زادخوشت صحبت از آلودگی ترس
ای در عتاب رفته ز بیرغی سر شک
پیمان را ز باد به خون پاک کرده ایم
غرق محیط وحدت صرغیم و در نظر
بیدست و پا به بحر تو گل فتنه ایم

۲۰۶ خنده بر گریهی خضر و سکندر دارم
از دیده نقش و سوسنة خواب شسته ایم
از شعله تو دود بهفت آب شسته ایم
کاین خرقه بار بار به می تاب شسته ایم
غافل که اشب از مره غو تاب شسته ایم
کاشان را ز رخت بسیلاب شسته ایم
از روی بجز موجه و گرداب شسته ایم
از غوغای گداز حمت اسباب شسته ایم

۱۰۰. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۲. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد.
۳. «در گل» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۴. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۵. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد.

۱۱. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۱۲. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۱۳. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۱۴. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۱۵. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۱۶. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۱۷. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۱۸. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۱۹. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد. ۲۰. «خداوند جهانی» برچسب (۱۰۰) ایستاد.

در سیلخ و قاز حیا آب گشته ایم ۲ غول از جبین دست ز قصاب گشته ایم

غالب رسیده ایم به کلکتہ و بمبے

از سینہ داغ دوری احباب گشته ایم ۳

(۲۰۷)

ن بخت در خوابت بخوابم که بیدارش کنم
ن باز عرض مدهد ات عاشقا که از ابرام نیست
جان بهایش گفتم و اندر ادایش کاهلم
بر لب جوش خروان کرده شوقم دود نیست
مردم دیر من نخبستند و کون بالاندر موس
راحت خود جستم در رخ فساد ان یافتم
در غش عمری بسر بردم ز دعوی شرم نیست
اختلاط شبنم و خود شید تا بان دیده ام
تا بیاگاهانست از ناله نرسای خوش

پاره غوغای محشر کو که در کارش کنم
هر چه بیگونی می خواهم که عکراش کنم
تا دگر و لیسوزین شنه خریدارش کنم
کز هنر چون خود اسیر دام رفتارش کنم
استحان تان می خواهم که در کارش کنم
مژده دشمن را اگر جمدی در آزارش کنم
فرستی کو که دفسای خود خبردارش کنم
جراتی باید که عرض شوق دیدارش کنم
طاقت یک خلق باید صرف اظهارش کنم

مکتہ مایش بی دهن میریزد از لب غالب
بیزبان مردم که شرح لطیف گفتارش کنم

(۲۰۸)

ن بی خوشن عثمان نگاهش گرفته ایم
ن دل با حریت ساخته و باز دادگی
از خود گذشته و سروايش گرفته ایم
بر مدعای خوش گوايش گرفته ایم
اکوارگی سپرده با قمران شوق
ماست ز گرد سپايش گرفته ایم

از چشم ما خیال تو سیر و نیرود
 در هر نودوش از دل اغیار محضیت
 در عرض شوق صرفه نیرود در وصال
 با حسن خویش را چه قدر میتوان شکست
 دیگر ز دام ذوق تساشا نیرود
 و لشکی پر یخ گندان ز رشک دست
 گویی بدام تار نگاهش گرفته ایم
 صد خنده در دلت سیاهش گرفته ایم
 در شکوه های غوازه اش گرفته ایم
 عبرت ز حال طرب کلاهش گرفته ایم
 در حلقه کش کش آتش گرفته ایم
 دایم ما که در بن چاهش گرفته ایم
 حرفی مزن ز غالب در رخ گران او
 کوهی معارض بد کاهش گرفته ایم

(۲۰۹)

تا فصلی از حقیقت اشیا نوشته ایم
 ایمان بغیب تفرقه هارفت از ضمیر
 عنوان را از نامه اندوده ساده بود
 قلم فشان می خرد از پهلوی دست
 خاک بر روی نامه پنهان شده ایم
 در هیچ نسخه معنی لفظ امید نیست
 آینه و گذشته تمنا و حسرت است
 دارد رخت بخون تراش خلی حسن
 رنگ شکست عرض سپاس بکاست
 آغشته ایم هر سرخاری بخون دل
 آفاق و مملکت منقار نوشته ایم
 ز اسانگدشته ایم و سینه نوشته ایم
 سطر شکست رنگ بیما نوشته ایم
 این ابر را برات بدید نوشته ایم
 نخت بدن حریت خود آرا نوشته ایم
 فریاد گنایم می تشا نوشته ایم
 یک کاشکی بود که بعد جا نوشته ایم
 روشن سواد این ورق تا نوشته ایم
 پنهان سیره غم و پیدا نوشته ایم
 قانون باغبانی صحرا نوشته ایم

تنهاده من از شوق تو در خاک پیا
نشتن برگ سنگ مزارست خمر و هم
آن خانه برآمد بدل پرده نشینست
اسی دیده تو تا بحر و حلقه در هم
تا بند نقاب که کشودست که غالب
رخساره بناخن مسدود ایم و جگر ایم

(۲۱۳)

جلوه سستی بحیب هم چنان کرده ایم
پشت بر که هست طاقش یکبار بر محبت
ن رنگها چون شد فرا هم مصرفی دیگر نهاد
تار را از ضلع آئین چراغان بسته ایم
از شمر گل رگ ریان نشاط افکنده اند
میگساران قوط دالی بر بخت مفت
ن زاده از ما غرضه تا کی بچشم کم مبین
ماد ما از پرده چاک گریبان بازجوی
حیف باشد غار باد را و همان یختن
حق شناس صحبت بیتابی پرمانه ایم
می دهد چشمش بیک پیاده بر سوار را

غالب از جوش دم ماتریش گلپوش باد

پرده ساچمه نوی را گل افشان کرده ایم

هم به عالم زابل عالم برکنار افتاده ام
 ریوم از وصف دشت گل را شمر در پیرین
 میفشانم بال و در بند بانی نیستم
 کار و بار کج باجست خود داری مجوی
 سر بسریناست اجزایم چگونه اما هنوز
 بر شکست استخوانم خنده دندان نداشت
 هم ز من طرز آشنای عشق ازان گشته
 سازستی میز فی بر تربت اغیار گل
 یکمان معنی خرمندست از پهلوی من
 جان بنم می بادم دینالم از جور پهر
 کشنی بے ناخدایم سرگذشت من پسر
 تالوانی محو غم کرده است اجزای مرا
 رفته از خیالده ام برباد ناموس چمن
 از روانیهای طبعم نقشه غنچه دهر
 این جواب که غزل غالب صاحب گفته است
 در نمود نقشه بانی اختیار افتاده ام

سوخت جگر تا کجا سنج چکیدن داریم
 رنگ شرابی خون گرم تا پیرین داریم

عمره شوق تراشت عجب ایام
ن جلو غلط کرده اند رخ بکشت نام
بزه نادر عدم تشنه برقی بلاست
بوکه به سستی ز نیم بر سر دستار گل
بر اثر کوکب ناله فرستاده ایم
شیده تسلیم ما بده تو اضع طلب
ن دامن از آلودگی سخت گران گشته است
خیز که راز درون در جگر نه ایم

غالب از اوراق با نقش طهوری دیدم

مرسه حیرت کشیم دیده بدیدم دیدم

(۲۱۶)

ن بودید گو ساده یا خود همز بانس کرده ام
ن بر آید آنکه اختر در آفتاب باشد مگر
ن گوشه چشمش بزم دلربایان بافت
جهان بتاراج عجبی دادن از بهر هم شمر
دل جوش گریه گر بر خوشن بالعدا است
در حقیقت ناله از مغز جان بویذایست
بدگان و نکته چین عیب جایش دیده ام
در تلاش منصب گل چنینیم دارد هنوز

از وفا آرزو نت خاطر نشان کرده ام
هرزه میگویم که بر خود مهر بانس کرده ام
وقت من خوش باد که خود بدگانش کرده ام
آنکه منع ربط دامن با میانش کرده ام
قطره بودست و بحر بیکرانش کرده ام
کز برای عذر بیتابی ز بانس کرده ام
امتحانی چند صرف امتحانش کرده ام
آنکه ساقی را به سستی باغبانش کرده ام

جو هر هرفزه از خاکم خشيده شيوه ايست
 داي من كز غموشمار كشكاش كرده ام
 تانيار و خودده بر بدستي دو خشم گرفت
 بوسه رادر گفتگو نموده باش كرده ام
 در طلب دارم تقاضا بيكه گوئي در خيال
 بوسه تحويل لب بشكر نشان كرده ام
 غالب من خيوه لعن ظهري زنده گشت
 از نوا جان در تن سازي باش كرده ام

(۲۱۷)

مير بايم بوسه عرض نداست ميكنم
 اختراعي چند در آداب صحبت ميكنم
 تا تو انم بر ستايم صدمه ليك از فرط آذ
 تاور آويزد بين اظهار طاقت ميكنم
 گوئي از دشواري غم اندكي دلالت است
 ميكشد بجرم و سيد اند مروت ميكنم
 در تپش هر فزه از خاکم سويدي دست
 هر چه از من رفت هم پر خوش قسمت ميكنم
 غافل زان پنج كتاب غصه كو غم در دست
 دل شكاف آهي با سيد فراغت ميكنم
 سنگ و خشت از مسجد ويرانه مي آرم بشهر
 خانه در كوي حرسا يان عمارت ميكنم
 كرده ام ايمان خود را دستمز و طويشتن
 مي تراخم پيكرا از سنگ و عبادت ميكنم
 چشم بدور التفاتي در خيال آورده ام
 هر چه دشمن ميكند با دوست نسبت ميكنم
 دستگاه گلشنها ي رحمت ديده ام
 غم ز آينه دل چني نمي توان زدود
 غمده بر بي برقي توفيق طاعت ميكنم
 دردم ادد هست با ساقى شكايه ميكنم

غالب هم آئين بر ستايم در سخن
 بزم بهم ميزم چند آنكه غلظت ميكنم

۲۱۸

تابکی صرف رضا جوئی و دعا باشم
 ن گاه گاه از نظرم مست مغرور خوان بگذر
 سخت جاناتان تو در پاس غم استخوان خود
 ن با دل چرخ تو تم پیشه داد و رشتناس
 حسرت روی ترا حور ملامانی زد کند
 هوش پر کار کشای ورق بخیر نیست
 با چنین طاقتم آیا که برین داشت کن
 در کنارم خرد و الا یش دامن مهرس
 ن همچون قطره که بر خاک نشاند ساق
 قبله گم شدگان ره شو قم غالب
 ناجرم منصب من نیست که یکجا باشم

۲۱۹

دگر چاه تراست ناز می خواهم
 ن وفا خوشست اگر دماغ همفنی نبود
 گذشتم از گد در وصل فرستم با دا
 ن گرفته خاطر از سبک سر خوشی باقیست
 دلی نامه و شن که بچشم نیست خلقت
 بدون میا که هم از منظر کناره بام
 حساب فتنه و ایام باز میخواهم
 ز باد های مستند گداز میخواهم
 زبان کوتاه و دست دراز میخواهم
 ترا که گنج بد بساز میخواهم
 میانه تو و خویش اتیسا ز میخواهم
 قطره زور میبار ز میخواهم

نالہ تا گم نکند راه لب غلظت غم
تو فراغ از نی پر زور رسانیده و ما
جا گرفتار بدل دوست اندانده است
خرو تا خون دل افشانده زینش استاد
دارغ احسان قیولی ز لیسانش محبت
پیش ازین مشرب مایه سخن سازی بود

جان چرا غیبت کرد بر ما بکن داشتیم
بر دست خنکده نخسته و سر داشتیم
تو همان گیر که آهیم و اثر داشتیم
ما تم طالع اجزای جگر داشتیم
تاز بر خری بخت هنر داشتیم
نقش از خوشدلی غیر خبر داشتیم

و رسیدیم که غالب بیان بود نقاب
کاش دانیم که از روی که برداشتیم

(۲۲۳)

خود را می به نقش طرازی علم کنم
خواهی فراغ خویش بیغزای برسم
قاتل بهار جوی و دهبابی اثر بیا
ملفست تند خوی سلیم چو می کند
گردن و بال گردن من سلخت بدیت
یارب بشو و غضبم اختیار بخش
تا دغل من بدیش فزون تر بود و خراج
غلط و دم به شک فیض بهر ای زلف
نظمت گشت شیوه تحویر رنگان
غالب به اختیار ریاضت ذن خرا

تا با تو خوش نشینم و نظاره هم کنم
تا دور عرض همان قدما دشمن کم کنم
کز گریه آگیری تیج مستم کنم
راحم ولی بفریده دانستم کنم
کو دست تا به گردن دلدار هم کنم
چند آنکه دفع لذت و جذباتم کنم
خواهم که از تو بیش کشم تا زو کم کنم
قانون من غالبه سائی رقم کنم
سیرایش از نیم رگ ابر قلم کنم
کو فتنه که سیر بلا و عجم کنم

۲۲۳

گلم برگشته دستارند دامن زچیدن هم
 گل از شاخ گستی جلوه گیش از دیدن هم
 مشوا فسرده غافل عالمی دار و یکیدن هم
 همان از نکته چینی غیوروش ذوق بیندن هم
 همین بوسیدنی چون ست گری کیدن هم
 فدایت یکدوم عمر گرامی دار سیدن هم
 بهر بندم ره پای کن بقدر یک سیدن هم
 که حشر غرق لذت ادم از لب گزیدن هم
 نخت از جانب حق برده انداز غیدن هم
 که می بینم نقاب عارض یار سیدن هم
 جز بخشید این ز دخیل ناز آفریدن هم

نشاط آرد یادای نازایش بریدن هم
 بیا لطیف هوا بگر که چون موج می ازینا
 دلاخون گشتی گفتی که بی گردید کار آخر
 ن د از مهرست گرد استانی هند گوشی
 ن من چه پری کوبست قوت قدح لوشی چه بخورم
 بیا اینم رسیدستی ز بهی بیکس نوازی با
 ن سرت کردم شکانه گره دم جوس نادی
 زینت منت زخمی ندادم خویش را نازم
 ادب آموزش در پرده محراب می بینم
 چه خیزد گر نقابی از میان برخاست که تسکین
 نخواهد روز حشر داخواه خویش عالم را

دل از تمکین گرفت و تاب حشر بخردم غالب
 نگنجد در گریبان من از تنگی دریدن هم

۲۲۴

در حلقه سوزان نفسان جای ندادم
 سر جوش گدا ز نفسم لای ندادم
 جز ز عرش بدست گهر کای ندادم
 آن نیست که حرفی بگر لای ندادم

ن آتم که لب زمزمه فرمای ندادم
 خاموشم و در دل نه ظلم اثری نیست
 ن خود رفته ز ند موج گهر چون اکنون
 لرزه ز فرور بختش خامه در انشا

ناز تو فراوان بود و صبحی اندک
 یگذاز که از راه نشینان تو باشم
 خاشاک مرا تاب شرور چه فروست
 بی باده خجالت کشم از باد بهاری
 و اعظم گیرای خود آرد بهامانم
 گوئی دل خود کاره خود رای ندادم
 غالب سر و کارم بگدائی بر گزیت
 گر دایه من دیر رسد وای ندادم

(۲۲۹)

در وصل دل آزاری خیانتدم
 طعنم نسزد مرگ ز بهران نشام
 پرسد سبب بیخودی از مهر من ازیم
 بوسم بنیایش لب چون تازه کند جرم
 هر خون که فشاندم زه در دل فتندم
 آویزش جعد از ته چادر بزم دل
 بوی جگر میداد از خون سر هر خد
 زخم جگر من بخینه و مرهم نپسندم
 نقد خروم سکه سلطان پذیرم
 دانند که من دیده ز دیدار ندادم
 رشکم نگز و غریش من از یار ندادم
 در عذر بخون غلم و گفتار ندادم
 از سادگیش بی سبب آزار ندادم
 خود را بنم دوست ز یاکار ندادم
 آشفته گی طره بدستار ندادم
 شد پای که در راه وی انگار ندادم
 مویج گرم جنبش در رفتار ندادم
 جنس هنرم گرمی باز از ندادم

غالب نبود کوتاهی از دوست همانا
 ز انسان و بدم کام که بسیار ندادم

در هرا خجام محبت طرح آغا زانگنم
 در هوا ی قتل سر بر آستانش می نهم
 لات پر کایت میرده ستانی شیوه را
 صعوه من هرزه پرداز است بوز فطرطهر
 بی زبانم کرده ذوق التفات تازه
 هر قدر که حسرت آیم در دهن گردنم
 مردم از افسردگی هنگام آن آمد که باز
 همزمانم چاه سوگی مطلق کونا ز شوق
 نامم بر گم شد در آتش نامم را با زانگنم
 از تنک جان در تن طرز کویان کرده ام
 رنجم دارد صورت اندیشه یاران مرا
 ترک صحبت کردم و در بند تکمیل غموم
 تاز و دو ایل نظر چش تو اند آب فاد
 بکلمه بند و هم اوراق دیوان را بباد

مسر بردارم از و تا هم برو باز انگنم
 تا بلورج مدعا نقش خدا ساز انگنم
 خواهمش کاند رسوا و اعظم ناد انگنم
 بخدمش در آشیان چنگل باز انگنم
 لاجرم شغل و کالت را به غم ساز انگنم
 هم زاستفنا بروی بخت تا ساز انگنم
 رنجیزی در دل از خون کرده بگذاز انگنم
 با جرس در ناله آوازی بر آواز انگنم
 چون کبود ترغیب طادسی بهر آواز انگنم
 زین پس در مغز دعوای شور را بجا ز انگنم
 محنت من کاینده خود را ز پرده آواز انگنم
 لغز ام جان گشت خواهم در تن ساز انگنم
 رفته دود یوار آتش خانه ساز انگنم
 خیل طوطی مانند برین گلشن بر پرده آواز انگنم

غالب آب هوا ی هندسل گشت تعلق
 خیز تا خود را به اصفایان و خیر از انگنم



۲۳۸

ای ز س از زنجیرم در سجن نوح کن
فیض عیش نوروزی جاوداد خوش باشد
زانچه دل ز هم باشد لعل طرب بریند
در سائی سیم عقد با پیانی زن
ای که از تومی آید خس شمر نشان کردن
خوئی سر کشم وادی مجر شک نپندم
کن بیارسی گفتی س از مدعا کردم
زین درونه کا دیباگوهرم بکفت نامد
از درون رداهم را در سپاس خویش آورد
بخشش خداوندی گرفتار خود نظر است
بند گردین ذوق است پاره گزن تر کن
روز من ز تاریکی باشم برابر کن
یا مجال گفتن ده یا نگفته باد کن
در دوائی کارم فتنه با شنادر کن
زخم راز غناش بخیه با پر آذر کن
سینه من از گرمی تابا سندر کن
هم بخویش در تازی گفته را مکر کن
خدمتی معین شد ابهرتی مقرر کن
وز بدون زبانم را شکوه سخاظر کن
هم بهوش میشی ده هم بی توانگر کن

بهر خویشتن غالب هستی ترا شیدست

قهرمان وحدت را در میان ما در کن

زنہاج کشتگان راضی بجات
کہ غالب ہم یکی باشد ز آنگان



طایق شد طاقت عشقت بر کمان خیم خدن
خار و خس هرگز را تش سوزت آتش میشد
در تب اندر تاب شک طاقت نظاره ام
محو گشتم در تغافل بر تاجم التفات
آبیم از شرم دقاو از خرم پاد و رگست
پیش غم بسیارم و بسیار مشتاق توام

مهرمان شودند بر خود مهرمان خواهم خدن
مردم از ذوق لب چندانک جان خواهم خدن
خوش بریا کاشب بهشت دشمنان خواهم خدن
گر بچشم جادوی خواب گران خواهم خدن
تا ز پنداری که از کیت دان خواهم خدن
تا کجا صرف گدا ز دستم خواهم خدن

گرم باد از نغمه بزم دعوت بال هما ساز آواز شکست استخوان غلام شدن
 با همی غریبست حسن از دنا بیگانه است مهر کم کن ورنه بر خود بدگمان غلام شدن
 ن بسکه فکر معنی نازک همی کاهدم مرا شاید اندیشه رامی میان غلام شدن
 لذت زخم چرخ غلبه غلبه اعضای خود
 رخ اگر نیست احسب اضران غلام شدن

(۲۲۲)

دل زان مژه تیز بیکت کشیدن دامن بدر شتی بود از خار کشیدن
 دارم سر این رشته بد انسان کردیم تا کعبه توان بر دوزخ تار کشیدن
 در خلد ز شادی چه رود بر سرم آیا چون کم نشود باره ز بسیار کشیدن
 حق گویم و نادان بزبانم دهد آثار یارب چه شد آن فتوی بردار کشیدن
 گنجینه حسنت طلسمی که کس از وی چون عقد نیار و گهر از تار کشیدن
 ز سایشی تل گر چه مرای دگر عیت باری فحشی چند به بخار کشیدن
 از بس که دلاویز بود جاده راهش ز صحت دهم پای ز دقت کشیدن
 از مطلع تابنده نهم پاره نسلی در رشته دم گوهر شوار کشیدن
 دریاب که با این همه آزار کشیدن لب میگرم از کار بزندان کشیدن
 جان وادم و دوا غم کس نمی که خواهی خجالت ز گرانجانی اختیار کشیدن
 عشاق قبول من دل تاب نیامد آری ز لب نازک دلاور کشیدن
 من کافر ز نهاری شایم بمن از تو می درد مضن بر سر بازار کشیدن

۱۲. نازک یعنی نازک و باریک و در اینجا دانا. ۱۳. لذت زخم چرخ غلبه غلبه اعضای خود و در اینجا

مهر کم کن ورنه بر خود بدگمان غلام شدن. ۱۴. شاید اندیشه رامی میان غلام شدن. ۱۵. نازک یعنی نازک و باریک و در اینجا دانا. ۱۶. لذت زخم چرخ غلبه غلبه اعضای خود و در اینجا

فرجام سخن گوئی غالب بترگویم
خونی جگرست از رنگ گفتار کشیدن

(۲۳۳)

رنگ بخت چیت ز شد بدوست این	مخایه سر جوش گداز نفست این
ای تال جگر در شکن دام سیفشان	سرایه آرایش غاب قفست این
ستم بکنارم خزدون زن کدیرین وقت	هرگز نشاسم کج بود و کجست این
واعظ سخن از توبه بگو اینکه پس از می	دست مودعی آب کشیدیم بپست این
تقوی اثری چند بعمر و گرسش	نازم می بیفش چه بل از بد بپست این
باغیر نشانی و بسایز نیز می	یک آن گل و خار آمد و سرین و پست این
لب برب و بر نهم و جان بسپارم	ترکیب یکی کردن صد عفتست این
شوریت ز غریبانان بماند به منزل	امان بد سازی با ننگ بپست این

دایغ دل غالب بد و چاره پذیر است
این را چه کنم چاره که مشکین نفست این

(۲۳۴)

بیکه لبریز است زانده تو سر پای من	ناله میرود و چو خار مای از اعضای من
مست دردم ساند رنگ انتقام ناله است	بی شکستن بر نیاید باوه از مینای من
فضله ادب شکست رنگ انشا کرده ام	میتوان مازد دردم خواند از مینای من
رفتم از کار و همان در فکر محسوسا گدیم	جوهر آینه زانو است خار پای من
و انش در انتظار غیر و نالم زار زار	وای من گرفتار باشد غواش از غوغای من

غالب ان هندوستان بگریز فرست مفت گشت
در بخت مردن خوشست مور صفایان نیستن

(۲۳۶)

چیت بلب غنچه از عتاب شکستن
گردد ورق راست از انتخاب شکستن
غازه بران روی تابناک فزودن
شانه بران طره سیاه کشیدن
جوشش سرستیم ز برق پندو
نیک بود گر حکم موصله باشد
شغل مدار و فراق ساقی و مطرب
تخطی است اشب از کجا که نخواهم
تیغ تو نازد بسرفشانی عاشق
چیت دم وصل جان ذوق سپردن
از گل روی تو باغ بدخ شکستن

روشن پردین ز آفتاب شکستن
چیت بخ طرف آن نقاب شکستن
روشن بازار آفتاب شکستن
قیمت کالای شکنا شکستن
نیشتر اندر رگ سحاب شکستن
جام بیای غم شراب شکستن
جز قدح و بریط و رباب شکستن
شیشه خالی برخت خواب شکستن
موج همی بالدا ز حباب شکستن
تشنه لبی را بسو در آب شکستن
و زخم موی تو خیماب شکستن

ن طره میسار ابر غم خوازش غالب
چیت دلش را از هیچ کتاب شکستن

(۲۳۷)

ن خیره کند مرد را مردوم داشتن
ن واکا نزل مردگی همی بدایم داشتن

حیث ز بچون خودی چشم کرم داشتن
ص آه ز انسدگی روی دژم داشتن

من راز برانداختن از روش سازفتن
 جوهر ایمان زدن پاک فرارفتن
 تازگی شوق محبت سنگ طرب رفتن
 من با همه آشفتگی دم زدرستی کردن
 در غم دایم بلایال نشان زیستن
 دل جو بخش آیدی عذر بلا رفتن
 ن بهر فریب از دیار دایم تماشای مجین
 نقش پی رنگان جانده بود در جان
 با نگر غریختن چرخ زیارت شد
 ن اشک چنان بی اثر تار چنین تار سا
 غفلت کرد از دست گشته بجا می بشت
 پ من گریه ام از نیکو نیست بلکه درین هیچ و تاب

غالب آواره نیست گرچه پنجشش سزا
 غرض بود از چون توانی چشم کرم داشتن

۲۳۸

ن چه غم ارباب جد رفتی ز من استرازد کردن
 ن ننگست برفشگانی ز فریب رم خوردن
 تو دور کن از شوقم گره از جبین کشیدن
 مژه ما ز غرغشتانی بدست همزمانی
 ن توان گرفت از من بگذشته تاز کردن
 نفسم بدام باقی ز سخن دراز کردن
 من و بر رخ دو عالم در دل فرار کردن
 که شمار دم بدامن سستم گدا کردن

لی جیف است قتلگه ز گلستان شناختن
ص لب و دختم ز شکوه ز خود قارغم خمر
از خمره های خاطر مشکل پند کیست
از پیکرت بساط صفای خیال یافت
من نازم و ماغ نازندانی ز سادگیست
یاد آیدم بوسل تو در صحن گلستان
خاک بروی تارم نشان دیدم مفت تست
ماییم و ذوق سجده چه مسجد چه بتکده
مینا شکسته و می گلغام ریخته
ن لخت دلم بدامن و چاک کفن عجیب
بگداخت بسکه از اثرباب روی تو

غالب بقدر حوصله باشد کلام مرد
باید ز حرف نبض حریفان شناختن



ن بخونم دست و تنج آلود جهان
ن چگونم در سپاس بکیس
بدآموزان وکیل بیزبانان
مگر از خود خوشتری بنمید باشد
ن فغانا میگساران و جلد نشان
زهی ناصرانان مهرانان
نوازشاست با این بدگمانان
در یغاسا قیان اندازد مانان

بهار آید بجز شکار و نازش
 دم مردن بر شکم تنگ گیرد
 گلی بر گوشه دستار داری
 غمت خوشوار و دلما بی بغض
 گذشت از دل ملی نگذشت از دل
 تو ای شوق خوار از بینوایان
 بر غم تا فردا آرد به من سر
 بک بر خیز زین هنگام غالب
 چه آویزی بدین شتی گران

(۲۴۲)

تا در یوانم که سر مست سخن خواهد شدن
 کو کیم را در عدم ادب قبولی بوده است
 هم سواد صفا مشک سوده خواهد بختن
 مطرب از شرم بهر بزمی که خواهد زد و نوا
 حرف حرفم و در دایق فتنه جا خواهد گرفت
 بی چه میگویم اگر اینست وضع روزگار
 آنکه صور تال از شور و نفس موزون مید
 کاش سنجیدی که بهر قتل معنی یک قلم
 چشم کور آینه دعوی بکفت خواهد گرفت
 این می از قسط خریداری کنن خواهد شدن
 شهرت شرم پر گیتی بعد من خواهد شدن
 هم دو اتم تافت آهوی غنن خواهد شدن
 چاکس ایشار حبیب پیرا بن خواهد شدن
 دستگاه نازش و بر همین خواهد شدن
 دفتر اشعار باب سقنن خواهد شدن
 کاش میدی کاین نشید شوق من خواهد شدن
 جلوه کلک رقم دار و رسن خواهد شدن
 دست شل مشاطه و لعل سخن خواهد شدن

روستا آواره کام و دهن خواهد شدن	شاهد مضمون که اینک شهری جان دوست
همنوی پرده سخنان چمن خواهد شدن	زارغ رانغ اندر هوای نغمه بل پر زنان
شیون بیخ فراق جان و تن خواهد شدن	شاد با خشن ای دل برین محفل که هر جا اندر است
هم بساط یزیم مستی پر شکن خواهد شدن	هم فرصت شمع هستی تیرگی خواهد گویند
هوشی گرم و دماغ خویشتن خواهد شدن	از تپ تاب فتایکبار و چمن شتی سپند
نغمه را از پرده سازش کفن خواهد شدن	حسن را از جلوه نازش نفس خواهد گدازد
داوری غول در نهاد واد من خواهد شدن	دهر بی پروا حیا و شیوه با خواهد گرفت
خلوت گبر و مسلمان انجمن خواهد شدن	پرده با از روی کار همه گر خواهد فتاد
مرگ نام این بیستون را کو کهن خواهد شدن	هم بغرض خاک حرمیان با خواهند تخت
بحر قوسید میانی مویزن خواهد شدن	گرد پندار و عهد از زر بگذر خواهد نشست

در ده هر حرف غالب پیدا ام میخاند
تاز ویرانم که سر مست سخن خواهد شدن؟



۲۳۳

بشنو گر تو خداوند جهان بشنو	حق که هست سمیع فلانی بشنو
من نه اینم بشناس خود آن بشنو	لن ترانی بخواپ آرنی چند چرا
آخچه دانی به شما آنچه دانی بشنو	سوی خود خوان بختوت که غاصم جلا
عزلی چند به بخارفتی بشنو	پرده چند به آهنگ نکیسا بسوی
پاره گوش من دارد حانی بشنو	لفظی آینه برآورد صورت بنگر
هر چه گویم ترا از پیش روانی بشنو	هر چه بنم بترز اندیشه پیری پذیر
تا به خسپید و پاسبم نقاشی بشنو	داستان من و بیداری شمای فرق
من اندوه تو چند انگه تو را بشنو	چاره جو نیستم و نیز نضوی مکنم
سخنی چند ز غمهای منی بشنو	زینکه دیدی به چیم طلب هم خطاست

ن تا به در نیمه ده بود که غالب جان داد
 ووق از هم درو این مرده زبانی بشنو

کس داودی نبرده زجورت بدادگاه
 آن بی گنه که شاه زبانش بریده کو
 گوئی به شهنه گوی که کس را نکشته ایم
 آن نقش نیم سوخته را آتش کشیده کو
 گوئی غمش خوی چو ز کرم بدر روی
 آن دل که جز بناله هیچ آری سده کو
 گوئی دی زگره خونین بسا برآر
 آن مایه خون که سر دهم از دل بریده کو
 بشنو که غالب از تو رسید و به کعبه رفت
 گفتی شگفتی که بود تا شنیده کو

(۳۳۶)

بالم بخویش بسکه بر بند کند تو
 مردم گمان کنند که تنگم بر بند تو
 آزادیم نخواهی و ترسم کزین نشاط
 بالم بخود چنانکه نغمم بر بند تو
 تو خویش ناسپاسی و نرسمایه در هر کس
 گوئی رسیده ام بدل بودم بند تو
 رنج قضاست بهمت آسان گذار ما
 قهر خداست خاطر مشکل پسند تو
 از ما چه دیده که بما از گداز دل
 ای مرگ مرجا چه گزانه ای دبیری
 همچون شکر در آب بود تو شکر تو
 ای کعبه چون بن اول تا رفته است
 در رهگذر پریش مالگشی چه پاک
 آن کو تو دل بود ندانم کرده است
 هرگز رنج کو تو در اندیشه خاتم
 یارب که دور باد از جانش گزند تو
 هم با تو در سباحت گفتیم بر بند تو

غالب پاس گوی که از زبان دوست
 می بشنوم شکوه بخت نژاد تو

(۲۳۷)

ن گستاخ گشته ایم زخویر جمال کو
ن تا کی فریب علم خدا را خداده
بر گشته ام ز مرد نمی گیریم پتھر
یابی گسست صحبت یاسیغز و دیو
خواهی که بر زوئی سوسنی رنگ محبت
گر گفته ایم کشتن و بستن با خند
ن را غم ز رشک گشت صنان لی چه سود
من بر سر جوی و تو بر سخن دارم نگاه
دل فتنه جوی و فرصت کسیر عشق نیست
لب تابگر ز تشنگیم سوخت و دود
ن در باد طهور غم محسب کجا

غالب بشکر کم خطبه می نیم ولی
عادل شه سخن رس در یاد دل کو

(۲۳۸)

ن دولت به غلط نمود از سی پیشیمان شر
ن از هرزه روان گشتن قلم نثران گشتن
هم خاد بسلامان به هم جلوه فراوان به
ن آوازه معنی را بر ساز و دیستان زن

کافر نتوانی شد تا چار سلمان شر
جونی بخیا بان و سیل به بیابان شر
در کعبه اقامت کن در بستکه همان شر
هنگامه صودت را با دجبه طفلان شر

افساد شادی را یکسر خط بطلان کش
 غنیمت است ما را آرایش عنوان شو
 گر چرخ فلک گردی سر بر خط فرمان نه
 در گوی زمین باشی و قف نیم چو گان شربان
 آورده غم عشقم در بندگی ایزد
 ای داغ بدل در روز جبهه نمایان شو
 در بندگی بیانی مردم ز جگر خالی
 ای حوصله تنگی کن ای غصه فراوان شو
 سرایه کرامت کن و انگاه بغدادت بر
 بر خرمن مابرقی بر مزرعه باران شو
 ن جان و انم غالب تو شندی روحش را
 در بر هم عزای کش در زخم غزلخوان شو

ن میروند خنده بسامان بهاران زده
 ن شور سودای تو نازم که بگل می بخشد
 آه از بزم وصال تو که هر سودا در
 شور اشکی به فشار بین مرغان ایم
 اندرین تیو شب پرده بردن تاخته است
 فرستم باد که مرا بمزدخم جگر است
 خوش بسر میدو و از ضربت آسم هرگز
 ن خوش نوا بلبل پرده خردای دادم
 آه ازان تار که تا شب اثری باز نماند
 چمن از حسرتیان اثر جلوه تست
 ن خاک در چشم جوس ریز چو جوی ازده
 خون گل ریخته و نی بگلستان زده
 چاک از پسته دل سر بگریبان زده
 نشتر از ریزه بینا برگ جان زده
 طعنه بر بی سروملای طوفان زده
 می روشن بطرب گاه حریفان زده
 خنده بر بی اثری های نمکدان زده
 چرخ سرگشته ترا دگویی بچوگان زده
 شعاع خویش ز گلبانگ پریشان زده
 بهم آهنگی مرغان بحر خوان زده
 گل بچشم زده با شلب دندان زده
 بارگاه بی بغا از سر کیوان زده

بگر موج غباری در خال بگذر

اینگ آن دم ز بهر اداری خویان زده

بادین و دانش چو منی تا چاکند
سجاده و عمامه ز صحنان رها کرد
من بادستان مباح دارم ز مادی
در باب آشنائی تا آزوده
ن غفلت مگر که در خفا تم نیاقتند
جز روزه درست بعهدها کشود
در بزم غالب آی و بشنو سخن گزای
خواهی که بشنوی سخن تا شنوده

۲۵۲

پان چون زبانه لال و جانها پر ز غوغا کرد
بایدت از خویش پرسیده آنچه با ناکرد
گر ز شقایق عرض دستگاه حسن خویش
جان قدایت دیده را بهر چه مینا کرد
هفت مویج در نهاد و شرمساری مضمهرست
استقامت اینک با مجرم مدارا کرد
صد کشاد آرا که هم امروز رخ بنمود
مژده باد آرا که محفوظ فردا کرد
خوهد یان چون مذاق غری ترکان افتند
آفرینش را بر ایشان خوان میا کرد
خستگان را دل پر ششهای پنهان برد
باورستان گرنواز شهای پیدا کرد
چشمه نوشت از بهر عتاب کلام جان
تلفی می در مذاق ما گونا کرد
ذره مایه و شناس صد سیاهان گفت
قطره را آشنای هفت دریا کرد
ن دجله بخوشد همانا دید با جویای تست
شعله بیاله مگر در سینه با جاکرد
جلو نظاره پنداری که از یک گوهرست
شعله بیاله مگر در سینه با جاکرد
چاره در سنگ گیاه درخ با جاندار بود
عیش ازان کاین در رسد آنرا میا کرد

دیده میگردد زبان مینالد و دل می چند
عقده با از کار غالب سر بر دار کرد

مرفتا فراغ را خورده برگ و سازه
 طره جیب از چاک شاد انتفات کش
 داغ بیند ز یورست دل بجفا حلال کن
 از خم دیده دیده دارد فی جو یبار بخش
 شرم کن آغزای حیا اینده گیر و دار صیت
 ای گل حرب رنگت بوا اینده تارش از چه رو
 یاب بساط دلبری جام کن لای لطف
 ای زک غنچه ترا بحث گفتن از برست
 گریه نمی که خورده ام خصب اشک آه نیست

سایه به صردا گذار قطره ببحر بازده
 عارض غولش راز اشک خانه اقیانوس
 می ز قمر گرگان ترست سنگ خیشه سازه
 وز قف ناله ناله را چاشنی گساده
 خاطر غمزه باز جو رخصت ترکست ازده
 منت ابریک طرف مزو چمن طرا زده
 یاز بکلاه عشق گمین مرده اقیانوس
 صردا که ششم باز دادس خرام نازده
 هم بدلی که برده طاقت ضبط رازده

ایکه بحکم تا کسی تیره ز عیش غایبی
 غمیز و ز راه و ادوی بال هما به گانده

کیستم دست بشا طکی جان زده
 پاس رسالتی معشوق همین است اگر
 شوق را عربده با حسن خود را باقیست
 دل صد چاک نگهدار بجایش بفرست
 بود که در خواب خود آئی و بحر برینیزی
 بهر سرگرمی ما خانه خسروایان باید

گوهر آبی نفس اندول دندان زده
 دای تا کامی دست بگریان زده
 من صد پاره لی جوی خزان زده
 شاد و غم آن زلف پریشان زده
 ساغر از باوه نقاره پنهان زده
 حسنی از تاب دستش بر خستان زده

قارخ از کشکش عشوه جنونی دادا
 پشت پائی بس کرده و بیابان زده
 حسن در جلوه گری هانکشد منت غیر
 هر گل از خوشبختی آتش فلان زده
 تاجها مشوه خوشگرمی قاتل دارد
 نادرک در دره دل قطره نمیکان زده
 خواستم شکوه بیداد تو انشا کردن
 قلم از جوش رقم شد خس طوقان زده
 پ دای بر سن کرد قیاب از تو بر سن بناید
 تاسه واسطه مهر بعنوان زده
 بدیه آفوده از بزم حریفان مارا
 رخ غوی کرده شرم و لب بندان زده
 بر دور انجن شمس ز غام غالب
 ذوق پر فاد بر روی چراغان زده



۲۵۵

نفس ما بر در این خانه صد غمناست پنداری
 جواب فرق عشاقست مسیح از تیغ خربانش
 بگو خشم میرسد از دور آواز را امشب
 از دیوار و در و دعوی ذوق شهادت را
 در دیوار و در و گرفت آیه خسر بر دارم
 فدایش جان که بهر کشتنم تدبیر ما دارد
 گر سقیم آنقدر که خون بیابان لال زاری شد
 جنون الفیت همچون خودی دارد تماشا کن
 ن نوید و وعده قتلی بگو خشم میرسد غالب
 ب نعلش بکام بیدلان گویاست پنداری

(۳۵۶)

ن در بستی تمشال تو حیرت زنیست
 ن غم را به تو مندی سهراب گزافتم
 بیداد بود یکسو بهشتن بکمر بر
 خرسندی دل پرده کشای اثری هست
 ن گفتن ز میان رفته دوام کند لای
 این امر که شود بد رخ گلهای بیماری
 در بادیه از ریزش خوانا به مرغان
 زانسانکه نظر خیره کند بر تن جهان
 در عهد تو بهنگام تماشا می گل از شرم

زمین نقش تو آیین که بر انگیزد غالب
 کاغذ همه تن وقف سپاس قلعت

(۳۵۷)

ن ای بر صدمه آهی بدولت ز ماباری
 ده که با چنین طاقت راه بروم تیغست
 در جنون بین ماناست گرز عمر چون گرد
 غم چه بود ز مایه یک آنچه بود ادا ما
 ن ای قتادری بکشای که در تو بگریزد
 بهر از وجود نیست زین کشش کشودم نیست
 اینقدر رگران بنور ناله ز بیماری
 پای بر نمی تابد رخ کاوش خاری
 ناله که بر خیزد از دل گرفتاری
 سید و احمد و بی خاطری دآزاری
 هم ز خلق تو میدی هم ز خویش بیواری
 پادشاه رقاری دست محسرت کاری

تازموس و کافر بر چه دستگاه آخر
سجده مسواکی تشنه سوزناری
بر جوی ملای زین عقل را قتلای دن
عاده ز نامروی سر به بند دستاری
شرفی فیمیش بین جنبش نیش بین
غیر راست آهنگی سر و است انتاری
کاش کلان بت کاشی هر پذیرم غالب
بنده تو ام گویم هر گویدم ز ناز آری

۲۵۸

بدین خوبی خود گوید که کام دل نخواه از دی
نگارم ساده و من رند رنگ آینه ز سوایم
سویج ناله میرویم غبار از دامن زلفش
جنون شک تا زوم که چون قاصد روان گردد
چه بنجم داری با سامری سوا به مجوبی
دلم دوریم با این پایه نسبت نامرادی بین
شکستن به خدایا هم بدین اندازه قسمت کن
بتان را جلوه نازش بود بعد از شگفتی بین
خدم غرق شط نقاره و با غیر در تابیم
چه از شتر گمین باشد چه در گن کمر شکستی
ن به غالب آشتی کردیم دیگر و ادوی نمود
گذاشت دامن از ما خرب گاه گاه از دی

۳۵۹

ن خواہم از صفِ حورانِ مُسدِ ہزار کی
 ن سرخِ وحدتِ فائزِ توانِ کثرتِ جیت
 کیسہ مدعی کسبِ سستیِ اساسِ قناعت
 پ چرگویم انولِ جہانِ کدِ بسلطنت
 دو برقِ فتنہِ تہمتِ در کفِ خاکِ
 دلا مثالِ کدِ گورِ بندِ در صفِ عشاق
 ز تارِ امِ بدلتِ میرِ سدِ ہزارِ آسب
 ن مردِ زائِندِ خادِ کدِ خوشِ تماشاغت
 ز ہی نگاہِ سبکِ پیرِ شرمِ دورِ اندیش
 قماشِ بہتیِ منِ یکِ کسرِ تشستِ آتش
 چہ شد کہ ریتِ زبانِ بگِ صدِ ہزارِ سخن
 مرا بستِ خربانِ بزمِ کارِ کی
 کہ سارِ ستِ درِ اعداؤِ ہزارِ کی
 نشانِ دہِ زباناؤِ استوارِ کی
 ستمِ رسیدہ کیے تا امیدوارِ کی
 ہلائی جبرِ کیے رنجِ اختیارِ کی
 ستورِ آمدہ از جوڑیِ یارِ کی
 نشہ کہ سنگِ تیرِ زنِ دہِ شمارِ کی
 کیے تو جو خودیِ دچو تو ہزارِ کی
 کیے بندہ کی ملتِ بُردہ دارِ کی
 مرا چہ شکِ بودِ پشتِ مردیِ کارِ کی
 بخونِ سرشتِ توانیِ ذولِ راکرِ کی

دم از ریاستِ مہلیِ نسیزمِ غالب
 ستمِ ز خاکِ نشینانِ آں دیارِ کی

۳۶۰

ن امدوہ پر افشائی از چہرہ عیاستی
 غمِ راستِ بدسوزیِ سہیِ ادبِ آموزی
 صدرِ ہوسِ خودِ ابا و صلِ تو سنجیدم
 ن ذوقِ دلِ خودِ کاشِ فریبِ زنجارِ مَش
 خونِ ناشدِ رنگِ کنونِ از دیدہ روانستی
 انداختِ کاشِ را اندازہِ فشانستی
 یکِ مرحلہ تنِ واکِ صدِ قافلہِ جانستی
 ہر علقہِ گدازِ چشمِ نگہِ رانستی

رود تن بخرابی ده تا کار روان گردد
 چشمی که بماند و هم رو بقضا دارد
 جان بارغ و بهار ماد و پیش تو خاکستی
 رازی تو شهیدان را در سینه نمی گنجد
 ساقی بزرگ افشانی دانم ز کربانی
 فیض از لی نبود مخصوص کوهی را
 هم جلوه دیدارش در دیده نگا هستی
 طوفان زده زودق را هر موج میانیستی
 خود نیز بربخ خود را از حیرت بیانیستی
 تن مشت خیار را مادر کوی تو جانیستی
 هر سبزه درین ششید مانا بیانیستی
 پیاده گران تر ده گریاده گرانستی
 حرفیست گرمی غمخوار آئین منافیستی
 هم لذت آزارش در سینه روانستی
 غالب سر غم بکشا پیمانہ ہی در زن
 آخر شب ما هست گیرم و منافیستی

(۴۱)

تا بم زول برو کار و ادائی
 از غوی ناخوش و دوزخ خبیثی
 در دیرگیری غافل قرارے
 ز رذلت کیشے آتش پرستی
 چون مرگ تاگر بسیار تنگی
 در کام بخشی مسکامیری
 گستاخ سازی پرورش بندے
 در کینه درزی تنفید و دشمنی
 از لعن پر غم مشکین نقابے
 بالا بلندے کورۂ قباۃ ن
 وز روی دیکش مینو نقابے
 در زود میری عاشق ستائے ن
 برسم گزارے زمزم سرائے
 چون جان شیرین اندک فکائے
 در دوستانی مبرم گدائے ن
 طاقت گدائے مبر آنائے
 در مهربانی بستان سرائے
 از تابش تن زردین سوائے

ن در عرض دعوی سلی نگو
بر رخم غالب بمن ستائے

(۳۶۲)

ن بدل زمر بده بانی که داشتی داری
بر لب خیزد از انگیز و عده های وفا
پای تو کی ز جور پشیمان شدی چه یگونی
بید چون تو در دل جهان خریدی باز
ن عتاب و مهر تو از هم شناختن نتوان
خراب باوه دو شینه سرت گرم
ن بر کردار نگر ویدی بهمان بغسوس
کرشمه باز نهالی که بوده هستی
هنوز تاز پی غمزه گم ندانم کرد

جسانیان ز تو برگشته اند گر غالب

ترا چه پاک عدائی که داشتی داری

(۳۶۳)

ن اگر بشرع سخن در بیان بگردانی
ن بد نیم تاز که طرح جهان تو فکینی
بیک کرشمه که بر کلین خزان ییزی
بخطری که در آئی بجلوه آرائی
ز سوی کعبه رخ کاروان بگردانی
زمین بگستری و آسمان بگردانی
بهار را بدر بوستان بگردانی
بلائی ظلمت مرگ ان روان بگردانی

برگشتنی که خرامی باده آشامی
 بکوی غیر روی چون مراد نگری
 و فاستای شوی چون بلیا داری
 بر بیم خوی خودم در عدم بخوابی
 به بند خاطر اسلامیان بیازاری
 قدح ز جوش گل آغوان بگردانی
 بجهش چین فکنی و نسان بگردانی
 بخیزش طعنه زنی و زبان بگردانی
 بندوق روی خودم بهمان بگردانی
 بجمده قبله زردشتیان بگردانی

ابادتی که کنم تار تا کجا غالب
 ز لب بیدۀ تنگم فغان بگردانی

(۲۶۱)

ای موج گل نوید تماشای کیستی
 بیسوده نیست سببی صبا در دیار ما
 خون گشتم از تو باغ و بهار که بود
 یادش بخیر تا چه قدر میز بود
 از خاک عرقه کف خونی دیده
 نشنیده لذت تو فرد میرود بدل
 با تو بهار این همه سالان ناز نیست
 در خوشی تو چاشنی پر نشا نیست
 از هیچ نقش غیر نکویی ندیده
 باز هیچ کافر این سر سستی نمی رود
 انگاره مشال سراپای کیستی
 ای بوی گل پیام تنهای کیستی
 کشتی مرا بنفشه سیمای کیستی
 ای طرف جو تبارمین جای کیستی
 ای دایغ لاله نقش سیدای کیستی
 ای حرف محو لعل شکوای کیستی
 فرست کار خاوه بیغای کیستی
 بی پوده صید دام تپشای کیستی
 ای دیده محو چهره زیبای کیستی
 ای شب گیمین که تو فروای کیستی

179

کا نرم گرا تو باور باشد غم غمناورے
 ک از کنار دجلہ آتشخان چندان دور نیست
 ک شاو باش ای غم زیم مرگم این ساختی
 رشک نمر و گر خند گشت جانب دشمن گرفت
 برق از قهرت کباب بیجا با سونمی
 ن با خرد لغتم چه باشد مرگ بعد از زندگی
 لئے ل از مطلب گذشتم دستگا هست او شد
 وار و انداز تسلسل و خمیرم شوق دوست
 دل نفس و نوید و خون گردید بخت چشم بین

زادہ برادر علی بیگ یاش غائب چیت

در سخن درودیشی باید شد و گاهی داری

(77)

ن رفت آنکه گریه تو از یاد کردی
 ن رفت آنکه گریه تو جانانم ز ذوق
 رفت آنکه گریه است ز بنظرین لولافتی
 رفت آنکه قیص را بسترگی ستودمی
 گل میدی ویدی ترا یاد کردی
 از سوخ کرده نفس ایجا و کردی
 رنجیدی و عریده بنیاد کردی
 در چاکلی ستایش فریاد کردی

رفت آنکه جانب رخ و قدت گرفتگی
رفت آنکه را دای سپاس پیام نو
اکنون خود از دوقای تو آداری گشتم
بندم منزه ز طره که تابم نموده است
آخر بدادگاه دیگر او رفت و کار
رفت آنکه از تو شکوه پیدا کرد می

ن غالب هوای کعبه بسرا گرفته است
رفت آنکه عزم خلغ و نو شاد کرد می

(۴۶۷)

مژده خرمی و بی خطی رامانی
همکه همواره ولادیزی و شیرین حرکت
جلوه فرمائی و جاوید نمائی کبسی
بستم معنی پیچیده نازک باشی
به توانائی که شش نتوان یافت ترا
جز بچشم و دل والا گهرن جاد کنی
بدل هر که بچشم تو در آید ناگاه
ای که در طالع نقش تو هرگز نشست

ابدی جنت و فیض ازلی رامانی
سایه طوبی و جوی عسل رامانی
سیای و بهشت عسل رامانی
ای که در لطف تندی جلی رامانی
سرخوشیهای قبول ازلی رامانی
جلوه نقش گفت پایی علی رامانی
داری آن مایه تصرف کامل رامانی
زهرة حق و شمس عسل رامانی

آمدین شیوه گفتار که داری غالب
گر ترقی نکنم پیشخ علی رامانی

در بادۀ اندیشه ما دُرود بیخی
در آتش هتکا مسۀ ماد و دنیا بی
چون آخر حسرت بسا ساز که دیگر
با هم کششی مانع مقصود نیابی
آن شرم که در پرده گری بودنداری
آن شوق که در پرده دری بودند نیابی
غالب به دکانی که با امید کشودم
سرمایه مایه جز هوس سود نیابی

(۲۷۰)

سر چشمه رخسار زدل تاب زبان های
دارم سخنی باتو و گفتن نتوان های
سیرم نتوان کرد ز دیدار نگویان
تظاره بوختنم دول بیگانه ای های
قد قیدت درین مویه که بر نقش منقش
با دلشده ایچ مگوی هر آن های
در غلوت تلاوت زرقست نه اوم
بر تخت در دوخته چشم نگران های
ای فتوی ناکامیستان که تو باشی
متاب شب جمعه ماه رمضان های
با و او بر ناگفته شنورفت حوالت
دردی که به گفتن پیرفت گران های
از جنت و سر چشمه کوثر چه کشاید
خون گشته دل دیده غناب نشان های
در زمزمه از پرده درخسار گدشتیم
رامشگری شوق باهنگ نشان های
سیماب تنی کز برم برقت نهادش
گردیده مرایه آراش جان های
غالب بدل آریز که در کار گر شوق
نقشی است درین پرده بعد داده نشان های

(۲۷۱)

زاهد که مسجد چو محراب کجائی
عیدست و دم صبحی ناب کجائی

دریا ز حجاب آبد پای طلب تست
 ن بوی گل و شب بزم نسزد کلبه مارا
 نور نظرای گوهر نایاب کجائی
 ای شکوه بی مری احباب کجائی
 سر صر تو کجا رفتی و سیلاب کجائی
 ای تخت بل غرقه بخواب کجائی
 آتش بهشتان دم ای آب کجائی
 کای روشنی دیده بخواب کجائی
 از دل عدی دماغ جگر تاب کجائی
 پیدانه ای جنبش مغرب کجائی

بنمای به گورسار پرستان بدر بیضا
 غالب به سخن صاحب تاب کجائی

(۲۷۲)

ن دل کز امن مرزافر جام تنگ آرد همی
 ن پنجه نازک ادایش را نگاری دیگرست
 ن بوسه گز خورای بدین شنگی به بجهت تنگ
 آنکه جوید از تو شرم و آنکه خواهد از تو مهر
 بازوی قبح آزمائی دافعی انصاف نیست
 گز در تنگی و بان دوست چشم دشمنست
 تا دران گیتی خرم پیش خمیدان خرمسار
 خواهیم در بند خویش اما بفسر جام بلا
 بر سبزه راه تو باغ خوشم بجهت آرد همی
 خون کند دل را نخت آنکه بجهت آرد همی
 عذر اگر بایدستی رنگ رنگ آرد همی
 تقوی از یخاذه و داد از رنگ آرد همی
 کز تو ختم مژده ز خیم خدنگ آرد همی
 از چه در بر کامجویان کار تنگ آرد همی
 رخم و سپرده در قسطنطنیه درنگ آرد همی
 حلقه وایم من از کام تنگ آرد همی

ن سخن ز دشمن منهای ناگوارش نیست
 ن دیت گوی ملامت منج و قننه بگیر
 بسر مر غوطه دیدم که در میه سستی
 ستم نگر که بدین بخت تیره که مراست
 چگونه تنگ تو ام کشیدنت بکنار
 نکرده و عده که بر عابزان بخشاش
 بهاده داغ خودی از دایان خروش

بهره ذوق طلب سیف ز ایدم غالب
 که باد در کف و آتش بر زبانی استی

۲۷۵

دلم در تاله از پهلوی داغ سینه تابستی
 ن بهارم دیدن و سازم شنیدن بر نمی تابید
 ن هجوم جلوه گل کاروانم را غبار سستی
 ن فغانم را قوای صور حشر هستانستی
 ز خاکم تاله میروید ز داغم شعله میبالد
 خطائی سر زدا ز بیصبری شتر سنا از نام
 ن دلم صبح شپ وصل تو بر کاشانی لرزد
 زهی جان تو لم که هفت موفخ یادگار سستی
 دلم بجوئی عازر شک می میرم که در سستی

بر آتشبار چسبیده نختی از کبابستی
 نگه تا دیده غوغاستی و دل تا دهر آبتی
 طلوع نشستی مشرق می را آفتابستی
 بیانم را رویج شور طوفان در دکانستی
 رسیدی گرد آهستی و دیدی اضطرابستی
 بحسرت مرون استغنائی قاتل باجوابستی
 در دلم بود جدا از ذوق بری سخت خدا بستستی
 خوشاپانا سرت کو بهشت گلشن انتخابستی
 چرا زمان گوشت ابرو اشارت کلیا بستستی

محبت در بلا اندازه می جوید مقابل را
 گلویم تشنه و جان و دم افسرده می ساقی
 سپاس از جاگی خواران استغفای طلبی
 بگویم ظالمی آنا تو در دل بوده و انگه
 مثال از عمر و ساز عیش کن کن باد نوروز
 کستان هوش را در جلوه گل ما بتا بستی
 بدو نوشینه دارونی که هم آتش هم آبستی
 شکایت از دعا گوینان انداز عتابستی
 دلی دارم که به چرخ خانه ظالم خرابستی
 به گلشن جلوه رنگینی عید شبابستی

طیفیل اوست عالم غالباً دیگر نمیدانم
 گراز خاکست آدم پای نام بوتربستی

جستجوی طریق خدا واد

غزلیات

از ریح دوم ۱۸۳۸م / ۱۲۵۴ هجری ۱۸۳۱م / اوّل سنه ۱۲۵۷ هـ

۱۷۶

ساعث ز راستی بغیر ترک فسونگری گرفت
 شره به گدا کجارسد زانکه چو فتنه روی داد
 ترک مرا از گیر و دار شغل غرض بود نه سود
 آمد و از ره غرور بوسه بخشوتم نداد
 ای که دلت نه خسته سوخت شکوه در غرور و فاق
 جاده شناس کی خصم بودم و دوست راه
 مستی مرغ بخدمد بدخ گل بوی تست
 رای زدم که بار غم هم به رقم زدل بود
 زهره بطالع عدد شیوه به مشتری گرفت
 خاتم دست دیو بر دوشمول پی گرفت
 فر به اگریزات صید خورده به لافری گرفت
 رفت و در انجمن ز غیر مزد و لاکری گرفت
 در سزد آنکه سر کنی گیر که سر سری گرفت
 منکر ذوق همی خودده بدیبری گرفت
 هرزه ز شرم باغبان جهنگل تمی گرفت
 نامر چو پستش بیال مرغ سبکی گرفت
 غالب اگر بزم شعر بر رسید و نیست
 کش بفراق حسرتی دل ز مخموری گرفت

ن سحر بهشتی نیا د آن بت کشمیر بود
 ن خیردی غمزه صبر دول و دین بود
 ناله در ایوان شوق تو شد راسی تلشت
 شوق بلندی گرای پای منصور حجت
 زو نگشت بر دلم غزن اسرار دید
 جنبش ابرو نمود از پی قسطن ضرور
 روشنی داشت عشق چاشنی داشت مهر
 غامض ز نور شد کلبه ام از دست چرخ
 سردی مهر کسی آب یخ شعله ریخت
 عشق ز خاک رت سر ز بنفش گرفت
 باخودش افتاده کار یک غالب مداد

زوقی نقاش زول و رزقش تاثیر بود

ن ترا گویند عاشق دشمنی آری چنین باشد
 ن ازان سر پای خوبی بومسلم کام دل جستن
 محبت هر چه با آن تیشد زن کرد از ستم نمود
 بروزی کش شبنم باید بسریه دل
 ن نسوزد در غم دل گو بسوزد برق طربین را
 ن به پر خاند در روضه کجا خوش توان بودن
 ز شک غیر باید مرد گر تر تو کین باشد
 بدان مانند که سوری خرمی با کین باشد
 چنین افتد جو عاشق سخت بخشد ازین باشد
 بن ضائع کند گرسنه نگاه خشکین باشد
 که دلم آنچه از من رفت حق خوشتر چین باشد
 بشرط آنکه از باره و ز شیخ انگبین باشد

جفا دای ترا آخر وفای هست پندام
 بری از خود تا خون بریزی بی گناهی را
 درین سیخاز صاف می بچام و کسین باشد
 نترسی از خدا آئین میبایکی داین باشد
 تو مریم باشی و کار تو بار مج الاین باشد
 ن ازان گروی که در راهش نشیند بر خم غالب
 چه خینو چکن هم از من رخ هم از منی نین باشد

(۳۷۹)

زمین حذر نه کنی گریاس دین دارم
 ز مردین خود خاتم گدا و درباب
 نصفه کافرم دبت و راستین دارم
 که خود چه زهر بود کال و تکین دارم
 اگر بطایع من سوخت خرمنم چه عجب
 عجب قسمت یک شهر خوشه چین دارم
 نشست ام بگدائی بشاهراه و هنوز
 هزاره زو بهر گوشه در کین دارم
 زو عدو و زخیان را فنون نیانارند
 تو قسمی عجب از آه آتشین دارم
 ترانه گفتم از جهان و عمر معذورم
 کین مفای تو با خوشین یقین دارم
 بمطلع بود آهنگ نر بندی مدح
 ز قسط ذوق غزل غرض دین دارم
 طلوع قافیه در مطلع از حسین دارم
 علی عالی اعلی که در طواف و رش
 از آنچه بر لب آورفته در شفاعت من
 بدخشان ز خلایق بدوستان ز حمد
 بگو خرا از تو که اظرف بیش قیمت بیش

جواب جواب نظیری نوشته ام غالب

خطا نموده ام و چشم آفرین دارم

نفس شمراره فسان

غزلیات

از ۱۸۴۲م/ ۱۲۵۷هـ تا ۱۸۴۵م/ ۱۲۶۱هـ

۲۸۰

چون به قاصد پسر پیغام را	ر شک نگذازد که گویم نام را ن
گشته در تاریکی روزم نسان	گو چسرا غنی تا بگویم شام را ن
آن سیم باید که چون ریزم بجام	ز دوری در گردش آرد جام را ن
بیگنا هم پیر ویر از من مرغ	من بستی بسته ام احرام را
از دل تست آنچه بر من می رود	می شناسم سخنی ایام را
تا نیفتد هر که تن پیر و پود	خوش بود گرداد بنود و ام را ن
بسکه ایرانم بغیب است استقام	از دلبان دوست خواهم کام را
ما کجا او کوچه سودا در سرست	فژده پای آفتاب آثام را
ز صمت عالم است دامن خاص را	عشرتی خاص است هر دم عام را ن

دستان در خشم غالب بر سر جوی

شوق نشناسد همی به کام را

لب شیرین تو جان نمکت دین که گفتم به بان نمکت
 در نهاد نمک از رشک بخت هست شوری که فغان نمکت
 ای شده لطف محبت بهر تاز تاز در عهد تو کان نمکت
 تاز سر مایه دیگر تو یافت نمک خوان تو خوان نمکت
 شور با صرف نغمه کردند نمک از حسیه تیان نمکت
 زخم ما پنبه مرهم داد زین سفیدی که نشان نمکت
 گر نمک سود کنی زخم دلم سوز زخم و زیان نمکت
 گفتمی الماس نشاندم تو و حق تازش من بر گمان نمکت
 نطق من مایه من بس غالب
 خود نمک گوهر کان نمکت

ن هر چه قلک خواستت به یکس از فلک خواست
 ظرف فقیر می نجات باده ماگزک خواست
 ن غرقه بموج تاب خور و تشنه ز جلد آب خود
 زحمت به یک نداد راحت به یک خواست
 جاه ز مسلم به خبر مسلم ز جاه بی نیاز
 هم ملک تو زردید هم زین ملک خواست
 شمع دهر بر ملا هر چه گرفت پس نداد
 کاتب بخت در غفا هر چه زشت ملک خواست

خون جگر بجای می سستی ما قدح عداشت
 تاز دل تو ای فی راض ما بچک خواست
 زاپدو در زشس سجده آه ز دعوی و جد
 تا نزد اهر من راض بدرق ملک خواست
 بحث و جدل بجای مان سیکده بجوی کاندل
 کس نفس از جمل نزد کس سخن از فلک خواست
 گشته در انتظار پلور دیده پیر ره سفید
 در ره شوق همسره ی دید ز مردک خواست
 حسن چه کام دل دهد چون طلب از حریف نیست
 خست نگاه گر جگر خسته ز لب تنگ خواست
 خرقه خوش است در برم پرده چنین خشن خوش است
 عشق به خار خار غم پرانم تنگ خواست
 زنده هزار شیوه را طاعت حق گران نمرد
 لیک صنم بسجده در تاصید مشترک خواست
 ن سسل شرد و سر سری تا تو ز عجز نشمری
 غالب اگر بدادری داد خود از فلک خواست

(۲۸۳)

از فرنگ آمده در شهر فراوان شده است
 چشم بدو در چه خوشی چشم اشب که بروز
 بر مرد این عوض آریدی از آن شده است
 نفس سوخته در سینه پریشان شده است

ن در دوش جوی و در درو خرم شناسی
 لب گزونه خود و با خود شکر آبی دارد
 و اغم از مور و نظر بازی شوقش به شکر
 ن گفتم البته زمین شاد برون گروی
 ن و در روغن بجز مرغ و کدوی بایلیخ
 ن شاهد می زیان رفته و شادوم بسخن
 شهر تم گر به مثل مانده گردد بستی

غالب آنزده سرشت کلازستی قرب
 هم بدان می که آورده و نخوان شده است

(۲۸۳)

ن چو صبح من زیبا می بشام با قدست
 ن به سبغ از پی راحت نگاه داشته اند
 دعا دوستی من چاک ارغند چه عیب
 نه گفته که به تلخی بسازد پند پذیر
 و حمد او همه حسنت و استیم همه عشق
 نگاه مهر بدل سر داده چشمه نوش
 ن ندیم آن که بسا نا بایرم از شادی
 شمار کج روی دوست در نظر دارم
 ن اگر به بر من از بهر خود صمیم دار

چگونگی که شب چند رفت یا چندست
 ز حکمت که پای شکسته در بندست
 ز پیش دلق و دوع با هزار پندست
 برو که با دق مایع ترا زین پندست
 به سخت دشمن اقبال دوست سگندست
 هنوز عیش با نداده شکر خندست
 نگریدار چه برگ من آرد و نندست
 درین نورد و ندام که اسان چندست
 که بنده خوبی او خوبی خودندست

ن ذاکن بود که وفا غوا به از جان غالب
بدین که پرسد و گیرند همت خرد دست

۲۸۵

بماده ای که در آن خضر را عصا خفتست	بید می پریم رو اگر چه پا خفتست ن
بهرین نیاید که با تست ناز میرسد	گدا بسایه دیوار پا در شا خفتست
به صبح حشر چنین خسته رو سیه خیزد	که در شکایت در دو غم دو خفتست ن
خروش حلقه زندان ز ناترین پس ریت	که سر بزانوی زاهد بهر ری خفتست
بهر احوال شب تار و بحر طوفان خیز	گست لنگر گشتی و نا خدا خفتست ن
غمت بشهر بشیون زنانه به بنگر خلق	عس بخانه و شوه در حرم سر خفتست ن
دل به سبزه و سجاد و دروازه	که در دمر حله بیدار و پار خفتست
درازی شب بیداری من اینهم نیست	ز بخت من خبر آید تا کجا خفتست ن
بین زو و در بحر قرب شد که منظر	در بچه باز و بدر و ازه اثر خفتست
براه خفتن من هر که بشکوه داند	که سیر قافله در کار و اسر خفتست
در زامینی راه و قرب کعبه چه حظ	مرا که ناکه ز رفتار ماند پا خفتست ن

نا بخواب چون خردم آسودن بدان غالب
که خسته فرق بخون خفته است تا خفتست

۲۸۶

با من که عاشقم سخن از تنگ نام چیست در امر خاص حجت دستور عام چیست ن

ن مستم ز غول دل که در چشم از آن پرست
 بادوست هر که باوه بخسوت خورده ام
 ن دشت عظیم و بود می دوی ما
 در روز تیره از شب تارم نمائیم
 باخیل مور میری از ره خوش است قال
 گفתי نفس خوش است توان بال پر کشود
 ن از کاسه کرام نصیب است خاک را
 ن نیکی زنت از تو نخواهیم مزدگار
 ن غالب آرد غرور و مصمت بهم فروخت
 پرسد چرا که نرغ می مسلم نام چیت

۲۸۷

تا بسویم نظر لطفت جس تا من است
 اید تا نام تو آرایش عنوان بخشید
 کلمه از سازگی مدح تو دیار خوش
 گهر افشانی مدح تو به بخشش آورد
 هر دم از رای منیر تو کند کسب ضیا
 به خیال تو به متاب شکیم که مگر
 راست گفتارم بزدان نپسند و جز راست
 آنچنان گشته یکی دل بزبانم که مرا
 سبز و ام گلین خام گل و خاکم چمن است
 صفحه تار به بشا وایی برگ سمن است
 شارح اثبته الله منبأ حسن است
 خامه ام را که کلید در گنج سخن است
 مهر تابان که فرو زنده این انجمن است
 عکس روی تو درین آینه پر تو فلک است
 حرف نارا است سرودن روشا بهر من است
 میتوان گفت که لغتی ز دل اندر من است

راستی اینکه دلم هر دو فای تویدل
 دوری اندویده اگر روی دهد دور ده
 داور اگر چه همایم به بملایون سخنی
 جز با عدوه دل و درخ تم نفسزاید
 سینه می سوزد آن شک که در دامن نیست
 بی کسی های من از صورت عالم در پیاب
 حیف باشد که دلم مرده و پرشش مخفی
 چشم دارم که فرستی بجواب غزل
 با هم آینه مانند روان بایدن است
 زانکه پیوسته تمام و دل نام وطن است
 لیک و در هر مراطلب ز رخ و زغن است
 ناله هر چند زانده دل فرخ تن است
 به جگر می خسلد آن خار که در پیران است
 مرده ام بر سر راه و کف خاکم کفن است
 بهمان پرشش با تیره و دلم کهن است
 آن رضانا که از لطف تو مطلب می است

غالب خسته به جان جای بر آن در داد
 گر به تن معتکف گوشه بیت المحرق است

(۲۸۸)

به بند پرشش عالم نمی توان افتاد
 فغان من دل خلق آب کرد و دره هنوز
 من آن نیم که بتانم گفتند در محوئی
 ز رشک غیر بدل خون افتاد ناگرم من
 هم از تصرف بیخانی نه بخالد
 حدیثی بزد و جنگ میان ابریم
 فرو نیادم از بسکه بخودم بطلب
 بکوی یار ز پا افتدم و گفتم فرو یاد
 توان شناخت ز بندی که بر زبان افتاد
 نگفتم ام که مرا کار با فسلان افتاد
 خوشم ز بخت که دلداد بدگان افتاد
 بخون پیم که چه افتاد تا چنان افتاد
 پناه یوسف اگر راه کاروان افتاد
 کنون که کار به شیخ منفته دان افتاد
 هزار بار گذارم بر آستینان افتاد
 بدان و بیخ که دانند تا گمان افتاد

شب چه با تو بدخوی خانانای داشت
 هر روز طشت مهر از بام آسمان افتاد
 نفس شراره فشانست و نطق شعله زد
 زحمت خوی که باز آتشم بجهان افتاد
 غریبم و تو ز زبان دای من در غالب
 بر بند پریش عالم نمی توان افتاد

(۲۸۹)

ن چرخش از دهن چون باور زحمتانم نمی آید
 بدیرانی خوشم لیکن جهان چون می تو ویرانست
 ن گذشتم ز آنکه بر زخم دل صد پاره خون گریه
 روش نگهسته و در سایه دیوار نشسته
 دهای خیر شد و رختی من نفوسن بجان کردن
 از آن بدخو ندانم چون دهد دلال در پیدا
 ن براه کعبه اندم نیست شادم که سبکباری
 دش خواهد که تنها سوسن روی آوند لیکن
 ن دبیرم شاعرم رندم ندیمم شیوا دارم
 شود بر هم دلی نزهت منهدار و که در خواهم
 گرفتم رحم بر فریاد و انفسانم نمی آید
 شبی کاوا از تالیدن زدند نام نمی آید
 ندارم باده غالب گر سحرگاهش سیرابی
 بپینی مست دانی که شبتانم نمی آید

گر چنین ناز تو آماده یغما ماند
دل و دینی به پهای تو فرستم حاشا
هم بسودای تو خود شید پرستم آری
با و حمد تو دم از جلوه گری نتوان زد
شکوه دوست زدشمن توانم پوشید
ساز آوازه بدنامی به مزین شدت
بنده سا که بفرمان خدا راه رود
به بیاغ از افق سر دوشی کرد طلوع
بعد صد شکوه بیک مذر تسلی نشوم

ن در بغل دخته نهان ساخته غالب امروز

مگز آید که ماتمزه تنها ماند

نیست متقی که با کاهشی از غم نرسد
دوری درد ز دوران نشناسی هشداد
می بر نهاد کن عرض کاین جوهر نایب
خواجده فردوس سیراث تننا واد
صله و مزایسندیش که در پزیش عام
بهز از رخ خشم نیست تا غم عالیت
نوبت سوختن مایه جهنم نرسد ن
کز چیدن دل افکار بمرهم نرسد
پیش این قوم بشو را به زمزم نرسد
وای گرد و روش نسل بر آدم نرسد ن
لاله از داغ گل از چاک بپشم نرسد
باده گر خود بود از میکده جم نرسد

هر چه بینی بجهان حلقه زنجیری است
 فرخالت بدید و کزین را بگذر
 هر کجا دشت شوق تو جرات بارد
 طوبی فیض تو هر جا گل بار افشاند
 هیچ جان نیست که این دامن با هم نرسد
 بکسان میرسد آنکس که بخود هم نرسد
 جز خراشی بگل گوشه ادم نرسد
 جز نیس پیرستش که مریم نرسد
 سوزد از تاب سوسم دم گرم غالب
 دل گرش تازگی از اشک مادم نرسد

ن باید ز می هر آینه پر سیز گفته اند
 فصل هم از حکایت شیرین شمر دایم
 ن خون ریختن بکوی تو کرد چشم ماست
 گویم ز سوز سیند و گوید که این همه
 نشانت دل ز باد تو گونی دروغ بود
 انداخت خار در دهان و انداز خوانده اند
 گفتن سخن ز بیستر سامان زیر کیت
 تازی بصد مضائقه عجزی بصد شعی
 ن آری دروغ مصلحت آینه گفته اند
 آن فتنه بشکر که به پرویز گفته اند
 مردم ترا برای چه خونریز گفته اند
 تا خود نگشته آتش دل تیز گفته اند
 از نو بهار آنچه به پاییز گفته اند
 انگشت گرد فتنه و انگیز گفته اند
 باقیس ره نور دی شبی ز گفته اند
 گراز تو گفته اند ز مانیز گفته اند
 غالب ترا بدیر سلمان شمرده اند
 آری دروغ مصلحت آینه گفته اند

۲۹۳

لقاب دارد که آئین رهزنی دارد
 وفای غیر گش و نشین است چه غم
 چه فوق رهبری آذکار غار خاری نیست
 بد لغز بی من گرم بحث سود نیست
 بیاده گردوم میل شاعر مد فقیه
 خوشم بزم ناگرم خوش زین قفل
 نهاشدش سخن کش توان بجا غد بود
 بیاورید گرایمجا بود زباندانے

سبارک ست رفیق ار چنین بود غالب

ضیای غیر ما چشم روشنی دارد

۲۹۴

کسی با من چه در مشربستی حرف دین گوید
 دلم در کعبه از تنگی گرفت آواره خواهم
 بخشتم ناسزا میگوید و از لطف گفتارش
 شتاسد جای غم دل را و خود را در یاداند
 چه خواهم داد از غم در جواب لب فرو بندد
 بهم افتاده هر دانه سوی دام صیاد می
 زبانی بیرون اندازد از خوش آستین برش

ز آزر گفت دامنم گرد صورت آفرین گوید
 که با من مسحت بجانهای هندی چین گوید
 گمان دام که حرف دلشینی بعد ازین گوید
 عجب دارد اگر دلدادۀ خود را چنین گوید
 دیگر گویم که جان خواهم بدم دان آفرین گوید
 که حرف ذبح با همراز خوش اندر کین گوید
 گر جان آنچه دید از دست گریا شنین گوید

دل از پهلوی بدن آرم چش جام خود انگار
وگر نختی بر افشام سلیمان نشین گوید
ن گذارد آنچه برق از خرمن اندوست بگذارم
که ترسم چون بچشم کس بطشتم خوشه چین گوید
چرا مانند غالب از آن زرد روی بید
که را در خلوت شد باگدای ره نشین گوید

(۲۹۵)

ن بیدل نشد دل به بت غالب بوداد
گوئی مگر آن دل که ز من بردیا و داد
ن سخت دل غیر و گرازی نگویی
برگشتن مرغان تو گوید که چه رود داد
شاسته همین ما تو بودیم که تقدیر
ما را سخن لغز و ترا صدی نگوداد
ساقی دگرم برده به میخانه ز مسجد
می یک دو قدس بود و فخر به بوداد
برخیز که دیوئی من بر تو حرامست
ای آنکه ندانی خبرم زان سرگوداد
ن زمین ساده دلی داد که چنان دیدم خوابم
ترسید خود و مشرد مرگم بعد و داد
حسن تر ساقی گری آیین نشاند
مست آمد و یکبار دو ساغر زد و سوداد
در گلشنم و آرم از آن روی نگویاد
در روز خم و خوابم از آن تنی خوداد
گفتن سخن از بایه غالب ز بهشت
امروز که مستم خبری خوابم از داداد

(۲۹۶)

ن چو زه بقصد نشان بر کمان بجنباند
تپد ز روشک دلم تا نشان بجنباند
دعا کدام و چه دشنام تشنه سخنیتم
بجام ماست زبان چو آن زبان بجنباند

ز قتل غیر چه خواهد گشت غرض شگفت
 ز غیر نیست ز حسنت کش مجال نداد
 بنا ز ذوق سماع از تو چشم توان داشت
 که رفته از دور زندان که بیقراری من
 بخانه چه کند تا پریشی که باغ
 سپهر از رخ ناشسته تو شرمش باد
 هنوز جنبیری زانکه جبهه بدو تو
 نشسته ام بره دوست چرخ ز دوست بیاد
 خبر ز حال اسیران بارغ چون نمود
 جنون ساخته دارم چه خوش بود غالب
 که دوست سلسله امتحان بجنباند

(۲۹۷)

پروا اگر از عریده دوش نکرند
 در تیغ زدن منت بسیار نهانند
 از تیرگی طسره شیرنگ نظر با
 دایغ دلی ما شعله نشان ماند پیری
 روزی که بر می زور و بی شود خفته
 گرداغ نهادند و گردو فرو وند
 غول بخورم از حسن که این گنج روان را
 اکنون خطری نیست که تا پر نشد از دل
 امشب چه خطر بود که می نوش نکردند
 بروند سراز دوش و بیکدوش نکردند
 پروا زوران صبح بسا گوش نکردند
 این شمع شب آخر شد خاموش نکردند
 اندیشه بخار غم و دهرش نکردند
 نازم که به هنگامه فراموش نکردند
 در کار نهید سستی آغوش نکردند
 خود چاه ز خندان خوش پوش نکردند

ن گزخود بختای خذیر مملک باش
 بر دوزخ آن حلقه که در گوش نکرند
 غالب از تو آن یاده که خود گفت نظری
 در کاسه ما یاده سر جوش نکرند

(۲۹۸)

ن برگ من که پس از من برگ من یاد آر
 ن من آن نیم که زمرگ جهان بهم نخورد
 ن بهام دوزخ هجوم جهان و میرنگوی
 بساز تا که گروی ز ابل دل دریاب
 ملال خلق و نشاط رقیب در هر حال
 بخود شمار و قافای من ز مردم پیرس
 چه دید جهان من از چشم بد خسار بگوئی
 ن خروش و ناری من در سیاه شب لغت
 بنج تا ز تو بر من بران محل چه گذشت
 ز من پس از دوسه تسلیم یک نگه وانگ

ن هزار خسته و رنجور در جهان آری
 یکی ز غالب رنجور خسته تن یاد آر

(۲۹۹)

ن دوشم آهنگ عشاق بود که آمد و گوش
 ن کای خاص شعله آواز مؤذن ز نهاد
 ناله از تار روانی که مرا بود بدوش
 از پی گری بهنگامه منه دل بخروش

نکیه بر عالم و عابد نتوان کرد که هست
 نیست جز خوف و ران فرقه اندرز سری
 جانه گلار و پریشان رود در راه روی
 بوسه گر خود بود آسان سبزه شاهدست
 این نشیمن است که طاعت مکن و زهد موز
 حاصل آنست ازین جمله نمودن که بهاش
 مکن که بودی کف از مزد عبادت خالی
 گفتیم از رنگ بر بیرنگی اگر آرام روی
 جسم از جای ولی هوش و خرد پیشاپیش
 تا بزمی که بیک وقت در آنجا دیدم
 خانقاه از روش زهد و درع قلزم فرد
 شاهو بزم در آن بزم که خلوت گراوست
 همچو خورشید که دانه درخشان گردد
 رنگها بسته ز بیرنگی معین در چشم
 قطره نارنجیه از طرف غم و رنگ هزار

ن همه محسوس بود ایزد و عالم مقبول

غالب این زمزمه آواز خواهد خاموش

آن یکی بیده گویان دگری بیده گوش
 نیست جز رنگ مرین طالع از دق پرورش
 بفریب می و مشوق مشهور هزین هوش
 باده گر خود بود از آن مخمر باده فروش
 این نیب است که رسوا شود باده سنوش
 مانده افسانه سرایم و توانا به هوش
 چو دلم گشت توانگر به ره آورد هوش
 ره و گر چون سپرم گفت ز خود دیده بهوش
 رفتم از خویش ولی علم و عمل و شادوش
 باده پیویدن امروز و بخون خفتن هوش
 بزمگاه از آخر بوسه می چشمه لوش
 فتنه بر خویش و بر آفاق کشوده اخوش
 خورده ساقی می و گردیده جانی مدوش
 راز با گفته خموشی و شنیدن زنگوش
 یک غیم رنگ سرش بسته و بیست بهوش

ن گفتم زشادی بنوم گنجیدن آسان درینل
 ن نازم خطر دزدیدنش من هر نه دل لرزیدنش
 آه از تنگ پیرانی کافرون شدنش تو امنی
 ن دانش بجای در پاخته خود را ز من نشناخته
 تا پاس از او خویش را می و گر بیان ریختی
 ن گاهم به پیلوخته خوش لب از حرف سخن
 تا خوانده آمد همچو کند قبایش بی گره
 بارش سرنگی روان کش نخورده بین بکفت
 می خورد در رستاخیز استاد گشتی سو بسو
 چون غنچه دیدی در چمن گفتی به گلشن کت من

مکرم کشید از سادگی در وصل جانان درینل
 چینی بازی برترین دستی بدستان درینل
 تا غری بردن داد از حیا گردید طریان درینل
 رخ در کنارم ساخته از شرم چنان درینل
 خستی چو رفتی زان پیش گل از گریبان درینل
 گاهم باز و مانده سر سویی ز نخلدان درینل
 داند و طلب نشور شر کشوده عنوان درینل
 و پس جلوه ای توان کشی نمی چونان درینل
 خود سایه ادا از مدد بلخ وستان درینل
 چون زنده تاوکت از جگر چون انداز پیکان درینل

ن بان غائب غلوت نشین بجای چنان پیشی چنین
 جاسوس سلطان چو کین مظلوم سلطان درینل

ن بسکه پیچید بخویش جاوه زمراییم
 شد چکد غم کراگل شکفته مزو
 جور بتان و لکشت محو بداندیشیم
 گوشه ویران ما آفت هر روزه ام
 ن دور فسادم زیار مایه بی و جلام

ره بدرازی دهد عشو کوتاهیم
 شمع شبستانیم باد سحر گاهیم
 چند کسان است شمع تلخ گاهیم
 منسزل جانان را قلعه ناگاهیم
 نیست دلم در کنار دجله بی ماییم

بندۀ دیوانہ ام مختلی و ساہی غرضم
آن تن چون سیم خام و انجم انگیز تن
از صفت طفلان سنگ شده بر خلق تنگ
جذبے باید قری کان بربوباک نیست
حکم ترا عظیم قسم ترا ساہیم ن
تا چه فراہم شدست اجرت جاہکایم
زود ز کونکراد کو کبے شاہیم
گر نخواہد رسید بخت بہرہایم

غالب نام آورم نام و شافم پیرس
ہم اسد اللہم و ہم اسد اللہیم

دیدم آن ہنگامہ بجا خوف محشر دہشتم
طول روز حشر و تاب مرقوقی بود و پس
تا چه بنجم دوزخ و کوثر کرم نیز انجین
دوش بر من عرض کردند آنچه در کونین بود
از خرابی شدنتا حاصل غرضم زین اتفاق
یاوایامی کہ در کونیش ز بیم پاسبان
بر سہرا ہش نشستم بر دوش راہم نبود
تا ز شاہد دیگر عنوان شاہی دیگر گشت
کو رہودم کہ حرم را ندند رفتم سوی نیر
سوزم از حرمان می باہ نگاہم در سبوت
(۲۰۷) خود ہمان خودست گاند زیت در سر دہشتم
جسولہ برقی در ابو دامن تر دہشتم
آتش در سینہ و آبی بسا غر دہشتم
زان ہسہ کالای زنگارنگ دل برداشتم
بود مقصودم محیط و سبیل رہبر دہشتم
بستر از خاک رہ و باطن ز بستر دہشتم
غویش را از غوغاشتن نغنی نگہ تر دہشتم
آنچہ ناید از ہما چشم از کبوتر دہشتم
از جمال بہت سخن میرفت باور دہشتم
تا چہ می کردم اگر بخت سکندر دہشتم

ہیچ میدانی کہ غالب چمن بنرم بدم
سنگ طبع ببل و شغل سمندر دہشتم

ن صبح شد غمخیز که روداد اثر بنمایم
 ن پنبه یکسو نم از داغ که رخشد چون بود
 غرضش باو گراز گریه نگه داشت بزور
 حد من نیست که بنمایش آری از دور
 ن می کند ناز گمان کرده که خط درزند
 آتش افروخته و خلق بحیرت نگران
 ن چون بمشتر اثر سجده ز سها جویند
 دل را یار یاز بزدان هم روزم گذرد
 بر دم پنج یسار تو زخم با گشت حشر
 چهره آفشته بخواب جگر بنمایم
 آخری نیست شمع را که سحر بنمایم
 جگر خسته خود آن به که دگر بنمایم
 با من آتاسیر آن را بگند بنمایم
 خیز تا شبده جندب نظر بنمایم
 رخصتی ده که بهنگامه سحر بنمایم
 داغ سودای تو ناچار ز سر بنمایم
 بسکه خود را بتوازی روزی در بنمایم
 کش رضای نامه خونهای بد بنمایم

غالب این لب بگل مهر و رضا جونی

تو خسریدار گم باش گهر بنمایم

ن با پری شیوه غزالان ز مردم دم شان (۳۰۴)
 ن کافر اند جهان جوی که هرگز نبود
 آشکارا کش و بدنام و کونامی جوی
 ن رشک بر تشنه تها و دانی دارم
 بگذر از خسته دلائی که ندانی به شداد
 داغ غم گری این چاره گرام گویی
 دل مردم بزم طره غم در غم شان
 طره حور و دلا میز تر از پریم شان
 آه ازین طاعت و انکس که بود محرم شان
 ز بر آسود دلا ن حرم و زرم شان
 غمتگانند که داری ممداری غم شان
 آتش است اگر بیدار گرم شان

ای که اندی سخن از نکتہ سرایان محکم
 چه بمانست بسیار نمی از کم شان
 هند را خوش نقتانند سخنی که بود
 باو و خلوتشان خلکشان از دم شان
 ممکن نیست بهایی آعلوی و انگاه
 حسرتی شرف آرزو بود عظم شان
 غالب سوخته جان گر چه نیز زو به شمار
 هست در بزم سخن همنفس و همدم شان

۳۰۵

چون شمع رود شب شب در مزان
 زمین گود که را روز بسرفت مکرمان
 آذر برستیم و رخ از شعله نستایم
 ای خزانده بی خود ازین راه گدایان
 در عشق تو ضرب الفل را هر دایم
 بگذار بره خفته و از بیشه مبرمان
 از بیخودی کوی ترا غله شردیم
 چونست که در کوی توره نیست دگرمان
 مستیم بیاق زن و لب بر لب ماد
 عاشاکر بود تفرقه لب ز شکرمان
 طول شب بچران بود اندر حق باخا
 از همنفسان کس نشناسد به چهرمان
 بی وجه می آشفته و خواریم بدما
 در میکه از ما نداشتند اگر مان
 از ارزش مایی میزان ماند خفته
 در بند غم انداخته گردون بهنرمان
 چون تانگی حوصله خویش نتاند
 داند که بود تالار بامید داورمان
 ن غالب چه زیان تالار گرمی کرد
 سوزی بدل اندر دواغی بجگرمان

۳۰۶

حتی دارم از اهل دل رم گرفته بشوخی دل از خوشیتم بهم گرفته ن

ن ز سفاک گفتن چرا گل بر شکفته
 رگ عنبره از نیش مرغان کشود
 بر خساره عرض گستان رفته
 فسون خوانده و کار سیئی نموده
 ز تاز و اوتن به بحر نهاده
 دمش رخنه در زبد یوسف نگنده
 گهی طعنه بر لمن مطرب سروده
 ن به بیداد صد کشته بر هم نهاده
 ن بر دیش ز گرمی نگتاب خورده
 نیارد زین و بچنگ یاد هرگز
 درین شیوه خود را سلم گرفته
 سرفتنه در زلف پر خم گرفته
 به جنگامه عرض جنم گرفته
 پری بوده و خاتم از بزم گرفته
 بشرم و حیا رخ ز محرم گرفته
 غمش گندم از دست آدم گرفته
 کسی خورده بر نطق همد گرفته
 باز به صد گره ماتم گرفته
 بکوش بر فتن صبا دم گرفته
 مگر خوی خاقان اعظم گرفته
 ظفر کز دم ادست در نکت سخی
 که غالب با دازه عالم گرفته

۳۰۷

ن شاه با بزم جشن چو شاهان شراب خما
 ن بزم بهشت با و حلالت بهشت
 تو پادشاه حمیدی و بخت تو نوحوان
 در روزهای فرخ و شمای و لغو
 در خور نباشداری گلگون بیج رو
 خون حسود دریم شادی شراب گیر
 زرب حساب بخش و قدح حساب خواه
 گریاز پرس رود و دازن جو اب خواه
 بر خور ز عمر باج نشاط از شهاب خواه
 صبا برو ز ابر و شب ما بهتاب خواه
 شربت بجام سل ز قند و گلاب خواه
 چون با این بودی شون کباب خواه

گل بوی دشمن گری گریاسم شاه باش
 خون سیاه نافه آهلو چسپه بودید
 غوازش ازین کرده پیر پهره تنگ نیست
 از راز با حکایت فوق نگاه گری
 هر چند خواستن در سزاوارشان است
 در تنگنای غنچه کشایش ز بار جو کی
 در برگ ساز گوی نشاط از بهار بر
 از شمع طور خلوت خود را چرخ
 از آسمان نشین خود را بساط ساز
 در حق خود دعا کی مرا مستجاب ان

مستی نهانک به بطو جنگ مر باب خواه
 از حلقه های زلف بتان مشک تاب خواه
 از چشم غمزه و ز مشک طره تاب خواه
 از کار با کشایش بس در نقاب خواه
 قوت ز طالع و نظر از آفتاب خواه
 در جو بهار باغ روانی ز آب خواه
 در بدل موجودیت خویش از صاب خواه
 از زلف خود خیمه بخور اطناب خواه
 از ماه تو جنبیت خود را رکاب خواه
 در باره من از کف خود فتح باب خواه

غالب قصیده را بشمار غزل در آر
 و ز شش برین غزل رقم انتخاب خواه

(۳۰۸)

گردنوا با سرودنی چه غمتی
 رنگ نمودن نبرد آئینه کلفت
 گر غم دل بودی که تا دم مردن
 بخت خود را بودی که تا بقیامت
 تی به سخن مزدنی ستایش اگر من

مسکونیم گر نمودی چه غمتی
 گر همه صورت درودی چه غمتی
 هم بخود از خود فرودی چه غمتی
 بیخبر از خود غنودی چه غمتی
 کشت کدور درودی چه غمتی

نیست مشامی شمیم جوی اگر من
 چون درد محوی توان به لغو کشودن
 چون دل یاران توان بهزل برون
 گر به مثل لال گشتی که سمن
 گر به سخن مست گشتی که بهستی
 ن حیث ز عیسی که دور رفت و گرد
 ن آه ز داود کان ساهد و گرد
 قافیه غالب چونیت پرس ز عری
 گرم فریاد بود می چه غمتی

(۳۰۹)

ن ای که گفتی ندیدی داد و دل آری ندیدی
 چشمه نوش بهمانا نتر او زد و لی
 ن ماه و خورشید و برین دایره بیکار نمیند
 ن پای را خضر قدم سخی کوئی نشوی
 ن سر بر او دم شمشیر جویانی نشی
 ن سینه را خسته انداز فغانی نمکنی
 خون بدو حق غم یزدان نشامی نخوی
 آخر کار نه پیدا است که در تن نشد
 ن حیث گر تن به سگان سر کوئی نرسد
 تا چون دل معان شیوه نگاری ندیدی
 کش نگیری و در اندیشه فشاری ندیدی
 تو که باشی که بخود زحمت کاری ندیدی
 دوش را قدر گزینگی باری ندیدی
 تن به بند غم فتراک سواری ندیدی
 دیده را مانش بیداد غباری ندیدی
 دین بهر حق الفت مگواری ندیدی
 گفت غمتی که بدین نیست داری ندیدی
 دای گریان بسر را بگذاری ندیدی

رهزنان اجل ادرست تو ناگاه برند نقد مهرشی که بسوای بهاری ندی
 بنجم طره حوران بهشت آیدزند ناز پرورده دلی را که بهیاری ندی
 گر تنزل نمود ابر بهساری غالب
 که در افشانی وز افشاندن شماری ندی

غالب آتش بیان

غزلیات

از ۱۸۴۵م/۱۲۶۱ هـ تا ۱۸۶۰م/۱۲۷۷ هـ

حق جلوه گز در طریقه بیان محمد است	آری کلام حق بر زبان محمد است
آئینه دار پر تو هرست ماهتاب	شان حق انکار دشان محمد است
تیر قضا هر آینه در ترکش حق است	اما کشاید آن ز کان محمد است
دانی اگر به سنی لولاک و ارسسی	خود آنچه حق است آن محمد است
هر کس قسم بدانچه حق است می خورد	سوگند کردگار جهان محمد است
واعظ حدیث سایه طوبی فرو گذا	کاینجا سخن سرودان محمد است
بگردد نیمه گشتی ما و تمام را	کان نیمه جنبی زبان محمد است
در خود ز نقش مهر نبوت سخن رود	آن نیز نامور از شان محمد است

ن غالب شای خواجیه بر زبان گذاشتم
 کان ذات پاک مرتبه دین محمد است

(۳۱۱)

دل بر دوحی آنست کرد به تر توان گفت
 در دزم گش ناصح و خیر تر توان بود
 رخسندی ساعد و گردن تر توان بست
 آن پیوسته دهد باده و ساقی تر توان بخند
 آن از حوصله یاری مطلب صاعقه نیز است
 آن هنگام سرآمد چو زنی دم ز قتل
 آن در گرم روی سایه و سر چشمه خرم
 آن آن ماز که رسیدنه نداشت نه وعظ
 بیداد تر توان دید و سحر تر توان گفت
 مدبزم گش باده و ساغر تر توان گفت
 زینبندی یاره و پرگز تر توان گفت
 همواره ترا شد بت آفر تر توان گفت
 پیردانه شوی خواجه و سمن تر توان گفت
 گر خود ستمی رفت بخش تر توان گفت
 با ما سخن از طرب و کوثر تر توان گفت
 بر دار تر توان گفت و بر منبر تر توان گفت

آن کاری عجب افتاد بدین شایسته مارا
 مومن بنویس غالب و کافر تر توان گفت

(۳۱۲)

آن نشاط مستویان از شراب بخاؤت
 آن بهام و آینه حریف هم و سکندویت
 فریب سخن بجان پیشکش آئیر توایم
 آن هم از سلاطنت ایگه در جان مارا
 آن سپهر را تو بت ساراج مانگاشد
 مرا چه جرم گراندیش آسمان پیاست
 کمان ز چرخ و خدنگت بلا و پر ز قضا
 فنون بایلیان فصلی از فسادت
 که هر چه رفت بهر محضر زمانت
 اگر خطت در خال هم دواؤت
 قدم بهر جگه و سر بر آستانت
 نه هر چه دزد ز ما برد و در خزانت
 نه تیز گامی ترسن زمانت
 خدنگت رده این میدان نشاؤت

سپاس خود تو فرض است آتش را
 درین فریضه و گیتی همان دو گانه تست
 تو ای که محو سخن گستران پیشینی
 بساش منکر غالب که در زمانه تست

(۳۱۳)

خوبان نه آن کنند که کس از بیان رسد
 دارد خبر دلخ و من از سادگی هنوز
 مقصود ماند بر دهرم جز صیب غمت
 و ردی کشان بیکده در هم قناده اند
 گم شد نشان من چو رسیدم به کج دیو
 در دام بهر داند نیستم مگر قفس
 راهی که تهنیت همانا ای نیست
 رخم سوی می و مژه اندر جگر خلید
 تیر خست را غلط انداز گفته ام
 اسید غلبه نیست به کیش صفای آبی
 خوارم دانچنان که در خرو وصال
 صاحبقران ثانی اگر در جهان خاند
 دل بر تو ماند چو زان دستان رسد
 بنجم همی که دوست مگر ناگهان رسد
 هر جا که گیم سجده ببلت آستان رسد
 تا ز من بخوانی که من زمین میان رسد
 مانند آن صدا که بگوش گران رسد
 چندان کنی بلند که تا آشیان رسد
 خون می خورم که چون تخم جحش رسد
 زان پیشتر که سینه نوک سنان رسد
 ای دای گرد تیر در بر نشان رسد
 می گریه جزیره است نهاد از افغان رسد
 باد و گتم اگر همه آنا سمان رسد
 گفتار من به ثانی صاحبقران رسد

چون نیست تاب برق خستلی کلیم را
 کی در سخن به غالب آتش بیان رسد

۳۱۳

ن بتان شهر ستم پیشه شهریارانند
 بر عدول بادانی که کس گمان نبرد
 بجنگ تاج پود خوی و لیلان کاین قوم
 ن نه زرع و کشت شناسندی حدیقه و باغ
 ن زوعد و گشته پشیمان و بهر دفع ملال
 نردوی خوی و دلش نوید دیده آتش
 تو سر مرین قرق در نور و دم در کش
 نذید و داد و مزین حروف خرد سالانند
 کدو ستم بدش آموز رود کارانند
 فغان ز پیوه نشینان که پرده دارانند
 در آسختی نیک زخم و لغت کارانند
 زهر باوه هوا خواه باد و بارانند
 آسید و آبر برگ آسید و آرانند
 برنگ لبوی جگر گشته بهارانند
 بسین که سحر نگهان میا بهارانند
 بگرد راه سته چشم نی سوارانند

ز چشم زخم بدین حیل کی ره یی غالب
 دگر گو که چون در جهان هزارانند

۳۱۵

ن دلستانان بختند ارچه جفا نیز کنند
 چون بسیند بر ترند و دیر زندان گرو
 ن غصه تاجان ندهد و عذوبه دارد بسند
 محراب ناکامی سی ساله در غلبد بود
 ن اندامان روز که پرش نواز هر چه گشت
 ن از درختان محزان دیده با شرم کاینها
 گر که کوهی از عمر قدانی و اجل
 ادواتی که مکرند جفا نیز کنند
 رحم غوغیت که بر حال گمانیز کنند
 عشوه خوابند که کار قضا نیز کنند
 هر با ما اگر از بس خداییز کنند
 کاش با ما سخن از محبت مانیز کنند
 ناز بر تازگی برگ و درانیز کنند
 گفت کار بهنگام ردا نیز کنند

نشوی رنج زندان بجوی این قوم نفس باد سحر خالیه سانسز کنند
گفته باشی که ما خواهش یدار غلط این خطایست که در روز جزا نیز کنند
ن خلق غالب نگرود شش سعدی که سرود
خود رویان جفا پیشه وفا نیز کنند

(۳۱۶)

چاک از جیبم بدامن میرود تا چپه بر چاک از گریبان میرود ن
جوهر طبعم درخشان است لیک روزم اندر ابر پنهان میرود ن
گر بود شکل مرغی ای دل که کار چون رود از دست آسمان میرود
جز سخن کفری و ایمانی که هست خود سخن در کفر و ایمان میرود
هر شبی رامشای در خورست بوی پیرایه کنعان میرود
آید و ان فوق نشانم که کیست تا رود پسنداشتی جان میرود
میرد اما نه یک جای برود می رود اما پریشان میرود
هر که بنید در رهش گوید همی قبله آتش پرستان میرود
اول ما هست و از شریم تو ماه آخر خشب از شبستان میرود
بگذرد از دشمن دش سخت سخت آبروی تیسر پیکان میرود ن
ن کیست تا گوید بدان ایوان نشین
آه چپه بر خالب ز دربان میرود

(۳۱۷)

از شک کرده آه چپه بمن روزگار کرد در خستگی نشا ط مراد بخوار کرد ن

گاهی بسببستی از باد و زخمی شدم بر گاهی بر سیرستی از نغمه بهوش آوردن
 ن غالب که بقایش باد و سپای تو گزاید
 باری عزلی فروی زان سوی پرورش آورد

(۳۱۹)

دل عدونه اگر خون شود در گذش	بیاباغ و نقاب از رخ چمن برکش
بیا و شاید کام دو کفن در برکش	بیا و مستطیر بام فلک نشین ساز
تشنه بروی هوا از بخود مهر کش	سمن بحیب غنا از نوای مطرب یزد
تو طیلان دوش را طرازی دیگر کش	نیم طرز خسرایم تو در نظر دارد
هزار نقش دل افروز در برابر کش	هزار آینه ساز در مقابل نه
و اگر به سوز زخمنم برشته گوهر کش	اگر سیاه گرائی قدح زنگرس خواه
بمرغ گوی که این خسری نوای برکش	بر لاله گوی که بان بسدین قلع دود
از ان شراب که نبود حرام ساقز کش	بدان ترازد که ممنوع نیست مستی کن
می مشاهد حق نبش دهم در کش	مذاق مشرب فقر محمدی داری
بروی چرخ ز طرف کلاه خنجر کش	بسر فرازی بخت جوان بخنجرش ببال
جهان ستان و فکر و کشای و فکر کش	نشاط و زوهر پاش مشاوانی کن
بقدر کام دل خویشتن ز اختر کش	ترا که گفت که منت گشی ز چرخ نبود
رقم به ناصیه دالی و سپیکر کش	ز نقش بندگی خویش در خوردندی
علم بسر حد فرمان دای خاد کش	ز فر فرخی بخت در جسانداری

پس به تیغ تو خونم بدر که خواهم گفت
بگیر غالب دل خسته داد و در کش

(۳۲۰)

ن رفت بر آنچسب خود را خواستیم	وایه از سلطان بغوغا خواستیم
دیگران شستند دخت غمیش و ما	تزی دامن و دریا خواستیم
دانش و گنجینه پنداری یکیت	حق همان داد آنچه پیدا خواستیم
چون خواهش کار را کردند راست	خویش را سر مست روا خواستیم
غافل از توفیق طاعت گان عطا	مزد کار از کار فرما خواستیم
گر گنگاریم و اعط گو مرغ	خواجده را در روضه تنها خواستیم
سینه چون تنگست پر خون بود دل	دیده خونابه بالا خواستیم
ن رفت و باز آمد بها در دام ما	باز سر دادیم و عنقا خواستیم
ن هم خواهش قطع خواهش خواستند	عذر خواهشهای بیجا خواستیم

قطع خواهشها زما صورت نداشت

همت از غالب هسانا خواستیم

(۳۲۱)

ن سر شک افشانی چشم ترش بین	شه خوبان گنج گهرش بین
ن ادای دلشانی رفته از یاد	بجوی جانفشانی در سرش بین
ن بدشت آورده رویست گوی	روا رود گردایان درش بین
ن صفای تن فزون تر کرده رسا	دل از اندیشه ریدن در برش بین

بجای مانده عتاب و غمزه و تاز
 رقیب از کج گردی اکبر یافت
 ز من آئین غمخواری پسندید
 گذشت آن کز غم مانجبر بود
 سه نوکرده کاهش پیکرش را
 چکد در سجده خون از چشم مستش
 گرا ز غم بر لبش جا کرد غم نیست
 خداوندش بخون مانگیسند
 شمع نار وای کشورش بین
 بکوی دوست دشمن میرش بین
 بشما جای من بر بسترش بین
 بخونش از خویش بی پناه ترش بین
 بچشم کم جهان سه پیکرش بین
 گدا و شمای نفس کافرش بین
 ز جان تن لب جان پرورش بین
 به بیتابی فکر بر خنجرش بین

برسم چاره جوی پیش غالب
 شکایت بچ چرخ داخترش بین

(۳۳۳)

در مهر بر سینۀ آسودگان نه
 ای صید شکار تختن آئین تانه نیست
 بیل بگوشه قفس از خستگی منال
 و غم زنا کسی که حسد آشتی
 گویی یکمیت پیش تو بود و درویش
 آخر نموده ایم دعا و دل خدا پرست
 با خویش در شمار جفا همدم منی
 دانسته که عاشق زارم گدایم
 ای دل بدین که غمزه شادمان نه
 خود را ز ما بگیر اگر خون نشان نه
 چون من به بند غار و شمشیر آشیان نه
 و بنجیده ز غیر و بمن مهرمان نه
 با من نشسته و ز من سرگران نه
 با ما ز سادگیست اگر بدگمان نه
 با غیر در حلیب و قافا هم زبان نه
 و انم که شایدهی شده گیتیستان نه

ن لازم تون تو بر بخت خود و رقیب با او چنین نبودی و با ما چنان نه
 ماضیه حیات کار تو بخت جگر نه در اول چراست جای ترسوزندان نه
 غالب ز بودت کز تنگست بر تو دهر
 بر خویشتن ببال اگر در میان نه

ن بردست و پای بند گرافی نهاده لازم به بندگی که نشانی نهاده
 ایمن نیم زمرگ اگر دستم زبند دل و دوزخا و کس به کانی نهاده
 گوهر ز بحر خیزد و معنی ز فکر زود بر ما خراج طبع روا فی نهاده
 ن تا در آئید عمر به پندار بگذرد از لطف و رحمت نشانی نهاده
 ن تا خسته بلا نبودی گریزگاه در مرگ احتمال امانی نهاده
 راست گردی بجای شکسته دوست گرسری بشانی نهاده
 دوزخ بد اخ سینه گدازی نهفته قلمم بچشم اشک نشانی نهاده
 ن بر هر دلی فسون نشاطی دمیده بر هر تنی سپاس روا فی نهاده
 هر دیده را در می بنیالی کشوده هر فرقه را دلی بگمانی نهاده

ن غالب ز غفله مردمانا خبرنداشت

کامد خسران به گنج نهانی نهاده

چشمه آب حیات

غزلیات

۱۳۶۱م / ۱۳۷۷هـ تا اواسط سال ۱۳۹۷م / ۱۴۰۴هـ

(۳۲۴)

ای خدای تو بخردمند و جهان داور دانا
 وی به نیروی خسر در همه کردار توانا
 ای برقرار و بیدار و زیبای و خوبی
 سرو فوخته آسمان ناکامه مانا
 به ادا پایه فرمایا بتظهر عقد کشایا
 بکرم ابر عطا یا به غضب برق سنانا
 به نگه خسته نوازا بسن بند طرازا
 به قلم غالیه سایا به نفس عطر فشانا
 شه نشین کلب علیخان که تویی یوسف ثانی
 نبود ثانی و بهتای تو در دهر همانا
 و انم از حال و عالم خبری داشته باشی
 سر زشت ازلی گرچه ندارد خط خوانا
 دشمنم چرخ تو بینی و نسوزی بتابش
 به عدد صاعقه ریزا به محب فیض سانا
 جانشین تو کند نام ترا زنده بجیتی
 باد فردوس برین جای تو فردوس مکانا
 غالب از غم چه خردستی بتوزیاست غموشی
 با کریم همدان هیچ گونیچسمدانا

(۳۲۵)

جز دفع غم نباده نبودست کام ما
 گونی چراغ دور سیاه است جام ما
 ده خلقتش گذر نبود باد را مگر
 صرصر بخاک راه رساند پیام ما
 ای باد صبح عطری از ان پیرین بیار
 تسکین ز بوی گل نه پذیر و مشام ما
 بر بار دانه بهر ما انگنیم و مورد
 آید بدام و دانه رباید ز دام ما
 گفتی چه حال دل شتو و مهربان شود
 مشکل که پیش و دست توان بر و نام ما
 ارا بما پیام و هم از ما بهما سلام
 رنج دلی میا به پیام و سلام ما
 غالب به قول حضرت حافظ ز فیض عشق
 ثبت است بر جسدیده عالم دوم

(توضیح: این شعر در کتاب «مناجات» آمده است.)

منع ز صبا چرا باد و روان پرد است
 پر تو مهر و مرادست نوز بچشم انداخت
 عهد جوانی گذشت تو به نکر دم هنوز
 ای چمن آویخته پاره از حبابی گرد
 هند به هنگام دی خوش بود آب هوش
 ای که ز نظاره حسن بستان مانعی
 خسته یار خودم باغ و بهار خودم
 صبح رسید از هوا مرغ بهایون هما
 گفتم اگر خوش کنی در کنی حرف من
 در بسوی جاویده میروی البسته دو
 نامه من سوی دوست خا بنجان فلان ببر
 خود ز کف نامه بر نامه ستاند بهیچ
 بر پیادش مخوان بحر و نشاندان
 آن شه خوابان چرا ناز ز افسر کشد
 نامه که بے نام است طایر بی بال و پر
 مدح چنین شه نشان سهل شمار و بی
 خود که از فرخی بر سر او افسر است
 شعری که مدح اوست شایه بی زیر است
 غالب و حشی نگارش چه هوا در سر است

خوشم که چرخ بکوی تو ام ز پا انداخت
 چو نقش پایمه افتاد گیت هستی من
 که هم ز من پی من خلد را بنا انداخت
 ز آسمان گلا نبود اگر مرا انداخت

همای فرخ اگر سایه برگدا انداخت
ز کشت خوشه درود و در آسیا انداخت
ز فرق مهر کلاهی که بر هوا انداخت
ز کیش ماست خدنگی که سوی ما انداخت
در یخ گر بس حرف مدعا انداخت
ز روز بجر سخن در میان چرا انداخت
بود می که خضر کوزه دعوا انداخت
ز دست رفته و داند که با خدا انداخت

سواد سایه همان صورت گلیم گرفت
ز رنق خورشید چنان بر خورم که او تنها
بعز و ناز منه دل که افتد آغوش کار
بطعن بی اثر بهای ناله مارا کشت
صیغ پیش نگاه و نگاه کز لکب نیز
اگر نه لطف شب وصل کاستن میخواست
منم که با جگر کشنده می نور دم راه
فغان ز غفلت غالب که کارش از سستی

هم انا الله خوان درختی را بگفتار آورد
یکه پنداری که ناچار است گردون در روش
نکنده داریم و با یاران همیگوئیم فاشش
دانه با چو ریزد از شمع تاری پیش نیست
جذب شود تش بین که در جنگام بر تختی زید
آن کند قطع بیابان این نگاهد مغسره
آه مارا بین که نارد از دل سختش خبر
ز و ما حیف است گوزن ز لجامیل باش

هم انا الله خوان درختی را بگفتار آورد
یکه پنداری که ناچار است گردون در روش
نکنده داریم و با یاران همیگوئیم فاشش
دانه با چو ریزد از شمع تاری پیش نیست
جذب شود تش بین که در جنگام بر تختی زید
آن کند قطع بیابان این نگاهد مغسره
آه مارا بین که نارد از دل سختش خبر
ز و ما حیف است گوزن ز لجامیل باش

نیست چو در منطقش جز ذکر شایه حرف و شو
شایدی باید که غالب را بگفتار آورد

۳۲۹

پرو برو که ازان سوبیا بیا گویند
خود اهل شرع دین داری چا گویند
حدیث جلوه که و موسی و عصا گویند
که نام حق نه برند و بیمن انا گویند
جز آن صفات که از ذات کبریا بخورید
بغیر بی مزه دا گوید با که دا گویند
چنان عطیه حق را گناه ما گویند
به اهل راز چنین گوی تا بجا گویند
اگر به چشم گرایند و نا سزا گویند
به پیش خلق حکایت زکیما گویند
اگر نه نیک شمارند بد چرا گویند
بس است بخت توئی را که یار سا گویند
ازان گذشت که در پیش وینو گویند

بمقصدی که مرآن راه خدا گویند
کیک پانی نه دارد چگون راه رود
زبیر نخل انا الله گوی نا آگاه
مگر زحق نه بود شرم حق پرستان را
ز قول شان نمود دل نشین اهل نظر
نخواند در کتب و نانشیده از قصه
دم از دژوک و نیت زدند بخیران
بی گناه بود دوی دهم نه ما
وگر ملامتیا شایسته زبیر پاسبان
نکرده در مس نمود را و بهر عرض فریب
کسانکه دوی نیکی همی گفتند مرا
طبع صدرا که یابی خطاب مولانا
بگویی مرده که در دهر کار غالب نازد

۳۳۰

دو بی پروا و یزدان نیز هم
آنکه دانش دلو و ایمان نیز هم
فارغم از ننگ حرمان نیز هم
نیست باقی ذوق عصیان نیز هم
ای دژم زخم و نمکدان نیز هم

دردنا ساز است و درمان نیز هم
اجر ایمان سود دانش گویند
شده ز بزم گر براند غم کرامت
طاعتهم می نگذرد اندر غم
عشق و آنکه استعارات دروغ

من که هر دم بی اجل میروم همی میتوانم زبیت بجهان نیند هم
 رفته است از دل نشاط بزم و بلاغ وان جوای ابر و باران نیند هم
 خامشی تنه از جهان را می گزود این نواهای پریشان نیند هم
 آنکه پندارند حافظ بوده است
 غالب آشفته بود آن نیند هم

۲۶۱

آسمان بلند را میروم ابر کجی پرند را میروم
 می فریبد مرا بس از پیچ دل زار و نثرند را میروم
 شوری اشک در نظر خوار است مخفی زهر خند را میروم
 شمع مدح حضرت اعلی است سخن دلپسند را میروم
 سر را بش نشستنم بوس است خاک پای سمند را میروم
 ره نشین دیم زهی کو قیصر طایع از جند را میروم
 جذپ الفت بسوی دی کشدم این نو آئین کند را میروم
 میکند رخت در جگر غم جگر این جگر در کند را میروم
 شاعرم میشیم ظریف و شریف این اضافات چند را میروم
 وایه جوید ز حضرت اعلی
 غالب مستمند را میروم

۲۶۲

بله من عاشق و اتم تنه تا با یا هو ناظر حسن صفاتم تنه تا با یا هو

موسی و حصرتاشای نجفی بر طور
 شر آتش رنخته عشقم که یکی است
 غلظت کفر بین روشنی طبع نگر
 فنی تحریر من نازد و من قادر از ان
 بر در دوست صمی پییده نالم که مباد
 پرورش جز به خورش نیست همانا لائق
 مجرم عالم ارواح و پیاداشن عل
 بیک بر مغفرت دست خبر طاعت خویش
 چشم دارم که بره روی دهد بخو دیخی
 من نه در بند جاتم تنه نابایار
 دم میلاد و وفاتم تنه نابایار
 چشمه آب جیاتم تنه نابایار
 مرجع کلام و دواتم تنه نابایار
 رنج از صبر و ثباتم تنه نابایار
 بر جگر داده برشم تنه نابایار
 نخست قید جیاتم تنه نابایار
 تارک صوم و صلواتم تنه نابایار
 جز بدین نیست نجاتم تنه نابایار
 غالبم تنه سحاب نامحزون حافظ
 مایل کشایج نباتم تنه نابایار

۲۲۳

از جسم بجهان نقاب تاکی
 این گوهر پر فروغ یارب
 این ماهر و مساک قدس
 بتیانی برق جز دم نیست
 جان در طلب نجات تاچند
 پرکش ز تو بیجواب باید
 این گنج درین خواب تاکی
 آورده خاک و آب تاکی
 و مانده خورد و خواب تاکی
 ما دین همه اضطراب تاکی
 دل در تعب عتاب تاکی
 غمهای مرا حساب تاکی
 غالب بر چنین کنش اندر
 یا حضرت بو تراب تاکی

واپسین نوا غزل

بین اواسط سال ۱۸۶۷م / ۱۲۸۴ھ و اوائل سال ۱۸۶۹م / ۱۲۸۵ھ

۳۳۴

عجب که خروده دهن رو بسوی ما آرند
 ندوستان نبود خوشنما درین سنگلاخ
 کدام خروده که آرند و از کعبا آرند
 ز غم چنان شده ام مضطرب که اعدا را
 که دایه بهر گدای شکسته پا آرند
 نه روی خراستی از حق بود جز آنرا
 سزد که گنج گهر بهر دهن پا آرند
 که بنده دار جمعی طاعتش بعبا آرند
 سپهر و انجم اگر سازد دعا آرند
 جز آنکه بر شکستندش چو در نوا آرند
 مانند ساز مرا بچ نفیسم بمنفسان

نصرت عمر درگم خواهد از خدا غالب
 اگر نوید پذیرائی دعا آرند

فردات غزل

(۱)

نازم آن نقشه که در دشت بختجاری قیس
یابی از ناله فرود آید و محل برو

(۲)

دو روز دیر کن ای مرگ خالصانه
مگر به من رسد آن دایه که در رابست

(۳)

عبودیت نه کند اقتصادی خواهش کار
دعا بصیغه امر است و امری ادبیت

(۴)

گفتنی نیست که بر غالب ناکام چرقت
میتوان گفت که این بنده خداوندناست

(۵)

بوکه بهتیار نو زخم زتار آوری
کن نیکون دگر بر سر کار آوری

انفیل نسخ

مؤرخه خلیه بیت

جولائی

جنوری

دین

۱۸۲۵

۱۸۲۶

۱۸۲۳

۱۸۲۱

۱۸۲۵

۱۸۲۱

۱۸۲۸

۱۸۳۸

۱۸۳۹

۷۷

۱۸۲۶

۱۸۲۳

۱۸۲۵

۱۸۲۱

۱۸۲۸

۱۸۳۸

۱۸۳۹

۷۷

آورد

آورد

آورد

آورد

آورد

آورد

۷۷

زنگ

زنگ

زنگ

زنگ

زنگ

زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

مرد زنگ

۷۷

اینها با اینها ساز دارد	اینها با اینها ساز دارد	اینها با اینها ساز دارد	اینها با اینها ساز دارد	اینها با اینها ساز دارد	اینها با اینها ساز دارد	اینها با اینها ساز دارد
نشانگر	نشانگر	نشانگر	نشانگر	نشانگر	نشانگر	نشانگر
۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱
دیده	دیده	دیده	دیده	دیده	دیده	دیده
۵۵ + ۵۵	۵۵ + ۵۵	۵۵ + ۵۵	۵۵ + ۵۵	۵۵ + ۵۵	۵۵ + ۵۵	۵۵ + ۵۵
{ ۵۵ + ۵۵	{ ۵۵ + ۵۵	{ ۵۵ + ۵۵	{ ۵۵ + ۵۵	{ ۵۵ + ۵۵	{ ۵۵ + ۵۵	{ ۵۵ + ۵۵
ایم	ایم	ایم	ایم	ایم	ایم	ایم
پیدا شدن	پیدا شدن	پیدا شدن	پیدا شدن	پیدا شدن	پیدا شدن	پیدا شدن
کرده	کرده	کرده	کرده	کرده	کرده	کرده
زمن	زمن	زمن	زمن	زمن	زمن	زمن
پنجم	پنجم	پنجم	پنجم	پنجم	پنجم	پنجم
اشکاف	اشکاف	اشکاف	اشکاف	اشکاف	اشکاف	اشکاف
گیاهان	گیاهان	گیاهان	گیاهان	گیاهان	گیاهان	گیاهان
مکان	مکان	مکان	مکان	مکان	مکان	مکان
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰

[illegible]

[illegible]

ردیف	نوع	تاریخ	محل	ملاحظات	توضیحات
۱	کتابخانه	۱۳۰۵	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۲	کتابخانه	۱۳۰۶	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۳	کتابخانه	۱۳۰۷	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۴	کتابخانه	۱۳۰۸	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۵	کتابخانه	۱۳۰۹	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۶	کتابخانه	۱۳۱۰	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۷	کتابخانه	۱۳۱۱	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۸	کتابخانه	۱۳۱۲	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۹	کتابخانه	۱۳۱۳	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۰	کتابخانه	۱۳۱۴	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۱	کتابخانه	۱۳۱۵	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۲	کتابخانه	۱۳۱۶	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۳	کتابخانه	۱۳۱۷	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۴	کتابخانه	۱۳۱۸	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۵	کتابخانه	۱۳۱۹	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۶	کتابخانه	۱۳۲۰	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۷	کتابخانه	۱۳۲۱	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۸	کتابخانه	۱۳۲۲	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۱۹	کتابخانه	۱۳۲۳	تهران	کتابخانه	۷۰۰
۲۰	کتابخانه	۱۳۲۴	تهران	کتابخانه	۷۰۰

[illegible]

[illegible]

شماره پروانه ثبت	تاریخ	محل ثبت	نوع ثبت	توضیحات	ملاحظات	تاریخ ثبت	نوع ثبت	توضیحات	ملاحظات
۱۳۳۲/۱۳۳۳	۱۳۳۲/۱۳۳۳	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۳۲/۱۳۳۳	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۳۳/۱۳۳۴	۱۳۳۳/۱۳۳۴	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۳۳/۱۳۳۴	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۳۴/۱۳۳۵	۱۳۳۴/۱۳۳۵	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۳۴/۱۳۳۵	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۳۵/۱۳۳۶	۱۳۳۵/۱۳۳۶	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۳۵/۱۳۳۶	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۳۶/۱۳۳۷	۱۳۳۶/۱۳۳۷	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۳۶/۱۳۳۷	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۳۷/۱۳۳۸	۱۳۳۷/۱۳۳۸	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۳۷/۱۳۳۸	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۳۸/۱۳۳۹	۱۳۳۸/۱۳۳۹	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۳۸/۱۳۳۹	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۳۹/۱۳۴۰	۱۳۳۹/۱۳۴۰	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۳۹/۱۳۴۰	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۰/۱۳۴۱	۱۳۴۰/۱۳۴۱	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۰/۱۳۴۱	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۱/۱۳۴۲	۱۳۴۱/۱۳۴۲	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۱/۱۳۴۲	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۲/۱۳۴۳	۱۳۴۲/۱۳۴۳	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۲/۱۳۴۳	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۳/۱۳۴۴	۱۳۴۳/۱۳۴۴	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۳/۱۳۴۴	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۴/۱۳۴۵	۱۳۴۴/۱۳۴۵	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۴/۱۳۴۵	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۵/۱۳۴۶	۱۳۴۵/۱۳۴۶	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۵/۱۳۴۶	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۶/۱۳۴۷	۱۳۴۶/۱۳۴۷	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۶/۱۳۴۷	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۷/۱۳۴۸	۱۳۴۷/۱۳۴۸	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۷/۱۳۴۸	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۸/۱۳۴۹	۱۳۴۸/۱۳۴۹	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۸/۱۳۴۹	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۴۹/۱۳۵۰	۱۳۴۹/۱۳۵۰	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۴۹/۱۳۵۰	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۰/۱۳۵۱	۱۳۵۰/۱۳۵۱	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۰/۱۳۵۱	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۱/۱۳۵۲	۱۳۵۱/۱۳۵۲	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۱/۱۳۵۲	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۲/۱۳۵۳	۱۳۵۲/۱۳۵۳	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۲/۱۳۵۳	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۳/۱۳۵۴	۱۳۵۳/۱۳۵۴	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۳/۱۳۵۴	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۴/۱۳۵۵	۱۳۵۴/۱۳۵۵	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۴/۱۳۵۵	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۵/۱۳۵۶	۱۳۵۵/۱۳۵۶	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۵/۱۳۵۶	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۶/۱۳۵۷	۱۳۵۶/۱۳۵۷	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۶/۱۳۵۷	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۷/۱۳۵۸	۱۳۵۷/۱۳۵۸	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۷/۱۳۵۸	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۸/۱۳۵۹	۱۳۵۸/۱۳۵۹	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۸/۱۳۵۹	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۵۹/۱۳۶۰	۱۳۵۹/۱۳۶۰	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۵۹/۱۳۶۰	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۶۰/۱۳۶۱	۱۳۶۰/۱۳۶۱	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۶۰/۱۳۶۱	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۶۱/۱۳۶۲	۱۳۶۱/۱۳۶۲	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۶۱/۱۳۶۲	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۶۲/۱۳۶۳	۱۳۶۲/۱۳۶۳	تهران	ثبت	ثبت	ثبت	۱۳۶۲/۱۳۶۳	ثبت	ثبت	ثبت
۱۳۶۳/۱۳۶۴	۱۳۶۳/۱۳۶۴	تهران	ثبت	ثبت					

[illegible]

اشاراتِ غالب

۷:۴۱۵:۵۰۳:۴

منظر غزل شعر علامت اشعارات غالب

- پ: اشاره بتاییک دوست بعد از خرابی بصورت متغیر حمل شده باشد ۱۱:۴۱۵:۵۰۳:۴
- پ: اظهار نسبت ارادت پرورش انتقام ۲:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: طلب تفقد و زیاده بخت پیش بر طبع خام ۴:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: انداختن بر نسبت تعارف اگر چه دوست نخواهد باشد ۴:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: در خبر بیان مگر بدعهد و گزاف چشکی دوست ۲:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: بیان غم و اندوه ۴:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: در طلب یمن و پالاک و منع المردگی و کاهی ۳:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: بیان انتظار قاصد در امر مذنب ۲:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: آرایش عنوان حسن طلب بطعری مجرب و ادب ۱۰:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: خواش و مل و تقاضای بیش ۱:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: شرح ماجرای خوی دوست بهتاب آینه بنار ۱۰:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: در ایجاب اندوه که اگر علامت بجااست قطع نظر تخمین بهر چه است ۸:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: عهد نامگی دوست را از آمانت تمام و آمانی و نمودن ۴:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: اظهار مراقب امید و بیم بر عایت شیوه تسلیم ۵:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: دوست را در تفهیدن بهای خویش معاف داشتن و بهرین پرده شکوه سر کردن ۲:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: خاطر دوست را بهر و باش و دوستانه آندادن و به گستاخی و بهریدی کار اندیش پرورد ۶:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: خبر رسیدن نامه مایه حواش و مواضع حواله کردن و از تقاضای که در گمان خود است ۶:۱۱۵:۵۰۳:۴
- فغان بهر آوردن
- پ: ابراز این کیفیت که محبت اگر لایق قسمت در رب فغان تو زح غیر نیست ۴:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: پیش آمدن کار مشکل بهای خطرناک ۳:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: گزاف شدن و بهر و غم بطریق ترقی ۹:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: در موقع تعلیم صبر و شکیبائی ۶:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: حواله داده شکایت بوجدان غیر مکتوب ایر ۱:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: عنوان بیان شدت درد فراق ۵:۱۱۵:۵۰۳:۴
- پ: بیان کلفت ناسازی بخت و اندوه پیش نیامدن دوست ۶:۱۱۵:۵۰۳:۴

پد دوست گفت زبان

۱۰۱۳۹: ۵۴

پ: بخا پیش چات خود از جانب دوست از محبت نشوون و از بر شدت بدو دی گان

۱۲۱۱۷۹: ۱۳۹

برون

پ: و عدو لطف از زبان نامد اگر چه با و بداشتنی یکی از فرط محبت دل بدان نمیدان

۳۰۵۳: ۳۸

پ: از هم دوست را نسبت بخوش از سانگی گان کردن

۸۰۵۵: ۳۰

پ: در مقام شیخ تکلیف چاره بتقریب از حد گزشتن دور

۱۰۹۱: ۳۴

پ: در احوال و خایه دوست یا بخواهد نگاشته باشد و جواب وصل دعا فرو گزاشته باشد

۸۰۹۳: ۳۵

پ: دوست را نظر به بی التفاتی به بید تشبیه دادن و از آن نیز ترقی کردن

۱۰۹۸: ۳۶

پ: بیان ختم دوست و بی برگی خود و طلب نفقه

۵۰۶۱: ۵۳

پ: در مخرج بیان شدت افلاس

۶۰۸۴: ۶۱

پ: بایست بقای یک دوست آمده دوست را اندک ساخته باشد

۴۰۸۳: ۵۵

پ: تعلیم تسلیم

۶۰۹۱: ۶۵

پ: بشایسته بدایت نامد که بدو خبر ناخوش باشد

۸۰۹۱: ۶۵

پ: تسکین خاطر دوست با اظهار قرب زبان پاک خویش

۳۰۱۰۹: ۸۰

پ: از گزارش این معنی که عدو لطف در مستحل چاره ناگامی حال نمی تواند بود

۲۰۱۸۳: ۱۳۶

پ: در خود بیان این معنی که اندک آسایش و قرائع خاطر و مضائق وقت اگر میسر آید

۲۰۸۹: ۶۲

پ: محبت بختو نیاید و او به بند کرد آوردن حال نیاید افتاد

پ: از پاس ادب ستوده آملی و در صفت شکوه طبعیدن

۹۰۱۳۱: ۸۸

پ: طلب نفقه با اظهار سرزم آوارگی خویش

۹۰۱۳۹: ۱۰۱

پ: بیان آزرده گی دوست یا عتاب حاکم نسبت بخویش

۳۰۱۵۱: ۱۰۹

پ: اظهار دقای خویش نسبت به حاکم یا دوست

۱۱۰۱۳۱: ۱۱۰

پ: آغاز جواب ستوب بشکر یاد آوردی محبوب

۵۰۱۱۳: ۸۳

پ: اشتیاق در دل به او نمودن یک مثال

۱۰۱۱۴: ۸۵

پ: شکوه تغافل را یا هم گزشتن بمشاهده التفات حال

۴۰۱۱۴: ۸۵

پ: تباهی خود را مقصود دوست دانستن و بدان شادمان بودن

۳۰۱۲۱: ۸۸

پ: بیان ثبوت غم

۱۰۱۳۳: ۹۰

پ: باعث ترک صحبت را بجهل خاطر نشان ساختن و تفصیل آن را به بیان چندان نماد

۲۰۱۵۲: ۱۱۰

کردن

- پ: طب نقد بطریق تحریر ۹۰۱۶۲:۱۸
- پ: اظهار حسن حقیقت و تقابل بی پردانی دوست ۱۳۸:۱۴۵:۱۴۸
- پ: در گزندی ملاقات با بزرگان ۴۰۱۸:۱۴
- پ: برای شکوه باشی لطیف عاشقانه تراشیدن ۵۰۱۹:۱۵
- پ: پاسخ نامرکز صفوی کتاب داشته باشد ۶۰۱۵:۱۱
- پ: در اظهار گزشتن نشینی و غنوت گزینی ۸۰۱۲:۱۰
- پ: ملائق معامد بیع و شراء و سودیکه کاتب بایع و مشتری مکتوب این باشد ۸۰۱۹:۸
- پ: دمه های دوست بیادش دامن و فراخور آن شگفتی در خواستی ۸۰۱۴:۱۲
- پ: ابراز شکوه نامهربانی دوست بشمول وفاداری خویش ۸۰۱۵:۱۵۱
- پ: در مقام عرض پریشانی در سرگردانی ۵۰۳۰:۱۵۲
- پ: استدعای عنایت به نییب قطع محبت ۱۰۱۳:۱۴۳
- پ: عذر و عذر در گذشت نامه باطله تقدان قاعده ۱۳۱۲۲۴:۱۸
- پ: در بیان گزشتش رنگ و سیدی نامزد دوست به بگری ۱۱۰۲۵۳:۱۹۲
- پ: تمییز بیوفائی از غیر به دلیل ظهور این صفت باغزش ۵۰۱۴:۱۳
- پ: ابراز رنگ نسبت بنامه برود مشاهد بجمال دوست ۹۰۲۶:۱۹
- پ: بیان ناسودمندی کوشش دوباره حصول مطلب ۸۰۲۴:۲۰
- پ: برای گنجینه خاطر دوست تماشای جهان وضع افشوده دل ۲۰۳۶:۳۳
- پ: شرح شدت بی بک و فوای بروش خام ۲۰۵۱:۳۸
- پ: بپرده کشائی زار افلاس بانظار عاشقانه ۱۰۶۳۱:۲۶
- پ: در مقام این شل که گویی هنوز مدتی اقل است ۱۰۱۳۱:۹۶
- پ: توجه دوست بجمال خویش از تاثیر جاوید دل دانمودن ۴۰۱۳۵:۹۸
- پ: اظهار قنای وصل و دست احتیاط ۱۱۰۱۳۸:۱۰۲
- پ: بیان بشیمانی از عمر که در حق و فخر رفت و غم عدم فرصت و قنای آن ۴۰۲۳:۱۵۳
- پ: از درد تغافل نقای بر آوردن ۳۰۹۶:۴۰
- پ: هشایه جایگزین فکر به غرض معشوق یا بیان سطر، ماکم و در بیان باشد ۹۰۴۹:۴
- پ: بزرگستانی خواسته و نادر و ناشستی خود را شیخ جرأت ساختن ۱۰۴۴:۲۴
- پ: بیان یقین کفایت اندوه و طال بعد پیری شدن لذتکار در از در غم و درد ۱۰۸۳:۵۹

- پ: مناسب عبارت نامر که در ایام نامیدنی نگارش رود ۳۰۸۴: ۵۵
- پ: اشک التفات زبانی و شکوه فداان عنایت دل ۸۰۸۵: ۵۹
- پ: در آرزوی دوست خود را بعلاقه تعلق تسلی دادن ۹۰۹۳: ۶۸
- پ: یاد کردن اختلاط زمان حال در ایام حجر بطریق حسرت ۸۰۹۴: ۷۱
- پ: هشایت بقای یکدیگر این کس بسبب طول زبان اختلاط از سعادت فاسد مایوس شده باشد ۱۱۰۹۸: ۷۳
- پ: بمنزله در بهمان کسیکه از منعم و تمل بر آه در تلاش معاش افتاده باشد ۱۰۱۰۳: ۷۵
- پ: در موقوف بیان بی مهری اقربا ۱۱۰۹۹: ۷۸
- پ: تشدید مستانه در گزارش ذوق استماع پیام دوست ۵۰۱۰۷: ۷۹
- پ: اظهار محبت خود یا دوست با حمد بودن وی در رضا جوئی غیر ۹۰۱۱۳: ۸۳
- پ: اظهار این معنی که اگر کار خود بخودی خود سر انجام داده ایم نظر تحقیر تصدیق دوست بوده ۷۰۱۲۱: ۸۸
- پ: شعر پند آقا تر بر این تنگنایت بدان توان کرد ۳۰۱۲۴: ۹۰
- پ: مناسب حال کسیکه در اندک کار نهایت بلاک و سبیده باشد ۸۰۱۳۶: ۹۱
- پ: اظهار آماده بودن خویش بدعای بدیا بظلم و استبداد ۹۰۱۳۷: ۹۳
- پ: اظهار ظهور دانستن و اقرار حصول محض بسابق عنایت ازلی ۵۰۱۳۸: ۹۳

شرح غالب

صفہ غزل بیت شباہتی است مرآن را گر بر نیامده است

۳۸: ۶۱: ۵۲ (۱) وگر نہ موی بہ بابر کی میان تو نیست

سب کمر کو بال باندھتے ہیں، شاعر کہتا ہے کہ استفہار شد، بال کو کیا نسبت ہے کمر سے کہ نظر آتی ہی نہیں اور بال نظر آتا ہے۔ ہاں وہ بال جو ابھی نہیں آگا اور نہیں نکلا اُس کو کچھ مشابہت ہے کمر کے ساتھ۔

در صفہ نبرد ہم آ نچہ در دست

۵۱: ۷۲: ۳۰ (۲) در بزم گستاخ است گل و در چہرہ نیست

پھول باغ سے آیا کرتے ہیں باغ میں ہر لعل پھول جوتے ہیں، مجلسوں میں دس دس پانچ پانچ جوتے ہوں گے۔ شاعر کہتا ہے کہ میرے مفاہین پھول جوتے ہیں اور میرا دل چہرہ ہے اور صفا آئینہ مفاہین اتنے ہی نہ تھے جو دیوان میں آگئے۔ چہرے میں پھول اور دل میں معنی بہت ہیں۔

خواست کز ما رہند و تقریب و تجدید نداشت

۵۲: ۷۵: ۱۰ (۳) جزم خیر از دوست پُر سیدیم و پُر سیدن نداشت

داشتی یعنی رکھنے کے ہیں۔ لیکن اہل زبان معنی بائستگی بھی استعمال کرتے ہیں۔

گر امیر زکات و کاکل گفتہ باشم خویش را

(۴) گفتہ باشم این قدر بر خویش چیدن نداشت

میرے شعر میں پہلے مصرعہ کا داشت یعنی رکھنے کے اور دوسرے مصرعہ کا داشت یعنی بائستگی ہے۔

مفہوم شعر یہ کہ دوست ایسا سید و صاحب تھا کہ اُس کے ذریعے سے مجھ پر خفا ہو چاہتا تھا کہ اگر وہ ہو مگر سب نہیں پاتا تھا قنارہ کچھ دونوں کے بعد قریب معشوق کو ملاں ہوا۔ میری جو شامت آئی میں نے دوست سے پوچھا کہ قریب کیا گناہ کیا جو رائدہ و گاہ ہوا۔ معشوق اسی گستاخی کو بہاد قناب ٹھہرا کر آئندہ ہو گیا۔ اب شاعر افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے ہائے پُر سیدن نداشت یعنی پوچھنا نہ چاہیے تھا۔

دیر خواندی سوئے خویش و زود فقیدیم در یغ

۵۲: ۷۵: ۵ (۵) پیش ازین یایم زگرہ راہ پیچیدن نداشت

ماشتی ایک عریض مختصر ہا کہ یاد مجھ کو بلا دے۔ مگر اس عیار نے نہ بلایا رفتہ رفتہ میں غم سے ایسا

نادر نادر ہو گیا کہ طاقت رفتار نہ رہی اور گود مار سے میرے پاؤں الجھنے لگے جب اُس نے یہ جان کر اب نہ اُس کے گات بٹلایا۔ عاشق کتا ہے کہ تو نے میرے بکائے میں دیر کی اور میں اس کی وجہ جلد ہو گیا کہ تو نے میرے بکائے میں اس واسطے دیر کی کہ اس سے پہلے میں ایسا نصیحت نہ تھا کہ نہ جاسے اور میں نہ آؤں۔ دیر بیخ کو یہ نہ سمجھا جائے کہ زور نمیدان پر ہے یا پہلے سے بیمار نہ ہونے پر ہے۔ دیر بیخ ہے دوست کی عیوضاتی اور بے سبب آزار دینے اور اپنی عمر کے نصف ہونے پر۔

میں ہوشا مردم و رقیب بدر زد

۱۰۸: ۱۱۴۹ (۶) نیمہ لبش انگبیس و نیمہ تبر نزد

انجبین شہد کو کہتے ہیں اور تبر زور مصری کو کہتے ہیں۔ الی معنوں میں کہ یہ مانند قند اور پتھروں کے جلد ٹوٹنے والی نہیں۔ جب تک اس کو تبر سے نہ ٹوڑو مدد حاصل نہیں ہوتا۔ بدر زدن۔ اگرچہ لغوی معنی اس کے ہیں باہر اور زدن اعلیٰ۔ لیکن روزمرہ میں اس کا ترجمہ ہے نکل جانا۔ اب جب یہ معلوم ہو گیا تو یوں سمجھو کہ معشوق کے ہونٹوں کو بٹھا کہتے ہیں۔ اور قند زور مصری اور شہد سے نسبت دیتے ہیں۔ اور لبش نکشی شہاس کی عاشق ہے۔ پس جو نکھی کہ مصری پریشانی وہ جب جاتا ہے بے تکلف اڑ جائے اور جو نکھی کہ شہد پر پہنچے گی جب وہ اڑنے کا قصد کرے گی پر بال اُس کے شہد میں پٹ جائے گے اور وہ مرکزہ جائے گی۔ پس اب یہ کتا ہے کہ میرے معشوق کے ہونٹ شیرینی میں میرے واسطے شہد ہو گئے اور رقیب کے واسطے مصری یعنی وہ چارٹ کو لطف اٹھا کر صبح و شام کھا گیا اور میں چھس کر دیں مرکزہ گیا۔

در نکشی بین و اختار و نفوذ مش

۱۰۸: ۱۱۴۹ (۷) گر بہ می انشد ہم بر خم بگر زد

دلی لازمی بھی ہے اور متعدی بھی۔ لازمی کے معنی بندی میں لگ جانا اور متعدی کے معنی مارنا یہاں زور لازمی ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہیے کہ تک شراب کو بگاڑتا ہے یعنی اگر شراب میں دلی ڈال کر ایک آدھ دن و صوب میں رکھیں تو اس میں نشہ جاتا رہتا ہے اور وہ سرکہ ہو جاتا ہے اور زخم پر اگر تک ڈالیں تو وہ کٹاؤں ڈالتا ہے اور زخم کو بڑھاتا ہے مقصود شاعر کا یہ کہ تیرے معشوق کے تک کو دیکھو اور دیکھ کر اُس تک کے نفوذ پر کتا ہمارے اگر وہ اُس تک کو شراب میں ڈال دیتا ہے تو وہ شراب میں نہیں ملتا اور زخم بگڑ پر جا لگتا ہے۔ یعنی اگر بے عمل بھی کہ شہد کرتا ہے تو وہ اپنا کام کرتا رہتا ہے۔

کیست درین خات گز خطوط شعاعی

۱۰۸: ۱۱۵۰ (۸) ہر نفس ریزہ پایہ روزن در زد

یہ خیال ہے یعنی ایک گھر میں اس کا محبوب بیٹھا ہوا ہے۔ اور اُس نے جان یا ہے کہ کوئی ہے مگر

بطریق تنہا پل بھولا جی کر پوچھتا ہے کہ آیا ۔۔۔ اس گھر میں ایسا کون ہے کہ ہم یعنی آفتاب نے اپنی سانس کے خطوط شعاعی کا رد زلوں میں چڑھا اور خطوط شعاعی کا یعنی سورج کی کرن کا بصورت سانس کے ٹکڑوں کے ہر ناظا ہے۔

دعویٰ اور ایڈوکیٹل پیری

غزوة دندان نا بر حسن گزند (۹) ۳۰۱۳۹: ۱۰۸

غزوة دندان نا اُس ہنسی کو کہتے ہیں جو جسم سے بڑھ کر چو اور اُس میں دانت چسنے والے کے دکھائی دیں۔ معشوق موتیوں کے شبنم پر ہنسا اور ہنستا کوئی اُس چیز ہے جسے جس کو اپنے نزدیک ذیل سمجھ لیتا ہے حاصل معنی یہ کہ میرے معشوق موتیوں کے شبنم پر ہنسا گویا اُس نے دعویٰ کیا موتی کچھ بھی چیز نہیں اب دعویٰ کے واسطے دلیل ضرور ہے۔ سو شاعر یہ کہتا ہے کہ میرے معشوق کے دعویٰ پر دلیل دہی ہے یعنی چسنے میں اُس کے دانت نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ شبنم جو لوگ موتی ہیں گمان کرتے تھے وہ غصہ ہے شبنم ہے کہ جو معشوق کے دانتوں میں ہے پس اسی دلیل کو سب نے دیکھ لیا اور چونکہ وہی غصہ مان لیا۔

غیرت پروانہ ہم بروز مبارک

نالہ جو آتش ببال مرغ سحر زد (۱۰) ۵۰۱۳۹: ۱۰۸

پروانہ کی غیرت دل کو بھی مبارک سمجھنی چاہیے۔ پروانہ کی غیرت وہ غیرت نہیں کہ جو پروانہ میں برہنہ ہو۔ بلکہ وہ غیرت کہ جو اور کوئی جو پروانہ پر ایسی دھک۔ حاصل سنی یہ کہ میں تو دل دات عشق میں جلتا ہوں۔ دانت کو جو پروانہ جلتا ہوا دیکھتا تھا تو کہہ کر اُس پر رشک آتا تھا۔ دل کو کوئی ایسا نہ تھا کہ تھوکر اُس پر رشک آوے۔ خواب وہی غیرت اور وہی رشک جو پروانہ پر شب کو تھا اب دل کو بھی مبارک ہو۔ یعنی میرے صبح کے نالہ سے مرغ سحر کے ہوں ہیں آگ لگ گئی اور اپنی مستی اور بخروزی میں یہ نہیں جانتا کہ میرے نالے کے سبب ہے تھوکر وہ رنج اور غصہ تازہ ہو گیا۔ جو دانت کو پروانہ کو دیکھ کر کہتا تھا۔ اب مرغ سحر کو جلتے ہوئے دیکھ کر جلتا ہوں کہ ہائے یہ تکیہ ہے کہ جو میری طرح جلتا ہے۔

مشکر جو شمع بزور می نہ شکتی

غزوة ساقی نکت راہ لفظ سوز (۱۱) ۶۰۱۳۹: ۱۰۸

نظر نکر کو بھی کہتے ہیں اور نگاہ کو بھی یہاں نگاہ کے معنی ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ میں ایسا نہ تھا کہ شراب کی تاب نہ لانا اور شراب پی کر بیہوش ہو جاتا ہو گیا کروں کہ پیئے غزوة ساقی نے نگاہ کو خیرہ اور مغلوب کر دیا جو کس پر شراب پی گئی بخروزی کا استعداد تو ہم پہنچ بھی گیا تھا نا پاد ہوش جاتے رہے۔

(۱۲) زبان بُست نازک چہ جای دعویٰ خون بست

۱۰۸ : ۱۳۹ : ۷۱

دست وی و دامنِی کہ او بجز ز د

اس شعر کا نصف و بعدانی چہ بیانی نہیں ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ اس معشر کے کہ وہ بست نازک ہے۔ خون کا دعویٰ کیا کریں کہ اس کو وقت حرم قتل دامن گدانتے وقت وہ صدر پر ہتھاکر اس کا ہاتھ ہے اور وہ دامن کہ جہاں نے گردان کر کر پر پاندھا تھا اس سے لدا لپکا کر کہہ چکا کہ وہ آپ اپنے دامن پر داد خواہ ہوا ہے پس اس کے کوئی خون کا کیا دعویٰ کہے گا۔

(۱۳) برگِ طرب ساختیم و بادہ گرفتیم

ہر چہ ز طبع زمانہ سیدہ سرزد

۱۰۸ : ۱۳۹ : ۸۰ و ۹

(۱۴) شایخ چہ بالہ گمراہ غفان گل آورد

تا کہ چہ تازد اگر صلا سے تخرزد

شاعر کہتا ہے کہ یہ دو ٹیپیدیاں بقتضائے طبیعت خاکہ برصورتِ ظاہر تراکتی ہیں شلہ لگنے لگے خاکہ کو اور ہر اکو بھی منظور نہیں کہ اس کا اس نکلے اور اس کا فائدہ ہے یہ آدمی کی دانشمندی ہے کہ اس نے اس گلاس میں چہ بہت پیدا کی۔ میں اسی طرح اظہار میں اور لکھ کے پھیل ہیں۔ شایخ گل کیا بلے کہ پھیل میں کیا خوبی ہے اور ان کی کھٹنے کو صیقل پھیل میں کیا بھر ہے۔ ہم نے اپنی نذرِ فضل سے انکو کہ شراب بنائی اور پھر لوگوں کو ہر مردِ رنگ سے اپنے کام میں لائے۔

(۱۵) کلام نہ بخشیدہ گنہ پر شکاری

۱۰۸ : ۱۳۹ : ۱۰۶

غالب مسکین بہ التفاتِ نیرزد

پگستاخانہ لینے پر دو گلاسے کہتا ہے کہ جب اس عالم میں کتنے میری داؤد نہ دی اور میری خواہشیں تو کی نہ کیں تو بس اب معلوم ہوا کہ میں لائقِ التفات کے نہ تھا۔ میں جب میں لائقِ توجہ کے نہیں تو اب عالمِ حق میں صیقل گناہوں کا مواخذہ کیا ضرور ہے۔ جب ہم سے مطالب آپ نے ہم کو دینے تو ہمارے سامنے کا بھی شہادہ نہ کیجیے۔ بلے دیکھیے۔ ہم میں التفات کی اندیش نہیں ہے۔ ۱۲ - غالب

۲۴۸ : ۳۱۶ : ۹۰ اول ماہ است از شرم تر ماہ
(۱۶) آخر شب از شبستانی می رود

اول ماہ - یہاں ماہ یعنی مہینے کے ہے اور اول سے ۹۰۸ تا تاریخ
مقصود ہے۔ اول راتوں میں بعد آدمی رات کے چاند چھپ جاتا ہے
پس شاعر کہتا ہے کہ ہنوز ابتدائے حال ہے اور قمر زایہ انور ہے۔ اور
یاد دہاں میں مدنا فرزند دولت کے تیری شرم سے آخر شب کو بھاگ جاتا ہے
اور تمام رات تیرے مقابل نہیں رہ سکتا۔ اس کو حسن تعطیل کہتے ہیں یعنی چاند کا
برائے ماہ قمری میں آخر شب غروب ہونا فروری ہے۔ شاعر نے اس کی
ایک اور وجہ قرار دی ہے۔ فقط۔

مآخذ

ابیات ۲۱ :	مآثر غالب، ص ۶ و ۷
ابیات ۲ تا ۱۵ :	خطوط غالب مرتبہ جناب غلام رسول تھری
	خط بنام مولوی کرامت علی
بیت ۱۶ :	نکودرات غالب، ص ۲۸

شرح حالی

چند صفحے کی مدد سے اس کی اور تیسرا قول کے شریک قرار دیا ہے۔

۴۱۰۲

توبہ

یعنی اگر تیرے کسی کو شہ شادمانی بخدای کے ایک شاہ قرار دیا جائے تو اس کا طریقہ حکم کیا ہوگا؟ صفت
الحی اللہ اس کا سب سے میاں کیا قرار پائے گا؟ ماحول اللہ شعرا نے تصویریں صفات اس کی کثرت زلف و گیسو اور
و کاکل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ اور چونکہ ماحول اللہ کو صوفیہ مہم محض جانتے ہیں اور مشرق کی فکر کو مشرقی مہم
قرار دیتے ہیں۔ اس لیے شاہ پر حق تعالیٰ کی فکر ماحول کے کو قرار دیا ہے۔

۴۱۱۲

توبہ

بند میں ماحول۔ مشور ہے کہ سکندراب میاں کی تلاش میں گیا تھا اگر ناکام رہا۔ کتنا ہے کہ تو زود حکومت ہے
کسی کو پائی نہیں دیتا؛ پس اگر سکندراب میاں کے نہ ملنے کے سبب ہلاک ہو جائے تو دوسرے مصر میں خدای
سے تباہی کو کیا ہے؟ یعنی خضر میاں میں خضر نے خیر صفت نذر کرتا ہے مگر تو اس کو قبول نہیں کرتا! اللہ اس لیے
اُس کو کسی طرح موت نہیں آتی۔

۵۱۱۲

توبہ

یعنی تیرے ہاں وہی سب سے زیادہ مقرب اللہ برگزیدہ ہیں جو سب سے زیادہ نشانہ حوادث و
مصائب مآلام ہیں۔

۱۰۱۱۲

توبہ

بہشت انار و زہر ہوا۔ کچھ نہ کھانا نہ پینا۔ دوسرے مصر کے یہ معنی ہیں کہ گویا میں نے شراب کا ایک
قطرہ نہیں پیا مگر نقشے میں ہر وقت چمک رہا ہوں! یعنی تو علم و عمل کچھ نہیں رکھتا مگر تیری محبت میں صفا ہوا ہوں۔

۱۲۱۳: ۳

نعت
نعت

۱۵۱۳: ۳

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لینے سے زبان میں ایسی شیرینی اور طاعت پیدا ہوتی ہے کہ دنیا
پیارے اُس کو اپنے اندھا بنا دیا۔

۷۱۴: ۴

غزل

یعنی ہمارے پیدا نہیں اس قدر گرمی ہے کہ جس طرح دھواں آگ کے اوپر ہی اڑتا ہے اسی طرح
ہمارے پدوں کا سایہ نیچے نہیں چڑتا بلکہ دھواں کی طرح پدوں کے اوپر ہی اڑتا ہے۔

۳۰۱۴: ۴

شوقی

یعنی توجہ ہمارا دل خیر سے جو چاہتا ہے ہم اسی بات کے شکر گزار ہیں؛ غیبت ہے کہ تو اس بات سے

تو آگاہ ہے کہ تجھ کو ہمارے حال کی خبر نہیں۔

امید	۷۰۷:۷
تصویر	۱۰۰۷:۷
ماشتاقانہ	۲۱۸:۷
ماشتاقانہ	۵۰۹:۸
فخریہ	۹۰۲۶:۱۹

یعنی ماہ کے تمام خادوں میری گرم نظاری سے مل گئے ہیں، پس ہیکروں کے قدم پر اسماں ہے کہ میں نے اُن کے لیے رستہ بالکل صاف کر دیا ہے۔ یہ تمام سفروں انتفاع سے ہیں جہاں جہاں ہے مطلب یہ ہے کہ نازک خیالی کے طریقے میں جہاں لگاؤ تھے وہ سب میں نے اس طریقے پر عمل کر دیا ہے اور آئینہ خانے والوں کے لیے ماہ صاف کر دی ہے۔

تمشیل حالات خود

۱۰۱۹:۸

یعنی میری مثال اُس صاف فرکی میں ہے جو لڑکی اور تو سے جلا بھنا۔ پانی کو دیکھ کر بے اختیار میں میں کود پڑا ہے اور شہب یاس کے! اور دُعا کے کنارے پر اُس کا ناز و راہ پڑا ہے جس سے یہ معلوم ہو کر یہاں کوئی صاف شدہ شہب یاس اس شخص میں غمراہ سے اپنی خاص حالات کے تغزل کے لیے یہ رہا کیا ہے گویا یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں لوگوں نے مجھ کو کائناتِ اُکمل اور قرائی سے چھپا ہے؛ ورنہ میں جیسا کہ میں ہوں سب کی نظروں سے مخفی رہا ہوں۔

مونا

۳۱۶:۸

یہ مونا کی مثال ہے؛ یعنی اگر آفت کا کھٹکا نہ لگا ہوا ہوتا تو دنیا خاصی آلام کی ہنگامہ ہے۔ مگر چونکہ یہ کھٹکا لگا ہوا ہے اس لیے یہاں آلام کے ساتھ دم نہیں لیا جاسکتا۔

نارانی

۶۱۰:۸

یعنی معلوم نہیں کہ ہمارے خرمی پر کونسی بکلی گرسنے والی ہے کہ میرے نئے جان بچانے کے لیے پہلے ہی سے اٹھ جاتے ہیں تمہیل کے چہرے میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ دوست اور رفیق کوئی ہمارے ساتھ میں شریک نہیں ہوتا۔

فخریہ

۸۱۶:۸

یعنی ہمارے خیالات اس قدر طبعیت ہیں کہ تحریر میں نہیں آسکتے؛ گویا ہمارے گوشے کی دُور میں گردِ خیال بالکل نہیں اٹھتا۔

فخریہ

۱۰۱۶:۸

یہ مکہ فطری کی طرف اشارہ ہے یعنی ہم نے شاعری خود نہیں اختیار کی بلکہ مکہ شاعری نے خود ہم کو مجبور کیا کہ ہم اس کو اپنی اپنی قراں دیں۔

شکایت

۲۰۱۱:۹

یہ خطاب خداوند حقیقی کی طرف ہے؛ یعنی کیا ہم نہ بدستی سے ترسے سر ہو گئے ہیں کہ ہم پادشہ سختی کی بات ہے؟

غزنیہ

۲۰۱۱:۹

یعنی ہم اپنا کمال دیکھ کر آپ ہی خوش ہوتے ہیں گویا ہم اپنے لیے جنت درست ہیں۔ پھر چمک بھری جنت کی کیفیت سے اور جو اس میں لذت و راحت ہے اس سے حاسد لوگ بے خبر ہیں اس لیے شک سے ان کی یہ حالت ہے کہ گویا ان پر بدترخ کا وعدہ کھلا ہوا ہے۔

تصوف

۶۰۱۱:۹

یعنی تیرے سوز اور تیری آگ کو جاننے والے بالکل اپنے اندر لے لیا ہے، اور ذرہ برابر کسی کے لیے اس میں سے حصہ نہیں چھیڑتا۔ پس ہم جو اپنے جگر کو داخل قرار دیتے ہیں درحقیقت اس پر نصرت رکھتے ہیں۔

حاشخانہ

۷۰۱۲:۱۰

زارتالی

۸۰۱۲:۱۰

رندانہ

۷۰۱۳:۱۱

یعنی ایک شراب کا بھرا ہوا ترنبا نجد کو مل جاتا ہے تو میں پھولا نہیں سماتا اور یہ کہتا ہوں کہ میں اب بے سرو سامانی کا زمانہ ختم ہوا۔

رندخانہ

۹۰۱۴:۱۱

یعنی ناہ کے ساتھ ہم پیشہ ہونے سے عار آتا ہے اس لیے میری گفتار کی یہی حالت ہے ورنہ فقری کی طرف مجھے باطلع میلان تھا۔

اخلاق

۱۰۰۱۵:۱۲

حرفیاں کا لفظ فارسی میں ایسا ہے جیسا اردو میں یار لوگوں کا لفظ؛ اور لفظی معنی اس کے ہم پیشہ ہیں جب شراب بخور کسی کو حریت یا حرفیاں کہتا ہے تو اس سے مراد شراب نجد ہوتی ہے کہتا ہے کہ ہم شراب خواروں کے شراب میں خود غنائ منع ہے دیکھو جیشیدہ جو بدھ فوجی میں ضرب المثل ہے اس کے ہاں اگر خود غنائ معنی آئینہ جیسا کہ مکنود کے ہاں تھا۔ نہ تھا

شرعی

۵۰۱۷:۱۳

میں لگ کر تسم سے تو دیگر فیروں کے ساتھ یہاں پاؤں چاہے تو اس کا خیال ذکر اور بے تکلف ہوتا ہے
پاس چلا آ کر کچھ عید فائوٹھنے ہی کے لیے پاؤں چاہتا ہے ، وہ کبھی استوار نہیں ہوتا ، جیسا کہ ہمارے
ساتھ بندھ کر ٹوٹ گیا ۔

حاشیہ

۶۱۴ : ۱۴

یعنی دماغ میں اور طعنت ہے اور وصل میں امداد ہے ۔ پس بزرگ بار بار امداد لکھ بار بار امداد ہزار کے
لفظ نے شعر کو زیادہ دلچسپ کر دیا ہے ۔ کیونکہ شاعر بادجو یکہ لغت میں دماغ اور وصل دونوں کو یکساں قرار
دیتا ہے مگر پھر بھی اپنے مطلب کی بات کو نہیں بھولا ، اور جاننے کے لیے ہزار بار اور آنے کے لیے
صد ہزار بار کا لفظ استعمال کیا ہے ۔

مستوفانہ

۱۰۱۴ : ۱۴

یعنی صومرد میں ہستی و پندار و غور کا دماغ ہے دماغ ہرگز نہ جاتا ، اور میکہ کے کی جو کچھ پر بھی ہے وہ
مستی ہے ۔ یہاں فنا ہر شیار ہو کر یعنی غفلت عالی سے کہ آتا چاہیے ہستی حاصل کرنے کے لیے ہر شیار ہو کر
آتا اس میں جو طعنت ہے وہ محتاج بیان نہیں ۔

رنگ

۶۱۸ : ۲۱۸

زرد نالی

۶۱۸ : ۲۱۸

یعنی میرا ہی اس قدر تاریک تھا کہ شام کی تاریکی اور اُس کی تاریکی دونوں مل گئیں امداد نہ معلوم کہا
کہ شام کب بھولی اور دلی کب بچھا ۔

خروس

۶۱۸ : ۲۱۸

یہ وہی خروسی ہے جو مرزا نے اردو میں اس طرح بانجھا ہے ۔

دعا

۱۰۱۸ : ۲۱۸

حاشیہ

۱۱۸ : ۱۴

یعنی جلائی کے تسم میں جو سامی عیش و طرب مایا ہوتا ہے اس سے میری بیزاری اور تپش
زیادہ بڑھتی ہے ۔ پس چاندنی جو کہ عیش و طرب کی تحرک ہے وہ میری مات کے حق میں مایہ کیسے کہ میں کا
حکم دیتی ہے ۔

غیرت

۹۱۹ : ۱۵

کتا ہے کہ میں کیسا ہی پیاسا ہوں لیکن اگر وہ یا کی سوج پر مجھ کو یہ شبہ بھی گزرتے کہ وہ دیتا ہے مجھے
دیکھ کر مٹھانی پر ٹکی ڈالا ہے تو میں غیرت کے مار سے حاصل دیا پر جان دے دوں گا مگر حق تو یہ کہ وہ گا ۔

حاشیہ

۱۲۳ : ۱۵

اس شخص اپنی نادانی اور حماقت ظاہر کرتا ہے، اگر اب انتہائے محبت میں جبکہ معشر کی طرف سے نظم و ستم و بے وفائی کی کچھ حد نہیں رہی۔ مجھے یہ خیال آتا ہے کہ انہوں نے جب میں نے دل اُس کو دیا تھا، اُس وقت معاوضہ کا عندیہ لے لیا۔ حالانکہ دل کا دینا کوئی اقتصادی بات نہیں ہے کہ جس طرح بیچ و شرا اور میں دین کے وقت شرطیں کر لیتے ہیں اسی طرح دل دینے کے وقت بھی کوئی شرط کر لی جاتی۔

نشانہ

۴۱۲۲: ۱۸

شب بدی، چوری کے لیے ہاتھوں کو پھرنا، کتا ہے کہ اگر عمر میں کو تعزیر نہ ملے تو شریعت کی شان و شوکت اور حکومت کی شکوہ ظاہر نہیں ہوتی، میں ہم جو مرکب جرائم ہوتے ہیں گویا شریعت اور حکومت کی شان بڑھاتے ہیں۔

نشانہ

۵۱۲۲: ۱۸

کتا ہے کہ میری مظلومی اب اس حد سے گہرا ہو گئی ہے کہ وہ وقت آن پہنچا ہے کہ غول جگر دے دے اس قدر آجے کہ محکم و دوس کی چکوں سے جا پھٹے۔

آندھی

۶۱۲۲: ۱۸

میں ہم دنیا کی لذتوں سے مستحق ہوتے ہیں مگر آئی میں پھنستے نہیں، جیسے وہ بھی جو قدر پریشانی ہے کہ جب چاہا اور گئی نہ وہ بھی جو شہ پریشانی ہے کہ پھر ابھر نہیں سکتی۔

نشانہ

۱۰۲۲: ۲۵

حاشقانہ

۳۱۲۲: ۲۵

یعنی جبکہ ہم خیال و درست ہی میں مست و سرشار ہیں تو وصل کی حسرت کیوں کریں، اگر آپ نہیں برستا تو نہ برستے، ہماری کھیتی خود ہی کے کنارے پر ہے۔

نشانہ

۷۱۲۲: ۲۵

نشانہ

۸۱۲۲: ۲۵

نہاد کی طرف خطاب ہے جو شراب خوار اور نشانہ بندہ سخی و دونوں کو بنا کہتے ہیں، کتا ہے کہ اگر شراب خام ہے تو بندہ سخی تو خلاف شرع نہیں ہے، اگر تو شراب کو جو ہماری نہیں چیز ہے پتہ نہیں کرتا تو بندہ سخی جو ہماری لذت و رنج کی چیز ہے اُس پر تو طعن مت کر۔

تفصیل مصرع طرح

۹۱۲۲: ۲۵

یہ غول نابا اُس نائنے کی کھٹی ہوئی ہے جبکہ قراب مصطفیٰ غلام مرحوم شعلے پر صوفی کے مکان پر مشاعرہ ہوتا تھا اور ملوثی و مصیبتی آنندہ اور موتی اور نیش و غیر ہم سب اُس میں شریک ہوتے تھے اس شعلے میں مڑانے مصرع طرح کو تفصیل کیا ہے اب اس کے یہ معنی ہو گئے کہ ہم سے جہاں طرح پر غول گھنے

کی فرمائش کی گئی ہماری طبیعت و فاسرشت دوست کے ساتھ ہی التفات سے شاد و شاد ہو جاتی ہے۔

حاشیہ:

۱۲:۳۵:۲۵

کتا ہے کہ دوست کے بغیر نہ مزایا ہے کہ اس کی تعریف کرنا کرنا اور پھر بھی قتل نہ ہوتا، اسی میں لب و لہجہ کہ کہاں لے جاؤں کہ جہاں جا کر قتل ہو۔

دعا:

۵:۳۷:۲۷

پچھلے صبح میں اپنی مشکلات کو شب تاریک و غیور کی تمثیل میں بیان کیا ہے دوسرے صبح میں کتا ہے کہ میں ہلاک یعنی قربان ہوں ہر شراب کی چمک پر کچھ بھی چمک جاتی ہے اور اس اندھیرے میں کچھ روشنی نظر آ جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ شراب جو کبھی مل جاتی ہے صرف اُس کی بدولت میرا غم غلط ہوتا ہے۔

دعا:

۴:۳۸:۲۷

برخلاف عقل و شرع کے کتا ہے کہ اسے ساقی شراب ابدال کے ساتھ بہت ہی حرام ہے تو اٹھ اور اپنا شیشہ یعنی بوتلی یا عسری ہمارے گلاس پر دے مار۔ اس شعر میں افراط و تفریط کی تصویر کشی ہے خواہ کہ چیز کا شرع پر جب کسی چیز کی طلب اور خواہش صحت سے گزرجاتی ہے تو اس بات کی اس نہیں رہتی کہ اپنے غور کے مطابق اُس کی خواہش کی جائے۔ جب پانی کی پیاس نہایت شدت سے ہوتی ہے تو پانی مار دیا کہ دیکھ کر یہ پانی ہے کہ مارا ہے دیکھ کر پانی چاؤں میں گر کر سٹون شعر شراب کی تمثیل میں بیان کیا گیا ہے لیکن اس کا مصداق ہر چیز کا شوق قرار پا سکتا ہے۔

ذکر:

۱۰:۳۸:۳۷

خدا ہے کہ انسان کی تمثیل میں بال پیدا ہونے کی قابلیت نہیں رکھتی۔ کتا ہے کہ اگر کتا شکار کی ہتھیلی میں بال بھی نکل آئیں تو میں ممکن نہیں کہ ہمارا انداز چوٹ کر اُس میں سے ریشہ نکل آئے یعنی ہماری کوششوں کا مشکورہ نہ نکلے۔

تصوف

۷:۴۰:۲۹

غلاب، صفت، ویران اور تباہ تینوں معنوں میں آتا ہے۔ دوست کام وہ شخص جس کی حالت مدہوش کی خواہش کے برعکس ہو، یعنی وہ حالت ہو، کتا ہے کہ ہم خود بھی غلاب ہیں اور دوست کی خوشی بھی ہے کہ غلاب حال میں ہم دوست کاموں کو جو کی حالت صحت کی مرضی کے مطابق ہے خدا تعالیٰ نظر دے۔

مناجات

۸:۴۰:۲۹

تصوف

۲:۴۲:۳۱

یعنی اگر تو سپرد نہیں رکھتا تو خدا ہی سے عالم کو دیکھ کر اُس کا ظاہر و باطن سب منظر اسرار میں ہے۔

تصوف
شرفی

۹۰۴۲:۳۱

۱۰۴۳:۳۲

کہتا ہے کہ عجم و ستم کے بعد اگر وہ انصاف کی طرف مائل ہو جائے تو کچھ عجب نہیں یعنی اپنے بچے
نظم یاد کر کے حیا سے ہم کو سزا دیکھلائے تو کچھ تعجب نہیں مطلب یہ کہ انصاف بھی کرے گا تو اس طرح
کرے گا کہ ہم اُس کے دیکھنے سے محروم رہیں۔

شرفی

۲۰۴۴:۳۲

خیالی چاند پکاتا ہے تاکہ اس طرح اپنے دل کو تسکین دے۔

معدت

۱۰۰۴۳:۳۲

یعنی اس شرم سے کہ اپنے تئیں غلطی سے موجود سمجھ رہا ہے اگر غالب خدا کے آگے جھک کر کہے تو
کچھ تعجب نہیں۔

غزل فقیر

۳۱۰:۲۲۴

یہ غزل مرزا نے اپنی عام طرز کے خلاف نہایت صاف اور بیخ لکھی ہے۔ راقم نے مرزا کی زندگی
ہی میں اس غزل کی کھنکس کی تھی اور مرزا صاحب کہیں لکھا ہی تھی چہ بگروہ تھیں اب تک شائع نہیں ہوئی
اس لیے مقتضائے مقام یہ ہے کہ اُس کو بھی اس غزل کے ساتھ نقل کر دیا جائے۔

اجازت خواہی لسانی محمد است میں الحیرۃ کلم بہ دہان محمد است

گروہ دگر دہی کہ از این محمد است حق بطور گزطر نہایان محمد است

آرے کلام حق بہ زبان محمد است

دانی کہ پیش چشم تو بر خیزد از حجاب کز فہد شمع پر وہ غافوس راست تاب

باشد طوبیہ شبنی عارض از نقاب آئینہ دلبہر تو سرست باباب

شای حق آشکار نشان محمد است

لطف خداست گر لبر کس نہادست تیر خداست چون ز سر کس بچہ جست

داند کہ یکہ شد نہ سے بادیت مست تیر تقاضا بر آئند وہ ترکش حق است

اما کثابہ آن ترکان محمد است

گونی اگر بے لعل ادساک وادری بین اگر بیدہ و ناک وادری

سبخی اگر میرتبہ خاک وادری دانی اگر بسمن و لاک وادری

خود ہرچہ از حق است انانی محمد است

شاید تبتک عاشق و عاشقہ جمال و خد مجنون پیاسے ملن و یق بہ فرق خود

مومن جاں احمده آتش پرورج جید ہر کس قسم ہانچہ عزیزست میخورد
سو گند کردگار بیکان محمد است

اے خاتمہ صفت حاکمت معشوق کم نگار اے دل سخن زراست تھان در صلی میار
قری از ذکر سر و نقش را نگاہ وار واعظ احدیث سایہ طوبی فرو گزار
کایجا سخن ز سرور دای محمد است

ککش پرو ماہ روانست چون تھا دیری کہ باز گشتی خورشید برقفا
بدہ است بر اشارہ ابروی مصطفیٰ جگر دو نیمہ گشتی ماہ ستام را
کان نیمہ جنبش ز سنان محمد است

آجھا کہ از مناقب عزت سخن رود و از آل و از صحابہ است سخن رود
دان کا چشمہ ز فتم حالت سخن رود و خود ز نقش مہربوت سخن رود
آں نیز نامور ز نشان محمد است

ہمت بدیع شدہ می دعالی کی شقیم غنیمت و از نگاشتنی ہا نکا شقیم
چون کام و سب فرخند و نقش زرا شقیم غائب شای خواجہ بہ یروان گز غنیمت
کان ذات پاک مرتبہ دین محمد است

شونی

۹۱۲۹:۳۶

شونی

۱۱۵۱:۳۸

کتابچہ میں جو رقیب کا خیال دل میں نہیں لاتا۔ یہ دور یعنی کی بات ہے کیونکہ میرے دل میں ہر وقت
دوست رہتا ہے اگر رقیب کا خیال دل میں آئے گا تو گویا رقیب دوست کے ساتھ ہم نفس ہو جائے گا۔

شرنی

۵۱۵۱:۳۸

ماشتانہ

۱۱۵۲:۳۹

ماشتانہ

۹۵۲:۳۹

چونکہ صاحب نزک معشوق کی نصیحت کرتا ہے اس لیے معشوق کا نام عاشقی کے ساتھ اچھی طرح نہیں لیتا
شاعرنا صحیح کی طرف خطاب کر کے کہتا ہے کہ میری جان تجھ پر قربان ہو اتنے کہ کس کا نام لیا ہو کہیں لطافت
اور لذت ہو گی ہر کہ تیرے بیان میں نہیں ہے ہمیں جس طرح اُس کا نام لینا چاہیے تھا اگر کسی طرح تو بھی وہ
نام لیتا تو کیسی لطافت اور لذت تیرے بیان میں ہوتی۔ مگر چونکہ صاحب نے بڑی طرح سے اُس کا نام لیا تھا
اس لیے کہتا ہے کہ وہ کیسی لطافت ہو گی جو تیرے بیان میں نہیں ہے۔

ماشتانہ

۱۰۰۵۲:۳۸

معشوق نے مُنہ سے کچھ نہیں کہا مگر اُس کی نگاہ

یا جسم یا کسی دارا سے اس کے انکسار یا وصل کی امید بندھی ہے پس کتنا ہے کوثر کے سلاب کی غاموٹی سے میرا دل اس قدر کیوں امیدوار ہے تو نے اُس زبان سے جو تیرے مزین نہیں ہے کیا کہہ دیا ہے جس سے اُس کو امید بندھی ہے

ماشاء

۱۱۰۵۲ : ۳۸

اخلاق

۵۰۵۲ : ۳۹

”دوسرے مصرع میں عربی کے مضمون کو اٹا ہے اُس نے اس لحاظ سے کہ دنیا کے اوپر کی سطح سے راحت حاصل ہوتی ہے اور دنیا کی بندھی ہوئی پٹھ سے وہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے جو آگ میں جل جانے سے ہوتا ہے۔ یوں کہا تھا ”مدی دیر یا مسلیل وقمر دیر یا قنل ست“ مرزا کہتے ہیں کہ جا کا خوف خود بلا سے زیادہ سخت ہوتا ہے چنانچہ دیر یا مس انسان جب ہی تنگ ہے یہی وجہ ہے جب تنگ کو ڈوب جانے کا اندیشہ ہوتا ہے جب ڈوب گیا پھر کہہ گا ”بے یونی“ یا ”نیں رہی“ پس یوں کتنا چاہیے کہ ”قمر دیر یا مسلیل“ مدی دیر یا قنل ست“

شرفی

۹۰۵۲ : ۳۹

جو لوگ شراب طہور کی امید پر دنیا میں خراب نہیں پیتے وہ گویا جو شراب آج نہیں پیتے اُس کو کل کے لیے رکھ چھوڑتے ہیں پس اُن سے کہنا ہے کہ ”پاک خرام و نہ“ یعنی سب آج ہی پیو، اُسے اور کل کے لیے مست رکھو! کیونکہ شریعت میں شراب آج تو پانی ہے اور کل وہی آگ ہو جائے گی۔

تصوف

۶۰۵۴ : ۴۱

تصوف

۱۰۰۵۶ : ۴۱

یعنی جب حسن اور نسبت قری ہو جائے تو چہ آفتاب ظاہری کی توقع نہ رکھیں چاہیے: ”کیونکہ قیامت کی طرف پشت کرنا ہر ایک کے لیے خلاف ادب ہے: اگر ظاہر ابھڑے تو قیامت مضبوط ملحق ہے اُس کی پشت ہمیشہ قبلہ کی طرف رہتی ہے۔“

شرفی

۱۰۲۸۲ : ۲۲۰

تصوف

۷۰۲۸۲ : ۲۲۰

جہاں سے ماں یعنی بھائی دار میں بحث و جدال کو نہیں رکھنے دے اور میٹھا سنے میں جا کر وہاں نہ جھلکا جھگڑا ہے نہ فک کہ قصہ ہے جہاں سے مراد جنگ جہاں ہے جس میں حضرت عائشہ جہاں میں اونٹ پر سوار ہو کر حضرت امیر سے رشتہ لگاتیں۔ فک ایک کھجور کا باغ تھا جس پر حضرت سیدہ کلابہ رافا ظفر سوار تھیں حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں وراثت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ دعویٰ جھگڑے جھگڑاؤں سے بے شمار احوال کے لیے بھی پختہ شیعروں میں ہمیشہ سرچشمہ شال رہتی ہے۔

۴۴ : ۸۱۶۷

یعنی جب تک میں اپنے تئیں چھپاتا تھا حامدوں کو کچھ آزار نہیں پہنچتا تھا۔ اب عل الاطلاق اپنے بڑی ہر کرنے لگا ہوں گی اب حامد کی میں پر رحم باقی نہیں رہا۔

۴۴ : ۱۰۱۶۱

بے ماضی

۴۴ : ۱۱۶۲

ماشتانہ

یعنی اے بھلے تو اپنے نالائخونی کے سبب ضیق میں نہیں ہے، جب چاہتی ہے نالاکرتی ہے پس تو آسم سے زندگی بسر کر کر تیرا یا میں کو مشکل پسند نہیں ہے بخلاف ہمارے کہ ہم کو دہنے اور فریاد کرنے کی ہدی ہے، اعلیٰ لکھ نالائخونی سے دل بھرا ہوا ہے۔

۴۴ : ۷۱۶۲

تصوف

یعنی جو لوگ اعلیٰ و آسمانی کے چند سے ہیں گرفتار ہیں اُن کا سفر کچھ لمبا چڑا نہیں ہے اُن کا مشتائے تسوٹ طوبی کے سایہ میں آرام کرتا ہے۔

۴۹ : ۱۰۷۰

شکایت سخن

۴۹ : ۱۰۰۷۰

قیمت سخن

۵۱ : ۱۰۷۲

فقر

۵۱ : ۳۱۷۲

فقر

۵۱ : ۲۰۷۲

فقر

۴۳۱ : ۲۸۲۲

مندانہ

۴۴۱ : ۲۸۲۲

مندانہ

یہ خطاب تاج کی طرف ہے۔

۴۴۱ : ۲۸۲۲

ماشتانہ

۴۴۵ : ۷۰۳۱۱

تصوف

یعنی ہم کو آگے جانے کی جلدی ہے ہم سایہ و سرچشمہ میں طوبی اللہ کو شریا رام نہیں لے سکتے۔

۴۴۵ : ۸۰۳۱۱

تصوف

۴۴۵ : ۹۰۳۱۱

شوقی

۵۲ : ۲۰۷۲

مندانہ

۵۲ : ۱۰۰۷۲

شوقی

۵۲ : ۷۰۷۲

مکشی

یعنی دوستوں کا مزد دیکھنا اور اُن سے تعارف پیدا کرنا نہیں چاہیے تھا! کیونکہ جو منافق ہیں ان کا ملنا ناگوار ہے اور جو منافق ہیں اُن کی بھلائی کچھ ہے۔

ادب

۸۱۷۵:۵۲

یعنی برائیت میں سے جو کچھ آسمان سے نازل ہوا وہ انسان نے اٹھایا گویا جب شراب جام میں نہ سما کی تو خاک پر گر پڑی۔ خاک کا غلط انداز کے لیے اور جام آسمان کے لیے کسی قدر مناسب مائع ہوا ہے اور باران انتہا میں پڑا لگا گیا اُس کی تھلی اُس شراب سے جو زیادہ چھلکنے سے نہیں پرگر پڑے۔ کیسی لطیف و پاکیزہ تھلی ہے!!

تصوف

۱۰۱۷۷:۵۲

خدا جنت کو کہتے ہیں۔ قفس اور دام دونوں جانور کے لیے تکلیف اور اذیت کے مقام ہیں جہاں کڑا جانور تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے اور اس کے بال و پر گر جاتے ہیں۔ یہاں قفس اور دام سے دنیا انسان کی لٹکیت ہو رہی ہے کہ قفس اور دام پر کچھ الزام نہیں ہے بلکہ پر گرنے ہی کے لیے بنے ہیں اور جانور مرنے ہی کے لیے پیدا ہوا ہے۔

تصوف

۱۱۰۷۷:۵۲

یعنی قفس اور دام دونوں دشمن ہیں اُس میں چتے بھڑکتے ہیں تو اُس میں پھول بھڑکتے ہیں۔

ماشاۓ

۷۱۷۸:۵۵

یعنی موت کے نئے تو یک وقت ہمیں ہے اُس سے قطع نظر کہ اور یہ خیال مت کر کہ اب تک حوا کیوں نہیں بکھریہ دیکھ کہ اب تک زندہ کیوں کر رہا اور کیوں کر جوانی کے رنج اور تکلیف کو برداشت کیا۔

نقد

۸۱۷۸:۵۵

اصل۔ پیدائش شراب، پسند، شراب، اگر وہاں وہ شے جس کو گرو دیکیں، جاننا حرام وہی بلا کپڑا ہر خاک رکھنے کے تم ہوئے ملک حاجی پہنے رہتے ہیں۔

ماشاۓ

۲۱۸۱۷:۵۶

دلو۔ راکھ۔ پھلا سو ختم لازمی۔ دوسرا سو ختم متدی۔ کتا ہے میں بل تو ضرور گیا مگر معلوم نہیں اُس نے کس طرح مجھے بلادیا، نہ کوئی چنگا اُٹا اور نہ راکھ باقی رہی۔

ماشاۓ

۳۱۷۸۹:۲۲۲

دوست کو حوصلے۔ بادہ کو کرشمے۔ اور غفلت کو دلا اسلام یعنی جنت سے تشبیہ دی ہے۔

نقد

۴۱۷۸۹:۲۲۲

شرعی نقد

۸۱۷۸۹:۲۲۲

شرعی

۹۰۲۸۹:۲۲۲

یعنی اگر ہم نے نیکی کی ہے تو وہ تیری ہی طرف سے ہے اُس کی اجرت ہم نہیں چاہتے اور اگر ہم بد ہیں تو تیرا فضل ہمیں تیرے بنائے ہوئے ہیں پھر سزا کس لیے ہے۔

شرعی

۱۰۴۸۹:۲۲۲

یعنی غالب کے گھر میں صرف ایک چائنا خزانہ اور ایک مصحف تھا اور کچھ نہ تھا پس اُس نے اُن کو لکھنے پر نہیں دیا تو شراب کا بیاد کیوں چڑھتا پھر تا ہے۔ بہم فروخت کے خطا میں یہ شرعی۔ مگر جس کے کہ لکھنا ایک ساتھ نہ فروخت کیا ہوگا تو شراب کی قیمت نہ ادا ہو سکے گی۔

ماہنامہ

۲۰۸۳:۵۸

یعنی دعا گو فرما جو مشرق کے علم سے کام لے گا وہی ہو اُس کو خدا کی مراد میں بھی مزا نہیں آتا۔ بظاہر یہ ایک شاعرانہ شرعی معلوم ہوتی ہے، مگر درحقیقت یہ ایک ٹیکٹ ہے جو ہر آدمی کے کوپے میں پیش کر دیتا ہے۔ ہر آدمی لوگ سب ذہین گویا کرتے ہیں، جہاں کے حد سے، رشک کی جلیں، ذلت و بے آہدی، مسالین کی بے انتقامی و بے اعتنائی وغیرہ سب کچھ سمجھتے ہیں مگر ہر آدمی سے باز نہیں آتے اور پادشاہی و عظمت کا طریقہ جو باعث خوشنودی خدا ہے اُس کو اختیار نہیں کر سکتے۔

شرعی

۱۴۰۸۳:۵۸

شرعی

۳۰۸۹:۹۲

یعنی میں پیدا تو عجم میں ہوا ہوں اور میرا مذہب عربی ہے میں اگر اصول مذہب سے واقف نہ ہوں تو کچھ کو معذور سمجھنا چاہیے۔

ترک فضول

۴۰۸۹:۹۲

دوسرا مصرع مشکل ہے پہلے مصرع کے معنوں کی یعنی انگوری شراب چاہیے جس سے جیشید کا سایش حاصل ہو یا قوت کا پیاں جس سے جیشید کی شامہ نہ شگفت نکلا ہو اگر نہ میسر ہو تو نہ سمی۔

فخریہ

۸۰۸۹:۹۲

یعنی جس کو دیکھیے اپنے من کی طرف مائل ہے۔ چنانکہ شرافت نسب میں کوئی میری مثل نہیں ہے اس لیے میری طرف کوئی مائل نہیں، اور یہی میری جگہ کسی کی وجہ ہے۔

تصوف

۱۰۳۱۲:۲۲۵

اس تمام غزل میں مشرق حقیقی کی طرف خطاب ہے۔

تصوف

۲۰۳۱۲:۲۲۵

یعنی یہ کہیں کہا جاتا ہے کہ جام جو میں بنا جیشید کے عہد میں تھا اور آئینہ سکندر کے عہد میں کیونکہ جو کچھ

جس زمانے میں گزرا وہ تیرے ہی زمانے میں تھا۔

تصوف

۲۲۴۵: ۳۱۲

یعنی تو جو تمام عالم پر محیط ہے اس کا نتیجہ ہے کہ ہم میں تو جگہ میں، مگر ہمارا سر ترے آستانے

پر ہے۔

تصوف

۲۲۴۵: ۳۱۲

یعنی کیا یہ بات نہیں کہ جو کچھ میٹر ازم سے لوٹ کر لے گیا ہے وہ تیرے خزانے میں موجود ہے؟

تصوف

۲۲۴۵: ۳۱۲

اس شعر میں مختصراً اپنے خیال کی بلند پروازی کا اظہار ہے اور اصل مقصد یہ ہے کہ جو کچھ ہے وہ تیری ہی طرف سے ہے یعنی اگر میرا خیال اپنی حد سے تجاوز کر کے عالم بالا کے اسرار و حوامض میں داخل دیتا ہے تو میرا کی قصور ہے، تیرے تازیانے نے گھوٹے کو تیز رفتار کر دیا ہے۔

شعری

۱۳۱۱۰۰: ۷۴

تصوف

۲۱۰۱۱: ۷۴

یعنی سالک جب تیری ماہ میں قدم رکھتا ہے اور پہلی منزل قریب ٹھم ہونے کے ہوتی ہے تو محنت و محنت مشکلات اور امتحانات کا سامنا ہوتا ہے جب یہ مرحلے طے ہو جاتا ہے اور دوسری منزل شروع ہوتی ہے تو لذت قرب حاصل ہونے لگتی ہے جو رشتہ نداد ماہ کے کھانے کے جڑھنے کی محنت بندھ جاتی ہے۔

تصوف

۳۱۱۱: ۷۴

تصوف

۵۱۱۱: ۷۴

یعنی ہمارا مادی شراب سے مست نہیں کرتا بلکہ اپنی عطا و بخشش سے مست کرتا ہے۔ چونکہ وہ ہر وقت پہلے سے زیادہ دیتا ہے اس لیے پہلا دیا ہوا بھول جاتے ہیں اس کے احسان کے نشے پر شراب کا نشہ غالب نہیں آئے پاتا۔

اخلاق

۱۱۱۰۲: ۷۵

یہ مضمون مرنا کے حسب حال ہے اور عموماً مسلمانوں کی حالت پر صادق آتا ہے اول عیش و عشرت اور پھر فری تیل گڑھی کی تک۔ زناعت اور باغ کی مثالیں قصہ مشرق کے مطابق واقع ہوئی ہے۔

اخلاق

۹۱۰۴: ۷۵

یعنی جو کچھ دنیا میں غفلت اور فساد اور جنگ و جدال اور شہد و قرقا ہے وہ انسانی ہی کے دم سے ہے۔ اگر حضرت انسان نہ ہوتے تو تمام عالم میں شام ہوتا۔

۱۲۱۱۰۲: ۷۵

موسے پاک صافی کو کہتے ہیں۔ باقی شعر کے معنی ظاہر ہیں۔

تصوف

۲۱۱۰۴ : ۷۶

اس شعر میں مشرق حقیقی کی طرف خطاب ہے اور اس حدیث کے مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ
ہذا الدنیا ایام و ہر کم نفعات الا فقر و مصائبہ۔

اخلاق

۳۱۱۰۴ : ۷۶

یعنی اے داغ اب تیرے ظاہر ہونے کا وقت آگیا کیونکہ نیک جو تیرے طول کھینٹنے اور ترقی پانے
کا باعث ہے مجھے اُس میں حیرانے لگا ہے اور اسے صد تیری ہی آئی ہے کیونکہ مجھے دہائے نیک آئے
لگے ہے۔

آزادی

۱۲۱۰۴ : ۷۷

عشق

۳۱۱۰۴ : ۷۷

یعنی وہ سراپ جو صحرا میں چلے اُس آنکھ سے بستر ہے جو تر نہیں ہے۔

شوق

۹۱۱۰۴ : ۷۷

قطرے سے مراد قطرہ زمیں ہے۔

تصوف

۱۱۱۰۵ : ۷۷

تصوف

۲۱۱۰۵ : ۷۷

فخریت

۳۱۱۰۵ : ۷۷

فخریت

۴۱۱۰۵ : ۷۷

فخریت

۵۱۱۰۵ : ۷۷

فخریت

۶۱۱۰۵ : ۷۷

دندان

۷۱۱۰۵ : ۷۷

زاد نامی

۸۱۱۰۵ : ۷۷

امیر کے چہ شعروں میں اس بات کا بیان ہے کہ قضا و قدر سے جو کچھ عرب کی فتوحات کے وقت بلجے
پھینتا اُس کے عوض میں بلجہ کو کریم بھی ادا صل ہوں کچھ نہ کچھ دیا۔ جب آنکھ مل کر سارے ہو گیا، تو بلجے
آتش کی جگہ فتن یعنی زبان دی۔ اور جب تجرانہ کر گیا تو بلجے ناقوس کی جگہ آہ و فغاں دی۔ شاہان عجم کے مجتہدین
کے مرقی آثار بلجے اور اُس کے عوض میں بلجے غار گنجینہ نشان عنایت کیا۔ اسی طرح ترکوں کے سر سے تاج
لوٹ لیا، اور تاجہ کو شاعری میں اقبال کی فی مرحمت فرمایا۔ پھر کہتا ہے کہ سوئی تاج میں سے تو توڑ لیے اور علم و
دانش میں جڑ دیے۔ یعنی جو کچھ علی الاعلان مرثا تھا وہ بلجے چلے سے دے دیا اور آتش پستوں سے جو شراب

جیسے دل وہ ماہِ رمضان کی شب جمعہ کو بجے پلائی۔ خلاصہ کہ پاریں کی ہر کچھ پر بھی ٹوٹی تھی اُس میں سے نہاں
بجے کو فریاد کرنے کے لیے دے دی۔

ماشتاق و معشوقان

۱۴۳۳: ۲۴۶

یعنی دل لیا ہے تو فرد اس کے عرض میں کہہ اُس سے وصول گا، کیونکہ اچھے رنگ ایسا کام نہیں کرتے
کہ کس کو نقصان پہنچے۔

تصرت

۲۴۶: ۱۴۳۳

تصرت

۲۴۶: ۱۴۳۳

شعرا نے معشوقین پر درخشاںات و میکے سے اکثر غنائقادیہ مقام جہاں فقر و فاقا کی تعلیم ہوتی ہے
مرا لیتے ہیں، اننا نشان دید میں پہنچ کر گم ہو جانے سے مراد ہے اس کی تشبیہ اُس صدا سے جو ہر سے آدی کے
کان تکس پہنچ کر گم ہو جاتی ہے کس قدر یلغ تشبیہ ہے۔

اعزاز نفس

۲۴۶: ۱۴۳۳

اپنے اعزاز نفس کا اعتراف ہے یعنی اگر عزت کے ساتھ قید کرو تو مجھے قید ہونے سے کہہ انکا نہیں ہے
میں یہ امید نہ رکھوں کہ میں ماننے کے لیے اس سے جہاں میں پھنسون گا، نہیں بلکہ نفس کو اتنا لپکا کر دو کہ میرے
گھر سے تک پہنچ جائے، میں نفس میں فرما چلا آؤں گا۔

ماشتاق

۲۴۶: ۱۴۳۳

خط انہماک میں تیر کو کہتے ہیں جو خطاک کے غیر مقصود بلکہ جانگے پر کہ عشاق مستحق کے تیر کے مشتاق
ہوتے ہیں اس لیے کہتا ہے کہ ایک تیر تو اُس کا اگر لگا ہے مگر میں نہیں کہ اپنی خواست طالع کے خیال سے
خط انداز سمجھتا ہوں۔ اب اگر دوسرا تیر میں لگا ہے اگر لگا تو میں سمجھوں گا کہ پہلا بھی امداد سے لگایا گیا تھا۔
دند میرا خیال جو پہلے تیر کی نسبت تھا یہ صحیح ہو جائے گا اوسا امید بالکل باقی نہ رہے گی۔

دعا

۲۴۶: ۱۴۳۳

یعنی اگر پارسیوں پر غلبہ اور حکومت حاصل ہونے کی امید نہیں ہے تو ان کا مذہب اختیار کرے کیونکہ
اس صحت میں اگر شرابِ جزیر میں نہ آوے گی تو ہمیں اور سوغات میں ضرور آوے گی۔ اس شعر میں گویا یہ ظاہر کرنا
مقصود ہے کہ آتش پرستوں پر غلبہ و استیلا حاصل کرنے کی علت خالی نہیں ہے کہ جیسے میں شراب آیا کرے۔
میں جب فکر کی امید نہ ہو تو لاچار کیش نفس اختیار کرنا چاہیے، تاکہ اگر جزیرے میں نہیں تو یہ وہ زمانہ ہی میں شراب
وصول ہو کرے۔

ماشتاق

۸۳: ۱۱۱۱

نارنگی

۸۳: ۱۱۱۱

جب کشتی سورج کے پتھروں سے ٹوٹ جاتی ہے تو اس کے ٹکڑے کو پانی سے نکال کر آگ میں ایندھن کی جگہ جلاتے ہیں۔ اپنے نہیں کہتے ہے کہ میری مثال بھی اسی کشتی کی سی ہے کہ ڈوبنے سے بچا تو آگ میں جھونکائی۔

تصوف

۸۵ : ۶۱۲۷

نورانی

۸۵ : ۱۰۰۱۱۷

دنیا

۸۶ : ۱۰۰۱۱۸

یعنی کسی حالت میں آدمی دنیا کے غمخواروں سے نجات نہیں پاسکتا اگر کاغذ پائوں سے نکل گیا تو پائوں داس میں الجھے گا۔

ترک بحث و جدل

۸۶ : ۱۳۰۱۱۸

ترک سادہ مابین غالب جہانیک بھولا بھالا ترک ہے۔ یہ ایسی ترکیب ہے جیسے مرساے میں اور فرادوس میں خود میں۔ بافتیاں برتن می آید۔ یعنی مولویوں کی دلیوں اور جھٹوں سے عمدہ برائیاں ہو سکتا۔ ہانکے برنیا مدنی کے معنی ہیں اس سے نرہ اور عمدہ برآء ہونا۔

تصوف

۸۶ : ۸۰۱۱۹

یعنی چمک میرے دل سے تجھ کو جاتا ہے جیسا کہ توجہ اور میری آنکھ نے تجھ کو دیکھا ہے جیسا کہ توجہ ہے اسی لیے دل اور آنکھ دونوں کو کھو بیٹھا ہوں میں میرے اس کام کی دلدہی دے گا جو میری طرح تیرا ہر دہانہ اور ہر جہی ہوگا۔

تصوف

۸۶ : ۹۰۱۱۹

ماشتاقانہ

۸۷ : ۶۰۱۲۰

یعنی تونے رقیب کی سخن مادی سے پھر دھڑکا کھایا تھا؛ مگر شک ہے کہ اس کی سخن مادی دیکھ کر ہماری خاموشی تجھ کو یاد آگئی۔ جس سے تجھ کو یہ خیال ہوا ہر گاہ کہ مجھے عاشق تیرے کچے نہیں کہا کرتے۔

ماشتاقانہ

۸۸ : ۱۰۱۲۱

یعنی نصیب کی گردش کا شکوہ کرتے وقت آنکھ آسمان کی طرف تھیں۔ اور باتیں تجھ سے کر رہا تھا۔ ایک خاص حالت کی تصویر بہت عمدہ معقولہ میں کھینچی ہے۔

ماشتاقانہ

۸۸ : ۴۰۱۲۱

تصوف

۲۲۳۶ : ۱۰۲۹۰

مشرق حقیقی کی طرف خطاب ہے۔ سکند سے مراد پادشاہ فاتح؛ اور دلا سے پادشاہ مہمترج۔

تصوف

۲۲۳۶ : ۳۰۱۲۹

یعنی اگر میں آفتاب کی پرستش کروں تو وہ بھی درحقیقت تیری ہی پرستش ہے، جیسے بھول ہر روز

یعنی عرب کا سفر ہی گزرتا نہایت عمدہ ہے بشرطیکہ سفر ہی جو کچھ نظر سے گزرے اُس پر انسانی فریفتہ نہ ہو جایا کہے۔

ماشتاق

۲۰۱۲۵ : ۹۱

کتابہ کے دہلی کی حالت میں سرانی اس قدر زیادہ ذکر کریں اُس کی خوشی کا غفلت نہ کر سکن اور خوشی کے بارے میں جڑوں کی گونج پر ایستہ کے لیے وہ پانی موت ہے جو سر سے گزر جائے۔

تصوف

۹۱۲۹۱ : ۲۲۶

تصوف

۱۰۰۲۹۱ : ۲۲۶

بلکہ گوشہ دار ہم۔ یعنی ابراہیم ہی ادہم کہ اُن زخموں سے جو تیرے شوق کی ٹھنڈی بربستی ہے ایک خراش سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور جو بھول اور بھول تیرے فیض کے طوبیٰ سے جھڑکتے ہیں اُن میں سے صرف ایک ہر وہ بھول کا عذاب مریم تک ہو چکا ہے۔

شرعی

۴۰۳۰۲۹۱ : ۲۲۶

خواجہ کا لفظ فارسی میں اکثر ایسے مقام پر جاتے ہیں جیسے طنز کے موقع پر ادویہ تیسرے شخص کے لیے آپ یا حضرت جاتے ہیں۔ کتابہ کے کہ آپ آدم کی میراث میں فردوس کے طلبگار ہیں۔ بلا مزا ہوا کہ آپ کا مسئلہ نسب آدم تک نہ پہنچے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے اخلاق و اعمال امتیازت سے اس قدر مجید ہیں کہ ممکن ہے آدم کی نسل سے نہ ہوں۔

تصوف

۸۰۱۲۴ : ۹۲

ماشتاق

۱۳۱۱۲۴ : ۹۲

نایابی دعا

۳۱۱۲۴ : ۹۲

شرعی

۱۰۲۹۲ : ۲۲۴

تصوف

۱۰۱۲۳ : ۹۴

ستم لطف نما

۵۱۱۲۳ : ۹۰

ہشہ فرید و دھوکا کھانا اور فریب میں آجاتا یعنی آسمان کی سرانی کے دھوکے میں نہ آتا کہ یہ عیار بے سمت کو چاہ سے اس لیے نکالتا ہے کہ بازو میں لے جا کر بکواسے۔

تصوف

۵۱۲۱۶ : ۲۲۸

نادرانی

۲۰۲۱۵ : ۱۲۸

نادرانی

۱۰۱۲۴ : ۹۴

ہجڑاری شوق

۹۱۱۲۴ : ۹۴

ہے اس لیے فریضہ تھا کہ ان کی آنکھیں پل سے مشابہ تھیں۔

ماشقاۃ

۵۱۲۹۰ : ۲۲۶

یعنی نگرہاں کا قلم اس طرح ہے صبر کرنے والا ہوا تو دوست کا شکوہ ضبط نہ کیا جائے گا۔ بیان تک کہ اُس کو دشمنوں سے بھی نہ چھپا سکوں گا۔

صیبت

۱۰۱۲۹۰ : ۲۲۶

تصوف

۴۱۱۲۲ : ۱۸۸

یعنی سکندہ کو ایک بے حقیقت پانی کے گھرنٹ سے محروم رکھا اور میکہ سے کافر شراب جیسی ناپاب چیز کا تو نیا بھر کر لے گیا۔ مطلب یہ کہ بادشاہوں کو وہ دولت نصیب نہیں جو میکہ سے یعنی خانقاہ کے اوتی گداؤں کو نصیب ہے۔

تصوف

۹۱۱۲۲ : ۱۸۸

یعنی جب وہ تھوڑے تھوڑے کو ضبط کروں تو ایک دفعہ تو وہ نے کی اجازت دے گا کہ اُس ضبط کے ذہر کی گڑاوا ہسٹ ایک دفعہ بدک حق سے وعدہ کروں۔

ماشقاۃ

۳۱۱۲۲ : ۹۰

ایک معقول بات کو محسوسات کے لباس میں ظاہر کرتا ہے۔ مطلب تو یہ ہے کہ اُس کے شکوے سے اس قدر بھرا ہوا ہوں کہ شاید اُس کو ضبط نہ کر سکوں مگر اس کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ اُس کی پیادہ کا شکوہ دل سے اس جوش کے ساتھ اُچھ ہے کہ منہ پر جو مرکب لگی ہوئی ہے کہیں اُس کے دیکھے میں نہ جائے۔

جناکشی

۲۱۱۲۲ : ۹۰

یعنی میں نے ایسی مادہ ساز طے کی ہے کہ اگر بدن کو جھاڑوں تو گرد کی جگہ جہاں بدن سے جھڑ جائے۔ یہ تیش ہے اُس محنت و مشقت کی جو نگر شعرا اور نگیل جن سخن میں قائم نے کی ہے۔

ماشقاۃ

۸۱۱۲۲ : ۹۰

عجب و غریب تشبیہ اور نہایت عمدہ خیال ہے اور نہ خیال ہی نہیں بلکہ فیکٹ ہے۔ تاہم ہے کہ جب معشوق میرا ہی ہو کہ عاشق کی پسنش حال کرتا ہے تو اُس وقت عاشق مجھ کا دل بھرتا ہے اور وہ شکایت کرنی شروع کرتا ہے۔ پس کہتا ہے کہ تو میری پسنش بدل کے وقت شکایت سے لے کر کوئی نہ کر ! کیونکہ تو جو پسنش حال کرتا ہے تو گویا میرے زخم میں ٹانگے لگاتا ہے ! اور ٹانگے لگاتے وقت کسی قدر خون کا پکنا ضروری ہے۔ پس یہ شکایت وہ خون ہے جو زخم کے پیستے وقت چپکا کرتا ہے۔

سفر

۱۱۱۲۵ : ۹۱

یعنی ہر کافر کی گونا گونا گوتی حد ہے بشرطیکہ سفر میں جو کچھ لٹکر سے گزرسے اُس پر انسانی فریضہ نہ ہو جایا کسے۔

ماشقانہ

۲۰ : ۱۲۵ : ۹۱

کتاب ہے کہ وصل کی حالت میں مریانی اس قدر زیادہ ذکر کریں اُس کی خوشی کا ثقل نہ کر سکوں اور خوشی کے واسطے مرجائے یا کیونکہ پیادے کے لیے وہ پانی موت ہے ہر سورت گزرا جائے۔

تصوف

۹۰ : ۲۹۱ : ۲۳۶

تصوف

۱۰۰ : ۲۹۱ : ۲۳۶

بلکہ گوشہ آدمیم۔ یعنی ابراہیم ہی اور ہم کراں زخموں سے جو تیرے شوق کی ٹھہری برساتی ہے ایک خراش سے زیادہ نہیں پہنچی اور جو بھول اور بھول تیرے فیض کے طوائف سے جھڑکتے ہیں اُسی میں سے سورت ایک ہر اکا جھوٹا خواب مریم تک پہنچتا ہے۔

شوقی

۲۲۶ : ۲۹۱ : ۳۰۳

خارج کا لفظ نادرسی میں اکثر ایسے مقام پر جوتے ہیں جیسے طہر کے موقتہ پادری میں قیصر شمعوں کے لیے آپ یا حضرت جوتے ہیں۔ کتاب ہے کہ آپ آدم کی میراث میں فرودس کے طبقہ کار ہیں۔ چار مزا ہوا کہ آپ کا مسئلہ نسب آدم تک نہ پہنچے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے اخلاقی معاملات انسانیت سے اس قدر جید ہیں کہ لیکن ہے آدم کی نسل سے نہ ہوں۔

تصوف

۹۲ : ۱۲۵ : ۸۰

ماشقانہ

۹۲ : ۱۲۵ : ۱۳۱

نیا پانی دعا

۹۲ : ۱۲۵ : ۳۰

شوقی

۹۲ : ۲۹۲ : ۱۰۲

تصوف

۹۶ : ۱۲۳ : ۱۰

ستم طفت نا

۹۰ : ۱۲۳ : ۵۰

مشوہ فریدی و صحرانہ کھانا اور غریب میں آجاتا یعنی آسمان کی مریانی کے دھوکے میں نہ آنا کہ یہ حیار برصورت کو چاہ سے اس لیے نکلتا ہے کہ بازاری میں لے جا کر کھواسے۔

تصوف

۸۸ : ۲۱۶ : ۵۰

نار نالی

۸۸ : ۲۱۶ : ۲۰

نار نالی

۹۶ : ۱۲۳ : ۱۰

پتھر ادا کی شوق

۹۶ : ۱۲۳ : ۹۰

یعنی شرق کو دس میں ہی تمام نصیب نہیں۔ اسی لیے ذیل کو چھ میں آرام ہے اور نہ پروانے کو شمع کی موجودگی میں قرار ہے۔

۱۰۱۳۵ : ۹۸

کتاب سے کہ جرات دل سے نہیں نکلتی وہ کچھ اثر نہیں کرتی۔ پس کچھ وہ زبانِ برخونچکان یعنی مدد دل سے بھری ہوئی نہ ہو۔

۲۰۱۳۵ : ۹۸

حکیم سے مراد خدا ہے کتاب ہے کہ مائی توانا نہ سے نیا وہ نہیں دیتا اور شراب یعنی دولت و دنیا باریت خدا ہے مگر میں اپنی بدخولی اور دنیاہ طلبی سے اگر شراب کا پیالہ بکا پاتا ہوں تو غصے ہوتا ہوں۔

۶۰۱۳۵ : ۹۸

تادمہ ہے کہ جب آدمی کہیں سفر کو جاتا ہے تو وہاں سے کچھ سوغات و جویہ وادھان لے کر وطن واپس آتا ہے کتاب ہے کہ میں اپنے آپ سے تو جا چکا ہوں اب یہ چاہتا ہوں کہ واپس پھر کر اپنے آپ سے آؤں تو دوست یعنی حق کے سوا کوئی سوغات لے کر نہ آؤں۔

۷۰۱۳۵ : ۹۸

یعنی ہن کا ناتو جرتیں کی طرف چلتا ہے یہ سادیاں کی طرف سے نہیں ہے بلکہ اس وقت اُس کی باگ تصرف شرق تیں کے ہاتھ میں ہے وہ بدھریا ہوتا ہے لے جاتا ہے۔

ماشتاز

۱۰۱۳۱ : ۲۴۷

ماشتاز

۲۰۱۳۱ : ۲۴۷

ماشتاز

۳۰۱۳۱ : ۲۴۷

یعنی ہوا اور زمین کچھ اس لیے نہیں چاہتے کہ اُس سے کھیتیاں اور باغ سرسبز و شاداب ہوں گے بلکہ صرف اس لیے کہ شراب پینے کا لطف بغیر بادباہاں کے نہیں آنے کا

لطیفہ

یہ مضمون مرزا کو کہیں تکاش کرنا نہیں پڑا ؛ بلکہ یہ قصہ اُن کی طبیعت کا اقتضا تھا۔ جس مکان میں مرزا رہتے تھے اُس کے دہانہ پر ایک کمرہ تھا ؛ اور کمرے کے آگے ایک دروازہ تھا جس کے نیچے رستہ چلتا تھا۔ یہ برآمدہ گزرگاہ سے تقریباً چار گز اور پچا ہر گز ایک دہانہ میں رہا تھا اور مرزا صاحب ہمارے سے میں بیٹھے چھوٹے ابرو بادباہاں کی عمارت میں مصروف تھے۔ اُس وقت عالم سرخوشی میں قرار پانے لگے کہ کبھی چاہتا ہے کہ ایسا برسے کہ لی کی لٹکا پانی برآمدہ تک آجائے اور میں میں بیٹھا بیٹھا گلاس بھر بھر کر پانی پیوں۔ کسی نے کہا حضرت ! برآمدہ تک پانی آگیا تو شر پیلے ڈوب جائے گا۔ مرزا ہنس کر چپکے ہو رہے۔

وقت صبحی

۳۱۲۹۳:۲۲۸

خار خار طبعی۔ کتا ہے کہ جب تک کچھ نظر نہ ہو۔ فرس کچھ نطفہ نہیں۔ پس اگر کچھ کماہ پاس ہے تو کھڑا ہوتا نہیں چاہیے۔ فی الحقیقتہ جہ لوگ نہایت کٹھن منزل میں ملے کر کے مقام مقصود تک پہنچتے تھے۔ جو خوشی کی کو منزل پر پہنچنے سے ہوتی ہوگی اس کا سوال حصہ بھی ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی مجددی ادا شاعر میں تا جیکل سفر کرتے ہیں۔

ماشتا سانی انا کے زمانہ

۸۱۲۹۳:۲۲۸

مصر سے زیادہ بیخ شعر ہے۔ اگرچہ مصری نام ہے مگر خود شاعر کے حال پر خوب چسپاں ہوتا ہے اور اس نے یقیناً اپنی ہی نسبت کہا ہے۔ جب کوئی غیر ملک کا مسافر شرم وادہ ہوتا ہے اور اس کی زبان کوئی نہیں سمجھتا تو ترجمانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ شاعر۔ کچھ تو اس لیے کہ کسی کو اپنا قد و ادا اور پایہ شناس نہیں پاتا اور کچھ اس لیے کہ اپنے نازک اور باریک خیالات کا بگھنے والا کسی کو نہیں دیکھتا۔ اپنے تئیں غریب شرمینی شرم باہل اجنبی قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کسی ترجمانی کو بلاؤ کہ اجنبی مسافر کچھ باتیں جو کہنے ہی کے لائق ہیں کہنی چاہتا ہے۔

ماشتا

۱۰۰۹۱۱۳۹:۱۰۱

رمضان

۷۱۲۲:۱۰۳

جاسر یا رخت کا نغزی ہوتا اس کے آلودہ ہونے کو کہتے ہیں۔ باقی شعر کے معنی صاف ہیں۔

رمضان

۹۰۱۲۲:۱۰۳

دوسرے مصری کی تقدیر عبارت یوں ہے "ہما دا خوی سیاوش۔ دیگر از پردہ جو شد۔ سیاوش کا قصہ مشہور ہے کہ وہ بے گناہ اپنے سسرے اغریاباب کے ہاتھوں سے مارا گیا تھا۔ اور اس کے خون کے دہان میں تمام ملک کشت و خون میں مبتلا رہا۔ کہتا ہے کہ اسے فقیرا شراب بھی بڑی عزیز چیز ہے! اس کو زمین پر دھت گراؤ؟ ایسا نہ ہو کہ خوبی سیاوش پھر جوش مارے۔

شکایت چرخ

۱۰۳۱۷:۲۲۸

یہ غزل غالباً اس زمانے میں لکھی گئی ہے جب مرزا عدالت کے ممانعت میں پھنس گئے تھے یعنی زمانے نے جب مجھ کو دیکھا کہ خستگی اور تکلیف میں بھی خوش ہے تو مجھے ذلیل و خوار کر دیا کہ اب تو خوش نہ رہے گا۔

شکوہ چرخ

۲۰۳۱۷:۲۲۸

یعنی میری دانش و بینش کے سبب مجھ سے آسمان پر شدیدہ کینہ تو رہتا ہی تھا؛ اب جو دیکھا کہ حاکمین لوگوں پر ظہر ہو گیا ہے تو آسمان کھن کھینا اور ملانہ دشمنی کرنے لگا۔

تقدیر

۴۱۳۱۷:۲۲۸

یعنی جو کچھ ہوا اور میری نادانی سے نہیں بلکہ قضا و قدر کے حکم سے ہوا۔

شرعی

۲۲۸: ۹۱۳۱۷

اصل شعر کا یہ ہے کہ درحقیقت میں ہوں تو نا امید مگر چونکہ تجھ سے نا امید ہونا کفر ہے اور تو کفر سے راضی نہیں اس لیے مجبوراً اپنے تئیں امیدوار بنایا ہے۔

تعریف

۱۰۵: ۱۰۱۲۵

یعنی شریعت سے بھی تعلق رکھو اور خدا کو بھی دعوہ؛ آخر تو مجنوں سے کم نہیں ہے کہ اُس کا دل تو عمل میں لگا ہوا ہے، مگر زبان کو سادبان سے سرکاریا کر ہے۔ یعنی سادبان سے باتیں کر رہا ہے۔ اور دل سنان سے لگا ہوا ہے۔ شریعت کو سادبان اور حق کو اصل سے تشبیہ دی ہے اور یہ نہایت بلیغ تشبیہ ہے اور شعر قوافر افکار سے ہے۔

ماشتاقانہ

۱۰۵: ۱۲۵۱۲۵

تقصیر۔ یعنی میں نے تم کو دیا ہے، یا میں تم کو دینا چاہتا ہوں کہ یہ پرسش کا وقت نہیں ہے، تو غالب کے حال سے درگزر اور پرسش کا خیال چھوڑ دے۔ کیونکہ اُس کی جان لیوں پہ ہے اور داستانِ زبان پر پہلا وہ اپنی دردناک داستان بیان کرے اور داستان کے ساتھ ہی اُس کی جان بھی نکل جائے۔

۱۰۶: ۱۲۶۱۲۶

مصفا کا قہقہہ مشہور ہے جو پہلے عابد تھا پھر فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔ یہاں ملک کہ کفر تک توبت پہنچ گئی۔ پھر تنہا ہوا اور کفر سے توبہ کی۔ گستاخ کہ مصفا کا کفر سے توبہ کرنا مشہور ہے۔ وہ عجب نادان بندہ ہے جس نے دین کی خود فروغوشی کے سبب خدا کی بخشش کو پسند نہ کیا۔ یعنی خدا کی خالص بخشش تو وہ تھی کہ وہ توبہ نہ کرتا اور کفر ہی پر پرتا، اور پھر خدا اُس کو بخش دیتا اور اب جو وہ بخشا جائے گا توبہ بخشش میں کی قیمت ہوگی پس گویا اُس نے دین کی خود فروغوشی کے بہرہ سے پر خدا کی خالص بخشش کو پسند نہ کیا۔ غرض کہ دن کے معنی ہیں پسند کرنا۔

ماشتاقانہ

۱۰۶: ۲۰۱۲۶

شرعی

۱۰۶: ۲۰۱۲۶

میا دین یعنی مجھ سے جھگڑا مت کر۔ فرزندِ خدا براہیم علیہ السلام۔ باقی شعر کے معنی ظاہر ہیں۔ یہ نرا مضمون ہی نہیں ہے بلکہ مرزا کے حسب حال بھی ہے، کیونکہ جہاں ملک ہم کو معلوم ہے مرزا کے والد شعی المذہب اور خود مرزا اشاعری تھے۔

شرعی

۱۰۶: ۵۱۳۷

کت ہے کہ اُس عالم کو حق داستانِ کائنات نہیں ہے جس کو خدا کے علم پر اس قدر مجبور ہوا ہے

کو اُس کے عمرو سے پہلے کیے جلا جاتے ہیں اور اُس کے سافنے سے نہیں ڈرتا۔

اخلاق

۹۰۱۴۶ : ۱۰۶

نارنگی

۱۰۱۳۸ : ۱۰۷

نور ہاشم۔ ہش بچہ کی آواز کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کی سوادہ کے آگے آگے نقیب پکارتے چلتے ہیں۔ کہتا ہے کہ مجھ کو جو قصا و قدس نے سرگرم تلاش کیا ہے اُس سے مقصود میرا خوار و ذلیل کرنا ہے پس سادہ تلاش میں جو دستکار مجھ پر پڑا ہے اُس سے ظاہر ہے کہ میری ذلت و خوارگی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس طرح جہاں میرے سرگرم تلاش کرنے سے مقصود ہے وہ حاصل ہوتا ہے میں گیا ہر فرد ہاشم پر میں کسی قدر مقصود کے نزدیک ہوتا جاتا ہوں۔

زبان

۳۰۱۳۸ : ۱۰۷

منقبت

۹۰۱۳۸ : ۱۰۷

عاشقانہ

۳۰۲۲۹ : ۲۲۸

ملعت گفتار کی تعریف اس سے بہتر کسی پر اسے میں نہیں ہو سکتی کہتا ہے کہ معشوقِ عشقے میں بار بار مجھ کو بولا کہتا ہے کہ اُس کے لطفِ کلام سے میں ہمیشہ اسی امید میں رہتا ہوں کہ اب کوئی اچھی بات کہتا ہے اب کوئی نیرانی کا کلمہ اُس کی زبان سے نکلتا ہے۔

منقبت

۹۰۲۲۹ : ۲۲۸

اپنے دل پر فخر کرتا ہے کہ اُس کے سپہ سے نکال کر دکھاؤں تو ہمیشہ اُس کو اپنا جامِ جہاں میں سمجھتا ہوں اور اگر اس کا ایک لفظ نکال کر نکال دوں تو سیراوی اُس کو خاتمِ سیراوی کا ٹیٹہ بنائے۔

عاشقانہ

۱۰۱۲۹ : ۱۰۸

بدرد۔ یعنی نکل جانا۔ ترجمہ مصری کہتا ہے کہ میں تو خواہ کرتا کرتا سر گیا اور در قیب نکل جا گیا معشوق کا آدھاب شد تھا کہ میں اُس میں بچیں کر رہ گیا اور وہ مصری تھا کہ در قیب اُس پر سے اڑ گیا۔

عاشقانہ

۳۰۱۲۹ : ۱۰۸

کہتے ہیں خیالی کو کہ حقیر لفظوں میں اور پھر کسی صفائی اور خوبی سے ادا کیا ہے۔ کہتا ہے کہ معشوق موتی پر اس طرح ہنسا کہ اُس کے دانت نظر آئے تھے۔ میں اُس کا خندہ گویا اس بات کا دھوکا ہے کہ موتی کی کچھ حقیقت میرے دانتوں کے سامنے نہیں اور اس دھوکے کی دلیل اس کا خندہ دندانِ نسا ہے۔ کیونکہ اُس کے دانتوں کا سب پہاڑ ہو جاتا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ موتی اُس کے دانتوں کے سامنے کچھ حقیقت نہیں دیکھتے پس اس کے دھوکے کی دلیل حمایتِ بدیہی اور ظاہر ہے۔

شکوہ چرخ

۱۰۱۲۵ : ۱۰۹

آستہی مگر دائر یعنی چوکھٹ کے چتر کراٹ کر اوپر کا رخ دینے اور نیچے کا رخ اوپر کر دینا ہے۔

استحقاق التی

۸۰ : ۱۵۱ : ۱۰۹

تصوت

۱۰۰ : ۹۰ : ۱۵۱

تصوت

۱۱۰ : ۱۵۲ : ۱۰۰

اول یہ آئندہ کہ ہے کہ تیری تلمذ میرے سر پر بیٹھے اور حق تک اتر جائے پھر یہ کہ کر کہ یہ مرتبہ ہر شخص کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ لکھا ہے کہ گستاخی سے گزرنے کی میری زبان قلم ہو جیو۔

ماشتقاز

۱۱۰ : ۱۵۳ : ۲۰۰

تصوت

۱۱۰ : ۱۵۲ : ۸۰

یعنی اگرچہ تیرے عشق میں دوسرے کی شرکت گوارا نہیں، مگر چونکہ کئی آدمیوں کے مل کر نالہ و فریاد کرنے میں عجب لطافت ہے اس لیے میں دشمن سے قطع نظر کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ظہار و ہیبت پر پائے عزیزان غلیظہ باد۔

ماشتقاز

۲۲۰ : ۲۲۹ : ۲۰۰

یعنی تمہارے سرمہ دار کرمی معشوق نے سبکدوش کیا بیٹے پر کراہی تھا اب اس احسان کا کچھ ہے کہ اپنی تواد سے یہ بے خد و سرا تا رہا ہے۔

وصف سے دئے

۲۳۰ : ۲۲۹ : ۵۰

یعنی شراب کا نشہ اور نہ کی آواز کا دودھ و دوزخ مقل و ہوش کے دشمن ہیں۔ پس جب کارکنی قضاء قدر سے شراب میں زود اور نہ میں شور و ولعت کیا تھا اُس وقت مقل و ہوش کے انجام کا کچھ خیال نہیں کیا۔

تصوت

۱۱۰ : ۱۵۳ : ۱۰۰

یعنی شوق الفی کا تاہر اُس رستے نہیں ملتا کہ جو رستہ چلتے چلتے ختم ہو جائے اور اُس رستے میں سر پہ لوٹنا نہ جائے۔

تصوت

۱۱۰ : ۱۵۳ : ۹۰

لکھا ہے کہ ہر گت، یعنی ہر چیز کی مدد کو بھگنا چاہیے، کیونکہ حرم مازویہ شخص ہے جو بغیر اُدھر کے اشارے کے ایک قدم نہیں اٹھاتا۔ یعنی جو کچھ بچر سکتا ہے اُس کے موافق عمل کرتا ہے۔ کھانے میں پیچھے میں، سونے میں، جانگنے میں، غرض کہ ہر کام اور ہر چیز میں بچر کی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں کرتا۔

شوقی

۱۱۰ : ۱۵۳ : ۱۰۰

دستِ نذر شوق ہوتا یعنی کے زیرِ شوق ہوتا۔ غلامِ مطلب یہ کہ نادر شریعت کے تمام احکام سے

ان کے متعلق معنی مراد لیتا ہے اور کسی بات کو تشبیہ و مستعارہ ملنا یہ پر محمول نہیں کرتا۔

داستان

۴۱۵۷ : ۱۱۴

کتاب ہے کہتا اور دیدار کی تمنا جو میرے دل میں جوش ملبہ رہی ہے اس کو دیکھ اور چکوں کے رستے سے آنسو کی طرح میرا چہرہ کا حلقہ کر۔ جوش تمنا سے دیدار کی تصویر اس سے بہتر غالباً کسی نے نہ کھینچی ہوگی کہ میں آنسو کی طرح چکوں کے رستے سے ٹپکا جاتا ہوں۔

داستان

۴۱۵۷ : ۱۱۴

تصوف

۵۱۱۵۷ : ۱۱۵

کتاب ہے کہ ہمارے انتظار میں میرا حال بچھانا تو دیکھو۔ جو دانہ جال کے نیچے ہمارے پھنساؤ کے لیے بنا تھا۔ وہ آگاہ اور بڑھا اور یہاں تک بڑھا کہ اس میں گھر ختم ہی گئے۔ مگر ہماری دہم میں نہ آیا۔

غزل مسلسل داستانِ زندگان

۱۰۳۱۸ : ۲۲۹

۲۰۳۱۸ : ۲۲۹

۲۰۳۱۸ : ۲۲۹

دیوان یعنی عزیزِ غنا۔ جوشیج کہ ہمارے ذہن کے لیے یعنی شراب

۴۰۳۱۸ : ۲۲۹

کتاب ہے کہ میں جس دلدی میں ہوں یہاں کا پانی تو کچھ ہے۔ اسے ہم دمِ فرزند اگر تو فیاض ہے تو شہرے میرے لیے سرشارِ فروشی یعنی شراب لا۔

۵۰۳۱۸ : ۲۲۹

۶۰۳۱۸ : ۲۲۹

کتاب ہے کہ تیرے پاس دہم ہی میں اعتدال سب جگہ آتا جاتا ہی ہے۔ مگر بادشاہِ مہاک سے تو نہا دردِ بارہ فروشی سے لا۔ اگر تیرے دانتیں پرست، ایمین بارہ فروشی تو بنے میں حال دے تو تو نہا دانت پر دیکھ اور چل دے اور جو بادشاہ مگر ظاہر کہ رعایت کرے تو کندھے پر اٹھا اور لے آ۔

۷۰۳۱۸ : ۲۲۹

عاشق۔ راگ۔ آن سے مراد یہاں اداسی سے مراد عقل۔

۸۰۳۱۸ : ۲۲۹

کتاب ہے بیکہستی۔ یعنی کبھی دلدی سے لچک کو شراب چاکر مہوش کر دے اور پھر جب میں بدست ہو جائوں تو لچک کو گناہ سن کر ہوشیار کر۔

۹۰۳۱۸ : ۲۲۹

ہمسایہ تو یعنی ہمدرد، مرنے پر اسی کیڑے سے پہننے والا، مرنا جانتے ہیں۔ وہی داد کیڑا نہیں پہنتے تھے، اکثر ادنیٰ یا پیشینہ کا چٹھہ کوٹ اور ٹوپی وغیرہ پہنتے تھے۔

ماشتاد

۱۲۰۰ : ۱۱۹۵

تصوف

۱۲۱۰ : ۱۱۹۵

تباہ شدہ تہذیب جو سنگ و گیاہ۔ یعنی کوہ طور اور قلعہ ایسی پر ظاہر ہوئی تھی اس کی طرف خطاب کرتا ہے کہ اسے شعلہ طور یا پتھر و درخت سے جو کہ تیرے قابل نہیں ہیں کیوں پشتا ہے؟ ہمارے آنکھ کی راہ سے دل میں اتر اور جان سے بھر رکھ آؤ۔

ماشتاد

۱۲۰۰ : ۱۱۹۵

مشتوق حیات کو آیا ہے اور ماضی کا حال نہایت مستقیم دیکھ کر بے لطف ہوا ہے اس سے کہتا ہے کہ تو حیات کے لیے آیا ہے، لڑائی کے لیے نہیں آیا۔ پھر یہ تندہ عرفی اور بے مزہ کی کیسی ہے؟ یہاں اگر بے لطفی کے سرا اور کیا حاصل ہو سکتا ہے؟ پس آؤ مغرم بیٹھ اور سوٹ کھٹا ہوا آؤ۔

اخلاق

۱۲۰۲ : ۱۱۹۶

کہتا ہے کہ جب نفس مغلوب ہو گیا پھر جی کو حکوم کر لینا آسان ہے میں سلیمان کا محرم ساز ہوں اس کی انگریزی پر ہی کندہ تھا جس سے تمام جہ اس کے حکوم تھے

دعا

۱۲۲ : ۱۱۹۶

صفت

۱۲۲ : ۱۱۹۶

کہتا ہے کہ میرا ولی فیض علی ابی ابی طالب ہے، بلکہ کہ طالب صادق سے کچھ بغل نہیں ہے، اسم اعظم نبی سے چوتھے کے کہی ”یا علی“ اسم اعظم ہے۔

ماشتاد

۱۲۳ : ۱۱۹۹

اخلاق

۱۲۳ : ۱۱۹۹

دخاڑ کے معنی بیاں ضرور بالضرور کے ہیں یہ لفظ جب بھی پڑتا ہے تو ہرگز کے معنی ہوتے ہیں۔ اور جب اس پر آتا ہے تو ضرور کے معنی دیتا ہے۔

تصوف

۱۲۵ : ۱۰۱۷

دنیا و دنیا کی کلچر ہوتا یا کیا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ایک خیال دھڑاں اُٹھ کر شامیانہ سا بن گیا۔ ہم نے اس کا نام آسمان نہ کیا۔ اور اُنکھ کو ایک پریشانی خواب نظر آیا اس کو جہاں سمجھ گئے اسی طرح اس کے بعد کے کئی شعروں میں اس شعروں کی تفصیل ہے مثلاً

تصوف

۱۲۸ : ۱۰۷۵

تصوف

۱۲۸ : ۳۰۱۷۵

چونکہ فرہادی تمام بذات نفسانی جوش میں آتے ہیں اور عشق و ہوس کی تحریک ہوتی ہے اس لیے بہار کو رنگ سے تشبیہ دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہوا نے رنگ کو دامن سے سلگایا میں نے اُس کو بہار قرار دے دیا اور جب وہ شعلہ جل گیا تو میں نے اُس کا خزاں نام رکھ دیا۔

تقریباً برابری وطن

۱۲۸ : ۵۰۱۷۵

کہتا ہے کہ جب پردیس میں مجھے تعلیقیں پہنچنے لگیں تو میں اُس کو وطن سمجھا گیا جب دامن کے معلق نے تنگی کی تو میں اُس کو اپنا آشیہ نہ سمجھا۔ مطلب یہ کہ وطن میں اس قدر بے سہری اور غارت لوگوں سے دیکھی تھی کہ جب پردیس مجھ کو دامن نہ آیا تو میں نے اُس کو بھی وطن ہی تصور کر لیا۔

عاشقانہ

۱۲۸ : ۶۰۱۷۵

یہاں بودی خیر معشوق کی طرف مایوس ہے کہتا ہے کہ وہ میرے پیلوں میں ایسی تکیوں کے ساتھ بیٹھا تھا جس طرح پیلوں میں دل دہتا ہے۔ اور وہ شرفی ہے اٹھ کر اس طرح چلا گیا کہ میں اُس کو جان کہ اٹھا۔ یعنی جرجان کے جانے کے کیفیت ہوتی ہے وہی اُس کے ہاتھ سے ہوئی۔

مشتاقانہ

۱۲۸ : ۱۱۰۱۷۵

مشتاقانہ

۱۲۸ : ۱۲۰۱۷۵

مشتاقانہ

۱۳۰ : ۱۰۱۸۰

مشتاقانہ

۱۳۰ : ۵۰۱۸۰

کہتا ہے کہ یہ کئی سرائی ہم کو مفت نہیں ملی ہے ؛ بلکہ دوست جب دل سے لیتا ہے تو اُس کے عوض زبان عنایت کرتا ہے۔ زبان کو دل کا عوض قرار دینے میں شاعر نے لطافت دیکھی ہے کہ فی الحقیقت جب تک (جہاں اور دلوں مدعوں مرادف یکدیگر ہیں۔ جب کسی کا نام مراحتہ نہیں لیتا ہوتا تو وہاں یہ الفاظ بولے جاتے تھے اور وہیں ایسے موقع پر وہ یا وہ شخص یا امر کا ذکر کیا جوتھے ہیں۔

انسانی کیفیات میں دل نہیں دیتا اور عاشق نہیں ہوتا تب تک زبان میں گرمی اور شعلہ بیانی پیدا نہیں ہو سکتی خواہ عاشق مجاہزی جہر یا عشق حقیقی

نقدانہ

۱۳۶ : ۱۰۱۸۳

نقدانہ

۱۳۶ : ۲۰۱۸۳

تصوف

۱۳۶ : ۳۰۱۸۳

مجھ پر از گل و فشری سے مراد دنیا ہے اور دلیرا سے مراد وہ ذات ہے نہ نشانی ہے جو دیر و دور یافت سے باہر ہے کہتا ہے کہ اس فنہ خیز دشت میں دنیا میں جہاں قدم قدم پر مہرزاں اور ترقاں گھات میں لگے

ہوئے ہیں اس گرد بے سار سے کیا دو پہنچ سکتی ہے قاعدہ ہے کہ جب راہ میں سفر کو خطرہ ہوتا ہے اور اس کی کمک کے لیے کوئی سارا آتا ہے تو دل گرد نظر آتی ہے پھر سارا غور دل ہوتا ہے۔ مگر اس دشت میں گرد یعنی آثار و علامات تو سب موجود ہیں مگر سارا کیسے پتہ نہیں۔

تصوف

۹۰ : ۱۸۳ : ۱۳۶

یعنی جبکہ نکل اس قدر بلند ہے اور میں جھاڑنے کے لیے پتھر پائی ہی تو جب تک میری خود درخت سے نہ گرے۔ یعنی جب تک جاؤ نہ نہایت ہم کو خود اپنی طرف نہ کھینچے اور شاہ حقیق خود اپنی بھٹک نہ دکھائے۔ ہم کو کیا قائلہ !

شکایت

۱۰۰ : ۱۹۷ : ۱

نکاح

۱۵۰ : ۱۹۷ : ۲۰

نیز دبار۔ مانند سامان۔ شبگیر بھلی سات، یعنی برعکس یہ جانتا ہے کہ کوئی کچھ بھی کو کسی گھبراہٹ اور کھیل پڑتی ہے اور وہ سات ہی سے تمام سادہ سامان باخبر ہو کر درستہ کے سرے پر ٹال دیتا ہے۔

دندان

۱۵۰ : ۱۹۷ : ۱۱

یہ خطاب ہے خدا کی طرف معنی ظاہر ہیں۔

تلقین

۱۰۰ : ۱۹۷ : ۱۲

خاصہ نظیری نہ قلیل، یعنی نظیری اور قلیل میں فرق نہیں کرتے۔

فریاد

۲۳۳ : ۲۰۱ : ۱۰

اپنی مصیبت اور اپنی فحش رسانی اور اس پر لوگوں کی بے حسدی اور ناقصہ دانی ظاہر کرتا ہے کہتا ہے کہ میں گویا شمع شبستانی ہوں کہ اس میں سے شعلے جھڑکتے ہیں مگر کسی کو اس کے ساتھ بے حسدی نہیں اور گویا میں بادِ صحرا ہوں ہوں جو بھول کھلاتی ہے مگر اس کی اجرت کوئی ادا نہیں کرتا۔

شری

۲۳۳ : ۲۰۱ : ۸

یعنی میری شانِ ساری کو چے سے بد نہیں گزرتی کیونکہ لوگوں کے اجرام اور پتروں کے پتروں سے وہ تنگ ہو جاتی ہے۔

تصوف

۲۳۳ : ۲۰۱ : ۹

کہتا ہے کہ تیرا بندہ قوی چاہیے جو غم کو مٹا دے لے جائے، پس نصیب اگر تیرے ساتھ ہو گئے تو کچھ حرج نہیں۔

مغز

۲۳۳ : ۲۰۱ : ۱۰

منبت

۱۵۲ : ۲۰۱ : ۱۰

مدانہ کردہ ایم۔ یعنی جاری کردہ ایم۔ کتا ہے کہ چونکہ لب پر یا علی جاری ہے اس لحاظ سے تو ہم نے
غریب حق اختیار کیا ہے اور چونکہ اُس پر شراب جاری ہے اس لحاظ سے مغزوں، یعنی آتش پرستوں کا سا پیش
کرتے ہیں یعنی وہی دودیا دعویٰ ہم کو حاصل ہیں۔

خلاصہ

۵۰۳۰۲:۱۵۴

یعنی شراب پینا اور دیر شائع کرتا تو ہر تھامی، ہم نے ان بائیں کو بھی خوبی کے ساتھ دیکھا شراب
میں تو قرمز کی ۱۰ اور سویرے گھوڑا تو جھٹے ہیں۔

کتابت خشتی

۶۰۲۰۲:۱۵۴

تار لب شکست ایم۔ یعنی اُس کو منہ سے نہیں نکلنے دیتے، اور ضبط کرتے ہیں اور دماغ کو بدل میں
چھپانے رکھتے ہیں، ہم دولت مند تو ہیں مگر قیاس ہیں، اپنی دولت کو خزانے میں رکھتے ہیں۔

تصوف

۵۰۲۰۳:۱۵۴

کتا ہے کہ میں اپنے آپ سے تو گزر گیا ہوں مگر ابھی آپ کے کہ بھلا نہیں ہوں اگر فراموشی اس وقت
میری فریاد کو پہنچے اور آپ کے کہ بھلا بھی دے تو بہت مناسب ہے۔

تصوف

۸۰۲۰۳:۱۵۴

کتا ہے کہ راہ خانی بر کچھ کہ میرے بار یعنی خوالی یا زنیل میں ہے وہ عرف ہی ہے کہ ہر قدم پر
تھوڑا تھوڑا اپنے آپ سے دور ہوتا جاتا ہوں۔ گویا جس طرح کہ شمع راہ فنا میں آپ ہی اپنا زاد راہ ہے
کہ بار پلٹتی جاتی ہے اور زاد راہ کی طرح نہرتی جاتی ہے اسی طرح میں بھی آپ اپنا زاد راہ ہوں۔

ماشتاد

۱۰۲۰۳:۱۵۵

جوانی کے زمانے کی یاد کرتا ہے جبکہ بوالہوسی یا عشق و محبت ندر شور پر تھا۔ آہ آتش ناک حق ادا کھ
اشکبار۔

بخیر دل

۹۰۲۰۴:۱۵۵

ماشتاد

۱۰۲۰۵:۱۵۵

تصوف

۵۰۲۰۵:۱۵۵

کتا ہے کہ میں درویش اور تو نگر دونوں کی غفلت پر ہنستا ہوں جبکہ دنیا کا طرب اور تعجب دونوں
چہرے ہیں تو ایک خوش کیوں ہے؟ اور دوسرا بچیدہ کس لیے ہے؟

مناجات

۱۱۰۲۰۵:۱۵۵

خدا سے کتا ہے کہ بر تجھے تکلیف پہنچتی ہے اُس کی مصلحت کو خوب سمجھتا ہوں مگر آسانی کو
بنام کرتا ہوں۔ پس وہ حقیقت، تیرا اسرافتہ ہوں مگر بندہ ہر ستارے کا شکر گزار۔

ماشتانہ

۷۰۲۱۰ : ۱۵۹

کتاب ہے کہیں نے تجھ کو جیسا کہ اس لیے مشہور کر رکھا ہے کہ ادا کوئی تیرا طرف رغبت نہ کرے
دو روزہ در حقیقت میں تجھ سے ہر طرح ماضی اور خوشنود ہوں۔

فردی
انہی مشغول

۹۰۲۱۰ : ۱۵۹

۱۰۲۱۴ : ۱۶۲

ماشتانہ

۱۰۲۶۹ : ۲۱۴

اس شعر کے مصداق وہ مکار اور دیا کار لوگ ہیں جن کو مفسر اور مفسر سمجھ کر ان کے آگے کوئی بات
انہی یا بے تنہی یا بد مشرت کی کہتے ہوئے شرم آتی ہے، مگر ان کو خدا ٹٹول کر دیکھے تو وہ ٹٹ
کی ادھول شکار کھینچنے والے نکلتے ہیں۔ اس میں خطاب معشوق کی طرف ہے جو غور غور ہونے کے سبب
مقدس آدمیوں کی صحبت سے بھاگتا ہے۔

شکایت

۳۱۲۶۹ : ۲۱۴

ہنوز کا لفظ بیان ایسا ہے جیسا اردو میں "تاکہ ہم" یا "مباد جو اس کے" بولتے ہیں۔ کتاب
کہیں اسیر دل کی مدح سرائی کے لحاظ سے تو ایسا ہوں جیسے شاہراہ میں ایک گدا بیٹا جو: "مگر اس لحاظ
سے کہ لوگ میرے معنوں پہناتے ہیں میرا یہ حال ہے کہ ہزاروں چوٹے میری گھات میں گئے ہوئے ہیں۔

توقع

۵۰۲۶۹ : ۲۱۴

کتاب ہے کہ اہل دوزخ کو کفار ہے کہ میرا بعض سے زیادہ دوزخ میں نہ رکھیں گے! مگر اس فیصل
سے میں اپنی آہ آفتاب سے ایک عجیب توقع رکھتا ہوں! یعنی یہ کہ آہ آفتاب بھی ہمیشہ نہ رہے گی۔ اس
توقع کو عجیب اس لیے کہا ہے کہ اسی کو میں دوزخ پر قیاس کر کے اسی سے آخر کار نجات کا امیدوار ہے۔

غزل مسلسل زمانہ

۱۰۲۲۰ : ۱۶۶

معشوق سے کتاب ہے کہ قرآن، تاکہ نہ سرائی کا یہ تاجہ کہ وہ دوست کو دوست سے نہیں لے دیتا
ہم تم دونوں کی کرپٹ دیں، اور حکم تھا کہ نہ مل لگائی۔ یعنی جام شراب کی گردش سے پھر دی۔

۳۱۲۱۰ : ۱۶۶

دو فردا کہیم یعنی دروازہ بند کر دیں اور چرکیدار کو حکم دیں کہ گرچے میں پھر تیار ہے اور کسی کو نہ آئے۔

۴۰۲۲۰ : ۱۶۶

۵۰۲۲۰ : ۱۶۶

۶۰۲۲۰ : ۱۶۶

۷۰۲۲۰ : ۱۶۶

۸۱۲۲۰ : ۱۹۹

ہے۔ تخت و فرش اور سخی کراوا کے ساتھ لانا، ساتھ چاندی اور دینار کی باتیں کرنا

۹۰۲۲۰ : ۱۹۹

۱۰۱۲۰ : ۱۹۹

یعنی اتنا طے ہو قیاس پر ہم دونوں ایسے دور دور سے مٹا دیں کہ جیسے کام بند ہو گیا اور اس کو طوع نہ ہو سکتے ہیں۔ اور وہی کی گری کی بلا جہاں سے ٹال دیں۔

۱۱۰۲۲۰ : ۱۹۹

یعنی سب کلمات کے دھوکے میں ڈال دیں۔ یہاں تک کہ چر دے کہ دیوڑھیست آدھے رستے سے شکر کی طرف اٹھ پھریں۔

۱۲۰۲۲۰ : ۱۹۹

یعنی جو لوگ مدد خیز سے میرہ اور فراہ کی ڈال لینے گئے تھے ان کو لوٹ کر باغ کے باہر ہی سے نکال دیا جائے گا۔

۱۳۰۲۲۰ : ۱۹۹

یعنی جو پرندے صبح کو گھونسلوں سے مدد خیز پر آکر لگیں گے وہی اُن کی گری اور چار کے ساتھ گھونسلوں کی طرف نکلتے ہیں۔

۱۴۰۲۲۰ : ۱۹۹

کتاب ہے ہم تم میدی ہیں۔ ہم سے تعجب نہیں کہ جس طرح بقول بعض عیدر گاہ کے بھڑوہ رہا شمش
 ظاہر ہوا تھا، ہم ہیں آفتاب کو مشرق کی طرف واپس پھیر دیں۔
 آنکھیں
 غرض نہیں ہوگا۔

۸۱۲۲۲ : ۱۹۹

قبول اور قبول ایک معنی میں آتا ہے۔ غرضی بخت ہنر یعنی سرسبز بخت ہنر کہتا ہے کہ ہم کو اپنے ہنر کی غرضی نہیں پتا ہے کیونکہ اُن کی پرکھنے کی قبولیت کے احسان کا ادراغ نہیں ہے۔

۹۰۲۲۶ : ۱۹۹

یعنی جس طرح زخم جگر تک بغیر دھرم کی دوائی نہیں ہے اسباب گری موج میں جنبش و رفتار نہیں ہے
 ایسا ہی میرا حال ہے یعنی نہ کسی کو میرے درد کی خبر ہے نہ میرے کمال کی اطلاع ہے۔

۹۰۲۲۹ : ۱۹۹

۱۰۰۲۲۹ : ۱۹۹

یعنی وہ اس طرح حاجت دعا کی کتاب ہے کہ اکثر فقر کو ضرورتیں ہوتا کہ کیوں کر یہ کام ہو گیا۔

غرض
 شکر

فیلڈ غزال کی جھپٹا خان مروجہ کے مکان پر پریش عود ہوتا تھا اُس میں بچہ جس کی جھپٹا خان کے تمام نامور شعراء اور اہل علم و ادب غزلیں لکھ کر بھیجتے تھے، امرنا نے اس غزال میں لکھ کر کیا ہے اور غزال میں نہایت قیم ہے اس نے بطور یادگار کے ساری غزال میں اس کی نقل کی جاتی ہے۔

خلاصہ

۱۰۲۲۰:۲۵۱

فائدہ ہے کہ جب فقیر بادشاہ سے بیٹھ گئے وقت شروع غزل کرتا ہے تو اس کو دیکھ کر ہنسا دیتے ہیں اور کچھ نہیں دیتے۔ کہتا ہے کہ ہم پر جو سخت گزری وہ خود ہم نے ہی چاہی تھی؛ کیونکہ بادشاہ سے بیٹھ گئے وقت غزل شروع بہت کیا؛ اس لیے وہاں سے دھتکارے لگنے اور کچھ نہ ملنے سے مراد خواہاں ہے۔

۳۱۲۲۰:۲۵۱

پنداری اور گرائی اور گریا کے ایک معنی ہیں۔ کہتا ہے کہ علم اور خزانہ تو ایک ہی چیز ہیں۔ کیونکہ جو چیز ہم نے تلاشیہ مانگی۔ یعنی دولت، وہ خزانے ہم کو پوشیدہ طور پر دی۔ یعنی علم و ہنر۔

تصوف

۸۱۲۲۰:۲۵۱

کہتا ہے کہ تمہارا ہمارے دام میں پھنس کر نکل گیا تھا پھر آں پھنسا، اب چاہیے تھا کہ اُس کی نیا وہ گرائی کرتے اور اُس کو نکلنے نہ دیتے، مگر ہم نے اُس کو خود چھوڑ دیا اور خفا کی خواہش کی، ہمارے مراد دولت و ہنر، اور محتاج سے مراد پور بہت دولت۔

ماہنامہ

۱۰۲۰۲:۲۲۵

ماہنامہ

۲۰۲۴:۲۲۵

ماہنامہ

۲۰۲۰۲:۲۲۵

صدق طلب

۴۰۲۰۲:۲۲۵

اخلاق

۵۰۲۰۲:۲۲۵

یعنی انکی مصیبت نندوں کو بانٹنے دے جس کو تو نہیں جانتا؛ مگر غریب و دروہ کہ بہت سے ایسے آت ذمہ

ہی کو توجا ہے گناہ کا کچھ ہم تجھ کو نہیں۔

میسردی الہیا

۶۰۳۰۴ : ۲۲۵

ذکر معاصر خود

۷۰۳۴ : ۲۲۵

۰

۸۰۳۰۴ : ۲۲۵

۰

۹۰۳۰۴ : ۲۲۵

۰

۱۰۰۳۰۴ : ۲۲۵

فخریہ

۱۰۲۲۲ : ۱۸۲

فخریہ

۲۰۲۲۲ : ۱۸۲

فخریہ

۳۰۲۲۲ : ۱۸۲

فخریہ

۵۰۲۲۲ : ۱۸۲

کتا ہے کو میرا ایک ایک حرف مذاق فتنہ میں جگہ پائے گا۔ مین فتنہ کو پسند آئے گا جس کا نتیجہ ہوگا کہ بہن اُس کو اپنے مرائق کچھ گا اور شیخ اپنے مرائق خیال کہے گا۔ اور دونوں اپنی اپنی جگہ اُس پتھر کرینگے اور ایک دوسرے کو جھٹکائیں گے اور آپس میں لگ خنپ ہوں گے۔

انجام شاعری

۶۰۲۲۲ : ۱۸۲

اس سے پہلے بطور فقر کے کیا تھا کہ یوں ہوگا اور اسعد ہوگا؛ پھر کتا ہے کہ ہے ہے ہی کیا کتا ہوگا مگر نائے کا حال ایسا ہی ہوتا تو فقر شعر باب سرفتن مین جلا دینے کے لائق ہو جائے گا۔

انجام شاعری

۶۰۲۲۲ : ۱۸۲

انجام شاعری

۱۰۰۲۲۲ : ۱۸۲

یعنی آئندہ یہ حال ہوگا کہ شاہ منصور جو اب جاناہ دول کے شرمی مقام رکھتا ہے دو کام وہی کے دیہات میں آکر رہے ہو جائے گا۔ مین جن اشعار اور خیالات میں اب نہایت دقیق اور گہری نگاہ سے غور کی جاتی ہے وہ صرف لوگوں کی زبانوں پر رہ جائیں گے اور اُن کی تر کو کوئی نہ پھرے گا۔

انجام شاعری

۱۱۰۲۲۲ : ۱۸۲

جنگی کڑے (میں تک بندی کرنے والے شاعر) فخر بنی کی ہر ایں چلے پیادے ہوئے ہیں کے نظر سخن (میں مال و رجب شاعر کی) ہر ایں کی ہیں گئے۔

انجام دینا

۱۲۰۲۲۲ : ۱۸۳

اب کتا ہے کہ وہ نیاں الہ باتوں کا نظر کرنا ہے سو ہے ہے سب نئے سوزوں ہیں یا سوزوں ایک دل مرث کے نوسے ہی جائیں گے۔

انجام دینا
انجام دینا

۱۸۲ : ۲۲۲ : ۱۸۱

۱۸۲ : ۲۲۲ : ۱۹۰

کہتا ہے کہ ہستی کے دھوکے کا خباہت پروردگار میں اٹھا ہوا نظر آتا ہے، یہ سب بیڑا جانے کا یعنی سب
نفا ہو جائیں گے اور توحید حیاں کا دنیا موزنی ہو گا یعنی ذاتِ واحد کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔

ترجیح کا فرما دیا

۱۸۵ : ۲۲۸ : ۱۱

کہتا ہے کہ دولت یعنی معادلت کبھی غلط نہیں کرتی، وہ اُسی کے پاس جاتی ہے جو اُس کے لائق ہوتا
ہے یعنی تمہارے مخاطب اپنی حق سے پیشانی پر۔ اور وہ دولت کیا ہے؟ کا فر ہونا، کہتا ہے کہ تو کا فروتنی
ہو سکتی، لاچار مسلمان پر تخاصس کر، غالباً مرزا نے کفر سے وہ کفر مراد لیا ہے جو صوفیہ کلام کی اصطلاح کے
مطابق ایک بڑا مرتعہ مراتب فقر و بددلی میں شمار کیا جاتا ہے، لیکن قطع نظر ان معنوں کے اس شعر کے دیگر
اور ضمنی مزاحمتِ لطیف و پہاگیرہ خط کر کے حسبِ حال میں ہو سکتے ہیں جو شاید شرکیتِ وقت مرزا کے خیال
میں نہ گزارا ہو، اگر مرزا ہے کہ انھیں کے نتائج ہزاروں شمار کئے جائیں، کیونکہ کتنا اکثر کلام کی غیاد
ایسے جامع اور حامی الفاظ پر دیکھتے ہیں، تو بالکل کا منظور ایک خاص معنی سے زیادہ نہ ہو گا کہ ہم ان ہیئت
کے سبب بہت سے عملی دیکھتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا مسلمان ہونا جس کو سارا زمانہ مسلمان لگے
اور مسلمان لگے۔ یہ تو بہت آسان ہے مگر قوم کی بھلائی کا وہ ترجیح نہیں کہ اُس کی بھلائی اُن کے بغیر
دشوار معلوم ہو اور اُن ترجیحوں کے اختیار کرنے میں لوگوں کے طبعی دشمنی سے نہ ڈرنا یہاں تک کہ یہ کہتا
ہو کہ فرشتہ ہونا مگر قوم کی خیر اندیشی سے دست کش نہ ہونا، مزاحمت و خود بلکہ بعض حقائق میں قریب ناخک
کے ہے، اگر ہزاروں اور لاکھوں میں نہیں بلکہ کروڑوں میں ایک ایسا خود دنیا کے مہمات میں سمجھا جاتا ہے
شاعر کہتا ہے کہ ایسا کا فر نہ تو بہت مشکل ہے، لانا چار مسلمان پورا تھا کہ یہ معنی کسی کے نہیں نہیں کر سکتے نہایت
مشکل تھے،

ہمدی قوم میں میں اتحاق سے اسی وقت ایک شخص موجود ہے جس کی حالت پر نظر کرنے کے بعد اس شعر
کے کوئی دوسرے معنی ان معنوں سے زیادہ چھپاں نہیں معلوم ہوتے، یعنی مگر مگر سرسید احمد خاں صاحب نے
کا فر، ملحد، فحری، و بجا سب کچھ کہلانا منظور کیا۔ مگر قوم کی خیر خواہی سے دست بردار نہ ہوا۔

خطاب ہونا تھا

۱۸۵ : ۲۲۸ : ۲۱

ہرگز یعنی جانے نام جا۔ ہی ہو جانے سے محرم نہیں ہوا جاسکتا، اسے مخاطب قریب نامی ہے
ان کی کیا دیوی ہی جا! اور ایک دوسرے جنگل کی ماہ لے۔ یہ اُن تاقص اعیانہ لوگوں کی طرف خطاب
ہے جو کسی قسم میں فقر و غنی سے شہرہ حاصل کر کے اپنے تئیں کامیاب میں شمار کرنے لگتے ہیں۔

الفاظ

۱۸۵ : ۲۲۸ : ۶۰

یعنی تو کیسا ہی مال رتجا اور گناہیہ سر پائے اعلیٰ صحت و فراخ رواری کرنی ضرور ہے چاہر اعلیٰ صحت کو عام کر اور چاہو نہ جس خدا کی فراخ رواری مراد رکھو کیونکہ جس طرح وہیں میں بغیر خدا اور رسول کی فراخ رواری کے کام نہیں چلتا اسی طرح دنیا میں سلاطین و ملوک اور ماں اور باپ اور خضر اور اکابر وغیرہ کی اعلیٰ صحت کے بغیر کچھ بچ نہیں آتی۔

صبر و شکیب

۸۱۲۴۸ : ۱۸۷

کتاب ہے کہ صبر کے شے میں یکسو مسرتا مسرتا ہو گیا یعنی تھک گیا اب صبر اس کے اور کسی طرح اس بلا سے چھٹکارا نہیں کہ حوصلہ شکنی کرنے لگے اور غم سے بڑھ جائے۔ پس کتاب ہے کہ اسے حوصلہ تو جیسے کہ اب تک فراخ اور وسیع رہا ہے اب برکتات اس کے تنگ ہو جاؤ اور اسے غم تو زیادہ ہو جاؤ تاکہ غم سے ضبط نہ ہو سکے اور کس کیسوں اور اس جگر خور کی کے ضراب سے نجات پائے۔

شکایت

۹۱۲۲۸ : ۱۸۷

گھر ہوتا ہمیشہ میں ہے کہ اول سرزد دیتے ہیں پھر سب پابستے ہیں اس کو تباہ کر دیتے ہیں مگر شاعر بطور مبالغہ کہے جاتا ہے کہ اگر ایک چہرہ نہ تیرا ہی نہیں پرسانا مگر خرس پر بجا کرتا رہتا ہے۔ یہ انسان کی ایک قدرتی خاصیت ہے کہ نصیب توں کے وقت نصیبوں کو بالکل فراموش کر دیتا ہے۔ اسی خاصیت پر شاعر نے شعر کی بنیاد رکھی ہے۔

ذیل کی غزل سلسلہ اور غزل داشت نہ ہے بلکہ یہ مشق کی غنیمتیں بچاؤ کی ہیں۔ اور اس کو بہادشاہ کی تعریف اور شکایت غزلیات پر ختم کی ہے۔ ۲۱۔ غزل میں حرف نمس بیاں کا لطف ہے۔ خیالات بلند نہیں ہیں۔

غزل مسلسل داشت :

۱۰۴۰۹ : ۲۳۹

دل گرفتہ اکتا جانا۔ یعنی جس قدر شوق اور تاذک مزاج ہے کہ اپنے آپ سے بھر گزرتا ہے۔

۲۰۴۰۹ : ۲۳۹

یعنی اگر کوئی آئے سزا کہ کتاب ہے تو جہاں نہیں مانتا بلکہ خرس ہوتا ہے گویا اپنی سزا کو تسلیم نہ کر مانتے ہوئے ہے۔

۵۱۴۰۹ : ۲۳۹

یعنی انہوں سے مجھ سے کام لیتا ہے اور پری ہو کر حبشید کی انگوٹھی جیسے لیتا ہے۔

۷۱۴۰۹ : ۲۳۹

م سے مراد بات ہے دوسرے معنی کے معنی ہیں کہ اُن کے غم میں آدم کی کلمہ نہیں آتا۔

فراموش بردہاتی ہے۔

۸۱۳۰۶ : ۲۳۶

۹۱۳۰۶ : ۲۳۶

یعنی آپ ہی جانتا ہے اور آپ ہی بطور کھیل کے قائم کرتا ہے۔

۱۰۱۳۰۶ : ۲۳۶

۱۱۱۳۰۶ : ۲۳۶

۱۲۱۳۰۶ : ۲۳۶

یہاں دُوم کے معنی اُصوں اور کرامت کے ہیں تقدیر عبارت میں ہے کہ غالب درخت سنبی
پر آوازہ عالم گرفتہ

۱۱۲۵۲ : ۱۹۱

یہ تمام غزل تو حید میں ہے کہتا ہے جبکہ تو نے ہماری زبانیں گونجی کر دی ہیں اور باوجود اس کے
جانوں کے اندر شورش بھری ہے اب تو اپنے ہی سے پوچھ لے کہ تو نے ہمارے ساتھ کیا سلوک
کیا ہے۔

۲۱۲۵۲ : ۱۹۱

۳۱۲۵۲ : ۱۹۱

کہتا ہے کہ شرمندگی وہ عذاب ہے جس کی ضد یعنی ذات میں ساتوں دونوں پہلی ہوتی ہیں پس
اگر تو نے گنہگار کے ساتھ مارا یا معنی رعایت کی اور اس کو بخش دیا تو یہ میں انتقام ہے وہ اس شرمندگی
سے کہ بارگذاں قدوگن ہوں کے ہم کو کچھ سزا نہیں دی گویا سات ہفتوں میں تھک دیا گیا۔

۴۱۲۵۲ : ۱۶۱

۶۱۲۵۲ : ۱۹۱

خستگان۔ زخمی اور شکستہ دل لوگ۔ یعنی جس کی حالت خراب نظر آ رہی ہے معلوم ہوتی ہے کہ گویا اُن پر
خدا کا غصہ ہے۔ درہست۔ صبح و سہم کو کہتے ہیں؛ دستیں اُس کی جگہ ہے یعنی وہ لوگ جس کی حالت
دست اور ہر ایک شکل اور شکل سے محفوظ ہے۔ گویا اُن پر خدا کی عنایت و مہربانی سب سے زیادہ ہے۔
کہتا ہے کہ اگر تو نے درہستوں پر ظاہری عنایتیں مبذول فرمائی ہیں۔ تو زخمی دلوں کو پوشیدہ مہربانیوں سے
مفتون کیا ہے۔

۷۱۲۵۲ : ۱۹۱

خدا تعالیٰ کے فضلے اور عتاب کو پتہ نہیں قرار دیتا ہے؛ اور اس کو شراب سے تشبیہ دی ہے کہ

جس طرح شراب کا مذاق ہر شخص کو تلخ معلوم ہوتا ہے، اُن شرابیوں کے ذائق میں اُس سے زیادہ کوئی نئے خوشگوار ذائقہ، اس طرح تیز قاب کو بیک ہر تلخ معلوم ہو کر تیرے ذائق میں اس کو پسند و نوش سمجھتے ہیں۔

۱۰۴ : ۱۵۲ : ۱۹۱

گستاخ کو تو نے مصلحتات کو پیدا کر کے اُس میں اپنے حسن کا آپ تر شاہ دیکھا ہے تو گویا جھوٹا مسعود نظامہ مشفق و تحقیقت ایک ہی شخص سے ہیں۔ یعنی ناظر اور منظور ایک چیز ہیں۔

۱۱۴ : ۲۵۲ : ۱۹۱

گستاخ کو پیدا کر کے تیرا مذاق کے ساتھ غصہ میں تھی اور بیوی کا علاج سنگ و گلیاں یعنی مصلحتات اور نجات میں تھا۔ میں تو نے جانداروں کے پیدا کرنے سے پہلے سنگ و گلیاں کیا کر دیا جیسا کہ علم جیولوجی میں پتھروں اور درختوں کا میراں اور انسان سے پہلے پیدا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

۱۲۴ : ۲۵۲ : ۱۹۱

مصلحت میں پھر اپنی عادت کے موافق شوقی کی ہے۔ تمام ناخام حالتوں کو جو قاضی پرگزوری ہیں اُن کو ازراہ شوقی اور طغیانی کے عقد پر اسے میں ڈھالا ہے گستاخ کو آنکھ دوتی ہے زبان فریاد کرتی ہے اور دل تڑپتا ہے۔ گویا تمام عقد سے تو نے مل کر دیے ہیں۔ چونکہ آنکھ کا رونا، زبان کا فریاد کرتا اصل کا تڑپنا۔ ان تینوں حالتوں میں ایک کشش کی صورت نمودار ہوتی ہے۔ ۲۶۱ لے اچھا تمام حالتوں کو اپنے عقدوں کے مل کر دے سے تعبیر کیا ہے اگر اس معنوں کو شوقی پر محمول دیکھا جائے تو یہ حسن بھی ہو سکتے ہیں کہ عشق کی معراج میں ہے کہ آنکھ روئے زبان فریاد کرے اور دل تڑپے میں غالب پر جو یہ حالتیں طاری ہیں گویا عشق کی راہ میں جتنے عقد سے تھے وہ تو نے سب مل کر دیے۔

غزل مسلسل داستان

۱۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۵۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۶۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۷۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۲۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

۳۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

برسم بجاؤں یا نار و فرو کی بالشت بالشت بھر کے گڑیاں کاٹ کر آتش پرست رکھ لیتے ہیں اور عبادت یا ناسخ یا کائنات کے وقت اُن کو ہاتھ میں لے کر پڑھتے ہیں برسم گزار اور نذر ہم اسے آتش پرست کو کہتے ہیں۔ نذر ہم اور نذر وہ دعا ہے جو آتش پرست برسم ہاتھ میں لے کر پڑھتے ہیں۔

۸۴ : ۲۶۱ : ۱۹۸

تضییع و دشت۔ چتا ہر صحرا۔ باقی شر کے صفی صاف ہیں۔

۱۹۸ : ۲۶۱ : ۹۰

یعنی ذلت پر غم اُن کے چہرے پر ہی معلوم ہوتا ہے جیسے سیاہ نقاب منہ پر پڑی ہوئی ہر اور ہر کچھ لڑاؤہ
ہوئی پر ٹاٹا ہے وہ بدن کی چمک و مک سے سفاک معلوم ہوتا ہے۔

۱۹۸ : ۲۶۱ : ۱۰۰

یعنی جب دعویٰ حق و جلال کرتا ہے تو ایسی کی جھگرتا ہے اور غالب کے چٹانے کو مجنوں کی تعریف کرتا
ہے کہ وہ جانا ما شہنہ صادق تھا۔

ماشتاد

۱۹۹ : ۲۶۲ : ۲۰

یعنی تو جبریت کرتا ہے کہ میں غلم سے شہیدان ہو گیا ہوں، تو کب پیشانی ہوا ہے، کیونکہ وہ مجھوت جو چہ معلوم ہو۔
جیسا تو پہلے جانتا تھا اب بھی بولتا ہے، پس تیرا یہ کیا کہ میں غلم سے شہیدان ہوں یہ بھی اُنکی غلم میں داخل ہے۔

ماشتاد

۱۹۹ : ۲۶۲ : ۳۰

کُتا ہے کہ تو جیسے میں دل کی طرح اور دل میں جان کی طرح بیٹھ چکا ہے پھر میں تیری نگاہ و صوفی اکادمی حال
ہے جو پہلے تھا کہ محبت کی آگ جبر کا گئے چل جاتی ہے۔

ماشتاد

۱۹۹ : ۲۶۲ : ۴۰

شکایت و دلدار

۱۹۹ : ۲۶۲ : ۵۰

تصوف

۲۰۰ : ۲۶۳ : ۱۰

ماشتاد

۲۰۰ : ۲۶۳ : ۲۰

جائے کچھ بجز یہ دو۔ اُن کی جگہ کاغذی دہنا۔ اور بجز ہونے کے سنی سرسبز و شاداب ہونے کے بھی ہیں طوفانِ جہنما۔
کندہ و جہنما چھوڑ کر پڑی پر بجز دیکھ کر کتا ہے کہ اسے کندہ و جہنما چھوڑ کر اس قدر سرسبز و شاداب ہے تو کس کی جگہ ہے
کیونکہ وہاں حشر کی گزیریں ہیں اس لیے بلند و شگرف نیک کے اول یا وحشی بجز کہ کہ پھر سوال کرت ہے۔

تصوف

۲۰۰ : ۲۶۳ : ۳۰

تصوف

۲۰۰ : ۲۶۳ : ۴۰

تصوف

۲۰۰ : ۲۶۳ : ۵۰

برگِ سحر یعنی اسے شب تہ کو میری موت کی قسم جو گزشتہ وقت اپنی موت سے زیادہ کسی چیز کو عزیز نہیں کرتا
اس لیے رات کو اپنی موت کی قسم دے کر چلتا ہے تو کس کی خواہے قیامت ہے۔ یعنی جو گزشتہ کو تو کس میرے اوپر
گندہ ہی ہے کسی کا فرسے ساتھ دگندہ ہو کر پھر وہاں فرسے جو بڑا کہ کوئی نے اُن کی قیامت کا دل ہے، آج تیرا تو سوچ
خداوند اسلحہ اشتاد

۲۶۹ : ۱۰۳۰ : ۱

۲۳۹ : ۲۰۴۰۹

کہتا ہے کہ کسی دل کے یقیناً چتر ذوق نہیں چمک سکتا جس کو کہ تو پہنچ کر قصور میں فشار نہ دے دے یعنی جب تک کہ دل عشق پر بازی کے حصے نہیں جھیلتا اور طبع طرح کی گرفت اُس میں نہیں اٹھاتا اس میں متعاقباً اور طاقت اور گھٹاوت پیدا نہیں ہوتی۔

۲۳۹ : ۲۰۴۰۹

اور وہ کام ہی ہے کہ عشق کے شکنجے میں دل کو فشار دیا جائے۔

۲۳۹ : ۲۰۴۰۹

۲۳۹ : ۲۰۴۰۹

یہ وہی شخص اس اور حق الفت گھٹاوت دونوں مرکب صفتیں ہیں باقی شعر کے معنی ظاہر ہیں۔

۲۳۹ : ۲۰۴۰۹

فردِ فردی کا مفاد یہ ہے فردی شخص بنانا، خلک پر جاننا، یعنی کیا یہ بات ظاہر نہیں ہے کہ وہ فردی جس سے تو کسی عیب کو نہیں نہ کرے گا مرنے کے بعد یہی خلک ہو کر رہ جائے گا۔

۲۳۹ : ۲۰۴۰۹

۲۳۹ : ۲۰۴۰۹

۲۳۹ : ۲۰۴۰۹

۲۳۹ : ۲۰۴۰۹

یعنی اگر اس شخص پر تیر کو کسر شایہ نہ ہو تو اسے غالب تیری مثال ابر ہمارا، مگر یہی ہے کہ عورت پر مانتا ہے اور اس کی گفتنی نہیں جانتا یعنی بے شمار عورتی پر مانتا ہے۔

۲۰۴ : ۲۰۴۱۰

تصوت

۲۰۴ : ۲۰۴۱۰

تصوت

یعنی میرے توفیق سے جو فتنے نکل رہے ہیں انہوں نے ایک شور مچا کر دکھایا ہے مگر اسے جنبش مضرب کہ جس سے یہ تار بج رہا ہے تو کہاں ہے؛ تیرا کہیں پائنتیں

۲۰۴ : ۲۰۴۱۰

فقرت

فراق کا امتداد میرے کو کہتے ہیں۔ گو وہ پرستوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو ناقص احیاء و شاعروں کو مانتے ہیں۔

۲۰۶ : ۱۰۲۴۴

تصوت

دیدہ و درمیں صاحبِ نظر و شخص ہے کہ جب اُس کو یہ خیال پیدا ہو کہ دنیا میں کوئی چیز ہی دکھ نہ دے رہا

ہیں تو وہ انکس پتھر کے اندر جانی آندہ کی کہ قتل کرتے ہوئے دیکھ لے میں ہاتھ سے ہی جو قابلیت اور استعداد ہونے
و بصیرت کی ہے وہ اپنے اس سے کہ قوت سے فعل میں آئے اُس پر ظاہر ہو جائے۔

تصوف

۲۰۶ : ۲۰۴ : ۲۰۶

یہ خطاب ہے جناب اصحیت کی طرف اگتا ہے کہ جس وقت سے کہ دیکھیے اُس کا نہ ترے ہی سے کی
طرف چلا ہوا ہے۔ اور اس لیے تیری طلب میں خود پایا یعنی سحر کو اپنا رہ گیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اُس کا ہر ذرہ
تیری طرف رہنما کرتا ہے۔

تصوف

۲۰۶ : ۲۰۴ : ۲۰۶

گناہ ہے کہ جس کے پیلوں میں دل ہے اُس کے دل سے تیرا بارخ و بیدار کی طرح اگتا ہے اور یہ اس لیے
کہ اگر وہ دل کسی اور سے نہ لے تو اس جہت سے کہ تیری نشانی اُس پر موجود ہے۔ وہاں سے اپنی چیز یعنی دل
واپس لے لے۔ مادہ کی۔ جھگڑا ہوا۔ اور قوت۔

تصوف

۲۰۶ : ۲۰۴ : ۲۰۶

یعنی ہم ملائیے کہیں ڈنک کہیں جب کہ وہ بھی ہے فارہ تیری تماشائی میں پر ملا کرتے چہرتے ہیں اور
تو جگہ نہیں پہنچ سکتے۔

تصوف

۲۰۶ : ۲۰۴ : ۲۰۶

یعنی انہوں نے کہیں تو خود میں پڑا ہوا ہوں اور تیری نسبت یہ کہا جائے کہ تو انہوں کے اندر کی بات
ہے۔ اور فریاد کو پہننے کے اندر دیکھ لیتا ہے۔

نقد

۲۰۶ : ۲۰۴ : ۲۰۶

یعنی میری شری بہت کا یہ حال ہے کہ اگر کہہ کر مجھے مل جائے تو اُس میں ہی بات دوسرے اور مجھے اُس سے
فک کے ساتھ حاصل ہو اور اگر طریق میری تک ہو جائے۔ تو وہ ایسا ہے کہ ہو جائے کہ اُس کی غرض اپنے ص
کے کام آئے۔

حالت کھر شعر

۲۰۶ : ۲۰۴ : ۲۰۶

گناہ ہے کہ اگر کھر شعر کے وقت تو میری حالت دودن کا ٹوٹے تو دل کے گناہ سے ایک آل کی ند بہن
ہوئی تو کو نظر آئے۔ یہ اُس پر تھا اُس آل کا یہاں سے جو اصل شاعروں کے دل میں شعر کہتے وقت بھر لکھ
جاتی ہے۔

انتخاب معاصرین

ج : عالی

س : مسکین

ص : نواب صدیقی صاحب خان

شاه حسن ترا در روش و دیر سے
 آب ز بجش بزر خون سکنده بد
 بزم ترا شمع و گل خیسگی بو تراب
 ساره ز علم و عمل مر تو در زیده ایم
 خرموشی ما گشت به آموزستان ما
 در بلع بیمار ای همه آشفتگی از حسیست
 بر طبعیان فرخ و پر هشتربان صفت
 اسه خاک دست قبله جان دل غالب
 تا نام تو شیر خج جان داده به گفتن
 حال ما بغیر سے پر می و منت می بریم
 ما بجا سه گرم پر دازیم غیض از ما بوی
 دل ما یوس را تسکین برون میتوان دادی
 غلطی بر بستی عالم کشیدیم از حزه بستی
 وقت تاراج خم فست چه پیا چه زمان
 جوی از باره و جوی ز فصل دارد غلده
 خار با از اثر گرسنه رفقا دم سوخت
 بهر دقت در رفته به آسم غالب
 سایه و چشم به صحرا دم پیش دارد
 تا مدد شکوه تیغ ستم آسان از دل
 دوست با کینه ما مهر نشان می دهند
 می پر دودگر جان بسلامت برود
 دعوی عشق ز ما نیست که باور کند
 نمی باز لطافت نیز بر دخت سر
 لطیفان را نبود هر زده جگر گون منتقار
 ما نبودیم برین مرتبه را نمی غالب
 نقشی ز خود راه گزیده بسته ایم ما

طره پر خشم صفات موی میان ما سوا
 جان نه زیری هیچ فقه خضر ناروا
 ساز ترا زیدیم واقعه کر بلا
 مست ما پا دارم با ده ما ناشتا
 زمین پیش و گرنه اثری بود فغان ما
 گوئی که دل از بیم تو خون گشته خزان ما
 تا دم شیب آید و ماه رمضان ما
 کز فیض تو پیرایه حسیت جهان ما
 در خویش فرد مرده دل از مهربان ما
 آنگی باری که آنگه نیسته از حال ما
 سایه و بچون دود بالا میرود از بال ما
 چه امیدست آخر خضر و اودیس و صیغارا
 ز خود رفیقیم و هم با خویشی بودیم و دیارا
 همچو رنگ از رخ ما رفت دل از سینه ما
 لب لعل تو هم ای صفت و هم آنست مرا
 خفته بر قدم را هر آنست مرا
 توشه بر لب جو مانده نشانست مرا
 اگر اندیشه منهدل نشود ریزن ما
 بنجیه بر بزم پریشان فدا از سوزن ما
 خود ز رشکست اگر دل بر دازد دشمن ما
 تا چه بر قست که شد نامزد خرمن ما
 می جمد خون دل ما زنگ گردن ما
 نشود گرد و نشان زدم تو سن ما
 خورده خون جگر از رنگ سخن گفتن ما
 شعر خود خواش آن کرد که گرد و من ما
 بر دوست راه ذوق نظر بسته ایم ما

با بندہ خودی ہر سختی سے گفتہ
 پر دوسے حامیان دودھ و دھنک
 فرمایا دودھ تا چہ مدائی گرفتہ است
 سوز تمام دلی بہرہ و خوشی گرفت
 ہر جا مست نالہ بہت مانت گزارا و مست
 با چو ترقی معاملہ پر خوشی منت مست
 وہ سے سیاہ خوشی ز خود ہم نہفتہ ایم
 نیز دم انکسارت دندہ دہن کی پیازی میں
 کہ دلی چلے زلی یا ہم چنانہ پر خوشی بالم
 سخن کوتہ مرا ہم دل بتوی مانست اما
 وہ مشرب حریفان منعت خود توانی
 بیک دوشیرہ ستم دل نیشود خورد
 بہانہ جو مست در الزام دلی شوق
 ہلاک شیعہ تسکین خواہ مستانی را
 زانکستی و با دیگران گردے بستے
 دودھ و وصل جدا گانہ لذت دارد
 دودھ صومہ ہستیت زینہار مرد
 چوں بہ قاصد بہر پیغام را
 گشتہ در تار یکے روزم نہای
 تا نیستد ہر کہ حق پرور بود
 ولستای در چشم غالب ہوسر جوے
 در ہجر طرب پیش کند تاب و تجمہا
 برنی آید ز چشم از جو شش حیرانی مرا
 وہ کہ پیش از منی ہا ہوسر کسی خواہد رسید
 تشنہ لب بر ساحل دیدار خیرت جان دہم
 بر گیتی شد حیات از شیعہ مجز اضطرار ما
 نشستی بر سر راہ بخیر فاسے دارد
 نہال شمع را با نیست از کامبدست و خفا
 ہمایان محبت یاد سے آدم زمانی را

خود را بندہ بر تو مگر بستہ ایم ما
 از ہمسہ خوشی جنت و دبستہ ایم ما
 صد جا چو نے بنالہ کمر بستہ ایم ما
 از داغ تھن بہ جگر بستہ ایم ما
 حردی بپال مرغ ہر بستہ ایم ما
 از شکوہ تو شکر گزار خودیم ما
 شمع خوشش کلبہ ہمار خودیم ما
 قائم را بغارت ولہہ اذانہ کار و انیسما
 کہ پندارم سر آمد دوزگار بیوانیسما
 ز تنگ ز اہانت دم بکا فر ما جراتیسما
 جگر کہ چون سکندہ آئینہ نیست جم را
 برگ من کہ بیامان دوزگار بیما
 یکے بر غم دل تا امیدوار بیما
 عیان گشتہ تر از یاد تو ہمدار بیما
 بیما کہ حمد و ثنائیت استوار بیما
 ہزار بار برد مسد ہزار بار بیما
 مست ع یکدہ حقیقت ہوشیار بیما
 رشک نگزارد کہ گویم نام را
 گو چنانی تا بجویم شام را
 خوش بود گردانہ بہرہ و دام را
 شوق نشناسد جے ہنگام را
 نہاب گفت ما یسپا بہت شہم را
 شد نگہ زمار تہیج سلیمانی مرا
 سجدہ شوق کہ می بالہ بہ پیشانی مرا
 گر بوج افتد گمان چہی پیشانی مرا
 ز پشت دست ما باشد قریش دمنے کار ما
 کہ ہر گس میرود از خوشی میگردد و جار ما
 گناز جو ہر ہستی مست غالب آبار ما
 کہ دل حمد و ثنائیت دام و دلتانی ما

ی نازم بندوبالی نازد مجوش و گردن
 ص ناز سرسایه دیگر ز تو یافت
 ص مگر نمک سود کنی زخم و دم
 ع چه فتنه ها که در اندازد گمان تو نیست
 ع دمان فدای تو نام که برده نامصح
 ع دل از خموشی لعلست امید دار پرست
 ع گمانی نیست بود بر مست زبید روی
 ع بی تکلف در بلا بودن به از بیم بلاست
 ع پاک خور امروز و دشوار از بی فردا مندر
 ص بنمود رسیدنش از ناز بیک دشوار است
 ص غم شنیدن و لغتی بخود فرو رفتن
 ص ز آفرینش عالم غرض جز آدم نیست
 ع زوهم بخشش خیالے کشیده درند
 ع قوی قناده چه نسبت ادب بخو غالب
 ص نازم نگه شرم که دلساز میان برده
 ص همدم که ز اقبال نوید اثرم داد
 ع هر چه شک خواست بیکس از شک خواست
 ص جاه ز علم بیخبر علم ز جاه سبب ساز
 ع بحث و جدل بجای مان مکرده جمعی کاندان
 ص خود خوش مست و دردم پدید چنین خوش تر است
 ص نند بزار شیوه و طاقت حق گران نبود
 ص سسل شمرود سرسری تا تو ز بجز شمره
 ص میر بخند از تحمل بار جفا سے خویش
 ص در کش کش ضعیف نگردد روان از حق
 ص سرگرمی خیالی تو از ناله باز داشت
 ع دل جلوه می دهد بهر خود در انجمن
 ع غالب زبان بریده و آنگه گوش نیست
 ع جلیل دولت بنا از خرمی به بند نیست
 ص از دوست میل قرب بر کشن نیست مست

چندان که ابر فیضان در گهر آفرینیت
 نمک خزان تو خزان نمکست
 سود ز غمت و دنیا به نمکست
 قیامتست دل ویر مرغان تو نیست
 ذبی لطافت ذوقیکه در بیان تو نیست
 چه گفته بزبانی که درود مان تو نیست
 بدست مرگ دلی به تر از گمانی تو نیست
 فقر و دیا سببیل و روی دیا آشت
 در مشربیت باره امروز آب و دیر آشت
 چرا بیدام تنهای خود گرفتار ست
 خوشا فریب ترحم چه ساد و بر کار ست
 غم و فتنه ما دور غمت پر کار ست
 وجود خلق چه معنا به بر نایا نیست
 ندریده که سوسه قبل پشت حر است
 ز انسان که خود آن چشم فوسفانداست
 اندوه نگاه غلط انداز ندانست
 حرف خفیه می بخت باد و ناگزیر خواست
 مرم نمک تو ز ندریم زم زم نمک خواست
 کس نفس از جمل نزد کس سخن از نمک خواست
 عشق بنهار خار غم پیر بهم نمک خواست
 یک صفت بسجده و دنیا بهیشتن خواست
 غالب اگر با دمی داد خود از نمک خواست
 مان شکوه که خاطر و لدار نازک ست
 اینکه من نمی میرم هم زنا توانیاست
 دل پاره آتشیت که دوش نمانده است
 دمی مگر بیکان صمودش فاعده است
 اما دماغ گفت و شنودش نمانده است
 آسوده زی که یار تو مشکل پسند نیست
 گر تیغ در کمان به نشاط کند نیست

بخود بر سر سائیل طوبی غموره اند
 لغت خشم ز فیض جنون حاصلست
 و دشمنی بستی که نیکوست بش را
 و سید تیغ قوام بر سر دین گزشت
 افزای خوشتر از نیم بجان میبایست
 تا تک باید بدو زده خود آرد افتد
 چشم بدو در چو خوش می نیم اشب که بدو
 در دروغی بخواخ و کبر می به ایام
 بدوق غمت باز تو خواب گشت غم
 ز غم و دشمنی تا لم کن اهل باز است
 گفت بدو کار سخنور چه من بیست
 طغیان خزان که نه بین سپید دشت
 در صفه خودم همه آنچه در دولت
 و داندستی من چاک او فلک چه عیب
 نه گفته که به سخن بماند و بند پذیر
 وجود او بر حسنست و سیم بر عشق
 ز بیم آن که مبادا بیم از شادی
 اگر نه بیم از بر خود عزیزم دار
 پیوسته دهر با ده و ساق توان خواند
 و در گرم روی سایه و سر چشمه بخیریم
 آن راز که در سینه نهانست نه عظمت
 کاری عجب افتاد بدین شیفه مارا
 گفت که ز کیم خشم عمر گزشت
 در کباب ملک آتش پرده کش شد
 شد فکر از نازکی چند انگه ز قارش ناند
 گوشتان وصل تا خوش و در موافق بجز تلخ
 بدو آدم از امانت هر چه گردان یافت
 غمت بشیر شیون زمان به جنگه غلق
 و دازی شب و بیداری می اینو نیست

مشبک بر مردان تشنه نیست
 آفتابان شکست دست من که پنداری بخت
 کارون به پیمانده در شکر آبست
 ز به شگفتی دل که از همین پیدا است
 خود پیر مرا سخت جوی میبایست
 ز رخ پیرایه گفت ز گران میبایست
 نفس سوخته و در سینه روشن شده است
 تا خود از شب چه بجا ماند که بجا شده است
 قضا بفریده در چشم پاسبانم سوخت
 تپاک گرمی ز قمار باغبانم سوخت
 گفتند اندرین که تو گفتی سخن بیست
 در مرغزار پاسه خا و خنق بیست
 در بزم کمتر ست گل و در چمن بیست
 ز پیش وطن و درج با هزار پند است
 برو که با ده مانع تر ازین چند است
 به بخت دشمن و اقبال بدست مکن است
 غم ویدار چه برگ من آرد و من است
 که بنده خوبی او خوبی خداوند است
 همواره ترا شدت و آرز توای گفت
 با ما سخن از طوبی و کوش توای گفت
 بر دار توای گفت و بر من تر توای گفت
 سر من بند غالب و کافر توای گفت
 ساقی بقدح با ده ده ساله فردر بخت
 خاک که قضا در حق گو ساله فردر بخت
 تا نهین پایش بکوی خیر و سیر داشت
 و به دایم کرده ای دوستان بدین داشت
 ز بخت می به خاک چون و چاهم گداز داشت
 عیس بنماند و شد و درم تر داشت
 ز بخت من خبر آید تا کی داشت

م	گشته را دنگ گشته دگر ست	م	من و زخمی که بر دل از جگر ست
ع	تقص و دام را گنای نیست	ع	در یختن در منسا و بال و پر ست
ج	دین و آں برگ و این گل آفتاب	ج	بم حسنا بی هم بمل و در گز ست
ص	بی تو گز نیست ام سختی این درد بسنج	ص	بجز از مرگ که دایست بهنگامی ست
ج	کیست در گنج که رطلی ز بزم بخشد	ج	در گروگان طلبه جامه ابرامی ست
م	بر دل نازک و لعل گر آینه عکس اد	م	خواجهش ما که جگر گوشه ابرامی ست
م	خضر غالب نمود و چه دنگو نسیم دل	م	تو دین دانی خزان گفت که الهامی ست
م	گیرم ز داغ عشق تو طرفی ز دست دل	م	ایتم ز بس بود که جگر روشناسی کیست
م	لذم یکو سے غیر ز بیتابی نسیم	م	کا خد امید داری بوسه لباس کیست
م	گیرم که رسم عشق من آورده ام بد پر	م	ظلم آفریده دل حق ناشناس کیست
م	صحن چمن منزه بزم فسارخ تو	م	باد لعل ملاقت رطوبت خواص کیست
م	آنکه بے پروه بعد داغ نایام سوخت	م	دید و پوشید و گمان کرد که پنهان سوخت
ع	نه بدر جبهه شرا و نه بجا مانده رما د	ع	سو ختم یک ندامت بچه عزائم سوخت
م	حاجت افتاد بروزم ز سپاهی بجارخ	م	دل به بیرون حق مسدود خاتم سوخت
م	بختم خد کام دل غمزه غالب	م	گوئی لب یار ست که در بوییم ست
ع	بادوست بر که باد بخلوت خود دام	ع	دانند که حرد کوثر و دار سلام چیست
ج	دلخسته غمخیز و بود سے دوا می ما	ج	باختگان حدیث حلال و حرام چیست
ج	از کانه کام نکسب ست خاک را	ج	تا از فلک نصیب کام کرام چیست
ج	نیکی ز قسمت از تو نخواهیم مزد کار	ج	در خود بدیم کار تو ایم انتقام چیست
م	غالب اگر نه خرد و صحت بهم فروخت	م	پر مد چرا که نرخ سے لعل نام چیست
ج	لطف خدا سے ذوق نشا طش نید بد	ج	کافر دلی که باستم دوست خو گرفت
ع	رضوان چه شد و شیر به غالب حواله کرد	ع	بیمچاره باز داد و دے مشک بو گرفت
م	خود اولین قدح می بزمش و ساقی شو	م	که آفران طرب تست گنجانی ست
م	بر دے صید تو از ذوق استخوان شمش	م	همان تیزی پرواز لیل افتاد ست
م	کنه شعل تانده از صرصر ز پا افت دام	م	خاکم از کادی هنوزم ریشه در گز است
ج	دمخوری نشانم در دست و معذورم	ج	نهاده می عجب و طسیرتی من عریست
م	نشاط جم طلب از آسمان ز شوکت جم	م	قدح مباشر زیاقت باد و گر نیست
ج	هر آنچه در نگری جز به جنس مائل نیست	ج	جبار بیگانه با شرافت نیست
م	میان غالب و داعی مزاج شد ساقی	م	بیا به لا به که بهیجان قوت نصیبت

نشد مطایبان از خواب بیدار گشت
قصوں با بیاں فعل از فساد گشت
بہام و آئین جوفت جہم و مکنہ چیت
کہ ہرچہ رفت بہر جہد و نہایت گشت
ہم از اسطاعت گشت ایگہ در جہان مانا
قدم بہ بنگلہ و سر بہ آستان گشت
سپہر را قربت راجع مانگاشہ
نہ ہرچہ دزد و زانیہ و مد خزانہ گشت
مرا چہ جرم گر اندیشہ آسمان بہیاست
نہ تیز گامے توسن نہ تازیانہ گشت

جہون و نعل نیست ولست از خطا بترس
گر نیست خون دیدہ جہان دین چہ بحث

آہ از شرم تو دنا کاے بازو و باش
در تلافی پایہ سرو و قاسے ماسنج

حق آن گری ہنگامہ کہ دارم لبشاس
اے کہ در بزم تو تم پکارا دم بیج

تصادف من براہ مردہ و من
بہجت من در شمارہ فساد من

کفیل ہوش خودم وقت ہی بزم حبیب
بشرط آنکہ ذیک تلزم فزوں ندرہ
شباب و نہد چہ ناقد وانی سہیت
بلا بجان جوانی پارہا ویزو
بہ بند پیش عالم نے توان افتاد
توان شناخت زبندی کہ بر زبان افتاد
فغان من دل غلق آب کردہ در نہنوز
گفتہ ام کہ مرا کار با فسلان افتاد
من آن نیم کہ بتانم گفتہ و مجبوسے
خوشم نہ بخت کہ دلداد بدنگان افتاد
حدیث ہی بدت و جنگ در میان داریم
کنون کہ کار بہ شیخ فہشتہ دانی افتاد
بگوے یاد زیا انستم و گنہم فریاد
غریبم و تو زبان دانی من نہ غالب
بدان و درین کہ مانند ناگہانی افتاد
آخر منزل نخت خوی تو راہ میزند
بہ بند پیش عالم نے توان افتاد
مست مطای خود کند مانی باز دستے
اول منزل و گر بوسے تو زاد میدہد
دل اسباب طرب گم کردہ در بندہم نان شد
عادہ زیادہ می بروں کہ زیادہ میدہد
زنا گر مست این ہنگامہ جگر شود ہستی را
ذرا عتکاء و بہقان می شود جوی بارخ و زان شد
قضا از دوق معنی شیرہ میر بخت و در جانما
قیامت میودارہ پردہ خانی کہ انسان شد
بہر رازی کہ بہ سستی ز دل آید چرون
فنی از لای پالایش چکیدہ آب میوانہ شد
در ہمساری ہمہ بریت نہ صبا سے آید
چوہ اسے دایہ کہ نو تم ز تنگ یہ میخیزد
مژدہ اسے مدد کہ تنگ نہ دوا سے آید

خوش مت آنکه با خورشید جز غم ندارد
 سراپای که در خند جوید از خوشتر
 سخن نیست در لطف این قطعه غالب
 رخ کشودند لب بر زده سرایم بستند
 سوخت آنکند ز آتش نفسم بجشیدند
 گویان دایت شایان بزم بر چیدند
 افسرانندک ترکان پیشک بردند
 گوهر از تاج گسستند و جانش بستند
 هر چه در جزیر ز گبران سینه تاب آفندند
 هر چه از دستنگ پارس به یغما بردند
 بر لب افشار آرم و ابرو بر تراوش
 خربان تان کنند که کس را زبان رسد
 مقصود ما دور و حرم جز حبیب نیست
 گم شد نشان که چو رسیدیم به کج و دور
 در دام بر دانه پیغتم عمر نفس
 تیر نفست را خط انداز گفت ام
 امید غلبه نیست به کیش معان و راک
 نازم با تیر از که گزشتن از گناه
 اے آنکه از غرور بهیم نغز خرس
 جان بر سر کتب قرا از شوق فغان
 آن کشتی شکسته ز موجم که بتا ج
 گر جلوه رخ تو بساغر ندیده ایم
 بهشت آسمان بگردش و مادر میا ز ایم
 مجبور آسودگی گردودای کاندیدی دادی
 بر آواز بزم بحث اے جذبه تو جید غلب را
 چه پیش از حده چون باورده غمناقم نمی آید
 به سخن بچشم دانه گسار کش گدوم
 چشم و دل باختام داد سز خواهد داد
 کفر و درو چیت جز آتش پندار و جود

دل خوشتر ملت آنکه این هم ندارد
 ز چشمت که پسر ایام غم ندارد
 بخت بد و حسد کا دم ندارد
 دل رده و دود چشم نگارم دادند
 ریخت جفای زنا قوس غمناقم دادند
 بعضی غمناقم فشانم دادند
 به سخن تاسیه فرکیانم دادند
 هر چه بردند به پیدا به غمناقم دادند
 یشب جمعه ماه در غمناقم دادند
 تا بنالم هم از این جمله زبانم دادند
 زان دمشنه که اندر کف جلا داد بجهند
 دل برد تا دگر چه از آن دلستان رسد
 هر جا کنیم محبه بهان آستان رسد
 مانند آن صدا که بخوش گرای رسد
 چندان کنی بلند که تا آشیان رسد
 اے داسه گرد تیر و دگر بر نشان رسد
 می گر به جزیر دست خدا در میان رسد
 با دیگران ز غم و دما از غرور رسد
 زان پایه باز گوی که پیش از ظهور رسد
 از حده تحریر حوام بدر آورد
 انگشت در آتش گز آیم بدر آورد
 چندین بدوق باره دل از جا چه میرود
 غالب و گرمسری که بر ما چه میرود
 چه خار از پا بر آمد یا نوانان بر نمی آید
 که ترک ساد با نقیبان بر نمی آید
 بنوعی گفت می آیم که میمانم نمی آید
 برم از غرور دے را که حزین تو شود
 آنکه چون من برودان و بهرین تو شود
 پاک شراباک که هم کفر تو دوی تو شود

رفت بودی و گرانجا به سخن سادی غیر
دوش که گردش بنجم تو بروی تو بود
دوست دلم گریه را که بکارم زده اند
مردی دجانی چنانکه شاد است دانی
گر چنین ناز تو آماده یغسا ماند
هم بسودای تو خورشید چه ستم کردی
شکوه دوست ز دشمن نخواستم پوشید
در فصل دشمنی ساخته غالب امروز
بستند زه جرعه آبی به سنگدور
ما را نمود بخت و اما نمود صبر
یک گریه پس از ضبط دو عدد گریه بقادر
بریده ام ده معدی که گر جیشا خم
ز جوش شکوه پدید دوست می توهم
کن پرستم از شکوه منیع کاین غنیمت
اگر بدل ز غله هر چه این نظر گذرد
برصل طاعت یا خدایه غسل کی
بست تعادلت بسی هم در طلب تابید
دودی زده در دمان نشسته ای بشدار
می به زاهد کن عرف که این جبر بر ناب
خواجہ فردوس بسید است نهادار
هر چه بینی بجهان حلقه زنجیری است
هر که دشمن شوق تو جاحست باد
طوبی فیض تو هر جا که د بار افتاد
خاد رخ کسی که دل ما دارد دا گزارد
جان در خدمت نشان مرگ از تعادار
بر خلیفه جیشا که گفتیم اگر تو دانه
چون لعل تست خفیه اما سخن نماند
باید زنی بر آئینه پر بسوز گفته اند
باده داران به فی دسان قشادش دادند

سنت از بخت که خاموشی مایه آید
چشم سوی فلک دره که سخن سوسه تو بود
کاین همانست که یوسته حدابش تو بود
هم ز اندیشه آندوی بازوی تو بود
به سنگدور رسد هر چه زودا ماند
دل ز بختی برد آهوی که به سیلا ماند
گر خم بجز چین مرصه فرسا ماند
مگز آید که ماتم زده تنه ماند
در یوزه گر یکله صبا به کدو بود
دستی که زما شست بخون که فرد بود
تا تلخی آن ز حسد توام زگو بود
بجای که گرد دمان از بدل فرد یزد
صبا در سکوت از دمن فرد یزد
که خود زخم دم مدخن فرد یزد
نفسه رواخته عمری که در سفر گذرد
که مرگ تشنه بود آب چون در سفر گذرد
لذت دیگر ده بود چو دشنام شد
کز تمیدن دل افکار بر برم زسد
پیش این قوم بشو بار زرم زسد
دای گرد در روش نعل به آدم زسد
پس جانیست که این دانه با هم زسد
خیز خراشی بگلر گوشه ادم زسد
جز نیچه پر شنگ مردم زسد
کشت جهانی سراسر دارد گیا خداود
تو در بلا فلکند بیسم بلا خداود
دارم دلی که دیگر تاب جفا ندارد
چون چشم تست زگی اما جاناود
آری دروغ معلومت آینه گفته اند
ناله میخواست که شرح ستم نازد وید

هر نيسے که ذکوی تو خفا کم گذرد
 کوی تا جسمه آتشش پندار بود
 عشوه مرصعت چو عجز کاین حیار
 جوهر بلغم درخشان ست یک
 بر خیسے را مشایع درخور ست
 نو میدے باگردش ایام ندارد
 بیسل بچسبی بنگرد پروانه به محفل
 چه خیزد از خفته کن درون جان نبود
 حکم ساقی دے تند و می زید خوشے
 ز خرقیش رفتام در فرستی طبع دادم
 زام ناقه بدست تصرف شوقست
 بالغات نگام چه جاسه تنفیت ست
 جان شمر ستم پیشه شر یار اند
 برند دل بادامی که کس گسان نبرد
 بختک تاج بود خوی دلبران کاین قوم
 نه روح و کشت خنای مندی حلیقه و باغ
 ز دوده گشته پیشیمان و بهر دفع طلال
 زردی خوی و عشق نور دیده آتش
 بے عتاب همسان بهاد سے طلبید
 چه ذوق بر بردی آشنا که غار خدای نیست
 بیاد دید گر اینجا بود زباندا سنے
 پیشم از آن پرس که پرس و ابل کوی
 نازم غریب صلح که غالب زکوة تو
 سرت گردم اگر پاسے نزاکت در میان نبود
 سر کرار خشت نازی نبود از غم سے
 مفتیان باوه عزیز ست مرزید بجاک
 از رشک گردانچہ بمن روزگار کرد
 در دل بمن زینش مح کینه داشت چو
 لنگر گسست مر مر و کشتی گسست موج

یادم از دلوله عمر سبک تاز بود
 از صور جلوه و از آئینه زنگار بود
 یوسف از چاه برآمد که بیا زار بود
 روزم اندر ابر نیسان میرو
 بوسے پیرایه به گنغان میرو
 روزی که بیه شد سحر ز شام ندارد
 شوقست که در وصل بهم آرام ندارد
 بریده باد نیایے که خرنجکان نبود
 ز درغل یاده بختم آیم ارگران نبود
 که باز گردم و جز دوست ارمغان نبود
 بسوی قیس کز ایش ز ساربان نبود
 و ما کسبه که نوعی ز امتحان نبود
 که دستم روش آموذ روزگار اند
 نغان ز پرده نشینان که پرده دارا اند
 در آشتی نیک زخم دلقار اند
 ز بهراده سوا خواه باوه بارا خند
 امید دار بمرگ امید دارا خند
 برنگ در بوی بگر گوشه بهار اند
 شکایتی که زمانیت بهم بها دارد
 مرد به کعبه اگر راه ایمنی دارد
 غریب شتر سفینه گشتی دارد
 گویند خسته ز تحت خود زریه بیاد بود
 تا کام رفت و خاطر امید دار بود
 تتم از لاغری صد خورده بر سوسه کمر کرد
 جاسے در حلقه زمان قدح نوش مبار
 جوشد از پرده و گر خون سیاه خض مبار
 در خشتک نشاط مرا دید خوار کرد
 چرخ دیدگان خانه نمان آشکار کرد
 دانا خورده و رنج که تا دان چه کار کرد

نو میدی از تو کفر و تو را فی نه بکفر
 بشرح آورده حق بگویم از جنونی بفری
 خداوند وقت پرستی نیست کفر بجز از غایت
 آن خود بازی می برد و بی داد و جوی نشود
 با من میا و برای پدر فرزند آذر را نگر
 گویند صفای آری که روان کفر تا دایان بنده
 درستم حق ناشناس گفتن از انصاف نیست
 یا خود گفتن نشان اهل سینه باز گوی
 بهر خدای بلکه سرگرم تلاطم کرده اند
 چرخ هر روزم غم فرزا بخوردم میدید
 ولم در کعبه از کل گرفت آورده خواهم
 بخشم چنان میگویی و از لطف گفتار عشق
 دل از پیلو بدن آرم جیش جام خود انگردد
 من بوجاه مردم و رفیق بدر زود
 دعوای او را بعد و میل بری
 بدین حد که بلی تر کنی دمی بکنم
 ساقی و گرم بود به میخانه ز مسجد
 خم جبین پدرش آستان بگرداند
 توانی از غلغله غار و نگره که سپهر
 همه بشادی و اخلاص دل منه که گفت
 یزید را به بساط غلیظه بنشانند
 حیقت ز فرق تا بگویم رسیده باد
 گردن ام زکوی تو آسان زرقه ام
 فدای صفت محمدی بفقان بگردم در شک
 در تحفه زدن منت بسیار نهاده اند
 داغ دل ما شد نشان ماند به پیری
 دوزخی که بی نود و به فی شور نهفتند
 تا جسم شرق جان ده بهجاوت نمود
 دوزبشای که بر نکته اداسه دارد
 ناهاد از حد بر بختی بجز ایچ نشان شد

نو میدیم و اگر تو امید دارد کرد
 دلش با محبت اما زبان با ساریان دارد
 که بجم جان بر لب و دم داستان بر زبان دارد
 بخود عشق وین خنده اند و عشق جان خوش کرد
 بر کس که شد صاحب نظر و بی زبانی خوش کرد
 که خود فرد و شبهای و بی بخشش زبانی خوش کرد
 آنکه چندی نگذشت بر علم خداوندش بود
 گفت گفتاری که با گردا برودش بود
 پاره خنیک در هر دو با چشم کرده اند
 تا قیامت خاوری از فکر معاشم کرده اند
 که با من وصعت بخانهای بنده چمن گوید
 گمان دلم کجاست و نشینی بعد از این گوید
 و اگر گفتی بر افشانم سلیقه اش بگویند
 خیر بختش انگبین و نیمه تر زود
 خنده دندان نما به خصی نگر شود
 تا زیاده تر شین چه بایه کم گردد
 بی یک دو قدح بود و فرخیم به سبوا داد
 نشینش بر سره عشاق بگر داند
 سر حسین طایفه برستان بگرداند
 چو قرصه بر خط استخوان بگرداند
 تخم را به لباس شبان بگرداند
 شوقی ز حد گذشت زبانم بریده باد
 این قصه از زبان عزیزان شنیده باد
 خار ربهت بیای عزیزان شنیده باد
 بر دهن سر از دوش و سبک دوش نکرده
 ایچ شمع شب آفر شد و خاموش نکرده
 اندیشه بکار خسرو و پویش نکرده
 که ده انجاد و سرمای بهشارت نرود
 محرم آنست که ده جز باشارت نرود
 که شود دست زود شوق و بکارت نرود

نریانی رقم سریش دو دچری نامہ بنولیم
بغضائی کہ دانی دودول میخیزد از کاغذ

۱ بیاض جوش تناسے دیدنم سنگ
 ۲ نرمی بجزم قیدین کنادہ می کردہ
 ۳ دمد داؤد و بالید و آشیان گہ شد
 ۴ بے دوست زبیں خاک قنایم بسر بر
 ۵ از غلدہ سفر تاچہ دہ دوست کو دارم
 ۶ بالہ بخود آہ مایہ کہ در باغ نہ گنبد
 ۷ مطرب بغیر نقرانی و غالب بساعت
 ۸ تاوگر زخم بنا سوز تو انگر گور
 ۹ گیرم اسے بخت ہدف نیستہ آفرگاہے
 ۱۰ یارب ای مایہ وجود از دم اودہ گشت
 ۱۱ اسے ذوق فرا سبھی بازم بخروش آور
 ۱۲ گر خود بخت از سر از دیدہ فرو بارم
 ۱۳ ہاں بخدم خسروان دانی رہ ویران
 ۱۴ شورا پڑ ایہ وادی تسخیرت اگر رادی
 ۱۵ دامن کہ زدی وادی ہر جا گزری وادی
 ۱۶ گر منج بہ کہ درینو برکعت نہ وادی شو
 ۱۷ دیحان و دماز میاراش یکد از قفل
 ۱۸ گاہے بسکستی از باوہ ز خوشم بر
 ۱۹ غالب کہ بقایش باو ہمایہ تو گزاید
 ۲۰ و دیگر یہ از بس نازکی رخ ماندہ بغاکش نگر
 ۲۱ برق کہ جاننا سخت دل از بغا سوسش ہیں
 ۲۲ دل ساز خم گرینے بے رنگ بجوش آور
 ۲۳ گیرم کہ بہ افشاندن ہلساس نیزم
 ۲۴ یقین عشق نمی و از سر گسان بر خیز
 ۲۵ چرا بنگ دیکھا چچہ اسے زبانہ طور
 ۲۶ رقیب یافتہ تقریب رخ بیا سودی
 ۲۷ حیادت مست نہ پرغش محدودی سمیت

چرا ملک از سر شکان یکید نم سنگ
 بیا بچاک من و آرسید نم سنگ
 در انتظار ہما دام چید نم سنگ
 حد چشم روان ست جان مالک زبرد
 پیشے بخیال اندر دماغی بچک بر
 سر دسے کہ کشدش بہ تناسے تو در بر
 ساقی سے و آلات می از حلقہ بدر بر
 بریہ از گفت الماس نشانے بس آر
 غلط انداز خدگی زکمانے بس آر
 بوسے چند ہم از گنج دہانے بس آر
 غرقای یخینوری بر سنگ بوش آور
 دل خون کی دانی خون مادر سینہ بجوش آور
 شمس کہ بخراہ شد از باد محوش آور
 از شر بسوی من سر چشمہ فرش آور
 می گزندہ سلطان از باوہ فروش آور
 درش بسیر بخشہ بر دلدہ بدوش آور
 آن دودہ چشم انگن ایہ از بے گوش آور
 گاہے بہ سیستق از لغز بوش آور
 باری عزلی فردی زبان سورینہ بوش آور
 والی سینہ سودی از پیش بغاکش نگر
 شوخی کہ خونار یقین دست از عا پاکش نگر
 اجزاسے بگر مل کی دود چشم تر م ریز
 مشق شک سودہ بزخم جگر م ریز
 بہ اسشتی بنشین یا بہ استخوان بر خیز
 زندہ دیدہ بدل دود و زجای بر خیز
 ترا کہ گفت کہ از بزم سرگراں بر خیز
 بیاہ خمرہ بنشین و لب گراں بر خیز

سبوح و ہمت ہر بحر ذی غالب خدا سے راند سر کو چہ سخاں بر نیز

نفس چون زبون گردد دیو را بفرمان گیر
محرم سلیمان نقش خاتم از من پرس
بوسا ز لبانم وہ عطر خضر از من خواہ
جام می پیشم ز عشرت حم از من پرس
درد من بود غالب یا علی بوطالب
نیست بخل با طالب اکم غنم از من پرس
تا یا نہ یارم بہ نرا ندان چہ حکیم
گیرم کہ خود از تست در می رانچہ کند کن
لطیف بہ نخت ہر نگہ خشکیں شناس
آرایش جبین شکر خان ز چین شناس
بے غم نہ ساز مرد گرامے کے شود
ز نسار قدر خاطر اند گن شناس
چہچہ بخود ز وحشت من پیش بین من
تشبیہ می ہنوز بہ بخون نگر وہ کس

مخت یاران وطن کز ساد گہای نیست
در غنچہ مردن داز جر باز آدوش
عزیم تا سازگار آمد وطن فہم مش
کہو تکی حلقہ دام آشیان نامید مش
بود در پیلو بہ تکیں کہ دل کی نقش
رفت از شوقی بہ آئین کہ بان نامید مش
دل زبا زار از دان آشناسا نخواست
گاہ بہمان نقش گاہی نلان نامید مش
در سلوک از ہر چہ پیش آمد کز شوق دشت
کعبہ دیدم نقش پاسے ہر دان نامید مش
ز کفایت می پد بعضی رنگ محل گرباش
شہید استکار جلوہ خراشت گشارش

فرمودہ رسما سے عزیزان فرد گزار
دہ سور زور خروای و ہزم عزا برقص

دل مد نقش بسوز کہ جان میدہد عوض
دو جان دہی قی بہ ازان میدہد عوض
نبود سخن سرا سے مارا نگان کہ دوست
دل می برد تا د زبان میدہد عوض
پاداش ہر دقا بجفا سے دگر کند
غالب بچین کہ دوست چہاں میدہد عوض

بدم تک بزخم دلم مشت مشت ریز
آخوند پرستے بسزا بودہ است شرط

مرا کہ بادہ دارم ندوز گار چہ حظ
ترا کہ ہست دنیا شامے از ہمار چہ حظ
خوشست کو زرد پاکست بادہ کو دست
اذان رحمت مقدس دیدی خار چہ حظ
چمن پراز گل و صبریں و دل بانے
بدشت فتنہ ازین گردی سوار چہ حظ
چنین کہ نخل بلند مست و سنگ تابیدا
ز میوہ تا نقد خود ز شاخسار چہ حظ

ی بخای چه خوش باشد بدی آتش به پیش و سرخ و
از بند سنان چنگ و دیک نشین گشته بچ

ی زبده دوزخ شراره که دریند منست
سازم سپهر گز بهمان خودم درین

ی گیرم امروز دمی کام دل آن حسن کجا
اجرانامی نهای سالک مانگشت سمع

ی حدیث قحط لب به چهره گفتم
فریاد جگرم در دهن نهاد حقیق

ی مناسه رخ بیا که بدوئی نشسته ایم
در خلوتی که زوق ناشناخته هلاک

ع نه مرا دولت دنیا نه مرا اجر جمیل
نه چه نرود قزانه شکیب چه خلیل

ع نه و بار به شبگیر در افکنده براه
آنکه دانست سر اسیر کی میج ریل

ع نه کنی چاره لب خشک مسافتی را
اسه تبر ساجیان کرده شتاب بیل

ع غالب سوخته جان را چه بگشاید آری
به یاری که ندانند نظیر سے ز تقیل

ی گیرم ز تو سر مشند آردم نباشم
تار حق سر تو ز دل چمن دود از دل

ع شمع چکه غم کراگل شگفته مزدک
از صفت طفلان و سنگ ره شده طفل جنگ

ع جذب تو بایه قری کان ببرد باک نیست
غالب نام آورم نام و نشانم پیرس

ع بر لب یاقوت سرای بادیه روان کرده ایم
باده بوم خنده و در بقار باخته

ع تاله به لب شکسته ایم داغ بدل بختیم
گر فراموشی بغیر یادم رسد وقت هفت

ع بر قدم لعل زخود رفته بود در بار من
بچه شمع بزم در راه فنا زاد خودم

ع آه آتشاک و چشم مشکباری داشتیم
این قدر دانه که غالب نام یاری داشتیم

ع دل پر دانه و تمکین مسند دلم
خنده بر عظمت مدحش و توانگر دارم

ع آن چرا در طرب و این زچ ده در تعبست

روز در تو دوید نام کی گردش بر رخ
 خوشنود از تو دزدی دود بایش خلق
 دو دزد گر بر فرضی زمین را با سحر
 غالب ز جفا نفس گرم چه تاله
 هم بد عالم زابل عالم بر کار افتاده ام
 سرخت جگر کا رخ چکیدن و یک
 تا کی صفت رضا جوئی و لب باشم
 گاه گاه از نظرم مست و غزل خوان بگز
 صفت دود ترا حور تکانی نکند
 برش پر کار کشای ورق بنجریست
 دیگر نگاه تمامست تازی خواهم
 گرمشتم از گدود وصل فرستم باوا
 زمانه خاک بر مراد نظر کنی آرد
 وکیل غالب خرمی و لم سفارش نیست
 زمی حذر کنی گر لباس دی و دام
 نشسته ام بگدائی بشاه راه و بند
 زده و دزد خیال را فروزی نیاز اند
 جواب خواجه نظیری نوشته ام غالب
 بس که قاعده آسمان بگردانیم
 جزو نشاء بطنیم دور فراز کنیم
 اگر ز شمش بود گیرد دار نشاء کنیم
 اگر کنیم شود به سندان سخن نه کنیم
 گل آئیم و گل بلبه بیه گزر پاشیم
 نریم و مغرب و ساقی زانجی راییم
 گسی به لای سخن با ادا بسیاریم
 نیم شرم بیک سوی و با هم آویزیم
 ز جوش سینه سحر ما نفس فرو بندیم
 بوم شب بیه ما در غلط بیند ازیم
 بیک باج مستانان شادمانی را

هم سپاس از تو دیم شکوه ز اخرو دلم
 آواز جفاست تو در عالم انگشتم
 عاشا گزین فشار در ابرو غم انگشتم
 پندار که شمع شب تنهائی غریتم
 چون امام سجده بیرون از شمار افتاده ام
 رنگ شوائی خلق گرم تا بچرخ ایم
 فرستم باد گزین پس بیه خود را باشم
 دود بر حده سخن نیست که رسا باشم
 از تو آغوش بچه امید شکلی باشم
 کم شرم در خود و در نقش تو پیدا باشم
 صاب نقشه ز ایام بازی خواهم
 زبان کوه دوست و دزدی خواهم
 ز نقش پاسبان تو را سر فراز می خواهم
 بنگر تو زبان را بجای می خواهم
 نهفته کافرم و بت در آستین دارم
 هزار دزد به سر گوشه در گیس دارم
 قرص جب از آه آتشین دارم
 خط منده ام و چشم آفری دارم
 قضا به گردش دمل گران بگردانیم
 به کوچه بر سر راه پاسبان بگردانیم
 دیگر شاه رسد از معان بگردانیم
 دیگر خلیل شود یسمان بگردانیم
 می آوریم و تدرج در میان بگردانیم
 بکار و بار زنی کاروان بگردانیم
 گسی به سر زبان در دهان بگردانیم
 بشوخی که رخ آخستری بگردانیم
 بلاه گری روز از جان بگردانیم
 ز نیمه ره در راه پاسبان بگردانیم
 تن سپرد زده گشتان بگردانیم

۵ به صلح بال فغانان صبح گاه را
 ۵ ز صبریم می و تو ز ما جلب نبود
 ۵ رفت بر ما آنچه خود ما خواستیم
 ۵ دانش و گنجینه پنداری کیست
 ۵ رفت و باز آمد بسا و دوا هم ما
 ۵ اگر بر خود نیاید ز قدرت کردن هر دم
 ۵ مرغ از دود و صل که با من در میان دلی
 ۵ و عشق در سفر از برگ سفر داشته ایم
 ۵ ماغ احسان قبولی ریشانش نیست
 ۵ زخم جگرم بخشنه و مرهم نه پندم
 ۵ نقد خردم سکه سلطان پذیرم
 ۵ غالب نبود که کسی از دوست بهمانا

۵ بخشش خادمی که فرا خود غفلت مست
 ۵ با پری شیوه غزالان و دم مردم و دم شان
 ۵ کافران و حسان جوی که هرگز نبود
 ۵ آشکارا بخش و بدنام و نکو تا سبب جوی
 ۵ رشک پر تشنه تشامه و او سبب دادم
 ۵ بگذر از خسته دلائی که ندانی بشدار
 ۵ داغ خوی گری ایله چاره گرانم گونی
 ۵ اسه که داندی سخن از نکته سرائیل عجم
 ۵ هندو خوش نفسا شد مخمور که بود
 ۵ مرتضی و قهر و صبائی و عذری دانگاه
 ۵ غالب سوخته جان گرچه خیزد به شمار
 ۵ جفا بر چوین می نم کش که گر گفتن برش باشد
 ۵ بیار خاک من که خودگی افشانی روا نبود
 ۵ منت صند و دادم لیکن اسه تا مرغان آخر
 ۵ فرجام سخن گوئی غالب بتو گریم
 ۵ رشک ختم پیوست ز شد به دوست این

۵ هم بهوش بیش ده هم بهی تواناگر کی
 ۵ دل مردم تبسم طره غم و در غم شان
 ۵ طره حور دلاویز تر از پرچم شان
 ۵ آه اذین طائفه و انگس که بود محرم شان
 ۵ نه بر آسوده دلاان حرم و زرم شان
 ۵ خفتگانند که عادی و بخاری غم شان
 ۵ آتش است آتش اگر پند و اگر مرهم شان
 ۵ چه بها منت بسیار خسته از کم شان
 ۵ بار و در غفلت شان مشکفشان از دم شان
 ۵ صبر قی اشرف و آزرده بودا عظم شان
 ۵ هست و در زرم سخن بمنقص و مجرم شان
 ۵ بدوق مشوه بوس و کن دم میتهای کشتن
 ۵ بیاد دامن شیخ هزارم میتهای کشتن
 ۵ بدین جان دول امید دادم میتهای کشتن
 ۵ خون جگر مست از دگ گفتار کشیدن
 ۵ تقاضا سر برش گداز نفیست ای

اے نادانگر در شکی دام می نشان
 تفرغے اٹھے چند بحر و کسست
 لب بلب و لبر خم و جان بسیارم
 جمل ذراستی خویش میتوان کردی
 چه مزد سخی دهم مرده سکوی خواب
 تو جمع باش که مارا درین پریشانے
 اگر بقدر دنا میکنی جنا حیف ست
 لب دوغتم ز شکوه ز خود غار غم شر و
 تازم دماغ تا زندانی ز سادگیست
 تا ز دیوالم که سرست سخن خواب شدی
 گویم مالد عدم ادع قبولی بوده است
 مطرب از شعرم برین می که خواب زودفا
 حرف حرفم در مذاق خفته جا خواب گرفت
 ہے چه میگویی اگر انصاف و شمع روشد
 چشم کو آئینه دعوی بکفت خواب گرفت
 شاید معنوی که ایک شهری جان دوست
 نازخ مارخ اندر جواسے غم بال و پر نشان
 خواباش نه دل دین محفل که بریا فزایت
 هم فروغ شمع هستی تیرگی خواب گزید
 گردینار وجود از درگز خواب نشست
 آناویم نخرابی و ترسم کزین نشاط
 رنج قضا ست بخت آسای گزارا
 اے مرگ مر جا چه گرانایه دلبرے
 غالب سپاس گوی که ما از زبان دوست
 دولت به غلط نبود از سخی پیشی شو
 از برده رده عشق تلام خدای گشت
 گر حسرت غمگ گودی سر بر خط فزایه
 و چند تکیه ای مردم ز جگر خاشے
 بر باد گرامت کی دانگاه بجا ست بر

سرای آسایش پاک نخست این
 تازم می پیش چه بلاد و دست این
 ترکیب یکے کردی صد نخست این
 ستم بجان کی اغریش میتوان کردی
 ز بوسه پا بدست ریش میتوان کردی
 شکایتیست که با خویش میتوان کردی
 برگ من که ازین پیش میتوان کردی
 نشاخت قدر پیش چنانی شناختی
 کشتی به ظلم و کشتن احسان شناختی
 ای می از قسط خیر ای کسی خواب شدی
 شرت شعری بر گیتی بعد می خواب شدی
 چاکه ایثار حبیب پیر می خواب شدی
 و مشکاه ناز سیلیخ و بر می خواب شدی
 و فقر اشعار باب سوغتی خواب شدی
 دست شل مشا ط ذلت نمی خواب شدی
 دوست آواره کام و دین خواب شدی
 جمنو اسے پرده سفای چمن خواب شدی
 شیون رنج فراق جان و تن خواب شدی
 هم بیاط بزم سستی پر شکن خواب شدی
 بحر توحید جانی موحسن خواب شدی
 یالم بخود چنانکه گنجیم به بند تو
 قدر خداست خاطر مشکل پسند تو
 چشم بد از تو دور نگه یایی سپند تو
 سے نشنوم شکوه بخت نژاد تو
 کافر خدائی شده تا چار مسلمان شو
 جوئی بخیا بان رویه بر بیابان شو
 در گویی زمین باش وقت غم چراگان شو
 اے حوصله تنگی کی اے خضر فراوانی شو
 بر خوشی ما برقی بر مزد و پارسای شو

۱۰ حق دارم از اہل دل دم گرفتہ
 ۱۰ ز سفاک گفتی چراغی بر فلکستہ
 ۱۰ فسون خواندہ و کار بیستہ نمودہ
 ۱۰ دمن رخسار در زہر یوسف نگذردہ
 ۱۰ گنج طعن بر لعلی مطرب سرودہ
 ۱۰ بہ بیدار صد گشتہ بر ہم نہادہ
 ۱۰ بردیش ز گرمی بگمہ تاب خوردہ
 ۱۰ نیناد ز می بیگہ یاد سرگز
 ۱۰ خضر کز دم دوست در نکستہ بخت
 ۱۰ خجلت نگر کہ در خنائتم نیافتند
 ۱۰ چو زبا نہال دل جانما پر زرقا کردہ
 ۱۰ گرد مشتاق عرض و متکاہ حس خورش
 ۱۰ ہفت دوزخ در نادر شرمای مضرت
 ۱۰ خستگرا دل پر ششای پنهان بردہ
 ۱۰ پیروز تو شست از دہر فحاشات کا جان
 ۱۰ جلوه و نظارہ پنداری کہ از یک گوہرست
 ۱۰ چارہ در رنگ و گیاہ در پنج باجان آبرور
 ۱۰ دیدہ میگرج زبان مینا لدوبلی سے تہ
 ۱۰ جنون الفت بچون خودی دارد نداشتا کن
 ۱۰ تا بم ز دل برد کا فسر ادا سئ
 ۱۰ از خوسے ناخوش و دوزخ پیچیدہ
 ۱۰ ز دوش کیش آتش پرستہ
 ۱۰ چو مرگ ناگہ بسیار تھنے
 ۱۰ در کام بجتنے ملک امیری
 ۱۰ گستاخ سازی پر دوش پندہ سے
 ۱۰ در کینہ و بدی تغیر و دشتہ
 ۱۰ از دشت پر خیم مشکین نقابے
 ۱۰ در عرض و دوسے لیے لگو ہے
 ۱۰ بہ لب چہ خیزد از اجڑ و دھلے وفا
 ۱۰ تو کی ز جور پیشانی شدی چہ میگوشے

بشرفی دل از خورشید ہم گرفتہ
 دریں ششیرہ خود را مسل گرفتہ
 پری بیدہ و غاتم از جسم گرفتہ
 عرش گندم از دست آدم گرفتہ
 گنج خردہ بر لعلی بدم گرفتہ
 بسا ز بیچ صد گونہ ماتم گرفتہ
 بکوفیش بر تنی صبا دم گرفتہ
 لک خوسے خاقان اعظم گرفتہ
 کہ غالب با دوزخ عالم گرفتہ
 جسز دوزخ در دست لعلیا کشودہ
 بایست از خورش پر سیدانچہ با ما کردہ
 جان فدایت دیدہ را بہر چہ مینا کردہ
 انتقامست اینکہ با جہرم دادا کردہ
 یاد رستای گرو از شہا سے پیدا کردہ
 تلخے سے در مذاق ما گوارہ کر دہ
 خورش را در پردہ خلقی قنات کر دہ
 پیش اذان کاین در رسد آتما میا کر دہ
 عقدہ با از کار غالب سر بسر کر دہ
 شکست حاصل از نگشتہ بایست پنداری
 بالا بلند ہی کوتہ قبلا سے
 دزد سے دل کش مینر آقا سے
 برسم گزاری نرزم سراسے
 چو جان شیرین اندک دنا سے
 در دستان مہم گدا سے
 طاقت گدازی صبر آزمائے
 در صربانی بستانا سے
 از تابش تو زہری دوا سے
 بر زخم غالب بجزن شائے
 بدل نشست جفا کی کہ داشتی داری
 در دوزخ راست نائی کہ داشتی داری

بسینہ چون دل و دودل چرخ غنیمت بد
 غائب از غم تو از ہم مشتاقی خزان
 خراب باد و دوشینہ سرت گردم
 بہ کردگار نظر دیدی و ہسان بقوسی
 جہانیاں نہ تو برگشتہ اندر غالب
 بیہودہ نیست صبی صبا در دیار ما
 یادش بخیر تا چہ قدر سبز بودہ
 نشنیدہ لذت تو فرد میرود بدل
 از ہج نقش خیسر نگوئے نغیدہ
 با پیچ کافور اینہم سختی نمی رود
 غالب ہر اسے کعبہ بسر جاگزینہ است
 اسے کہ گفتم ندی ولد دل آری ندی
 پیشہ نوش بہا تا نخراد و نہ دے
 ماہ و خورشید و دی و شبہ بیکاریند
 سر براہ دم عشقیر جو اسے نہ نشے
 خون بدوق غم یزدان نشانی نخوری
 آخر کار نہ پیدا صفت کہ در حق ضلوع
 حیث گرتی بہ سنگان سر کوئی نصیب
 رہزنان اجل از دست تو ناگاہ بند
 بچم طسره حوران بہشت آویزند
 گر کشند دل خود را بر سارے غالب
 دیبا ز جاب آید ہائے طلب تست
 شور نیست تو اویزے تا بر ششم ما
 بنماے بہ گو سالک پرستان بد بیضا
 دیدہ و آنگہ تا نند دل بشمار دلبری
 اسے تو کہ پیچ ندہ ماجرہ تو در نہ نیست
 ہر کہ دست و دریش داغ تو بدیش نعل
 رشک ملک چہ و چرا چون توبہ نمی برد
 حیث کہ من بخون چم و ز تو سخن مدد کہ تو
 کوثر اگر بمن رسد خاک خرم ز بے سنے
 بنیم از گداز دل در جگر آئنے چہ سبیل

نگاہ صرف سنانی کہ داشتی داری
 خود فریب ادائی کہ داشتی داری
 اداسے لغزش پائی کہ داشتی داری
 حدیث روز جزائی کہ داشتی داری
 ترا چہ پاک خدائی کہ داشتی داری
 اسے بے گل پیام تناسے کیستی
 اسے طرقت جو نیاز میں ہاسے کیستی
 اسے حوت محو لعل شکر خاسے کیستی
 اسے دیدہ محو چہرہ زیباسے کیستی
 اسے شب برگ من کہ تو فو لے کیستی
 رفت آنگہ عزم طبع و فو شاد کردے
 تا چرخ من دل بہ معان شبودہ نگاری ندی
 کش نگیری و وہ اندیش فشاری ندی
 تو کہ باشی کہ بخود زحمت کاری ندی
 تن بہ بند علم خستراک سودا ندی
 دین بہ سر حق الفت گزاری ندی
 کف خونی کہ بدان زینت داری ندی
 واسے گر جان بسر ما گزاری ندی
 نقد ہوشی کہ بسود اسے ہماری ندی
 تا ز پر دودہ ولی ما کہ یہ پاری ندی
 کہ در افشائی و ز افشاندہ شمار ندی
 نور نظر اسے گو بہر نایاب کہا سنے
 پیدا ز اسے جنبش مغراب کہا سنے
 غالب بسن صاحب فراب کہا سنے
 در دل ملک جگر و حق جان آوری
 در طلبت تو توان گرفت ہائے ما بہری
 تا چہ دیگرے دہ باز برے ہا و دوی
 بہمدہ در ہواسے قومی پودا سکری
 اشک دیدہ بہترے نالہ بہ سینہ سنگری
 طوبے اگر دمی شود پس کشم ز بے بری
 غالب اگر دم سخن رہ بہ میسر من بری

موارد اشعار غالب

در
نثر غالب

توضیح مأخذ

بارخ دود : مرتبه مقرر الحسن مابدی، جزو انشائی کالج میگزین، لاہور، ۱۹۵۸ م
خطوط غالب : مرتبه جناب غلام رسول مرزا، طبع دوم، لاہور
کپ : ہفت آہنگ جزو کلیات نثر غالب، طبع دکن، گشتہ ۱۸۶۸ م
کم : مہر فرود، ایضاً
مآثر غالب : مرتبه جناب قاضی عبدالودود، طبع اول، علیگرہ، ۱۹۳۹ م
تادرات غالب : مرتبه آفاق حسین آفاق دہلوی، کراچی، ۱۹۳۹ م

موارد اشعار

ترتیب :- سطر دیوان حاضر ، غزل ، شمره ، بیت ، غایب و بیت ، غزلیات (نثر) مأخذ

من	خ	ب	ع	ک
۴ : ۴	۱۰ : ۴	۱ - احوال ما	خطبام تقدیر بگریز است	خطوط غالب ۵۳
۹ : ۱۱	۱۱ : ۱۱	۲ - بسته الم جا	تا در بنام مولوی محمد ادریس غافل	کپ ۵۴
۱۰ : ۱۰	۱۲ : ۱۲	۳ - تا - لغو یوم -	تا در بنام مولوی سراج الدین احمد	کپ ۵۵
۱۱ : ۱۱	۱۳ : ۱۳	۴ - بیار پیچ	تا در بنام بنام میرزا محمد ترسیل بخش خلعت	کپ ۵۶
۱۲ : ۱۲	۱۴ : ۱۴	۵ - اولیلم -	تا در بنام میرزا سید عینی بیاد	کپ ۵۷
۱۳ : ۱۳	۱۵ : ۱۵	۶ - دم مرا	عرفت حضرت بی	خطوط غالب ۵۸
۱۴ : ۱۴	۱۶ : ۱۶	۷ - خدای مرا	خطبام میرزا علی قادیان طای	کپ ۵۹
۱۵ : ۱۵	۱۷ : ۱۷	۸ - غزل خوان مرا	تقریباً تا کار آمدن ابی	کپ ۶۰
۱۶ : ۱۶	۱۸ : ۱۸	۹ - بیگمکنی جا	و بیار چه گل رستا	کپ ۶۱
۱۷ : ۱۷	۱۹ : ۱۹	۱۰ - چراغش را	تا در بنام مولوی سراج الدین احمد	کپ ۶۲
۱۸ : ۱۸	۲۰ : ۲۰	۱۱ - انا را ما	تا در بنام مولوی سراج الدین احمد	کپ ۶۳
۱۹ : ۱۹	۲۱ : ۲۱	۱۲ - خدای مرا	تا در بنام میرزا احمد الدین بیاد	کپ ۶۴
۲۰ : ۲۰	۲۲ : ۲۲	۱۳ - ستمای را	خدا تو بهیچ آید	کپ ۶۵
۲۱ : ۲۱	۲۳ : ۲۳	۱۴ - آنای مرا	تا در بنام نواب مصطفی خان بیاد	کپ ۶۶
۲۲ : ۲۲	۲۴ : ۲۴	۱۵ - بیاید چه عجب	و بیار چه گل رستا	کپ ۶۷
۲۳ : ۲۳	۲۵ : ۲۵	۱۶ - روان نیست	تا در بنام نواب مصطفی خان بیاد	کپ ۶۸
۲۴ : ۲۴	۲۶ : ۲۶	۱۷ - گدای تو نیست	تا در بنام نواب عبدالعزیز بیاد	کپ ۶۹
۲۵ : ۲۵	۲۷ : ۲۷	۱۸ - ایضا	خطبام میرزا علی قادیان طای	خطوط غالب ۷۰
۲۶ : ۲۶	۲۸ : ۲۸	۱۹ - ایضا	خطبام میرزا علی قادیان طای	ایضا ۷۱

خطبایام عربی القدره عتک	۲۰ - گمانی تو نیست	۵۲ : ۳۸
خطبایام عربی مصطفی خان بیاد	۲۱ - گمانی تو نیست	۵۲ : ۳۸
خطبایام عربی مصطفی خان بیاد	۲۲ - دولت خدایت است	۵۹ : ۳۴
خطبایام شکرانده پیش پیرین علی	۲۳ - ایستادگی است	۵۹ : ۳۴
خطبایام سید شاه عالم	۲۴ - آفرینش است	۶۰ : ۳۳
خطبایام انورالدوله شهنشاه	۲۵ - آفرینش است	۶۰ : ۳۳
خطبایام حیدر الغفور سرور مد	۲۶ - آفرینش است	۶ : ۳۳
خطبایام قدر جگرهای د	۲۷ - آفرینش است	۶۰ : ۳۳
خطبایام قدر جگرهای د	۲۸ - بکار آمدن دقت	۶۹ : ۴۹
خطبایام قدر جگرهای د	۲۹ - شکار آموخت	۶۹ : ۴۹
خطبایام مرزا آقچه مد	۳۰ - هزار آموخت	۶۹ : ۴۹
خطبایام انورالدوله شهنشاه	۳۱ - هزار آموخت	۶۹ : ۴۹
خطبایام حیدر الغفور سرور مد	۳۲ - هزار آموخت	۶۹ : ۴۹
خطبایام مروی که است علی	۳۳ - در پیچیدن نداشت	۷۵ : ۵۴
خطبایام مروی که است علی	۳۴ - ابرای برست	۷۸ : ۵۵
خطبایام مروی که است علی	۳۵ - هنگامی هست	۷۸ : ۵۵
خطبایام مروی که است علی	۳۶ - ابرای هست	۷۸ : ۵۵
خطبایام مروی که است علی	۳۷ - در پیچیدن نداشت	۷۸ : ۵۵
خطبایام مروی که است علی	۳۸ - در پیچیدن نداشت	۸۱ : ۵۷

کتاب ۱۲۷	۸۶: ۹۰	۳۹ - گل افشار است	نام تمام منشی بزرگ پال آغشته	کتاب ۱۲۸
خطوط غالب ۵۴۵	۸۸: ۹۱	۴۰ - خاکسار تراست	خط تمام شریف و بشیر الدین است	خطوط غالب ۵۴۵
مدت شب ۸ ابریل ۱۳۰۸	۸۷: ۹۱	۴۱ - پر خوار است		
کتاب ۱۲۹	۸۹: ۹۲	۴۲ - گیمیا شلی است	نام تمام شمس الدین نائب عالی حیدر آباد	کتاب ۱۳۰
کتاب ۱۳۱	۹۹: ۷۳	۴۳ - سکون خرد		
خطوط غالب ۵۵۵	۱۲۳: ۷۶	۴۴ - عصای آید	خط تمام سعید شاه عالم	خطوط غالب ۵۵۵
خطوط غالب ۵۶۲	۱۲۳: ۷۶	۴۵ - عصای آید	خط تمام حکیم سعید احمد حسن مرودی	خطوط غالب ۵۶۲
خطوط غالب ۵۶۳	۱۰۵: ۷۷	۴۶ - نیا تم داوند	خط تمام میرزا ابراهیم بیگ	خطوط غالب ۵۶۳
کتاب ۱۶۹	۱۰۶: ۷۸	۴۷ - میان بر خیزد		کتاب ۱۶۹
خطوط غالب ۵۶۴	۱۰۶: ۷۸	۴۸ - میان بر خیزد	خط تمام انور الدود شفق	خطوط غالب ۵۶۴
خطوط غالب ۵۶۵	۱۰۶: ۷۸	۴۹ - میان بر خیزد	خط تمام عبدالرزاق آتش کرمان	خطوط غالب ۵۶۵
کتاب ۵۷	۱۱۳: ۸۳	۵۰ - پدر آورد	نام تمام امام عشق تاسخ	کتاب ۵۷
خطوط غالب ۵۶۶	۱۲۱: ۸۸	۵۱ - روی تو بود	خط تمام ملا فخر الدین احمد غای محسن	خطوط غالب ۵۶۶
			مطلع شیر ایلان - خری تو بود	
			نیکوی تو بود - صری تو بود	
			بانوری تو بود - ابدی تو بود - در خط	
کتاب ۵۸	۱۲۲: ۸۸	۵۲ - مرود	نام تمام شمس حسین خان	کتاب ۵۸
کتاب ۵۹	۱۲۵: ۹۱	۵۳ - سرگزشت		کتاب ۵۹
کتاب ۶۰	۱۲۵: ۹۱	۵۴ - چادر گرگزرد	نام تمام رای چهل کسری	کتاب ۶۰
کتاب ۶۱	۱۲۴: ۹۶	۵۵ - بازو بد	نام تمام شمس حسین خان	کتاب ۶۱
کتاب ۶۲	۱۳۳: ۹۶	۵۶ - تازو بد	نام تمام مولوی سراج الدین احمد	کتاب ۶۲
کتاب ۶۳	۱۳۱: ۱۰۲	۵۷ - آذر شمارد	نام تمام منشی فضل الله خان برادر شفق	کتاب ۶۳
			ایمینی الله غای و جان مراد احمد	
کتاب ۶۴	۱۳۱: ۱۰۲	۵۸ - انداز شمارد	میرا چه دیوان ندری	کتاب ۶۴
کتاب ۶۵	۱۳۲: ۱۰۲	۵۹ - فراوش مبارد	نام تمام مولوی سراج الدین احمد	کتاب ۶۵

خط بنام عدم فرشت خان بخت	خطوط غالب ص ۳۳	۶۰ - دایوس میرسد	۱۳۳: ۱۱۰
نام بنام سولوی حبيب علی خان	کپ ص ۱۱	۶۱ - دایوس میرسد	۱۳۳: ۱۰۴
نام بنام مظفر حسین خان	کپ ص ۹	۶۲ - ستم گردد	۱۵۰: ۱۰۸
کم ص ۱۵		۶۳ - تیرزد	۱۳۹: ۱۰۸
نام بنام نواب مصطفی خان بهادر فرزند	کپ ص ۵۵	۶۴ - جردزد	۱۳۹: ۱۰۸
خط بنام سولوی کرامت علی	خطوط غالب ص ۵۷	۶۵ - جردزد	۱۳۹: ۱۰۸
مطهر و آیات :- بگرزد - دزد			
گرزد - بگرزد - بگرزد - بگرزد			
شرزد - و متعلق			
و بیایچه دیوان فارسی	کپ ص ۴۲	۶۶ - غیبه باد	۱۵۴: ۱۱۰
نام بنام نواب مصطفی خان بهادر	کپ ص ۵۷	۶۷ - عبادت نزد	۱۵۳: ۱۰
ص ۱۱		۶۸ - غیبه باد	۱۵۲: ۱۱۰
نام بنام حبیب طایب صاحب مکتبی	کپ ص ۵	۶۹ - خبر بنزد	۱۴۳: ۱۱۹
بهادر نواب گورد ناکیر آباد			
نام بنام مبارک الدوله ممتاز الملک میرزا	کپ ص ۵۵	۷۰ - پایم بنزد - خبر بنزد	۱۶۶: ۱۴۱
مقام الدین حیدر خان بهادر مقام جنگ		اعضای من اصفیایان	
		ششیدان دایم اهل اسلام	
تقریظ دیوان حافظ	کپ ص ۱۴	۷۱ - بجایش می نویسد	۱۷۱: ۱۲۵
خط بنام عبدالغفور سردرود	خطوط غالب ص ۵۵	۷۲ - شکش	۱۷۳: ۱۲۷
خط بنام عبدالغفور سردرود	خطوط غالب ص ۵۵	۷۳ - نفسش	۱۷۳: ۱۲۷
خاتمه دیوان فارسی	کپ ص ۱۴	۷۴ - در هر دی نامیش	۱۵۵: ۱۲۸
خط بنام جانی بانگه لالی و کس حاج میرزا	بارخ دودر ص ۱۱	۷۵ - ناگوار چه خط	۱۸۳: ۱۳۷
نام بنام امام بخش تاج و غزل کامل	کپ ص ۵	۷۶ - بر انگش	۳۱: ۱۵۳
خط بنام شخص نامعلوم	خطوط غالب ص ۱۱	۷۷ - یاری داشت	۲۰۰: ۱۵۵
نام بنام مبارک الدوله ممتاز الملک	کپ ص ۱۵	۷۸ - ششیدان و بیم	۲۱۵: ۱۶۲
میرزا اصنام الدین حیدر خان بهادر			
مقام جنگ			
نام بنام ملا نادر الدین احمد خان بهادر بارخ	کپ ص ۱۱۹	۷۹ - چکیدی و بیم غزل کامل	۲۱۵: ۱۶۲

کتاب ۱۴	نام تمام مملوئی خودامیر	۸۰ - شکیبای ششم	۲۱۸ : ۲۱۶۵
کتاب ۱۵		۸۱ - آسمان بگردانید	۲۲ : ۲۱۶۶
کتاب ۱۶		۸۲ - بسیار نامم	۲۳ : ۲۱۶۷
کتاب ۱۷	نام تمام مملوئی خودامیر	۸۳ - جای می	۲۳۳ : ۲۱۶۸
کتاب ۱۸	خان بهادر شوق قتل	۸۴ - میرزا ی من	۲۳۴ : ۲۱۶۹
کتاب ۱۹	نام تمام میرزا تمام امیر حمید و خان	۸۵ - سنان بن لست	۲۳۵ : ۲۱۷۰
کتاب ۲۰	نام تمام خواجه محمد احمد ۰۰۶ - ۱۹	۸۶ - خورشید مستور گوشت	۲۳۹ : ۲۱۷۱
کتاب ۲۱	ویرانچای ایران تاریخی	۸۷ - سخن خودموشدنی	۲۴۴ : ۲۱۷۲
کتاب ۲۲	نام تمام امیر المودله اعمالی خان	۸۸ - طایر بشتو	۲۴۴ : ۲۱۷۳
کتاب ۲۳		۸۹ - غزل کاش	
کتاب ۲۴	نام تمام مملوئی و صاحب علی خان	۹۰ - غزل بشتو	۲۴۴ : ۲۱۷۴
کتاب ۲۵	نام تمام مملوئی و امیر حسین خان	۹۱ - بگو خیر و اورد	۲۴۴ : ۲۱۷۵
کتاب ۲۶	نام تمام میرزا تمام امیر حمید و خان	۹۲ - پیشانی شو	۲۴۸ : ۲۱۷۶
کتاب ۲۷	خط تمام خدا و المرحوم احمد خان طائی	۹۳ - سخنان زرد	۲۵۳ : ۲۱۷۷
کتاب ۲۸	نام تمام حاکم محمد فضل حق	۹۴ - امید و ادب	۲۵۹ : ۲۱۷۸
کتاب ۲۹	نام تمام مملوئی امیر سراج الدین احمد	۹۵ - خدای گردان داری	۲۶۳ : ۲۱۷۹
کتاب ۳۰	خط تمام مرزا نصرت ۲۵	۹۶ - روشاد گردی	۲۶۷ : ۲۱۸۰
کتاب ۳۱	ویرانچای سراج السعادت	۹۷ - مسعود نیانی	۲۶۸ : ۲۱۸۱
کتاب ۳۲	نام تمام قرباب سید علی بکر خان	۹۸ - آبستی	۲۷۵ : ۲۱۸۲
کتاب ۳۳	نام تمام امیر المودله بهادر	۹۹ - گنجین باشد	۲۷۸ : ۲۱۸۳
کتاب ۳۴	نام تمام امیر حسن خان	۱۰۰ - گنجین و اوم	۲۷۹ : ۲۱۸۴
کتاب ۳۵	نام تمام امیر حسن خان	۱۰۱ - شکر خداست	۲۸۴ : ۲۱۸۵
کتاب ۳۶	نام تمام امیر المودله بهادر	۱۰۲ - خداوند است	۲۸۴ : ۲۱۸۶
کتاب ۳۷		۱۰۳ - خداوند است	۲۸۴ : ۲۱۸۷
کتاب ۳۸	نام تمام امیر المودله بهادر	۱۰۴ - پیام چیست	۲۸۶ : ۲۱۸۸
کتاب ۳۹	خط تمام امیر المودله بهادر	۱۰۵ - نام چیست	۲۸۶ : ۲۱۸۹
کتاب ۴۰	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۴۱	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۴۲	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۴۳	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۴۴	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۴۵	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۴۶	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۴۷	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۴۸	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۴۹	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۰	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۱	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۲	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۳	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۴	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۵	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۶	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۷	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۸	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۵۹	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۰	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۱	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۲	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۳	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۴	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۵	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۶	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۷	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۸	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۶۹	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۰	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۱	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۲	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۳	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۴	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۵	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۶	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۷	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۸	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۷۹	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۰	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۱	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۲	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۳	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۴	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۵	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۶	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۷	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۸	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۸۹	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۰	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۱	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۲	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۳	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۴	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۵	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۶	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۷	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۸	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۹۹	خط تمام امیر المودله بهادر		
کتاب ۱۰۰	خط تمام امیر المودله بهادر		

کپ ص ۹	نام بنام حسن تاچین صاحب بهادر	۱۰۶ - چمن است	۲۸۷ : ۲۳۳
کپ ص ۱۵	نام بنام گل محمد خان ناظم سکوتی	۱۰۷ - ابرین است	۲۸۷ : ۲۳۴
کپ ص ۹۵	نام بنام نواب مصطفی خان بهادر	۱۰۸ - عنوانم غنی آید	۲۸۷ : ۱۲۵
کم ص ۱۵		۱۰۹ - سرجم اسد	۲۹۱ : ۱۰۶
کم ص ۱۴۸		۱۱۰ - حارر اسد	۲۹۰ : ۱۵۶
کپ ص ۱۰	نام بنام نواب محمد علی خان بهادر صرف میرزا سید صاحب	۱۱۱ - اسد القیم	۳۰۱ : ۲۳۳
کم ص ۱۳		۱۱۲ - اسد القیم	۳۰۱ : ۲۳۳
کپ ص ۱۰	نام بنام افندالدوله نواب مصطفی خان بهادر شفیق قتلکس	۱۱۳ - بردا ششم	۳۰۲ : ۲۳۴
کپ ص ۱۱	نام بنام آقا بزرگ شیرازی و قتلکس	۱۱۴ - اثر بنام	۳۰۳ : ۲۳۵
کپ ص ۹۵	نام بنام نواب مصطفی خان بهادر	۱۱۵ - اثر بنام	۳۰۳ : ۲۳۵
کم ص ۱۳۷		۱۱۶ - بیان غمناک است	۳۱۰ : ۲۴۴
بارج دود در ص ۱۲۸	مکتوب نام شش بنی بخش م حرم چهار بنام بنی بخش حیر	۱۱۷ - خزان است	۳۱۲ : ۲۴۵
نورانات نواب ایضا	۲۵۱۳ ایضا	۱۱۸ - جامی بدو	۳۱۶ : ۲۴۸
کم ص ۱۳۳		۱۱۹ - درخت کاشی	۳۱۶ : ۲۴۸
کم ص ۱۳۴		۱۲۰ - شش بنی کاشی	۳۱۷ : ۲۴۸
کم ص ۱۳۵		۱۲۱ - امیدوار کرد	۳۱۷ : ۲۴۸
خطوط غالب ص ۳۵	خط بنام افندالدوله شفیق	۱۲۲ - کار کرد	۳۱۸ : ۲۴۹
		۱۲۳ - بخودش آورد	۳۱۸ : ۲۴۹
		۱۲۴ - غزل کامل است	۳۲۰ : ۲۵۱
بارج دود در ص ۱۳۰	نام بنام مولوی رحیب علی خان	۱۲۵ - نام ما	۳۲۵ : ۲۵۷
کپ ص ۱۱	نام بنام مولوی محمد حبیب الله شفیق نواب مختار الملک نواب دانی حمید آباد	۱۲۶ - پیام ما	۳۲۵ : ۲۵۷
بارج دود در ص ۱۳۱	تقریظ قاضی بردان	۱۲۷ - کام ما	۳۲۵ : ۲۵۷
خطوط غالب ص ۳۶	خط بنام علامه الدین احمد خان ملانی	۱۲۸ - غزل کامل	۳۲۵ : ۲۵۸
خطوط غالب ص ۳۷	خط بنام خادم غوث خان بخیر صلا	۱۲۹ - گنجینه آورد	۳۲۵ : ۲۵۸
		۱۳۰ - غزل کامل	۳۲۵ : ۲۵۸

خطوط غالب ص ۵۵	خط بنام علاءالدین احمد خان ملانی	۱۲۸ - نقاب تاج	۳۳۳: ۲۶۱
خطوط غالب ص ۵۶	خط بنام غلام غوث خان خیبرستان	غزل کامل ۱۲۹ - نقاب تاج	۳۳۳: ۲۶۱
خطوط غالب ص ۵۷	خط بنام غلام غوث خان خیبرستان	۱۳۰ - نقاب تاج	۳۳۳: ۲۶۲
خطوط غالب ص ۵۸	خط بنام مصطفی خان بابر شیفت	۱۳۱ - نقاب تاج	۳۳۳: ۲۶۱
تادرات غالب	ناشر بنام خوشی چون بخش	۱۳۲ - خداوند داشت	۳۳۳: ۲۶۵

تعمیر غالب

تعبیر غالب

ایاتی که غالب از غزل پای فارسی خودش در آثار منتشره خود در خلال عبارات مختلف آورده در بعضی از موارد طوریست که عبارات نثر جنبه ای مقصوم نیست و مانند سخن میسازند. ذیلاً تمام این موارد که تا یک اطلاق و تدوینت قریح و تعبیر شعر بر پای شاعر قرار داده و جمع آوری شده است:

سحر غزل نیست هنوزم در دوای قیقه در دل و سواد سواد آن صحیفه در نظر ما دارد و چون فروغی
چنان بود که غالب خوشتر نشناسم لغتی از رسم و راه سترگان پارس برگزیده
۷ : ۲۶ : ۱۹

کتابی از ای گزیده نشان دهد که از آن در برین کیش و سناست این باستان فی نایان از آن
اصفا تو که یافت تا جرم دانش من اندر نه سرانجام پاسخی آن قریح بخت
زمن که بخودی و در وصل رنگ از بدی نشناسم
هر یک شبیده نازش باز میخوابد بر لبش را

کپ ۳۰ شماره پنجم مجله سروش الهی ص ۱۸۵

در دل ز تنهای قدر مبوس تر شود نیست

۳ : ۱۸ : ۱۳

شرقت چه رنگ داده عفا که او بزم را

جان پای تو را راستان افتادند بدل گذارم اگر گشتی نبود کعبه در وای ما
گرد سرگردان آنگاه گفتم اگر ادب بستی دهد رسیدن نام پای دلاویز و
شنیدن گشت پای همراهِ گز که مرا به محبتش من امید داری میدهم بر من محبت تر
پاد - کپ ۱ ص ۶۸ نامر جام میر سید علیخان - ۱۰۰

قبلاً ما بدایت : اگر این بنده ملک ششویس با رگی نمود گشت رخ در پیشیان را
حق بدی نیست از کجا که برین بی بضاعتی غزلان بخشود -

۷ : ۱۱ : ۹

فرز : گیرم دفا ندارد اثر هم بسا گرای

نویس سادگی که دل به اثر بسته ایم ما
میدانست
در تقدیر و سواد مجله سروش الهی ص ۱۸۵

کپ ۱ ص ۵۹

چون گویا (گیرم)
در نفس و ایمان حاضر

A 112: 10

اخیرش بجای پیچید که ببلدا دوست او آشناسی می مرا از خود فرستند تا بدین مکان
 از آنجا که باشد و من زبان زده جلد گشت امید با ختم به جلد و درین زمان که در
 مدعی اصلی بدین رنگ است که برادر صاحب شهنش فراب این بدین احوال بنادر
 این فقر الدوله که در الملک فراب احمد بخش خان بنادر استم جنگ را بر میان موافق
 باد که نور تم شکست بود خانه بیستاب فدا داد خوب و فایم بگردان که درین سفر از
 به پایش باز ما خم فرو: روی سیاه خورشید ز خود هم نهفته ایلم
 شمع خود شش کلبه تار طوطی ما

12: 30: 20

کپ: من ۳۱ نام ۹ نام سران الدین احمد
 نانی جزئی آنگاه تا زم و شادی و خرد اندان صلح هم دعا باشد که دعای در شیک
 اخیره بدو شش می دو شش می خرد که فروغ فرقا ایندوست که یوه دشوار گذر بنام
 پیدای را از میان بر گزارد به سپرد و در از این شاد همراه با دومی به در بخت نیستی
 فرود آورد و در که اندکی مردانگی آن نخستین پادشاه به مقام و زندگانی به سستی آن
 پادشاه دشمن اخیری بنایش آرد آمدند از هم پادشاه و خرد دای بی بود از پیشگاه بخیز
 نه از فرقی بگی پادشاه از شادی نهائی و نه از سستی دای مانده و نه از سستی نشانی.

فرد: بر دیم از همه خواهم کرد پی سپس

نخستین گزینیم و پسرستم ندای را کپ: من ۳۱ فقر نظایار العاصی
 از حیثیت که در نگاهش این نام با آنکه فردان مریدی فرموده اند به عاصیات
 بر عاقبت کشد جنگ جان ادا نه پیورده اند که چون سگانش مغز سخن را که و از حفاظ
 به صوره محبت تراود فرو: نگاه از قبل سر زاده چشمه نوش
 به نوزدیش با نازده مستکه خداست

9: 288: 221

امید که درین راه بی پروا شوند و با منی که درین محبت دارم هم بمرگرند

۴. در هر بجای ناز و عشق و دیوانه جانم: کپ: من ۳۱ نام ۹ به امیر حسن خانی

فرخا بخت عزیزان که بدست یاب چشما داشت قبول دوزی چندانی بشادانی منددید
 تنهای داد محمدی خوشن بعد

5189: 292

با شفاعت نیرزم در آمد و چه نزار

نشان خاطر مخلص ز کبکی طبعی است

چنانکه صوفی مسخوردانی سگال اگر بنده به عدد امل پسرش گرم گردد و مشر از مهر نم برد
 که صند پندرم آن آه نسیو نرسا شد فرود و آن گیاه دو اند و ما با بند
 کپ: من ۳۱ نام ۹ شمس الامراء تائب عالی حیدر آباد

چنگاه خداوند آج و سر ششش فردا بدی جیگر بازده ساله و ختری آمدند که
 پسری دو ساله و دکنار داشت و شیر بدی داشتند هشت سالگی بدی را که
 مرد بدی نزدیکی کند پس آمده است اینک و خفت آنرا و دایک چو فرزند
 دانش اندوزی فراز بود و جوی ما در بنجایای خنده گیری و چو در سخن چو بی نیست
 آفرای هفت چو چار ما در می گفتند که دش افلاک بدی خاک از سر چیست و
 سر بر سستی نهالهای خود و که گل و صیحه بار آورده که است گری قطره ابریش
 است که معدود نقش نیست گمونی آن نیروی خاص که قطره را صحت موت بدید
 کدام است خرم کانی قطره از کها و ندید که خود را حامد چنین یا قوت یافت -

فرد : هفت اختر و نه چرخ خود آفرید کار اند

بر قتل من این عریه باید روا نیست کم ۱۵۵ یعنی شرت احلالت نقد
 ندانم این جیگر و تند خوی ناسازگار منش را چه در سر افتاد که با منی که چو فرزند
 گوشه نصیحت بدین پسر می روا افتاد - فرد : بد حاصله او بد عاقل و منی بدی
 خورش آنگه معدنی صوف برستم گردد
 با آنکه خداوندی سوجا نیست و دش ازین سوگند داده است تا آنکه طاعت خداوند که
 دل مانسته نرزم کین نیست و ما را جز مهر و محبت آئین نیست -

۲ : ۱۵۰ : ۱۰۸

کپ ۱۰۹ : نام به نظیر حسین خان در

این دکان ایام دیده و در میان خفقانان در ستاره بنگار گرم ساندان همین
 ولست که گاهی آنرا تباب کرد و بند و گاهی آنچنین گیسو بند برایش خند تن
 مرده را تاب کرد که نام که دلی را از جای برانگیزد و چنین گیسو کها که خاطر ی پلان
 او نیز ترسم که این غم نامدا و دویع جان خوار آمد و رفته رفته مرگه دلی را بر آورد
 بمیل که بشتابان روی رسواست و هر گل که بشکند ز غم ز خفاست و پرواز بنگار
 گرسنازی انگشت فاست بر شمش که رخ بر افروند بال فشان است آدمی
 شمع فرو زنده را تا جیگر بسپار است و گل شکفته چمن انبوه پرواز را از مرده
 یک شمع چه غم و بمیل را از رنجتن یک گل چو آمده و دلداده عاشای رنگ و بو
 باشند ز فرو بسته بند یک آرزو خوش آنکه در زم شوق آنگل خط از
 گیرنده فرج بنگاری که هم بگل نقره می نراند و در و هم غم تواند ببندد بر نیز نفا بکده ای چشم
 دخی شادمانی گوی آینه بدی بیت که هم آن نامرنگار است سر و سرای آینه - فرد :

۶ : ۱۲۲ : ۸۸

بر غم خمار دل قرار سسر آمد

دیوانه مارا صم سلسله کمر ببرد

کپ ۱۰۹ : نام به نظیر حسین خان در

سبزی دباغ کردی و شادمانی از کجا بیند. بچشمین بر تو ای اگر در غمیش زبوی تصرف
جز بغض خاک ماه خبر دهان را در خوشه و سوره را بهشت رخ که بر عدد و یادم خامه که
میانگی بی زبانان مست و زبان دای و از دامن اگر جز بد و ندانند که شست گز و شست
مانی الغیر سغیر اند که چشم قران داشت.

کپ، ص ۹۱، نامه پنجمی فیض المذخانی ... (۱)

ما قیام خریان سپید کار که نه عصا و دست داریم و نه یزد و دیای و نه مشعل
فرا پیش و نه مشعل و در ما بتاب و نه زمره و دای و آواز فرشته و در گوش بازی
همان که ماه و مسکین گز و گاه چون گزیم و درین رفتن بر ما چه سود و کاش میسر شده
باشند پیش از آن که پر سیده باشند. فردا : کام نه بخشیده گز چه شماری
غالب مسکین با لغات یزدند

۱۳۹: ۱۰۸، مقطع

کپ، ص ۱۵۲، پرتو در فرامانی و مجدای غالی ... (۱)

صغیرا به که وقت و دای از شک بخندایش تو ای سپرد چه پیدا دست تو از نقش
را با خاک سپردن و مجبور که ز نیم چشم زخم زنگش با گشت پیش تو ای : چه تهمت
نقش اوستا بگودستان بر دلی -
خاک خوی با و که در محرمش آثار وجود
زلفت و رخ در گشته و سبیل و گل با نوبه

۳: ۱۳۲: ۹۴

کپ، ص ۹۳، نامه پنجم مغیر حسین غالی ... (۱)

هر نفسی که ز کوی تو بخاکم گذرد

۱۲: ۱۳۲: ۹۶

یادم از دلوله کمر سبکمان و عدد

دسیون مهر افزا نامه دلی برود جان بخشیده اگر چه آن جان با من نماند و هم بر سر
آن نامه به نشان رخ رفت لیکن سپاس دلربائی و جان بخش باقیست. امید که بجای
بخشیده زندان در حق است گذاره آید.

کپ، ص ۱۵۵، نامه پنجم مولی سراج الدین غالی ... (۱)

سرمایه‌های سخن گستران

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نوادرخن گستران پیشین

ظهوری

دهنزه کند بمل اثر از نفس ما | آیند چنبا به سلام قنصس ما
 سبیل خود برگشت خزان باغ و بایام | بالاد و گل دست شود خار و خس ما
 بستیم لب از تار محالست که درنگ | از کام نمد گام برون ملتس ما
 یکبار تبیب دقنی گفت نرسا خیم | در کوشی افتاد رسا در سس ما
 دهند دعا گری هر طافه و دست | بسم الله بر داره غیره ملگس ما
 خوش آنکه گذرد وقت مهرت دل و جان | عشق تو گرفتست حیار بوس ما
 بجز این تو گر هست در صد گره (گرانی ترا) | گفتم حدیثش گری شد نفس ما
 در خراب توان کرد مگر مددی ده را | شبگیر در افسانه غرضت از چنبا
 ذی و تبه نمد محبت ما اهل سخن را | ملودنی ای از سایه نیشان خس ما
 گفتم ظهوری که کسی خویش نباشی

(۱۰۱)

تقصیر که باشد که مگر به کسی ما

۱ در اصل و بمان

صد چمن در چنگاری باغ زندان ترا | باغ زندان غنیمت باغ گلستان ترا
 حید را از لعل غری آورده بیرون سحر بخت | تا بقربانی پسند افتاد قربان ترا
 پیش ازین پیرایه ای گل (چاک می شد از حیا) | در چمن میدید اگر چاک گریبان ترا
 کشت حسرت بکس ما نیست این نشود نا | از چشم مرعبان نیست مرعبان ترا
 محبت ما غلظت گریند این کجا و آن کجا | بجز در غم و اندوه نژادی تا در و بان ترا
 گر نمایان تر شود مطلق نمایان دور نیست | کرده ام با خود قیاسی بود چنان ترا
 لب برندان کرده ام از آلودگی بوسه اش | دای اگر مرهم فسادم زخم دندان ترا
 مردم را بر خانه در صحنی سخن آید اگر | عرضش آید بر زبان فریاد پیمان ترا
 بجز شکر دل جمعیت واجب بودم | می شناسد قبله گاه خود پریشان ترا

جامه زیبای شد ظهوری ختم بر صحنای بند

(۱۰۲)

دیده ام اطلس بر آستان خاسان ترا

۲ در اصل و بمان

یاد تو خیم کشیده را خاطر شاد میدهد | چشم شتم رسیده را دوی تو داد میدهد
 صحیح خیم آنکه خود بخود ترک مراد خود کنم | هر چه زیاد میسر عشق تو یاد میدهد
 از پیش فناء بود غیب خاطر | گرد میبار دودست خاک میبار میدهد

گرفته عشقه در کین تیر که شده در کمان
 راست نمرد کار کس فرشت نشاء کبودی
 سینه میبرد و شست کشاد میدرد
 مرد زود آشتی نقش مراد میدرد
 هست نمودی ترا میا در پیش تو

هر چه بودند دیگران جان بزمید چه (معداب)
 بوی تابیر ز نفسی دما می آید
 دل تحقیق خبر پای ز سر ساخته بود
 می رسد قاصد جان می رسد از گردن پیش
 استقامی گشته وصل بجران آرد
 دل امید دگر سینه صفائی گردید
 در جبار تم اگر گشته رخسار چه غم
 خوش فراغت نمودی نفس جنت فتن
 پر تو مرد آغوش سئای آید (۱۹۰ ب)

بصارت تو مباد این قسم بداد دارد
 دلم که خورده سیدیا فخر تشنگی آرد
 رسیده قوت ضحمت فدا ده تو بان
 چه عهده که تو فعل بکارم انگند ست
 بجز بد نشنیدم بجز خویش از تو
 مرا که گفت که دکان عشق بکشایم
 محب اگر بجهاب سوال رنجه شود
 غرض ز عشق همین است که غرض بر بند
 شگفته بودی تر از گل بهر خوس و غاریم
 گر اندر غم فریاد را شنیده مغر
 خیاب باد تن غاکیم در آن کوئی
 حب پاک چشم ترم کعب دارد
 برای داغ تو صد سینه دار جا دارد
 کوه آه خیزد افلاک ما با دارد
 از پی چه سود که مژگان گره کشا دارد
 نوبی مروت و انصاف یک بیام دارد
 در آن دیار که جنبی جوکس بیام دارد
 لبی که صفت دشنام بر تو مالد
 ندما ز سر بر که مدعا دارد
 جبار باخ خود آنگس که خوی ما دارد
 کمر شکستگی گره در صدا دارد
 که استخوان مگانا (پ) ایما دارد
 بد عیای نمودی چه راست ماند است

در اصل اگر لبش ببنده نیانی در افترا دارد (۱۸۰ ب)
 انگشت چمن رفتی چمن سرمه مدان دارد
 شرابی ریخت در چانه نمودی گشتان ساق
 ز بیم دور بر گاهی نفس در سینه میدنم
 باز آوی چه ابر خود بناله سرور و لستان
 خجل شد باغبان پنداشت باغش از حان دارد
 که در حانی سخن بر سینه پر معان دارد
 اگر گل بشنود بعل هزاران داستان دارد
 ز شوق خدمت تو قوامان بر میان دارد

جندی که تا آنکه این صابو ساربان دارد
 که صد مهر و شکر عزیزان تو در کج و دامن دارد
 کسی که بیم از گشت وین و از نهان دارد
 چنین معلوم میگردد مگر صبری گمان دارد
 زینا دیده ام بر شاهراه کاروان دارد
 که از شوخی قضا می ترسانه اجماع دارد
 نصیحتی بجای که و چنین ترجمان دارد
 خشمی غالب سوزند دارد و آفتاب سوزی

و ملاصل ای کرم بر کاشان - بمغرم و در پیشه و ارباب استخوان دارد (۱۷۲)

۷ صابو کار و بار سود و سودا بر زبان دارد
 که حسن از آبروی او تیر شوخی در گمان دارد
 که مغزی از سرخرابی نمی رسد استخوان دارد
 بر آن مدعی که ما مغز بی دجای و بیان دارد
 که فریاد و فغانش ریشخند کام و بیان دارد
 که فرق عرشش با هم نه خاک است و دارد
 چه خرمی گیرد با رشک از برای او همان دارد
 ز خون تا روز محشر خاک جوش ایامی دارد
 که امشب خواب بختش را بزرگ سابقان دارد
 که دست بجز درد و امان گرد کاروانی دارد
 سرت گردم کند انگش گمان ترجمان دارد
 خشمی از تو با خود و نه شب حد کج خاموشی

حکایت در حکایت داستان و داستان دارد (۲۳۰ ب)

۸ ز بس آغشته در خوی شهیدان خاک میانش
 برون تا ز غایان عشق که صفت در کاش
 اگر افتد در ج را چشم بر چاک گر بانش
 بخت تلخ می قندی جد و خد و لکد انش
 بجای دل نمیداند اگر چه سینه پیکانش
 زبان جزیر نظم است بر خار و یا انش
 ز بی آفتاب اگر تخم مایه کج ز در انش

بجندی ده نیکو در غلط که شرقی یکبار شو
 ز شند بر سر گر پیمان خواهم شکر شاند
 بر سرایان کند خوی و بی اندیشه بشیند
 گرد و غارت از کجای دی و فتنه ایانی
 چه مطلوب است از آنخوان بجای انگشت دست
 سپند از هر دم هر روز میسوزند بر طفل
 چه آسودم که صبح دیده افغان لب بستر

و ملاصل ای کرم بر کاشان - بمغرم و در پیشه و ارباب استخوان دارد (۱۷۲)

۷ دل خود را بنام فکر در جودان دارد
 بر ای عشق کجی بهی تر کن سیه جاندا
 کسی در قبط عشرت مدی کاهیدن نمی بیند
 زبان آورده بدن شعله ای داغ میزدن
 چنان بر لب خشم مهر خروشی با چنین مدی
 بر دی دل مدی شاید کشاید بخت عالی
 چه گل خندان برستان میخامد لاله مدی من
 کند تیغ ستم بر با علم ملا و بجز انش
 با سستی عمل کرد بدون تا با خود بخون
 صبا با میر عمل کرد بگو حال گر انبساطی
 فعل با خاندن از صید بدان غیر ما سروده

خشمی از تو با خود و نه شب حد کج خاموشی

شوق بر آسمان بند و خیار با در جلا نش
 کند زید زرتنا سپاه صبر طاعت را
 شگفتی از کج هر یک از نقش بر آرد سر
 فرد میرزم از تیغ گریه شودی مگر مدی
 ز جای خلی تیرش تحمل غم جامه این روید
 ز چشم خروفتان طبعی را که کعب آرد دم
 محال سیر دانش ما چه نسبت با داغ ما

ازین زمین سیاه و خاطر آشفته می باید
چرا دمانی را باید بوسه با از خاک پای آور
که گاهی هیچ گردد کفتم (لغت پریشانفش
که میدوزد برایش جاده دست و پای ما فاش

بنود حق جدم عالی آشکارا من گرفتارم

نمودی بر قر با و اخلاص و لطف پنهانش (۳۲۵)

چون حدیث عدد بیان کرده ایم ۹
صد صلوات آهنگ بر دهن عاست
دل با و خواهی بخوابی داده ایم
بطرف شد سیر باغ و بوستان
اهل زلفین گشته از ذوق حرم
شر مساری می کشم از دوستان
نیست از زلفی بکفت سر رشته
از پیشانی مگر بیتم خبر
خار خار کعبه و تنفس چند

نمودی در میان کی می نسیم

قصه کز خویش نشان کرده ایم (۲۶۳ ب)

۱- در اصل: بوستان

چو بر خور بنالم میبرد هر دم برود و چشم ۱۰
اگر مطرب بای شوق نیست خواهد کرد قاسم
براه آوازه خنجرم نخواهد کند بر پایم
نظر بر بستگان دارند آئین عجب بستن
و هم که خویش را یادش ز حال خویش میمانم
... داداست آب ... نشوای می مرگام
نشوای در رخ ضایع مدائن میخاد افتادم
عجب گوی رضای آوردند کرد این شرفی
زبان ابد کار آفتاب آورده حرف او
نگاهش می نمای عشقه اش داده می میرش

نمودی در اردن آورده اند بر ...

(۳۲۵)

جای عشق کمر تخته عشقت ...

فیضی

سر پیوند با عشاق بنده که کایان را ۱ / نزیب صید باغراک بستی بادشاهان را
 کسی چون تالار از بیدارایی ترکان عاشق کش ۲ / که می بندد احوال و بهشت زبان دلوخوان را
 دل شیران و بی خون گرد و ز تاب نگو و آرد ۳ / اگر از باده سازد شیر گریه آهونگان را
 از این قوم بهشتی شود گریه ای نرسید ۴ / اگر در خشم میریزد خون بیکانان را
 مسلمانان دل در نیم بدخالی بجان گم شد ۵ / مگر طاعت خدا آورده گم کرده دایان را
 مرا اگر میکشی ای فتنه خور از خلق پنهان کش ۶ / که دور حد در قیامت به سخطی باشد گویان را
 جان خند تو بر چشم ۷ / عشاقند انان فیضی

بجای مرد مکر و دیده جاکن این سیاهان را ۱ / در ده سپید
 ای عشق تو از کعبه تراشیده صمغ را ۲ / پیمانه می ساختی قندیل حرم را
 یا قوت فردستان همه الماس شکستند ۳ / تا نقش نیغزد و جگر کادی صمغ را
 هر چند بخاکستر دل کار نداریم ۴ / ایضا به پیش آرمین سوخته دم را
 حاصلت که از صحت نظاره در چشم ۵ / یکدوزه نهادند نظر بازی بهم را
 دودیده نگمدار بعد پرده که گویند ۶ / که داد باجی بام گمر گهر جسم را
 پیش از سبب آوائی میدان قیامت ۷ / حتی تو گرفت از کف تو رشید علم را

فیضی چه نویسی ز بهشت دود برآید

۱ / ای سوخته عشق نگمدار قلم را (۱۲۳ ب)

بجز که در فراز چه داند دو غم را ۱ / در عشق صلاح است عرب را و غم را
 یک عقده بجز آبله پا نمکشد ورم ۲ / زاندم که برادر تو ندانم قدم را
 بگون الفت قد تو حرفی خوششتند ۳ / آرزو که بر لوح خاندن قلم را
 داند نهان داج زبان و دل میکن ۴ / مانند فقیهان که بیابند ورم را
 با صحن یکی از جود جفا هر چه توانی ۵ / حاجت بتقاضا نبود اهل گرم را
 در گریه شدم بر سر کویت شب غم ۶ / از دیده خود خاک زدم آب حرم را

فیضی شد انیم سخن شد چه دجه است

۱ / در بین دوات و طش طبل و مسلم را (۱۲۴ ا)

بکشی پرده چشم حقیقت نمای را صمغ خود را شش ششای حای را

لب تر مکی همیشه دور اندرین کتاب در کاوش آر جنت دریا کشی را
گر وفا شده حریفان بزم عشق به خاک دیز خجسته مرد آزمای را
مژگان به بند چون قدم از دیده میکنی مردان ده برهنه نهاده پای را
محسوس زبانگ برده در این خسره شد

فیضی بدست کن نظم سرود سای را (۱۰۴)

عشاق تمام داده ام آن ماه پاره را محکمه ام بزود توجه ستاره را
بگر تصرف نظر ابدل که چون طوفان آتش بنجوم شراره را
آن قطره که چشم عشق داشت و گدازد بجای شدو نشت ز چشم گدازه را
ای آفتاب اینده بر آسمان مرد من هم عقیق ساخته ام سنگ خاره را
خلق بحسن چشم فاشا کشاده اند کو دیده که فرق مشتاقان نظاره را
آه این چه تقاضاست که دودان تمام کرد در دوزخ کاره مستم نیم کاره را

فیضی فریب خورده عیار همیشه است

کز گوشش آفتاب گشته گوشواره را (۱۰۵)

مرامه محنت و در مشک افتاد است ع که خون گرفته ام و بار قاتل افتاد است
زباده نوشی بدست من پیری اشب کدام باده کو آتش بختل افتاد است
بجاک تربت من استخوان چه می جوق که کل شکست و ختم باطل افتاد است
بگردنم زلف تعویذ دوستی این لبس که زخم تیغ شادان حایل افتاد است
مسافران طریقت ز من جدا مشوید که دور بیم و چشم بمنزل افتاد است
میان من و آن شورش تا چه انجماند من آتشین دل و او آهین دل افتاد است

شکار همت فیضی بسوی صید گیسست

که حد هزار بهمانیم بسمل افتاد است (۱۰۶)

به بی نیازی معشوق چون گفتم آوخ که در و حال ز من تا بدوست حد فرخ
مینه دیده ز خبان که در بر دکان گیرند بشا همراه حقیقت بهار را بر رخ
چه حالتست که حد خان کرد زهر و زهر که شبهای صبح غنچه ساده ز رخ
منم که از نفس گرم من زبان گشده ز جوش چشمه فروس شعله دود رخ
حسرت دشت بهانه ز خون دل لعلگون فراق نامه عشاق دا چه رنگ ز رخ
اگر دکان شادان گفتم ز من بپذیر ز دوست مورچه آید بغیر پای رخ
حذر کن از نفس سرد حدی فیضی

که آب چشود خورشید از آن به بند رخ (۱۰۷)

صبح که چیک یار می شیش کشاد میداد
 هم مرده اش تیرزه را دشت بهشت می داد
 خنده او فرشته را عین کباب می کند
 آه که بر دماغ آن میزدیم نسیم خونی
 بر آبجی عشق من گر خم نیم خنده
 جلوه کاروان ما نیست بقا و جرس
 بنگم و تنگه لایق تشنه آبرو بهر
 فیضی تا مراد من از خم و بر خم محو
 تاجستان و تاج ده باد که در سپه کشی

باج غبار محو کبش تاج قباد میداد (۱۹۸ اب)
 دوش ز دیار دوست بزم تر از نور بود
 پر تو رویش ز زلف دیده بیدار بود
 داشت مشتاق اگر نه هوش نکرد
 گشتن عاشق بود بهر سرافرازیش
 چشم نظر باز می شوی پری پیکران
 عاشق بی جبر و دل زهره دیدن داشت
 حیرت فیضی کشد پرده ز روی نظر

درن بنزد یکب من صبا اند و دور بود (۱۹۷ اب)
 مجرم پیش من آمد حتی حلقه گوسش
 دودش نگر ترک سپاه انگیزش
 تازده روحی گله و دستانه بهار چمنش
 کوئیا پرده بر انداخته از چسبده پری
 گفت ایندم دم صحبت و درین وقت ترا
 لاله گل چمن خنده زان لب بر لب
 جفت باشد همه مرغای چمن نغمه سرا
 گفتم امروز سر خود نتوانم برداشتم
 نیم آن است که در انجمن میخ بچکان
 نیست مقصود ز سستی بجز انجم که دای
 گوت خامم دهمت گوهر شب تاب بهمت
 مرده اش عشقه تراش و گمش غمزه فروش
 صفت صفت انگیزه و پیش زمرگان چاش
 گرد برگ و دهر زنده سر مرده نگرش
 یا مگر مرده رسان آمده از غیب سوش
 غنچه بدون نسوز و خیز و بلکشت بکوش
 سر و شمشاد بهم جلوه کنان دوش بدوش
 چرخ تو جبریل منقش طائر قدسی خاموش
 که بخار می و دشین سرم آورده بوش
 بکشم باده و چون باده گنم جوش و فروش
 رخت بیرون کشدم و دغدغه مرگ ز بوش
 گشت آورده کند گوسش دل پند تیرش

شاید مرگ در شوخیست که مستت کند خواه بشیاد شوی از می و خواهی مددش
پسوی هوش ازین نادره بخراب بدزد که بناچار ترا تک کشد در آغوش
گفتم از معرفت تو دریا چه فیضی پرشد

بعد ازین جای سخن نیست و گر پنج بگوش (۵۲۲۷)

چنین کاورده در خواب سر هفتشت متابش ۱۱ نگر یاد صبا بیدار سازد لشکر خوابش
امیدم را کتاری نیست پیدا بعد ازین حرام بشویم دست ازین دنیا و گوهرهای تابش
نکر شد در حرم کعبه ترسانه کاشب فردا سببشده می مید به تقدیر محرابش
مرا ناگه گذراننده در بزم تدج فروش که دادی بوی خون می پرستان باوه تابش
اگر قطم بنجاک و خون چه غم نازک نهالان را که در آذر دارد و بستر و بالین سنبالش

قبول نظم فیضی ایقدر دامن که در مجلس

زهر گرمی بهنگاه بیخراشند اصحابش (۵۲۲۸)

جوشید دامنم چه غل تازه رس است این ۱۲ گل که در خونم چه بهار رس است این
زمار و لا برگ و نواست نغزید ای مرغ بخشش باش که گلگون نفس است این
تنها سر جوش بر کس من نغز و ششم نه جود به سستی بسیار کس است این
یک جده بغر ما گلن امروز رس است این از شیر عشق است زبال کس است این

بج است بدر پرده گرمی نفس او

فیضی نفس گرم چه فیض نفس است این (۵۲۲۹)

طالب

ایا بر سر ناز آرد یا ما کج کلا بان را ۱۰ بسر خیزه بر ما فتنه کن جادو ننگ دانا
بیا با چه محبت سر کن اچیل کاخان وادی دلیل خضر یعنی تا نگم که ده دانا دانا
من و شرفی که استیلائی بخشش در صفت محشر شکایت لشکر سازد بر دانا دانا و خطلان ما
پسند ام عشق بر سینه ام زان نزاکت از آرد که تسخیر بلاد آئین بود لشکر پنا دانا
جگر خود دله بود گر پای دشمن دو میان باشد ملاقات قوی سرایگان جدیدگان ما
نزاکت با حرادت جمع در خوشی شمان جنگ ملاقات و گل دانا مزاج پادشاهان ما
من و عشق تر شاخ و برگ یک تعلیم در معن بر خیزین بود با غم خیزان عیش کابان ما
بگرد و شمع جوش لشکر پروانه دیدستی بگرد تیغ او جنگ و هجوم بیگانه دانا را

بسر چون فده میرد در کاب سروری طالب

که یک تن بکند خورشید و ش آفرسها دانا (۵۲۳۰)

خاور و در جیب گهستان گنجد گنجه ما ۴ دشت بر نغمه و آواز دشت شیری ما
ما ملاحت زوگان آنت معمول خوریم خوشدچین برق بدای بر داز خرمی ما
تقریب خاذا ما منت خوری نکشد غارت از پرتو خورشید بدو دزد ما
دفع یک مرالم از پیکر ما عکس نیست مانع تیرنگای نشود جوشش ما
کرات صنعت بحیثیت که خزان نمید تها مارا زنگی دشت پیرای ما
عشق در پیکر ما قوت آبی نگذاشت گوئیک ساز دل خویش کنونی دشمن ما

طالب از معذرت خورشید مجرمله فرد

نظری دار بدرگاه دل بدشش ما (۴۱)

شبنم خور خیز و از بوم و بر گزار ما ۵ فتنه دل جوش از غبار سر دیوار ما
مدد ببار آرد و گرنه گشت و عاقبت برینا مددی امید ز حضرت دارما
عشق معشوقیت گر یک جلوه مدد حق آرد سحر جبریل را بارشسته ز تار ما
قوت ارباب معنی باز گشت خاطر است نقد بر گشتی مزین گردانک استغفار ما
فصاحت آسودگی با طینت حاضمت است ناخن هم بار کافیه بود و تار ما
در جانی بی مردی که دریم بی مردانگی نیم تار سحر زانی به از دستار ما

تاله را در سینه پنهان دارد بان طالب بخش

فصل گلش از دیر تمیینه اسرار ما (۴۲)

گلک از چهره شسته و در گلب زعفرانی را ۶ عباس از شبنم گل ساختم برگ خزان را
سری چینی نقش پای دوست با افتادگان دارم از آن بر آسمانی برگزیدم آسمانی را
اگر صنعت و لم باور نداری جلوه گر سازم زردی بخت جوش چیره را از صفای را
چه شد که زده ام چون شمسواری بختی دارم کویا در شید غار رنگ داند بهمنای را

گل آستینه خنجر ام بر پای بر مچین ۷ بیراث از نسیم صبح دارم گلشنای را
از پی می باد جابل مشرب و نا خردنی بیارای پیشش که دریم هم نکته دانی را
بجز قطیده حجاب فیض یاو ایامی کرد آغوش می خنجر عروسی معانی را
نهان دارد اشک خرمی در مکره تاکی بود طالب

برو یا قوت و دیانی صد یا قوت کافی را (۴۳)

شوق خرد و مرتبه اضطراب ما ۸ بجزیری بشیش در آرد خواب ما
دست قبول عشق چه هم، گردم شکست باشد شکستل و قد اختاسب ما
دل چاخن گرفت لذت آن خنده پای شود آری فلک لذت قاید کباب را

هر چند ابرو کند آفتاب را
موی سیاه چه قدر ششامه خضاب را
جنگ بلال نعل و دلال رکاب را
آمیزشی بهم خود رنگ و آب را
ز آنکه فرو برد شب من ماهتاب را
تقییم بار کس ندید هیچ و تاب را
نی رنگ سفره بین و نه روی کتاب را
ماهی کن از فروغ بختی نقاب را
باشیشه نستی است قدیمی شراب را
بیل بوی گل برسته گلاب را
امروز گریه نوب و گریه کند مگر

(۲۵۵)

هم چشم خفته در لطف سحاب را

و چه دانه بال و پیری می کنم با مشب
صد بھر بیای مژده علی می کنم با مشب
گر یک نیم است کنی می کنم با مشب
که روی به گل آگاه بوی می کنم با مشب
تبدیل بیک ساحری می کنم با مشب
نی با همه دوناغی می کنم با مشب
گر فصل بهار است که دی می کنم با مشب
ببین نیزگی بکیه بی می کنم با مشب
تعبیر بگویم تو کی می کنم با مشب
خون در بند حایم علی می کنم با مشب

از خاک ره جان جهان بخت چو طالع

(۲۵۶)

سر تا مزد افسر کی کنم با مشب

۵ این گل خونی که دین حرا شاد است گاه کیست
عرش را دامن دریا این بخت کوتاه کیست
آنگه سازه ای کنایان بکین یا کیست
جانب دیوار کوی آفرین چون گاه کیست
یارب این سحر گذر گاه و دل گمراه کیست

میتم رسم فروغ دین او زیاده ساخت
بهران خریدم تو چه دانی وصال حییت
در جلد تو سپی تو نایب بیاو عید
رنگی است شادمانی مهر و دل من آب
مردا بدم چگونه کشد از دلمی ابر
گردن هیچ در خم آن زلفت می شکلی
هر چه خزان از دوری سر نوشت خوان
گوش بر فروغ مد نظر بیدار شوق
هر قطره خون سراغ دلم می کند بی
براشک خود بیا تو گر ما شتم رومست

امروز گریه نوب و گریه کند مگر

مستادرم می کند علی می کنم با مشب
هر چشم دود در پی آن گر هر نایاب
تا که بیل بنزد جانب گلزار
مدح نظر هم گل و هم چهره ساقی است
مخوم و پیاده صد عمر ابد را
او صفت شکر خواب و من از ناله جان سوز
با این نفس سرد چو نالم از ایام
پیرایه جان داجر عبادت تاب است
خوابی که بوی از نالم گشته فراموش
حق جیب از خود توی آدم و از رشک

از خاک ره جان جهان بخت چو طالع

سر تا مزد افسر کی کنم با مشب

۵ عمری می آید با استقبال چشم این راه کیست
نخای می بزم آن سوی فلک در گیرد وار
دو چرخ غاوس خروانی مهرون آمد زجاء
رنگ دل چرخ کثر با شکست میراثم که باز
شکوۀ آوارگی می آید از هر سو بگرش

هر که این ز نغمه چرخ وارد مشکوه می توانم گردش اخلاک خاطر خراکیت

طالب افتاد از فغان یارب دوی آغانه بیج

با عفت آزاد کرده کار جانک و کیست (۵۳ ب)

نگوشش من از جنس آتش و آب است ۸ که این گر خفت و دایه سیاب است
ز خون ناحق اطفال اشک پنداری که دایه مرده ام آتش و تعاب است
چه اعتبار بنگار و نفس ای مطرب ترا هزار زبان و در دایه مطرب است
ز نیم رنگی خونه دلم قیاس کشید که ذوالفقار محبت چه بایه میراب است
دلم بجان بربان سرم پای علیل چه شد که گوشه چشم لبوی محراب است
زمانه بر گز عیش و گوشت مسوز که شر و برده اگر بخت باست و در آب است
دل که بر سر خاری غنوده می داند که نوک دشت عبادت ز غم می جنب است
هزار چشم ز چشم کشودی ای مطرب! به نیم نغمه سوت گودم این چه مطرب است
بدون ز محفل عیشی خدایگان طالب

مئی که در قائم نیست رشک خرواب است (۵۴ ب)

آتم که بهم جا مشن را ز ندانست ۹ مرغ غنم لذت پرواز ندانست
تا بکسل نظم به جا فرو نوا بود این شوق زبان رشک بهم آواز ندانست
پر سرخه کینک دلم راه هوا را جز در شکن چشش شب ز ندانست
از بس بنظر نده دلم یا قت مسیحا احیای مرا داخل الحبار ز ندانست

طالب و گر این دسعت میدان نگه چیست

مشوق تو گویا روشش ناز ندانست (۵۵ ب)

معمش از صفرا جبین پیدا است ۱۰ شامش از زلف عنبر پیدا است
شوق کاخوری و ساعده او از مد نارس آتش پیدا است
شش خطای پراست از آن کن روی خوی حاصل از زمین پیدا است
از انگی خاشای حلقه زلف ملن در پیش نگین پیدا است
عشق زهر است و انگبین استا زهر نیش و انگبین پیدا است
بر سر شوی زلف او طالب

نیست بی فتنه از جبین پیدا است (۵۶ ب)

بر من مرده که با کیش مغنم کار است ۱۲ تا به تبیغ من از صفت ز تار است
خود میقم حرم کعبه اسلام یک حرم ز ابر آتشده کفار است
هم آن طوطی قدسی که ز شیرین لعلن تکلای شکرم قبیله بر سکار است

راه حراگان من ای گریه بالماس بند
دل مارا بجهت خبرد روی متیز
تا هر چون مار بسیار تخم می پیچید
تا سر از نشئه تجربه سبک ساخته ام
چنین اسبک برآید و مزله ای ساقی بزم
شده آتش سوداست که در سردارم
غم اگر طوف کند که در سرم نیست جب

حالت انیاس نشان جوی اگر طبع ترا

هر سو آتش بی شود و گل بی خار است (۱۵۶)

آی خوش آن مستی که چون جام ز بسوی غم کشد ۱۳ اشک و زینان خویش را در حلقه حاتم کشد
عشق کو تا سودای استغنا را به ذوق
خیرتی خابم که بر گلزار اگر دور آلود
زخم را در ساحت از ذوق ملک آگه ساز
سافر از دکان گرفتن کبریا بیست است
خرقه زاهد نه گر دو پاک از نیل ویا

بیش طالع میخ شد آن سال که گر آسودگان

نوشه آرد بر پیش بر نه زود در هم کشد (۱۲۶)

نه عزتم حبیبی نه تفاخرم نسبی است ۱۴ مرا فضیلت ذاتی نه عین مکتبی است
شنبیه ایم دل خورشید دل نمی دایم
و در آب دیده خود گر کنم فروشنده است
ز چرخ کینه در آید هر دو نیست

مرا که شربت عذاب بوسه لب یار
ز قطع غیر زلفت ایادی الی محمد

و لعل او طالع کام چون کنم طالع

بی فضیلت اهل سوال کم طبعی است (۸۵)

نطق بکشید مرا بر جا که گویا آتش است ۱۵ موی و تخم زبانه را سخن با آتش است
شهری از کانه بناکن بهر ما آوارگان
قطره اشکم که خواند دل و ذوق از دست
با در من نیست باغی ندارم اختلاط
هر که با منی که با منی آب و آتش است
می نماید آب و تخم زبانه آتش است
آب یا تو هم بر آید تخم با آتش است

بلع نازک مشرعم دایم بیک سوال نیست
هر چه امروزم بچشم آبست ذوا آتش است
تقرم عشق است و صوغ شعله دار دای ریش
کشتن از بیا قوت سمان کن که دایا آتش است
طالب از گلزار آتش چیده گلها چون غنیل

(۷۷۵)

یک در بجزای یارای جلد گل آتش است

آتش شرم از دامن تاقی بر در بیک من است ۱۶
این کدورتها بر از دست طالب می کشم
شرط عشق این بود که دورش به بیم جان دهم
ماست بچند است با من میشم احوال جرم
در شب سودای آدنی دای و جوی میستم
گر زخم بر تیغ سرگامی کشم تنگش بر
بی کدورت چشم سودی در جهان مگذاشتم
صد بیابان نیم گام بود در شبگیر شوق
طالب از آتشب نم پیشانی پر چین بھر

(۷۷۶)

ساده پیش طرف ابروی پر آشوب من است

اگر خورشید دیدی نیم ماهی از گریب آتش ۱۷
چه دانه مانده ای چاشنی بر زهر خشم خود
اگر تا مشر خاک دیدی عاشق به نشادی
به میدای محبت رخصت جولان گماز
ولی دادم که چری رخت نهد در شمر آشناند
به مشر کام فوختن نوش بریز مغفرت گردد
به آشوب آفتابی حرکات ترخوشدوی گردد

(۷۷۷)

دل طالب که در بای می کند از طوفان دامنش

ای پیش چهره تو حرفک سودی گل ۱۸
ز آن چهره آفتاب به چمن بر کن افعال
عد آب زهر غوط دهم نور دیده را
دستی به صحن گلشن و به شام باز گشت
آن خام نیست بر تن گلشن که گشته است
از شرم رنگی تو به تکلیف جد بهاد
گم کرده ام ترا و بوی تو بر شمم
خوی تو خوی آتش بوی تو بوی گل
من بعد بلی نگشند آندوی گل
گر بی تو تا گم نظر افتد بسوی گل
کردی هزار گریه گره دو گھوی گل
از خیرت تو تیغ به اذام سوی گل
رنجی که رفته بود سیاه بوی گل
هر چه صد چراغ کند جستجوی گل

از افتاد عاشق و معشوق دور نیست
در پای گلشن از سر حسرت نشت ایام
گلشن درین باره ای بی طراوت است
بی برگ گل چمن به خزان غنایب را
کز آو غنایب غرا شد گلوی گل
چشمی بسوی بلبل و چشمی بسوی گل
گلوی نه رفته قطره آبی به جوی گل
در شیشه گلاب درآورد به جوی گل

شد باز آب دیده طالب چمن شناس

نیزه پس حرام گشت به ششم دزدی گل (۱۶۹)
منم که چشم و دل دزد افرین دارم
ز راه دیده چنان عزم دل کنم بیامان
سحاب فیض ترشح در پهن دانه دانه
بنام دارغ خوشس میزم بلبله مل
سبک ز دیده من بگذرد و قدم منشمار
صفای نامیده تو بر نگردد ام حد زلف
خونگرفته در دلم سیاه خمر دارغ
یم تختاب و ترشح در آستین دارم
بزاره دانه فروغ در کین دارم
تمام تخم گل و لاله در زمین دارم
فقیلا بگفت از برگ یاسمین دارم
کو زیر هر خزه گدا بیای چمن دارم
گلچین پیش هر گوشه جبین دارم
دل ز بخت زمین حشم نشین دارم

مرا رسد که زخم لایب خرویدی طالب

که بغض کشود خشم در نه کین دارم (۱۷۰-۵)

گاه گاهی کز بجوم عیش یا ز غم کتم ۱۹
در بختی که کسم آری کتم تا روز حشر
زخم و جراحت را بدمی در این حیرت که باز
لذت خواب بخت مادر زو قلم حرام
در غمتی که غشرت را نیای خنده روی
مردم هر شعله طالب نهایی ناطق است

آه اگر با این زبان شکوه عالم کنم (۱۷۱)

می توان در عشق او یک عمر بی جان زیستی ۲۰
عشرت گلشن می آرد به طعن بی غمی
همچو که بیگانه حرف از رسوم کفر و دین
زهد و مشرب مای یک سوز بر من خوشتر است
شعله در پیراهن دوست جزو در آستین
نه دمال گل نه بجز خار بروم مردنی است
یادی از کودک مزار جیلا می آید که در
با تو چون گاه برگ از ضعف می نرید سرا
تو زیر خاک چمن نام برندگان زیستی
جنایای خودی و دگر گنج ندان زیستن
دو زنی بود است با گبر و سلفان زیستن
پاک دانی مولد از آلوده دامان زیستن
صفت و شمار است بی پاک گریبان زیستن
بلبلان را سرمه می در گشتان زیستن
جمع را با موسی چون کافر خندان زیستن
همچو طفل انگ خود بردوش سرنگان زیستی

تا مرز دست ترا آشفته دیدم می کند
گرچه بی جان ز نیستن بیگانه ای آید به گوش
سوی مریم سجده شکر پریشان ز نیستن
بود عمری شیوه آشوب زان سان ز نیستن
شرق می داند که دور از کعبه ترخانین

بود بی جان ز نیستن مارا به ایوان ز نیستن (۱۳۹۰)

گرچه جمل آدمودی چه غم است ۲۱ سرود دانش نمودی چه غم است
حکمت یونان شتودم در دل بست
این که به افزودنی هنر به سعیم
دین که به دعوی میال تا طلق بهستم
عمر به بیداریم گذشته درینا
زنگ جوس را که دود آتش خلق است
تخم امیدی که سر کردم و گشتم
سود نمودم به آرزوئی هر مسود
این که دیدم به سودگرای بلافت
سرمد چه سایم بهیره با دودستم
این که در راه ره سپرد نمودم
پستی خوابش ز اوج جهنم انگشت
در محض آن که سحر نامه نمودم
این که به راه به یمن سایه ستودم
دین که زبان مالک سوال کشورم

گفتم بان طالب از تعلق پر پیر
گفت خود گر شنودی چه غم است (۱۳۹۱)

بیدل

هر چند گرانی بود اسباب جانرا ۱
 بیتاب جنون در غم اسباب نباشد
 مرا بغم عشق آسان عشق ملاقات است
 و تقصیر کند که از آتش خون شیدان
 مامان دکان سرشک به طبع در ششتم
 عالم همه یار است تو بجز یار نیایی
 آسوده روان باده تشویش ندارند
 بنیاد کج اندیش شود خلعت ز تنه بد
 عاود سحر از یک بگردد چاک دیدیم
 گردون بر پرواز زمین جدا راست
 دل جمع کن از کشمکش در بر برون آ

بیدل ز نقیضار بخش مر میا نیست

نقش قدم از ریح بود آب روان (۳۴۴)

حیضت کشد سعی دگر باده گشای ۲
 مسرت هم دم صد نعمت کبریت
 غفلت ز سرم باز نگردد که چو گوی
 و باده پرستیم چرخ از دم و آرام
 سر نایب جو صبح از دو نفس پیش نایب
 بیداری من شمع صفت لایت ز با نیست
 اتفاق منور انجمن شور خود شایسته
 ایمن توان بود ز همواری ملک عالم
 ملک نشود قابل امان ز خاصیت
 خط فیض بهاری دگر از حسن تو دارد
 عشرت همی رشت زخم چه توان کرد
 باشد که سر از منزل مقصود بر آریم

بیدل آفت خرمی مکن از هرزه درانی

(۳۴۵)

تو یک زبان بیشتر است این یک جانرا

بادان بخت جام بنمید میان را
 گل در بر خیزد بود مشایخ گمان
 بامیده گره ساخته ام خواب گران
 پرواز نگاه است بخیر آفتاب
 بهسوده برین منس یچینید مکن دا
 مادم ز خوشی چرخ خواب گران
 حیرت لکن شمع ز بان ماند ما را
 در راستی افزونی ز غم است سنان
 تا شمرده انگشت شاد است لب ناخ
 جوش رنگ گل میکند این شعله دغا
 که در بنایا بچشم شوق خزان را
 چون باده درین دشت مکنیم عنرا

۳ دلم یک عالم تسکین گشت بصرانی مرا
 خوش تقسیم بوی صبح انتظار می برده ام
 ناله داری سرز صیب دل برون داده ام
 جوش زده از صینه ام کیفیت خاک دلم
 پرده ساز جنون غاشی آبتنگ نیست
 آنچه بر جرم سوزان دست ندامت آب کرد
 عجز هم چو سایه ادعای اعتباری داشته است
 احتیاج خود شناسی جوهر آئینه نیست
 بنده خرام جنت دعدن مرا منظر نیست
 بیدل افسوی جنون شد صیقل آئینه ام

آب داد آخر رنگ اشک عریانی مرا (دوب)

۴ داغ مشتم نیست الفت با تن آسانی مرا
 بی سبب در پرده ادبام لای داشتتم
 از نفس بر خرویش می لزم بنای خیمه ام
 خلعت طرنبی دای تشریف دودی پیش نیست
 راز دار یا یعنی گوشت شورت بوده است
 چه سبک دلم ز فکر سخت جانی نازم
 گرد و قیاب از طواف عامی محروم نیست
 میروم از خرویش مد اندیشه باز آمدن
 غیر الفت بر تابه سالی آئینه ام
 این کیم یارب بخون غلیظه بیدار گیت
 ای صبا ساز خوشی نزل آبتنگ نیست
 مد عمر یک قلم چو طبع درد حشت گذشت
 میروم از صبح برباد فاقش حباب
 تیغ خنجر است بیدل کیم پیشانی مرا

۵ ز بستی انقلابی نیست از سرگردانی مرا
 خوشا ندیکه چو صبح اندیج باز کیم حیرت
 شعله پای زمین گیر است هر شکل کیم یمن
 خیار آذر میگرد از روی محک ظاهر
 نفس باشد رنگ خواب پریشان تنگانی مرا
 بستی دست افشانک بسا ز دم فشان مرا
 تهن آسانی ضروری میکند آتش عانی مرا
 سواد فقر روشنی میکند رنگ خزان مرا

مسلایم تیغ و دجیم ریش میگردد
کسی را میرسد صحبت سخن که چو حکم
فشتی عمر صحبت کین حفظ پر دانی
چه غم دارم اگر در زمین چو سایه ام گردون
قیود و ماری نبود محاب چه هر خدای
بسی ناله و افغان غم دل کیم شیکرد
بزرگ شمع تدبیر گوازی در نظر دارم

شعب بجزان چه چو برق طاقبیلون چه پیدل
که آیم میکند سنگ فلان سخت جانی را (۵۶۹)

خوبی راه غنایک سازد پر فشان را
بنای راستی از چرخ کج برآمدن کردی
غرمه قند در سر سجده عافیت در بر
سکود می چه دگس مافتای دارد خیاره
چو پروانه میارم ز جبریت چشم آن دارم
چو گل در صبح بیری میکش خیانه صورت
چه داری از جودای نده غیر از دم پر دانی
شد از موی نفس بدوش که بر کشت آنات
لب زخم بودی خون فیدانم چه میگردد
بمضرب کتاب عافیت تا داری پیدل

بزرگ سایه بدوش کن سواد تا توانی را (۵۷۵)

دل می چید و نیست کسی داد و رس ما
هم مشرب اوضاع گرفتاری مجسم
بر یکس افتاد امید خواندیم
خواریم دلی در جوس آبا و تعین
ما سخن از کینه فزندی چه خیال است
بر فرصت آن آلوده دکان توان پید
مکتوب دفا مشرب امید نگاهی است

پیدل بمنوی اهل ان پانه نشستم
کاش آبله گیر و سر راه هر کسی را (۵۷۹)

صفتی است بر خورش رطوبت مشکب را ۸
 بر جلد ناز مشیت رنگب دیگر است
 مست خیال نیکه ایدوی توایم
 بوی باب شرق ترا رنگ مجذوب است
 خاکسترست شعلا ام امروز خوشدم
 مارا به تیغ مرگ مژگان که اندل
 اسباب زندگی به دایم تیر است
 کوشودستی که درجی جبر است انجی
 سیراب راز آئینه ما گزیر نیست
 طوقان طراز چشم ترا ز بلوی دست
 دانا میل حکمت ده غیر ممکن است
 تا چند رسته نفس از مهم تا نفی
 بدلی شکسته رنگ خامان معرقت است

باز شکستل درق انتخاب را (۷۷ ب)

خال حباب زین بشمر موج و آب را ۹
 عشق از مزاج مابوس گشت ختم
 فیض بار مغزشش مردان برد نیست
 امروز در قلمرو نظاره قد نیست
 در طینت منوره صفایا که در قسمت
 ما بجزه ان بفضلت خود بی بزده ایم
 [مقصود آید از قلمرو اولام عبرتست
 چشم تیر آئینه نقش پای تست
 عالم تصرف بد بهما گرفت است
 اجزای ما چه هیچ نفس پر دست و بس
 جوش خزانم آئینه دایر بار دوست

بیدل بجزه و دایر نفس آنقدر ماند

آئینه کن شکست کلام حباب را (۷۸ ب)

عس شرم آئینه فاند روی تا بان ترا ۱۰
 سرمه از خاک شهیدان گر نیکنیزد عیار
 چشم عصمت سرمه خواند که دلمان ترا
 کیست تا فخر زبان بی قریانو ترا

نقاره کن خیال خط آفتاب را
 آن برق نیست صحر که سوزد نقاب را
 شود جزئی کند قدح ما شراب را
 کار و برقصی نغمه مرغ کباب را
 یعنی دمانه ام بهم روی مشتاب را
 بر موج بسته اند کلاه حباب را
 جز از فریب هیچ نباشد سواب را
 گرد شکست شیش کنم مایه تب را
 داد و تیرم بنفس انطراب را
 سامان آرد دست زردیا محاب را
 موج گزینک تیا میزد آب را
 دیگر پای غریبش صاب این طباب را

در تاشیت بیسی مژگان خیز ساز نیست
میترازد و ششم فرق شکست از صبح کرد
نشسته خمر خضر جوش و دبالا میزند
بسکه بر خود می طپد و آرزوی تازگت
گفتی از ادراک کن غریبت پیش غریب
در گرفتاری بود آسایش عشاق و بس
عبد جرم عشق و آند ما آزد و گان
[طیلسانی] از خیر خود بدش انگذ نیست
پیکر بخون به شریعت و گرت ز نیست
ای دل گم کرده مطلب چو نه نالی تا کی
تا شوی یکجسم و سواي تاشای تان

برنج بر چشم چروانی است جیران ترا
لیک لغت اسم زندگ خریش پیمان ترا
گر معالگیر و بند یحیی مژگان ترا
بیکند در سین دل بهم کای پیکان ترا
میگشاید دفتر خری شبیداعو ترا
آشپایان از سلقه دام است مرغان ترا
عید بسیار است خری ناپشیمان ترا
تا قران بستی بدل احام دامان ترا
کسوت خارا همان زیباست عربان ترا
جوش ابرام اشخون کرد افغان ترا
چون مژه مد چاک میباید گریبان ترا
بیک از زنجیر خیابای مکتبی می سوزد

بدول رنگب بیمار ادراک دیوان ترا (۱۹۶)

نالی تسلیم زن و دولت جای دریا ب ۱۱
بر منی کن گرت اسباب میحالی نیست
تا مرادی صدف گوهر آفتاب معاست
عید پیچیده دل گرم سوزانی دارد
دام خیز و عالم نفس فرید نیست
فرستی صحبت گل دار کاب یکت نیست
از سخیون خط یار نگر دی فاضل
تا کی ای پای طلب ز کسوت جولان دانه
چه دجود چه عدم هست و کشاد مراد است
خلوت عاقبت شمع گداز است اینجا

گردن خم کن و سحران کلاهی و دیاب
بفتک گر ز سیدی به چای و دیاب
فرطه در حبیب گدازی زن و شاهی دیاب
از سیرا اثر چشم سیاهی دیاب
ای تداست زده سر رشته تری دیاب
آرزد و چند اگر هست لای دیاب
هر کجا شوخی غرور است سیاهی دیاب
طوف آسودگی آبد گاهی دیاب
چون شرر هر دو جهان ما پز گاهی دیاب
پای خاکستر خود گیر پناهی دیاب

و امی دیده هر سر سره میای بدی

اندر لای شود گر دسر دای دیاب (۱۹۷)

قافیه ادب پوده و رحمت و صدا نیست ۱۲
از هر چه اثر را کنی انشا در دلیل است
هر حرف که آمدن زبان منتظلم کرد
بست چه قدر زیر فلک بال کشاید

زیر ساز نگو تا نفست سر مر فانیست
سر مایه ای قافله جز با نگو و دانیست
کم جست ازین کیش خدنگی کو خطانیست
بست است بحدیکه دین قلند به جانیست

حریت که از ساز پندائی آفاق
مارا زنی جبه بعبرت زساید
بی عجز رسا قابل رحمت خزان شد
بشمار که در سایه دیوار حمايت
وامانده جزیم ز انمولو نقصان
از جمل و غم و تا بوس و مشی و رجعت
مارا کرم عام تو مت با غنا کرد
جز صحن آغاز عبادت شری خواند
بر لب بعبیرا نکند عرق تحقیق

بیدل دم فرست مجن کراست درینجا

جان فکر اکامت چکنهنگ بجایست (۱۰۱۱ هـ)

از بس قاشق دامن دلمار نازکست ۱۳ دستم ز کارگر زود کار نازکست
اندیشه در معاطه عشق داغ شد
از خدمت گشتنت اوج منع میکند
آینه زنی چه آینه گردانده است رنگ
عرض وفا باد و بالی دگر شود
ای نازنین طیب زور دست گداخت
انگشت ماز حوصله آخر بجز ساخت
فرست کنیل اینهم غفلت نمی شود

بیگانه نیتروان ز سر دل گذشتنم

ای مشت خزان ز آله بسیار نازکست (۱۲۷۲ هـ)

حیرت دیدم ام گل دایم بماند ایست ۱۴ طافوس جلوه زار تو آینه خانه ایست
دو سر قلقت مشاط بر طرقت
صبرت گیتی خرد و صل است حیرتم
زیر بجز تا گریه نیست رقتنت
آنجا که زه کسند گمانهای امتیاز
غفلت فرای حسرت دیدار نیستم
غمر من نیست کعبه به تعلیم اعتبار
ضبط نفس فرید دلی جمع میدهد

گر رشته دوتا نیست بهم تنگ بایست
جنس عرق سخی ز دوکان حیایست
دستی که بدنی دوش باب دعایست
خوابیست که در خواب پردهال برانست
گر دل نکشد رشته نفس آید بایست
جز ما چه مایست که در خانه مایست
گر جلوه قفا فل زند آینه گدا نیست
گر غیر خراشم کنی غیر خدایست
آن دست حاکم که جزنگ بجایست

دستم ز کارگر زود کار نازکست
آینه اوست یا منم اسرار نازکست
کیفیت درشتی این خار نازکست
این کارگاه جلوه چه مقدار نازکست
ای تار جرق که دلی یار نازکست
پیش آکه تار من بیمار نازکست
چند آنکه تار غول شده مقدار نازکست
خوابت گران و سائید دلمار نازکست

طافوس جلوه زار تو آینه خانه ایست
موی میای ترک مرا جلوه شان ایست
چشم بهم نیامده گوش فشان ایست
بر قطره را بجز ریش رسیدن کلان ایست
مشکود این دکان نشدن بهم نشان ایست
در پرده چکیدن اشکم تار ایست
هر جا سری بسجده دید آستان ایست
گر قال کوشی ز غرایب ریشه خانه ایست

در یاد عمر رفته دل مشاء میکند
بیدل از برق و مشت آگناویم میرسد

این شعله را بر آمدن از خوردنانه ایست (۱۳۰ اب)

بیکه امشب بی قرام سالان اصفاء آتش است ۱۵ اگر همه اهلکی فشانم یا شرریا آتش است
شبی تصویریم از سوز و گداز ما میرسد
جز بگنای سراسر ناله خروانی یافتن
بی تو چو شمع که افروخته بر لبها هزار
شاخ از گلبن جدا معروفت گفتم میشود
نشسته صبا نمی آید و به تشویش تمام
با دلم عالم کند و تران حریف وصل شد
گرچه گردش بی اثر از ناله ما که حذر
عرق و صفت باش اگر آسوده خوابی نیستی
نیست سالان و باغ و پیکس جز سوختن

نیست جز دهن سپند آینه دار و دیدن

لیک بیدل کیست تا فکرم دنیا آتش است (۱۳۱ اب)

باز دوس خاکم و سطر شد خوانیهاست ۱۶ صفحه میزیم آتش عذر پر نشانیهاست
کیست ضبط خودماری تا کشد عنان من
عروش کز میان من فخر جز خوشی نیست
بیزبان عاشق ترجمان من خواهد
هر طوط گدازد که دیم هم بخود سفر کردیم
ای عرقه دهم و ایجاد هرزه رفته بر باد
محبوبی من حمایت در نه بود عبرت
آه بی پروا دیم اشک جز تشایم
ساز سراسر این فحش عشوه طرب خود دیم
ما را خاکست و دل ما را از فغان نخل
عمر است بجا وصل میزنی بر آبی گل

مایه خند بیدل منشاقضوی نیست

خود فروشی عالم از جنون روحانیهاست (۱۳۲ اب)

قید الفت هستی و شست آشنا نیامست ۱۷
 ای سحر جانی کن یک نفس قفل کن
 زلفت تا جادوش را شانزید به انون
 پیش چشم بیا زشگر و دوا خود زگر
 و دعا چه امکانست چنان کنم بدین از تو
 چادر سوی امکان را جز غبار کبشی نیست
 روز و کلفت حسرت شام و داغ نویدی
 برگرد و شربت بهی غیر تو من بسمل نیست
 بسم گره و مدد مانع هر یک قلم جولان
 پاک از خای خود مندی بدست آریم

عمر با صفت بیاصل میزنی پر بسمل

بهریم جان بیدل این چه سخت جانی است (۱۹۱ ب)

خواب در چشم و نفس بر دل محزون با صفت ۱۸
 عرق شرم تو از چشمم جان شست لکه
 گشته چشم تو محرومی کس نیستد
 فرد حق و پای ادب از گردن ما
 در مقامیکه بخت نشاء غیرت دارد
 آبرو تا بکجا خاک مذقت نشود
 زبونی که گمنام و بددیش دلی
 خواجها تا چند بنده به تغافل دور کوش
 تا کی اندود که در است زوینا بدون
 قاتلان چند جرات از خون باید بود

بیدل آخر آب خورشید قدم باید زد

جاده منزل تحقیق خط پر کار است (۱۹۲ ب)

در طلب آباد و بهر حرت دل فکر است ۱۹
 چرخ ز سر کشگی گریه حیرت ز کوه
 لاف نیز بیده است تا قنای محصل
 نیست نباد از غم جولان ما
 و هر و قسیم را راعله افتادگی
 مرکز دود و جبه آب سیه گوهر است
 سوزین صندل همان شیه و سوس است
 تیغ نکرده چنار گرم برین جوهر است
 کز عرق شرم مجز راه تنولی است
 قاتله مجز را خاک شدن بهر است

تا بقبول رسد و امن ایش را بگیر
بجست عدد و امدد جز به تلافی جواب
دام پیشبای دل صرت سیرت است
بی دل ازین انجمن سرخوش مددست و امن

شعله بی بال در بهر جده که انگار است
شعله سبزه امید و در گره عجز سرخت
باعتلاف غرض نیست جز اسباب جاه
عرض بزمید هر دل زخم و پیچ آه
خواری دیوان و هر عزت ما پیش کرد
نیت خیار اثر محرم جولان ما
چاکر گریبان ما سپید بصر کشود
نیت بساط جهان قابل دل بستگی
شیده تلافی خوشست صدایان بدست
چند دغدغه محترم نالی بنای اصل
تار زمر جادوی غلش و دود نیست
اهل دل آتش دمنده ای که بودی محیط
باد و آغوش مست جوده بر سوستان
خیر فغانکسند غرور نفس

بی دل اذ آتش و هر سرکشیدان بکب

نورق طوفانی است بجز از فکر است

زبان بهم خوشی کشته جانش و دارند
چه شرکت است ادب و خوش را که قسم
قلم چگونه در عرض دستگیر تو هم
ولی که آمدی دل بخرن شوق تو کشته
خیال تا کند آتش سبزه سر راهت
نظر بطینت بیاب عاشق و زمر سبیل است
بمغفل که نوا غبار مدعاست بخیر
محبب مدار زین رنگ اغرایان مردت

بجوب از لب موج و در وانش و لند
که فکر شود از حیرت میانش و لند
گرچه چون شمع شود ناله بر آتش و لند
بر و تصور از آن موج آسمانش و لند
که بجز موج شود آب آستخانش و لند
نفس در آینه بنای کند فغانش و لند
که بجز آه نه دل کند دستانش و لند

۱۲۷۶۲

بهر نفس زدن از دل پلید نیست پرانهای
ز خود سیه من هر که واکند سر حرفی
چرخ خدا گسرد ربط باد با نفس و لرزد
چرخ من قیام زده بر خود طبع زبانش طرند
ز بسکه شرم جودش گذاشت بیکه بیدل

چرخ نفس آب نهد سر بر آتش و لرزد (۱۴۰۴)

حریث مشق شود تالار جهانیش و لرزد ۲۲
چرخیش دل که کشد تیغ از میانش و لرزد
بحرین پلیده خسته شکسته رنگی خورشیدم
چرخ منسبیک شود گنج زرخایش و لرزد
قیامت است بران بلیک اذاب گل
پری شکسته کشد سر ز آتشانش و لرزد
اگر بناید هم عرض دستها ضعیفی
زبال ریشته کشد مغز استخوانش و لرزد
بعد ترخم غفلت بهال بکسی من
چرخ منسبیک حس که کند شعله استخوانش و لرزد
بوصل شکستم از دل میبرد چه توان کرد
کوشش مشق مدتی بر آتشانش و لرزد
بعرضه که شود پرانهای نهیب خدنگت
فلک پر شست بوم زده کانش و لرزد
خیال پس خفیت به مهر اگر بستیزد
تن ز مورج دود رخشه چاکانش و لرزد
گذاخت زمره نظاره دود باخشیانت
چرخ شب روی که کند هم پاسباش و لرزد
شکسته رنگ عاشق اگر رسد بخیاش
چرخ شام گل بد اندیشه خزانیش و لرزد
خوار هستی بیدل ز شرم ناکس خود

بجاک بیز کند باد آستانش و لرزد (۱۴۰۳)

پستی و انبساط هر که از روی نشان دارد ۲۳
سحر از چاکای دل بگشاید آشیانی دارد
بجز وحشت نمی بالند از اجزای جهان گروی
چمن از برگ برگ خورشید دافع بریانی دارد
تاغی که کنی بر کس برنگی رفته است از خود
طیشانی که دارد بحر کو سرهم بهانی دارد
دماغ خون من چون اشک رنگی بر نیامد
گر استغنائی نگیر دوست تیغ استخوان دارد
بند بهای پستی متهم شد از تن آسانی
براحت گزیده بر دوازدهم بهم آسانی دارد
بزرگ آتش یا قوت نمی رسد است دوستی
بجرت رفته شوق مجب ضبط فغان دارد
و در عزت ندوم که خلق فتنه داشتند خود را
نخاستم که دامن از بوس چندی مکان دارد
بدون حایت خرد خودم کارست معذوم
در خیال که مغز است و در استخوان دارد
اگر خاستی بر دامن و اگر شعله جلا نم
برای یک خنجره دل نکر و ملت که دامن پیش
تونی خنجره دغانی بخندین رنگ پیدائی
خدا هم بر منی زود گری سر میزد از اشکم
ز خود کای بر روی آبی و نیان خلق شد بیدل
که ادعای فقر نیست با همین یک نردبان دارد

چندین شکوه آماد است بیدل بسجلی مارا

نفس در عالم به دوازده سیر آشیان دارد (۳۱۲)

اگر خضر غلط از چرخ حیران نشانی دارد ۳۳
نیدا نام شادمانه که شرق کیست این دای
تجیز بر که دارم با قاشانی که بر بر ندم
درین نقش شکست سنگ در وسط است از علم
ز تمجیل بهار این پیش ازین خزان شد این غرض
باستعداد بهان منق است جنت و جوی این دای
کسی را دوی آزادگی چون سرودی ندید
شکست سنگ هم جنت در گذر از خنده جندی
بجرت بال مشرکان نیست بی اغاز پیدانی
تاشای بهاری کرده ام بیدل گداز دوش

نگر مددیوه با انگشت حیرت مددی دای (۳۱۳)

نای شغل سودای محبت را نایان دارد ۲۵
بسرایت چنان دارم که با صد نامه بیانی
بروزی نایان بی یکس مارا نمی پرسد
چراغ عاشقی هم نیست که گوی بیانی کردم
زبال افشانی سانه شود آواز می آید
باید ضبط آه از دل بگزارد قاشایت
دلت باید شدی چون بطلای مارا بی گلشن
به محبت خود چه سازد عاشق مشکین که آن بدخ
به دوش ازین بار جنت میکشد عالم
مکن با چشم تر سودا اگر مهر قاشانی
سختی باشد و پس زندگی روشنی خیال را
در آغوش نشانی بهر ضایه است گفتنی
نشا طریقی میباید زدود عاشقان بیدل

محبتان خنده در بدست تا بجل نقان دای

به از نیستی بسته است خود را دامن تار دوش ۲۶
جهان ز محبت خم میکشد از دوش بی بار دوش
نجات با دماغ بیدر بخونی بر نمی آید

تو ضبط شیشش خود کنی پری چرت گدازش
سر منصور باید چشید بندو پر سر دلش
سپهرانی سری داد که زار است دستارش
بسر نخطاند که برادر غریب طبع هموارش
حیا از هر دو عالم میگذرد دست عیان ماش
مگر از دو و بخودی زبا بیرون غلغله خارش
شکست سایه داد و هر چه می افتد زو و لورش
که میدانند چا ویدند مشتاقانی دیدارش
بسیر ز گشتان غافلیم از چشم بشارش
کسی یللب درین محفل خفته بانگ کارش
طناب و سبج رحمت برگره بسته است معش
مژه تا پانز و به چشم غنچه دیده اش

چو تصویر بلال آخر بخت خاک شد بیدل

زنگ تاقی بریامر خط بر کارش (۲۵۵۴)

از شرفی فرود بهت عالم نکست در بغل
چشم از نگاه شریکین شمشیر بران در بغل
چمن ابداد سایه ام صد چشم گریان در بغل
صحرای گرد و حشیان بچیده دامغان در بغل
آینه داد و تا کجا تشال چشمان در بغل
داد و شرای یادگار از سنگ طغی در بغل
برداشت طفل اشک را چون دایره شرفش
این صحنه گر نقش زنی یابی چراغان در بغل
آخر خیزد و گویا کفر و ایمان در بغل
پرداخت بزم داد و دو چراغان در بغل
عزیمت یزداد ترا این خانه و میز در بغل
می مدت تا کنی لب گل تا گریه یابی در بغل

دودانی که نشنود بیدل می در صدفه ام

خواهید بر نقش قدم بگذشت جودان و بغل (۲۵۵۵)

ز آتش جبار و دهر کمر سنگ مبارک
ز جوف چرخ نتران خبر هیچ غری علم گشت
کنده حب جاه از غنق و انگشتن غیور
صفا بم دام باغ فریست از حیرت مباحش
نیسانی که رخش عزم بخت میکند جولان
جفا با طینت مسرور عاشق بر غل آید
بزد و بخت غفلت خوار خود ز پانجهان
خیال بگر چندین موج و گم مرد فقر داد
بجای ز پیچ مانا از حقیقت باز میدارد
کنیم که ده اندوه جدایی هر چه ما دیدم
بر تغییر دل تنگم کسی دیگر چه بر ما زد
مدی غفلت سرای حیرت گاهی نیابا شد

ای از خرامت نقش پا خورشید بان در بغل
ابونت از چمن چینی زده کرده قوس جزیر
بیرویت از لبی مریخ طغیان طرانه حسرت
دل را خیال ز گشت برداشت آفران میان
حیرت زود جود بر روی آب آمده است
دیوانه عمار اول در سینه نتران یا فتی
می خواست از صد جگر بر خاک غصه بخت
جستی نرادم یک مشرد فود شستمان طرب
عشق از صفا ایچ دانه مشک گدایه دکان
سودانی دارد ترا از شام تو میری چه کنم
کام دلی حسرت گدای حاصل نشد از ماسونی
می آید آن می نسب بر شاخیک و در طرب

ی آید از دست جزو گرم بیای و در مجلس
از وحشت از چنان بر کس برنگی میرود
از چشم خویش این نیم کای قطره دریا لب
رسای تا قلم چه صبح از شرفی دماغ جنون
گریه بجام آگهی گز فحشست تا غری
ناک من بیا و سرده حسرت چاک بگر
و کای فحشست و کس با زندگی سودا کن
ای انگب ریزان عرق تدبیر عرض غلجی
تشنه من از حیرتش دارم نفس دودی گره
بنیاد شمع از سوختن در من غل خود زود
چوی صبح شود بهیت کک است با سازندم
بیدل ز خنده آگهی ام شکران بخوان دارد وطن

تا چند باشد دیده ام از انگب پیکان در بغل (۳۰ اب ۲۱)

مهر جزوی ساکنم شود بیایان در بغل ۲۹
هر صیحت از آسوده یاد و کاب و خشم
داد گوید خلقی بر تو نظر دار کردنی
از لب که با خاک مدت میبرد آب زندگی
از غار غار جوده ات در عرض حیرت غلک چند
مشکل دماغ بر سفت پیا به شکر کشد
این درود صحت گزودین خواست در دین
آه قیامت تا ختم آسان نمی افتد ز پا
از خنجر خاموش ادای من بهاش ای زخم دل
بیدل باین علم و خونی تا کی بی ناز جزوی

خویش بدین هر طرف اجناسی بماند بغل (۳۰ اب ۲۲)

هر صیحت چون گل میرود زین باغ خروای در بغل ۳۰
نی گفته دیدم نی چمن نی شمع خواندم نی گلشن
مجنون و سانه بیدل بغل و ناسر هفتان
تشنه خلقی بی خود بر جوش حمل می کشد
کو خشت و کواختر و شکر خود دارم وطن
از رنگ دامن برگر از بزرگی باین در بغل
گل کرده ام زین انجمن دل نام حمان و بغل
من بادل دماغ آشیان طامع کس با لیل بغل
خود شنیدم کمک می زدن در کف و تانی در بغل
چون شمع صرا پای من دارد گر بیدل در بغل

پیشی اگر عاید ام زین بارغ بیرون عید ام
ای کارگاه دهم و غنی نشکاف و دگر سخن
حق است زین گردوی سخن زانسون نفس
کام دل حسرت گدا حاصل نشد از ماسوا
دارد زیانگاه حسرتش خنجر خنجر شد

بدل ندارم بزم ما از دستگاه غایت

پیشی که گیر و گیرش چون شمع خزان در بخت (۲۱۰۷ اب ۲۱)

بر سین و داغهای قنار نوشته ایم ۴۱ یک دل زار نسوز سودا نوشته ایم
مغفول رنگ جگر خدا آنجا نوشته ایم
از چشم بسط طرفه معانی نوشته ایم
رنگ فکرت که بسیا نوشته ایم
سطر کجری خط و دنیا نوشته ایم
نقاره بلور تاش نوشته ایم
کاین جاده با بعضو صحرانوشته ایم
جوت جباریده مینا نوشته ایم
اسرار پر نقاشی دل ما نوشته ایم
اروندیم ز نسوز فردا نوشته ایم
خون بر بیاخت گردی مینا نوشته ایم
چون موج کارنام دنیا نوشته ایم
خط خار خود به سراپا نوشته ایم

اسرار خط جام که پرکار بنمود نیست

بیانی بگلک موبه صبا نوشته ایم (۲۱۰۷ اب ۲۱)

سطری اگر ز وضع جهان ما نوشته ایم ۴۲ گر ماقده ایم دگر دلیلیا نوشته ایم
منشور قنار اگر بسر گل نهاده اند
جز استقامت نظرت عاردا مراد نیست
و دگر ز نقش نام احوال ما می پرس
از گرد ما بمان خط ز نهار خوانده است
دیز دزل که صدم آن سوی نظرت است
معنی سودا نسوز انگلیس یکیده ایست
قاصد چونک باز نگردد سوی ما

دو مکتب نیاز چه صفت و کدام سطر
 در زندگی مطالعه دل نیست است
 دوستی اگر بلند کند نام و پس است
 عشق خیال ما بتمامی غیر سد
 چون غلام سبزه ایست که صد جانوشته ایم
 خواجهی بخوان و خواه بخوان ما نوشته ایم
 تا در شغفت شود که جا مانوشته ایم
 ای بیخودان هر مدتی تا نوشته ایم

پیش از قنای نقش گفت با نوشتم

(۲۱۳۱/۱)

شکوه اسباب چند دل بر میدن دیم ۲۲ دانه اگر شده بلند به که بچیدن دیم
 مدد سر ما دمن سخت کمر شده است
 حیرت این الجن خود سراپای ما
 غفلت سرشار غفلت نیست کفیل شود
 حیرت پیری شکست شیشه گردن کشی
 هیچکس از باغ و مهره فریجند نیست
 ریشه ما میدود هرزه به باغ خیال
 مریض بیمارمان وقت میا پرورست
 مایه همین حیرت است دگره انگ ماه
 فصل این شدیم فرصت دیگر کجاست
 شورش طلب بچرخ قطع نظر در زما
 سیر خود شش با حقی است کاش بدل بداند
 که هر حق لب شوم جرأت گفتار کرد

(۲۱۳۵/ب)

قاصد ما بیدل است خطبیدین دیم

گر بای ما ماندگی مطلق منان خرابم شد ۲۳ نام اقل در دست سنگ نشان خرابم شد
 جبهه من در کینه سبزه فرسوده است
 خاؤ جمعیت منی آفت و سواس نیست
 انگ مجنون من قتل در مزاجم تحت است
 زنگش را اگر چنین بایره و دزدان انت است
 این قدر که خود بزرگ حیرت و حیرت رفتام
 با چینی شعفی که سازش من شکست بخت نیست
 غلب بر ما دیدانین میا نگیم بعد که من
 من از خود ختم و شمار می آید بچشم

مالی ما قیدام گزانت خرابم شد
 تا که با خواب چشم پاسبان خرابم شد
 از چکیدن گو فرو ماندم روان خرابم شد
 بعد از این چمن مردم یک سر به روی خرابم شد
 گر نگردم بی نشانی عقا نشان خرابم شد
 گر نگردم بی برام لکشتن خرابم شد
 یک عرق گرم کفم صد دل گران خرابم شد
 عرق طرد خرابم لاپهان خرابم شد

میکشم عمر نیست بدول نیست نشود فنا

در عرق مانند عشق آخر زمان قرا می کشد (۲۱۳۷۵)

گر با من ساز است در دلا و دل جهان زبانیست ۴۵ زنده ام من هم با آن نیکو که خوان زبانیست
 انشا کنم میکشد از سخت جانها پیر سن
 سرنگ بر خیزم ز دانی خویشم چرا
 ای شرب باید همان در مشک پنهان زبانیست
 چند خواهی این چنین ای خانه ویران زبانیست
 چون کمر زین چلی خوان سست چنان زبانیست
 گل بسیر میخوابد آتش در گریبان زبانیست
 جلوه غافل نیست از اسباب تیران زبانیست
 در کفن دارد نگاه پیر کفن زبانیست
 بی حس جاوید میباید چو دغای زبانیست
 میتوان صد سال بی اندیشه نمان زبانیست
 حیف دنیا دارد پنهان تر از شیطان زبانیست
 این قدر میخوابد آتشین مسلمان زبانیست
 صبح تا چارست در بگردان پیران زبانیست

بزم امکان است بدول غافل از مردن باش

نظر اگر باشی در اینجا نیست امکان زبانیست (۲۱۳۷۸ ب)

منطق خلق را نانو منم راستی ۴۶ زنگی و با آن جمال آینه صم داشتی
 خاک خردی نترس تر است ز بنده تن پروری
 چوب بکرباس پنج لحاسی و جری به پنج
 کار که میری دنده که دلمو گسبان
 کز طلب عاقبت دامن جمدت کشد
 کمری و دست هر بری عرق شرم نیست
 صبر از دل شام است با صدف زات کمان
 بد بخ ما بافتد پرده تصویر صبح
 آه سرور بگی ما سوخت ختم عاقبت
 ای بر سر اندوزی صبح زرافت مشتاق
 می کشند صد لاله بر لب است بار

بختی از امید خدای تو ختم خورش است

بزدل آسوده نیست با رخ ارم داشتی (۲۱۳۷۹)

قتیل

می آن دهم که چون برگشت بکرم جام صبارا
 متعفن گرد با من صحبت آید در با آخر
 زدم بگری بیتی گوی میریم و میمانی
 گش در کوچ و بازار و دغخانه می بینم
 خدای هست و خواهد که در آخر باز پرسد هم
 قراول خود میسوزد بر احوال گرفتاران

قتیل ایچ اچل تقوی راضی است در باطن

مده اندک زحانی دامن زندهای شیدا را (دعای پ)
 که گفت آن نور چشم انس و جان را ۴
 نشد از ناتوانی و وزی قیس
 چون از آنک فردش در جهان نیست
 گریبان چاک زده بر خنجر در باغ
 خدایا نمیدان بر عاشقان کون
 بوسیدای مسکنای در من
 بی خورزی نیست آماده تر باش

قتل آن آفت کون و مکان را (دعای و)
 بود دامن زخوم ز پیری طعنت جوانی را ۳
 چنانچه بگویش زنت گفت ایچ است پایمان
 که گاهی میزوم در ره سراپا خسته جانی را
 نگه دار از برای روز دیگر داستان را
 دی در گفت تمام ما و پدر و سارانی را
 بدت کرده ناگ نادک رها جوانی را
 که سازم زبیب روی خویش خاک آستنی را
 قتل از جرد آن کافر چه ناله خلق در محشر

چنان کس نشنود فریاد چو من بآزانی را (دعای پ)
 بجزیم طلاق کس از آن درد نسانی را ۵
 که خزانم جدا دیدن ز خود ایچ مادر جانی را
 عسای آقزانی چون خزانم تا آقزانی را
 بجان تو که هستم تشنه غول زندگانی را
 مرآتای پسندی بی نصیب از زخم شمشیر

چنین راییم با چون توفی طایف
ز قتل عاشقان در خلق پرده نام خوابی شد
مرا عشق بتی گیاره برادر یکت سالک نام
تغییر از سر نه نم در عشق نام می شود روشی

برگ خویش می بینم حیات جادوانی را (در ۱۲۳)
چنین توان ز سر و اگر در خون بچکان دان را ۵
نی دیزند و اشک در عزای گشتگان خود
به پیش تیغ قوت تیغ افلاطون نمی نبرد
ز ره پاچا است ترک چشم خون مست نواز حلالان
حجب بود که چشم کرد بهم - شود روشنی
زوی سار چمن ای رشک گل انار گل به سر
نداری چون سر عاشق زواری ای شمع خندان
زمانی برهنه داند سر از آستان او
ز بخر بند باشد موی لعل می دل و عالم

چرا کشتی باغهای رقیب سرکش ای بیدری
تغییر خسته جان و سرگشته بچکان دان را (در ۱۲۴)

ندارد بر تو نمی دیگر هر سال زوار ما ۶
ز بس جنبش ز جامه مشکل بود جان قوام فرا
مباد آتش شوق و حالت سازد آب دورا
نشد معلوم صفتی بجای گذرن دم مردان
چه سود از چندی ناخج که گردان اول الفت
شدیم ای نادانین قربان گوشت گرد و با ما
خدا را که در محشر نرسید حال مظلومان
ز جوش گریه و دردی نظاره خونی خانه آخر
برآمد حاجت لب تشنگانی چون آب شیرینش

تغییر از دوری جانان بآن قربت میباید گفتن
که گوید با حاجت بیکی بر دوزخ ما (در ۱۲۵)

برون کشیم ز گوی تو مشام اگر بانا ۷
بجز هم چه بجز هم که محنت میرانم
در شسته ز پری آن صحن جبریت افرازا
دگر چه خواهی از آنص که ... و نخت

برای دور که ... پاسخ بی را
مفرایش ازین کاری خدایت صحرای را
ز سرخس دانگدگی این جای ناگسبی را

خدا عمر درازی بخشد این خرگان شان را
زبان قدر که ناه است اینجا خد خندان را
چرا هر دم تا شش تشنه خون درین چندان را
اگر در خواب بیند جلد جادو نکلان را
چرا خان ساختی بر تو سر مریز کنان را
نور بر حال و دلشایان ترحم بادشاهان را
ورش شد خاک و انگیز گردن بارگان را
در شعر ترسم آبرو خاک صفایان را

ببین ای آسمان و وسیع ایست یار ما
ز جز در روز محشر کردی از خاک مزار ما
نبا شد شمع سانی جز استخوان جسم نادر ما
و صیقلی ایام فراق آمد بکار ما
نگاه کا فراز غار دست صبر قرار ما
پس از مردن تنای تو کل گردان جاد ما
چرا اندک نگاهی دیگر یی روی یار ما
مبدل باغزان گردید میر و دست بهار ما
خرواست ای محبت پیشانیان انگار ما

ببین ای آسمان و وسیع ایست یار ما

ز جز در روز محشر کردی از خاک مزار ما

نبا شد شمع سانی جز استخوان جسم نادر ما

و صیقلی ایام فراق آمد بکار ما

نگاه کا فراز غار دست صبر قرار ما

پس از مردن تنای تو کل گردان جاد ما

چرا اندک نگاهی دیگر یی روی یار ما

مبدل باغزان گردید میر و دست بهار ما

خرواست ای محبت پیشانیان انگار ما

چو لب بخلق کشی ز بی نظاره خویش ز آسمان بزمین آردی سیما را
 کلام شمع شکار انگلیان ز راه گذشت که جان رسید به لب حیدری سرو پا را
 تو خود میبوی زمانی مکن دگر سیراب بخون عاشق میکنی لب شکر خارا
 ز لاله زار میان گشته سبقتی که زلفت زیب رخ است آبی جوان خارا
 هزار جفت به بیگانگان پیوستی تاب به عاشقان جمای رخ دل آرا را
 تخیل گردنم عاشق چه چاره کنم
 که بزم دل میگیرم تا شبکیا سا (۱۲۰)

دل دو نیم از غم آناه سینی است مرا بهیم جانی دشمن جانی به کیمن است مرا
 هر که پای شادمانی سر خورده بهسان سرچ نقش قدم اینجا بزمین است مرا
 جان من تا زده دولت پای تو دوست نه بدیناست سری نه غم دینی است مرا
 بعد مرگم که شود چه ده غمرازه دل زار به لب گریه و بر سر زدن ایست مرا
 روزه حشر آمد و خلق نگران سوی من است دیده حیران بر رخ آبی بت چین است مرا
 گوی به دولت ز جانی میزمن ای مایه ناز روی بخاک دم باز پسین است مرا
 رفت چون نقش تخیل از سر گویا فرمود

متمم ماز به عاشق کشی ایست مرا (۱۲۱)
 نلک پاش است بر شب بدول خورج کوکب چه دامن غلب را حتمی دیداری شبها
 بچند عود از جانشینت روز محشر هم مگر ادراج شان گم کرده یکسر راه قابلا
 کند بر جاک چشمم کافر ادکیش خود ظاهر چه مرغ آشیان گم کرده یگر نه در قبالا
 نهادن قاتل بر سرم داد ما بگری خود قنایا بخون غلطی و بصل گشت مطلبلا
 دل چناب پس که چند دو کوی معان تالی مبادا سایبان میگوان شود از شور یارینا
 سر تمکین او کردم که حریف مدعا گوی
 فنی آمد باستانی رسیدی بر سر بنی

تخیل از خلقت حکام غافل ... که در ...

ز اطفال پر پر و نقش گم دیده ملکبسا (۱۲۲)
 خنده را با بکس اکنون سر صبر آرمینسا بعد آینه دوستش سزای کی آرمینسا
 تبسم بر کوی خلل شمع فایده در کویت به بخت عاشقان گریه امید آرمینسا
 تو کردی آنچه با من میکند بهسان با تو شد آخر غزل راه تو غمزد دلربا
 نمودار است اعتباری دامن و افکار غیر از من بکس مغرورش قربانت شوم این یو تائینسا
 حیات عاشق شکیاست با جانان تو بهر دین تو گوی ... از قالب جدا نمینسا
 بعد بر کس مصلحت خواجش طبع خود ای مدائن
 تو دشمنی من و در کوچه خویان شد آینسا

رو سوی مردم نام تخیل از لبه آن سبکی

نمودار پر در جفت نه روی بهر سبکی

۱۱ زخم کمان دست بر تنیست چشم نیم خوابش را
 ز بس صفت دهائی که دارد در دامن شد دستم
 کند ننگه ای را مشت خاکستر بیک میدان
 ز بس نشمرده خون عاشقان بر خاک می ریزد
 برق سر شفاعت میشود قران روی آید
 رخ او بایستی باشد از گلزار زیبائی
 بخونم تا شود بر آستین غیر در محشر
 پرده مطرانی خوش نما نه شیب در محض این شعر
 کند بر کس دوا را یار خود یا شیرا باشد
 تقیّل این لعبت شیرین دهر از گفت خانه می

اگر دستم دهد روزی بچشم می مکاشش را (د. ۱۰۰۰ پ)

۱۲ صبا بشی که در قافزه نیست آن تو را
 جزایک یک کشته در بطنی دیگر چه کند
 گدازم روزی که بین ازین بودای دم
 تمام خون پری طعنان چکد بز من
 خاتم از من میکنی چه جرم دید که کرد
 کند گردش آن طره سیاحتش کن
 همین زلف زد خود را شاد آن دو کرد
 بکنیم دامن محسوسا جلاد زار خط

تقیّل دست رقیب است و دامن یارب

چه شد ترا که ز غیرت فیکش او را (د. ۱۰۰۰ پ)

۱۳ چند یار آشنا دل طبع آشنای را
 قوت یارده ای خدا مرگ شکست پای را
 طرب دل سرود خوش خلق دایمی را
 گوش گدازد و هر روزی ز من و دای را
 از مشه لشکری بود ز کس سرسرای را
 خنده برابری کند آن قد و لریای را
 هذر . . . جرم ساخته و گشای را
 سر زده عاشق زود تا بدوی سرای را
 زرب رخ پر از خزان سنبلی حلقه های را
 . . . طالع ناصی را

مردود بر چندستان آن مر و لریای را

کشت تقیّل خسته را دوش ز دشمنان کسی

فتنه معرفت نشان ز کس نشان ترا ۱۴ هیچ عشرت با چاک گریبان ترا
 عقل اذل که میان کرد عیبان بارگاه آفرین نواز لب و دندان ترا
 که داشت قلم شد رقم بر دل شمع قند سوختگان شب بهران ترا
 هر سروری تم گریه بگسار او زود نتوان کرد ادایمست پیگان ترا
 روح را نمانده کند بوی خوش او چون می دست سر برآشوب دندان ترا
 نقش با چاک گریبان سرور کاری دارد دید تا گرم تبسم لب خندان ترا
 تا نگردد در گری عاقبت دانه تو کار با روز جزایمست نشیدان ترا
 چون سرکش که کمر بسته بخویشی خلق باشد از معتقدان انکشتن مژگان ترا
 تا یکی جان کسی بادل و دین باشتگان سر بازی نبود زلف پریشان ترا
 گریه کن گریه بود ز سیه خویش قتل

کاف نگارین گفت ما سوخته مالیترا (۲۸/ب)

عالم خراب باز تو دستگاه کیست ۱۵ دود خاک طایم چشم سیاه کیست
 تنها داغ من نبود گل به حبیب غلظ نور دو چشم دوزخیان دود آه کیست
 پیگان تیر سوز دل آب می کشند این تیرای بی پرو پیگان نگاه کیست
 با قبله کمر نیست دل کافیر مرا در حیرتم که دانه طرف نگاه کیست
 مژگان و چشم و آمدی او بر سر مکران در خون نشان دل زارم گناه کیست
 گفتن من ز راه قبال که در جسدان آشوب جان تو قدر عشرت پناه کیست
 من خود بجز تم که بلای هزار دین گیوی و غریب در رخ بچو ماه کیست
 آسوده در زمانه ندیدیم هیچ دل یارب نعیم خلق غم مرا که کیست
 از خود ربه ناله جوی چسب مرا چنان در آب خون دل داد خواه کیست

خوش آنکه دوزخش از خربان نازنین

پای قاتل بیرویا از سپاه کیست (۲۸/ب)

ترکی که ریخت خون خربان نگاه کیست ۱۶ وی که با بیار زمین جود نگاه کیست
 که میزد لال بعد ناله بر فلک به سید آنکه ابله طرف نگاه کیست
 او زود آتش بجان خلق بر حق کرده گرد سپاه کیست
 ز کس که فداییده خود خواهدش بهر بیخیزیش ز دودی چشم سپاه کیست
 چایمست جوی خون سرگرمی تو خود کن کای ما چرا و قایح حال نگاه کیست
 گریست جود شیوات ای فتنه زمان فغان بخوان برادر سرتی برآه کیست

گر بر حق گرم بخت اند دل قاتل

روح الامین سوخته پر داد خواه کیست (۲۸/ب)

بروج آب بقا خضر را سرودگار است ۱۷
 نذر گر پیام نیاید بگو کعب برود
 اجل چه مار سیه طنز کرد و من زده است
 آثار چین همیشه پری کند جانرا
 بنی نعیم بنگرود مراد قرب طیب
 سنجید و چارمن آن مر جبین چه شد نفهم
 خدایا بزرگویی خود مرا مباد
 جواب داد که خواهی ببرد خواه بزی
 بر زمین که خدای رود نفسان تا حشر

تغییل رستم میدای عشق بود ولی

ز سحر زنگش آن رنگ حور ناچار است (۱۷۷۷۷۷۷۷)

بیش خلود نچو مدح آنکساری بیش نیست ۱۸
 خلعت تو خاک گوی آرد بر سرم مرا
 از حساب روز حشر چند پرستی حال من
 عام ایجا و یا خست و یا حین مآد تو
 دوش از یک آتش پنهان تو چندی چو آفتاب
 آنکه در دیوای عرفان غوطه برد از غوطه زد
 شمس و ارماسپ در میدان کثرت باخته
 خویش را محروم دست قدرت نقاش کن
 ز دیای دار الفنا منصور آخر لیست تا

چند از حد بگذرانی جان من و صفت تغیل

کافر ارمود پرستی باده خواری بیش نیست (۱۷۷۷۷۷۷۷)

زعفران جود آن روی آفتابین پیدا است ۱۹
 ز ابرووان کج و طره شکسته تو
 دی چه ماند نقیض چه من بختانه و گر
 مرد بختانه هر کس خدای را که ترا
 اذان زمان که قدرت بخت است رنگ خرم
 ز خاک گشته بازت گشته شایه
 بسیند ام خدای نادکی که تا دم مرگ
 کسی که با تو شود آستانه چکر نه زید

لکوی عاشق صلیب و خنجر دار است
 ستم کشیده غریبی که ز بر دلدار است
 هنوز دل انجم که کلفت گرفتار است
 دل فرشته حجاب ترا خیر دارد است
 دوی دور و دم شربت لب یار است
 که بی رخت سرو کاسم بگریه زار است
 که زندگی بقران تو سخت دشوار است
 مراد دوستی چون توانی کسی عار است
 ز خاک تا به شیا که این چه رفتار است

نگر و ایمان بیش عاشق اعتبار بیش نیست
 لود نیچ چرخ اطلس جاسر از زبانش نیست
 باده در سافر بکن کا شافاری بیش نیست
 نیش و غم آمد شد فعلی بهاری بیش نیست
 هر چه در میشت بود پیدا اثری بیش نیست
 بهشت در یاد درنگ عشق جویباری بیش نیست
 از زمین تا آسمان گرد و غباری بیش نیست
 خط و خال صورتان نقش درنگی بیش نیست
 سرحدش در روان عشق باری بیش نیست

تجلی کز غریبش است در زخم پیرا است
 در سق قلم صورت آفرین پیرا است
 نشسته سر راه کسی چنین پیرا است
 نشان خون شیدان ز آستین پیرا است
 هنوز ناله در دهان پیرا است
 خای تازه ات از پای نازنین پیرا است
 بر طرف که روی شود آفرین پیرا است
 زمر با نیست آثار جنگ و کین پیرا است

دم از غلجی آن سر چنین زند چو ققیل

کسی که کوکب اقبالش از همین پیداست (۱۷/۱۵)

صد هم بی تو بلبل جان چو نفس آمد و رفت ۲۰ ترچه دانی چه با بر سر کس آمد و رفت
نعل جلوه یکشتم ننمود و صد بار از دور گوش من آواز جوی آمد و رفت
دانشد عقده او که چه جویر اند ما شعله عمری بطلبگی نفس آمد و رفت
نشد از برگ گل بلبل سسکین خوشدل بار بار باو چنین سوزی نفس آمد و رفت
چهره شاد امید ندید آه ققیل

مدتی پرور جانان جوی آمد و رفت (۱۷/۱۶)

گر زو آتش به تن دگه دل دگه جانم سوخت ۲۱ آسمان بین که چنان در شب جبراف سوخت
شب گذشت و شده از مجلسیان بزم تن دل بر من سیه خنک شبستانم سوخت
چو در گذشته چو یکبار ز مفضل رفتی صرحت آگین تو چشم شهیدانم سوخت
چو بر غم خبر داد زنی صبری من چقدر با دم گرم دل ناخام سوخت
صرفت بر خاطر تنم کسود عدد با دیدن سوخت دارغ عشق احاطه می سازم سوخت
دوش در بزم کسی گل بگریه بیان کردم امشب آن گل شتری گشته گریه نام سوخت
به در سیکده ز حزمه ناقرسی آتش طرزه برافروخت که ایام نام سوخت
جای بلبل چمن آرا شده خاکستر با آشیانها ز فغان دل ناخام سوخت
برق و آتش خود ایشانم بریدم ققیل

ظاهر است اینکه همان جلوه پنجم سوخت (۱۷/۱۷)

نه همین عشق تو زد و شعله و سامانم سوخت ۲۲ طایر سدره ز آه شروانشانم سوخت
آب بر آتش گل بریز خدا را ای ابر جنبش دامن باو سحری جانم سوخت
بوی گل گفت چو افتاد بدستش دستم این چه عشق است و درینجا که گریه جانم سوخت
در خزان سوی نخستان چو گداوم افتاد زانو تا لیدن مرغان خوش الحانم سوخت
آتش افتد چنین دین و مسلمان من دوش بزند پیری آمد ایمانم سوخت
ای دل زار نصیب تو خدا مرگ کند ظالم افتاد جاسوز تو مرگ نام سوخت
چون حزین کرد فری بود مرا نیز ققیل

آمد آن شمع شبی سر سو سامانم سوخت (۱۷/۱۸)

بست بجزه زان و محکبایل افتاد است ۲۳ صبح بر سر کوی تو لبس افتاد است
کلام گل بدو اندوده زد که در گلشن تنزلی ز فغان عیال افتاد است
سر نفس احوال عاشقت بی داری رخت به آینه زانو و قبل افتاد است

شد از تهنی حسن تو عالمی بخود
نظر بروی تو کردن چه مثل افتاد است
رسید تا مدد از آن کرد که مبارک باد
کریم را گذری سوی سایل افتاد است
فتیل سوخته جانست آنکه بادل نادر

براه آن مه شیرین مشایل افتاد است (۱۳۷/۱۵)

دند بروی چه ماو تو لبه ها گستاخ ۲۴ لب خیال ترا کرده ام چا گستاخ
کشید تنگ ترا بچه عاشقان بدید
بر نازنین بدنت شد چنان چا گستاخ
اگر سخی بزم بی اجازت لب تو
نگو که هر چه شد با تو این گدا گستاخ
از آنکه نیست گنجی فدای نام تو من
باشتا شود از روی آشتا گستاخ
چنانکه در تنم آتش برنگ لاله فند
نماده بر کف پای تو سر چا گستاخ
خیز کند ازین زخم تازه بکسل را
که پنجه زد بگر میان گل چا گستاخ
چه جای من که ملک هم نیترا ند کرد
به پیش بچه توئی عرض مدعا گستاخ

بچه فتیل بتدیه ام من ای بت چینی

که بوسه میزد دست بر محرابا گستاخ (۱۳۸/۱۵)

نوش آن ساعت که عدد دست تو بر خونی تیغ کین باشد ۲۵ بی خندگاه خود سر من بر زمین باشد
پیام وصل ما هست در گوشم بگر تا حد
مبارا آسمان کینه تو ترا اند کیم باشد
مرا روزی چنین پهرق نمودی و مدافق
کنونم داغ غم داغ غلامی بر تن من باشد
خیمه نای آن ابروی آنک بنیدن مرغان
نه چون غارت گر جان دلاهی ابل و آن باشد
ترا از ملک باشد بگر با در آستین بی تو
ترا از کمره زرین زبیب آستین باشد
بچشم کم چنین ای چرخ یار ناز نیم را
کمر دیده باشی یک کمتر این چنین باشد
تو از آنکه هست آرزویک آفرین باشد
نک را از نگاشت آرزویک آفرین باشد
چشمم با تو قربانت شوم نام و نشان خود
شید عشق نام من بدور آفرین باشد
بازاری که سر را را خریداری خود پیدا
سرم زبیب سنان ای بت ناز آفرین باشد

ز مجلس رفتی و شوی فتیل خود ندیدی تو

چه سازی گزرا هم چون تو شوی در کین باشد (۱۳۹/۱۵)

دی که یار سرم برستان بجنانه ۲۶ قصه زبان زبانی الا سان بجنانه
بیکر مست از در پی منی چه عجب
که برگ برگ درختان زبان بجنانه
سیح مردی خود آرد و کند دعا
گر آن پری لب سحر نشان بجنانه
ز خواب فتنه خوابیده میکند بیدار
کسیکه خلق آن آستان بجنانه
ز دزد رشک بخون غوطه ابر دریا بار
چو چشم من مرده و خوف نشان بجنانه

جزو آتش و بار خورشیدش تا زم
 دو دمان تکلیب هزار کس از گفت
 زو شک تا کمر آفتاب خزان جوشد
 کدام چیز بود در جهان جز آن مرگان
 هزار پرده تا موس را و در بر باد
 چو یاز تا زنی بر زمین بحال بدان
 برده حشر ستایش بلذت بجای
 تویی که سلسله شوق حوریان بر رخ
 رسید کار به عالم کنونی ز دوری او
 مریض عشق تو پیروی خورشید بر لب
 یکیده خفته است تا لامی زار
 ز بیم تیر تو جبریل را دعا باشد
 هزار بار ز مادر دامن گل باشد
 شک چو تیر نشاند بجا کشش آزار
 ز باد آه مهر گاهیم نشد روزی
 نشد قتی ز یاران که یک کس از دور دود

سری بخش من خسته جان بجنانه (۶۲ بزم)
 پس از مرگ می شیدا دید عشق ویران شد
 دو عالم قیمت یک دل کم است ای دشمن جانان
 هجوم در و بجران بود چندان گرد و دل اشب
 اگر سر رفت تم نبود و گرد و دل رفت باکی نه
 بدست فرشتی بر دست شکل خویش را نشستی
 نشد چون غنچه تصویر گاهی وادان من
 توانی از سر لای خشم واکردن به تدبیری
 چنان تا لید زیر خاک در محشر شهید تو
 ز پشت پا نگاهی از حیا سر بر نهاده و

فیض نام چه آمد از قیال خسته جان یارب
 که از خوشش سرگویی کسی رشک فغان شد (۶۳ بزم)

رقص بیاد ز کس نمود او گنجه

که پای طافت کوه گران بجنانه
 بر طرف کرنگه بشش عنان بجنانه
 میان چو آن بیت تا صراحت بجنانه
 که نشتری بدل انس و جان بجنانه
 بر رخ چو طرفت نقاب آن جوان بجنانه
 که مرده در بر خاک استخوان بجنانه
 رنگ هوس تن گشتگی بجنانه
 بر او زلفت کجست در جهان بجنانه
 بان که گنگد رخت آسمان بجنانه
 تو خود بگو که چه سازد چنان بجنانه
 که هر زمان دل کند بیای بجنانه
 که پر بردن شده از آشیان بجنانه
 که پیش آن گل رعنا دامن بجنانه
 کسی که قوس قزح سال گمان بجنانه
 که صد خراب ترا یک زمان بجنانه

مستان و یک باره بهام از سبزه گنشد ۴۸
 رقص بیاد ز کس نمود او گنجه

تا من چایم از تو مکن چو بر کسی
یا بر زنجی نمی از ناز چو نه نشد
از چاک بر من بمباید سیند ما
زاده میی بجوشم کم آن زلفت یار ما
عرفان صوفیان بود اخفای راز خویش
دامی ز گرد پاک مکن کین صحاب سرخ
از انگ سرخ من که بجز قوی نکند
از عرش بگذرد سرخیز فرشتگان

نایب تحقیق اله بت بشیریه بتم است

شرفی که خلق لعل لبش آمدو کنند (۱۰۰/۱۰۱)

چه فرود است حیای مان نمای تو شود
نه همین کرد می غیر شب و روز مرا
شب چه خونما که از سرخی پان تو شود
فرودستی اینست دلا آخسر کار
آنکه یاد تو بود دشمن جان تو شود
برده از سادو رخای دل خط غیر خامت
مد بهار آمد و قربان خزان تو شود
یاد حوای بستی سخن زاده اگر
دم آن رنگ پری دیو زبان تو شود
گر ننگ جامدیت بر دم آن رنگ پری
مسند قیفر و تخت جم ازای تو شود

لایق بود و جفا نیست غلای چه قیلق

مکن انکار که خنجر زبان تو شود (۱۰۲/۱۰۳)

خود می باریبای بی غایب زبان داد
خدا را گری خود کم کن ای جنگل من محشر
که جنون گوش برانگ دمای کامدان دلرد
بود آوازه ای طرغ از خود و نخل ای دل
بهر خاک که افشانیم یار آسمان داد
بود فصل بهار پیغمبری آب رنگ گل
روح او در خزان از خط بهار بجزای داد
بر داند زندگ حفظ آنکه آگاهست از هرین
چه داند تقد هستی هر که عمر جاودان دارد
تلاش انجمنی که که دگرگی ساریان دارد
بست انکار خال و خط خراب میکن زاده
خداکش سرگرائی باشکار ناتوان دارد
نشد از غرض صنعت آفتاب چیدان را
نشد هیچ غم از رفتی فصل بهار او را
نشد از غرض صنعت آفتاب چیدان را
نشد هیچ غم از رفتی فصل بهار او را

نکس و عشق خوابان تا صبح بختیش جان تو

قیق خسته جان با خود دم آتش نشان دارد (۱۰۴/۱۰۵)

شب شدن شرق که کدام آتش بجگر زد ۳۱ کز سینه دل فزوده با تار بدر زد
شب آن نگه مست خندگم بجگر زد ۳۲ دست برم سوی جگر تیر و گدازد
زانک چو سینه خون مملای شده کوشش ۳۳ آن منگی چون دست نگه روی جگر زد
کمی گزشت پیش بین ای انگه بدرست ۳۴ صد جان گزای جنگاه تو نیز زد
نگی حبیب دید آتش از آب بر آمد ۳۵ یارب چه نما مرغان چمن وقت صحر زد
شیرین و نهان مانده هیچ و غافل ۳۶ فریاد و نا همیشه جیست بستر زد
سرگشته دو صد میسر و پا چاره تبا کرد ۳۷ این غنچه سر از چاک گریبان که بر زد
مردی بقتیل تو نشد گرد و گشت بزم

بگریست تقاریر الم و سینه قدند (درمیان آفت)

ریخت خونم نگه یار بهار است بهار ۳۸ لاله گری خند دل و دین معدود یار بهار است بهار
گل ز شوق تو صید است چو سواد و دکان ۳۹ پیچ من چاک بیادار بهار است بهار
دایغ سودای تو کرده است چنانچه دگر ۴۰ به تنگی پرده ز رخسار بهار است بهار
آتش افتاد بجای من و آن غیرت و در ۴۱ کرد گل زینت دستار بهار است بهار
سریازد بین آن پای نگه روی از باز ۴۲ یعنی ای میکش سرشار بهار است بهار
کرد از خنده پس از فکر من آن شکست چمن ۴۳ گلستان نقش من زار بهار است بهار
لحنت دل بر سر شاخ مشرق تو وادم ۴۴ قریم آبی بت عیار بهار است بهار
بوسه زخم من جای بلب ای دشمن جان ۴۵ می خند مرهم زنگار بهار است بهار
ساقی اشب من گلگون بقدر ریخت تقیل

بزم شد خیرت گزار بهار است بهار ۴۶ (۹۹/۱۰۰)
خود شیر شد خشم خنای روی مرغان کش نگر ۴۷ منتاب گل کرد از کتان پیرا من پاکش نگر
ای باغبانی بی ابرتا چند نانی از چسب ۴۸ دارد بهار تازده رود سوی فزایش نگر
آن جیسی شیرین سخن گو مرده را امید و جان ۴۹ آماده خونی یخچین امروز بر پا کش نگر
خون شهید ناز تو تا شیر با دارد عیسی ۵۰ که قصد گاشتی برود و دله بر پا کش نگر
ای دستم زده از ما بر چه دی تا زان مشو ۵۱ که مرده میدانی بیامزشان سفاکش نگر
تقری گشت مشکل بود از سر و دل برداشتی ۵۲ بگره خدا ما آن قدر مدد و دعا کش نگر
او عکس روی زنگیای آینه کی گردید ۵۳ هم خلوت تر دامنان با دامن پاکش نگر
ای آنکه در روز و نا صفای مرغان و به ۵۴ آماده با فوج نگه رو چشمه بیجا کش نگر
امروز و جود انگش جان جوانی پیش رفت ۵۵ تو با طیان و در خونی بیجه سراغش نگر

حال تقیل خسته جان تا چند نری از کانی
رخسار زدم او بیجی مرغان پاکش نگر

گروید با قیام او آن رصفت آما کیطرت
در جستجوی منزلت تا دفته اند چشم من
یارب جبارا آفتی آید برین بیچاره دل
شب در خیال کشتنم باجمعی از مصلحتان
اما تو هم داری خبری از که بیرون از دست
از بسکه چنگم بر زمین با انگ دیندلفت دل

مسکین ققیل ای بهشتین از درد بجز آمدن بجای

خبر بر نه بر خلق از لطف و معارف کیطرت (۹۴۸ ب)

هر چند شکب عارض حواس است ز دی گل
هر جا که دامنزد رخت ز لعل مغربی
ز آن دم که دفته بگنج من فدای تو
ای باغبان بهیمن رخ آن غیرت بهار
دارد اگر چه دیده بدیدار دوست باز
ای حنایب سوی گلستان چه خزانم
گر ز گشت اشاره کند سوی او شود
ای بنگه خلق نحو تماشا می روی تست

رقیم دی بیاض من و او بهم ققیل

من سوی مار بنفشه نگار او بسوی گل (۹۴۹ ب)

و افسا بر بنگ از یار سستگه ملهم
نگاه در خنای طعم دگاه ز تم بر سر سنگ
ترسم آلوده شود دامنش از خنای ملهم
ملطفت سیر گل و دریا بآن دم خسته پیرس
مسند ملهم کی پسندم ستا من
دو چه مازم که چه امروز کنم رام او را

چه بگویم جزو حال دل بی تاب ققیل

آستین شب بد شب بر مژه تردلم (۹۵۰ ب)

بیاد مردگان کوی خود را زنده از سر کن
کسی از شکب هم بر حال کس شا بد نخواهد شد
لب باقی که داری طبع خود رشید لعل کن
ز خون عاشقان تایی توان آستین بر کن

خدیجه خیرا مشب فذلک در بند عشق
قشای دل پر خفا مابر نوک خنجر کن
کنی تا چند چشم خیر از دیدار خود روشنی
ز شمع عارضت در دامن عشق کن

بکار من میبانی زصل روح پرور کن
خبر بر خدا از آه دلای پر آفر کن
با شکی چند مضرب ای قلیل آن شمع فانی را
خریدار صاحت نیست کس مد فکر دیگر کن
(۹۹٪ ب)

ز بس لذت نصیب از تیغ آن گلگون قیامم ۴۸
اگر صدقه بمرم در حیات خویشتم کو شدم
گوشتم از دود عالم قشرب چون خنجر گو شدم
قشای تو کرده است آرزو دارا فراموشتم
ز خون دیده کردم رنگ نزار ارم گوشت
گشتن کن شمی ای سودا گین جوده آفوشتم
دل صد پاره در بر دارم در بار دوشتم
سرا پایای رحم آن نگاه خوش برو دوشتم
نیگرمه ز سیر باغ عقل روزیم بی تو
زخم کن جیو چون بر سر گلگون چنان نوشتم
چای پاک کن گردنم از رخسار من رودی
ز شرم طاعت تا چند روی خوش را پر شدم
دستها دیده دارد انتظار جلوه رویت
که دشنام ترا مشتاق از عمری بود گو شتم

قتیل آن دم که تنها یاری آید پیش من

بی مستی نگاهش میکند در سافز پر شدم (۴۴٪ ب)

در باب که در باره شور و جوش است این ۴۹
یا تارا زار دل بیاب کس است این
از گردش گردن سیه نامزد خدر کن
دودم گرم من آتش نفس است این
بر خیز و در داغ تن خاک بکن ای جان
کز بهر تو ای طار قدسی نفس است این
ای اشک جگر سوز مایه بر سر مشرکان
ترسم که بهر آتش دشت من است این
چون گرد سرنادک ناز تو نگر دم
و انم که دم نزار مراد ادبی است این
بر دیده پر خون من بی صدمه سادان
رحم آر که پیشمت نه مراد ادبی است این
پیر خال دخط و لعل بیان دل من آخر
وقت بلخ دموده غذای من است این
چون شمع سحر جز نفس نیست جیاتم
بنمای سبغ خود که دم باز من است این
بر قاتل من راه بگریز خیارا
آخر نه جهان یاد سیما نفس است این
از آفر قلیل احشام آتش تن افتاد

یاری کن بکه دارد سرای کی چکس است این (۴۵٪ ب)

دیگر گل بسرای لاله زار جان زده ۵۰
هزار خنده بروی بهشتیان زده
نشان صوفیها کرده به تیر ادا
زهار بر سر خود رشید و مرگان زده
چنان ز حال اسیران خود توان آگاه
کجاست سر بر ریاضتستان زده

حسب مدار گردیدم از یکس خورشید کون که دست خود از کار بر میانم زود
تفتیل شب ز محنت مرد و زنده گشت کمر

نگان بر دم سر پای ما زود (۲۷۷/ب)

پندار کن از من ذلها اسباب ایام در بغل ۱۴۱ دارم ز آمو آفتاب برق در رخسار در بغل
بسی قدر بدت جود گری از محنت خاک آدمی هر زنده پندار بود خورشید تابان در بغل
از علم چشم مست او کس سر تا به گوشه دار و نه و ناز او مر سببان در بغل
من چون تر نیم خورن دل از دیده ای تلخ من آینه از عکس رخت مامور گشتان در بغل
از دست دل تلخ آدم چون یی بود یا سیر از عکس چون من باشد ای دشمن جان در بغل
از بسکه هر شب خورن دل از دیده بر دل آیم شرکان خواب مرا باشد بدیشان در بغل
دلت آبی جلای جان تفتیل از خازنوی میکرده

در گشت سر پر خورن من قراب پندار در بغل (۲۷۷/د)

ای چه انصافست ای عکست پری در آینه محم خورن ماری زی و خود داری نظر در آینه
دست از خود دفت پایم گر گشت تابان شان در دقت بود در دست و رخ آینه
تا ز منی دقت چه میدانست تیغ انصاف من یی کند تقسیم جرات ای ستمگر آینه
آی قد چاک را چون در کار خود کشید در بخت در محوای دلمارنگ محشر آینه
گر نه دیار قوای بیکر بودی ملک اش تا بد میکرد از غم خاک بر سر آینه
بسکه در دور قرا در هر محنت دلم و جود مرگ گر غلطی هم بود آمو ماست در بیا آینه
خورن من جای مدارای سفره زانید تفتیل

دارد از هیچ جهیش تار مسطر آینه (۲۷۷/ه)

شب ریخته خورنگ یا در محرم من بیرون غرامیده ازان که چه خبرم
از جانم چون ز تاشای خرامش آن جهیش پا و دل برود تاب کرم
روای جسمم به تنهای نگاری کوه است دم گرم می و دیده تریم
این گشت و بر آسود شهیدت ز چیدان حدسگر که آفرشته ای تانده صفرم
سیرتی وینسان ز دقتیای تو بودم چو سایه تقای تو می خاک بصرم
دیگر چه صبح داشته ای روی تو از ما دل شد دفت تا زک ناز تو خبرم
گرد و بجا تیغ کشی از پای خورن بهنگام محشر شد از بیم تو بریم
اندا گون دقت و صفت یقین است شد در خورن از دیده و از ناله اشیم
خود خورن گمان ریخته و خود زنده گمی بار پیش تو نفس آمده ازان که تقدیرم

بر بخش تفتیل آمده خلق بنماش

نمود محب آید ازان شک خرم (۲۷۷/و)

چه عیاری که با تو بر نیاید هیچ عیاری ۴۴ دل از ما پرده در یک تبسم کرده کاری
زمانی جلوه بنما بین از گوشه پای نشیمن تاجی دور از قوم بر روی دیواری
بی تغییر بر دانا برای تسلی هر عاشق ترا زلفت بجای دادند و چشم مست خوشناری
بزه فیه پای جبرئیل از آشیانی پیروی که گسترده است خام از طره مشکین تنگاری
روخت در صورتش بنگام بولی دیدن مادر تو گوئی ره غلط کرده هست خود در محرابی ندی
رسم که کرد گویت برده آورده ام شبها سرانده برنا فروز جمد روی نه مخواری
قتیل بسیرد پا را سر و کار دست با دردت

نه حاجت با میجانی نه الفت با چستاری (۳۷/۴)

شد آخر روز گشت آسوده خلق از شور و کاری ۴۵ شب آمد عازم زاری تا سر گذر دیواری
ز تاراج نگاه کافر او در بساط خود دل آتش فنی می بینم و آه شرر باری
نخوابی کرد قصد دیدن آن بی وفا تاج که در بر گوشه دارد ز کس مستی گرفتاری
خدا و پیر سودی زیر دیوار تو تالیدن صرت گرم خدای گوش بر آواز بیاری
چنان بر دندم از کوی تو ای تمام جان یارای نظر شوی درمی دارم سری با سنگ دیواری
برگ گشتگان تو سرا باده نمی آید که پس از لب جان پرده خود حال بیاری
قتیل آسان باشد با نگار ساره خوابیدن

نیاید تا بگر پاسبانی بخت بیداری (۳۷/۲)

واقف

سیه که در آفتاب فلک چرخش روزگار ما ۱ چه کرد سر مرده خیزد تیره در محشر عبا و ما
مزاج ما بنیسان در نفس تغییر اگر با بد شد آب و صغای گلستان تا سازگار ما
با این گرم خنیا که نیدی نیست امروزش بطنی روی مای شست چشم اشک و ما
اندری خنجره ای نیست ما را بعد مرون بم که باشد یار دای او گوید خم مشک مزاج ما
خدایم از کس و در گریه امید معدو گاری دل خلق نقشه باید ساعتی آید بک و ما
بعد خونی بگر کردیم دل را پرورش لیکن چه طفل شوخ دست آخر برون از اختیار ما
ثبات بندگی شد که نقش بجهد در کوشش پس از ما بجز خاتم مانند گرمی - یادگار ما
چه بیرون مینوی از کوی خود ما خاک دانی را که آداب نشست و خاست میباید خیار ما

تمام مثل از نیش ابلهک رآه خود واقف

برای سر و آب گرم باشد بر دیار ما

مجاوب بدقتی مدام می سرگشته سودا را ۲ خودم برتر دارم از نقش پا دامان صحرایا
 ترا چشم بدست در خواب کی بیند باین عصمت
 چه در دیده می مضطرب از سر خورشیدی
 نباید تلک پیشانی را در رفتن خورشیدی کردن
 چنان با خود علوم سازد و خوشی را از خوش خلق
 ز بوی زلفت خواب به سخت در پر پرز می با هم
 عزیز آید به چشم هر که نامی از جزای داد
 چنان حدیده ماند خود لای می که نام آرد

ز فیض نعت گرویدیم از بحث وجدل خارخ

چرخ از دیگران واقعت نزاع بیرون ملام

گریبان گر باشد چاک می سازیم دامان را ۳ که دست خرق ما نشمارد از دامان گریبان را
 لب پای خورده اش در خون کشد فعل بد نشان را
 نظر سوری خود آسای نباشد درد مضامان را
 بچشمی که پیش ما کند تحریک خون بدنی
 بشک آن میان از لب جهان تلک است در چشم
 اگر نداشت دوست لعلی از سر مضامان است
 از لب خنده می شیرین تواند ساختن آمد
 من دامن چو آید بر سر دل از سر زلفش
 چو زنگ نامی چندین بهر انگشت می خواهند

سر آمدگی چون من نداید به رخ کس واقعت

که پای خفته ام در خواب می بیند ریایان را

ملک بی بازگویی خود چرخ بی خانانی را ۴ غریبی، درد مندی، خاکداری، آفتابی را
 ملکی تکلیف شریح درد دل آلوده جانی را
 غم بسیار دمی آید بار دامن رخصت آبی
 سودای واقعت آلوده است به سودای پر چشم
 مراد و لایق مانند غفلت جای آن دارد
 شکایت چون کنم به پیش آواز شرعیت پا
 بجای خود ازین گفتار خرافم بودی رفتی
 تلک از سیر دود خود دارد و غیر ازین طلب

صبا را یار از حال منت پرده بگرد دیدم
توانم عشقه خود را و لیکن این قدر دانم
مشغول بود از دلیلی خورشیدی جلیل
ندادم پیش ازین طاقت که باشم یا میان دل
به نقش بر غریب افتاده مستان غریب من
کجا آن گل خیز از رنگ زردی پای صبح داد
سوار و خوش تازی سوی من ترکان میبازان
حزین و غم و چه غم به چاه خماری افکنده

نظیری گفت چو آن یار آمد بر سر طاقت

«کجا بودی که امشب سوختن آتشده جان را»

باز آتش چه به این دل نگران را
از محفل خرابان توان کرد بیرونم
که است من خم زده باشد به تیری
بمیان نعل افتاده ای ای شورش و گزند
اجزای دل خویش بتدبیر کس منم جمع
ای دل زلال نام تو دیوانه نباشدند
سرودش چه برقرار بر آید به لب جو
داقت زنده جان و گریه چه پری

از هیچ خبر نیست من بچه جان را

چرا در گریه آمدی چه منم آزرده جان را
توانم کن صحت مرا گاه خراب رو بگردانم
ز سرزمین رونق و دانه‌دان مشت پیداشد
خندگ خیزه اش خندم، پیمانه من چنان پرشتم
در پی غم که در شمع قدی خود را گم و انشا

نظیری گفت چو آن شمع آمد بر سرم طاقت

«کجا بودی که امشب سوختن آزرده جان را»

یار گداشت بر سرم بجز خود را با ۷
داشتن تیره بعد از آن که نظر نیفتاد
از سرم که بجز خدا و اکنه ای بجای را
به که نصیحت کن ز کس سرور سای را

یادم سرد میروم گرم نکرده پای ما
قطره ای اشک بهم فاخته دیده ای و جودهای ما
کز پس تا ز خواهران آینه روغای را
خیز و غنیتی شمرای دم دل کشای ما
جام جهان ناکند کاسی این گهای را
کرده نصیب دوری حوصله آدمای ما
گر تو به کار من کن غزوه ای غزوه ای را
دلبری دهای را مهر گریند پای را
نوروز اشتیاق او چه کند بهای را
آه که نیست چاره ای طالع نادای ما
پس ز کجا رفتی ای بوی بنوی فزای ما
آه مگر چاره ای گریدی ای بای بای ما
طالع برگ هوش کو باشتی بای فزای را

واقعیت پر گناه هم برود قست بملتی

ای به دور تو افتا فاش تو پادشاهی را

صبا شاید ندوی طفت بر دانه قش و
که در طالع کسوف عالمی هست آفتابش را
بطنم پیش می آید نیم قابل عتابش را
چرخ من بی دست و پایی وندج بی جوش را
خدا سازد که افتد حاجت اقتضایش را
سبا و بشنود ناخبری بوی کبابش را
زمن شوخ است حراک چاکلی سلفا جفا
بز آن محل میسارم که میگوید جبابش را
نه دامن چیست باعث یاب آنکه هیچ تا جفا

برادر ای دارم تا بماند از دست جبابش را
نامش آن بی مروت روی گردان شد حق و داد
خدا خیرش بد با من ملوک خوب می دهند
حقان را خود نکند و مگر در عتابش را
باین قریب شاید سر نوشت من توان گفتی
دلم و ناقل انگندی و من از غصه میسوزم
شود بی پرد بخشش از تقاضای دل آزاری
سوال دارم از جهان که جان تازه میخوام
دل صد چاک بچو شاه نذر زلفت او کردم

مشو در مگر تعمیر دل و برای من واقعیت

به مهر خضر خزان کرد آبان در خرابش را

۹. بی سخانی ما غایت بر هزار بیا
تو هم بکن قدری رنجهای مکار بیا
شکفته بدترم ای خیزت بسار بیا

ترجمه پر دم جان در استکار بیا
ز خون من به خزان به کشت عتابش
شود که داشتم این خنجر ای کردی ناملت

اگر به کار منت آمدن بجاظر هست
بیانگرفت مرا دست مدد ننگار بیا

گذرای سبیل شتابان ز در خانه ی ما ۱۱ نفس راست قران کرد بریرانی ما

شوک عشق جمعه است چنین بمنزلی را
گرچه انبای زمان طفل مزاج اندول
یک تشریف طفل بود مکر و دیوانی ما
چون کس گزین نینداخت بافادی ما
چون حجاب است یکی غیث و پیمان ی ما
قبض بیدار رگ خواب ز افادی ما
سین تشریف نیا عدد بریرانی ما
دو جانه است تو گوی پر پر وادی ما
اضطرب دل ما بود ز کونین آرام

گرچه ز در دست کسی مدوش بر نفس دقت

دو دیگر چراغ شب شادی ما

خواهم که یک شب گریه ای مدای دیدن کنم ۹
دوست اگر دستم دهد از دست غیاضی کنم
گر دل مدد داری کند و دیده ام یاری کند
تا چند بیم و در بیم دل دقت مستوری کند
پایه هر دل بجای خواهم که از کوشش دم
سودا بخت غیر روح سعادت میباید بقی
از بسکه دقت که غرض از راه و نمیده است
از حال زار خود و ز گفایم ادعای خبر
دقت نلایم که پسر از شان من خود خبر

با غیر ترا غلب تاکی ۱۰ با من سخن عتاب تاکی

تو مستوی غرور تا چند من با جگر کباب تاکی

ای بخت اگر نروده ای تو چشمی بختای خواب تاکی

سبب ز ای دلا خدا را آدم کن اضطراب تاکی

از دست بشوی خواب اختیار دست تو دایم عتاب تاکی

خزانده تو عرضه ام کن چاک من منتظر جواب تاکی

گفتی که خانه تر آیم ای ناز من خواب تاکی

دوست دخت ز عشق دقت آخر

بپایه کند عتاب تاکی

غزل غالب در شعر غالب

غالب غزل سرا

غزلیات

ابیات

غالب غزل سرا

تا سرودش تا لم به اسماعلی برآورد و تقصیرم را در غزل به غالب بلند آوازگی داد هر چند شنی می ریزد
تا م برافش پرستان بجای قبیله رسته آن ماند که بدیدد آن بچند و خود را میر بادشاه و خواجه خسرو گویند
چنانچه در خطب غزل خود از دود فزونی سری بفتاح آمده ام و میگفتم -
فرود : هر کجا غالب گفتن در غزل یعنی مرا
سیرانش آنرا و منقلبی بهایش می نویس

کب ۳۸ : فقر نظریه و علقه خواجه حافظ شیرازی
سخن را از فزونی بر روی هم افتاد است و گره گردیدی و من آن میخام که رنگ گرم و
سود بسیار دهد و شونده آفرانده و ریاضه و این هیچ روانی پذیر نیست مگر آنکه گویند و در آن گوشت که
منشستی از گفتن آفرایه و در نزد که سرایج هر دو رسته با بعد که نتوان تا رفت و گفتن کی معاش و دیگری
نقاهت یافت -

کب ۳۹ : تا ما بنام مرثا علی بخش خان بیاید
جز در جیل سال بجز کادی آنست که فرایم آوردم و بر فرق فرقه ای سانی افشادم گفتا لم جان
روانی و آنتم به آن گری نیست گوی پس از گفتن آن گفتنی دقت و از سخن بر چه اثنای آورد من بود
گفته شد -

کب ۴۰ : تا ما بنام قرباب مد ظلی خان بیاید
می هم مدیج شیریه که عبارت از شاخانی و سخن فردوسی است رنگ در جیل خورشید و از قبلت یکی
سرود پیش چنانکه عربی فرمایم - فرود :

نوردهای اسلم حسین که هم پس
که شرم این خشم خوی ز مهر و بر روی

کب ۴۱ : تا ما بنام مولی که تمسین خانی شیر شاه آمده
نقد و بلاغی حاجت است به جمعی گوی که قرائت قبیل ما بفرز هیدل فرزندک سیم عاشق و دای
نوا میس حانفت بشیوای شیوه برافراشته باشند که باید گفت که تا کنون طبع ما نهانی است و در این
مایه نیت مدیج بجز غالی است -

کب ۵۲ : و قد بنام حکیم احمد خانی
شعر و سخن را با تمام دگرتری پیوند مدعا نیست و خاطر از دید نظرت در هر افشانی و در آواز و نیت گفتن
و به بعد با این غزل سرای بودی تا به پای بندین نقد سخن یافت اناهی مادی عادی و از جمله بر تافت مدیج بخشی
اند نیت قریم آورده و آنرا که دست هفتا تسبیح کرده که پیش می سبل است که اندیشه پاری سنگال است

کب ۹۱ : تا ما بنام شمس الدین
آنکه گاه آنست که بساط خرد و مدد و با نهار غزل را می گویم و بعد از آنکه خاک نشین کنی تا کای دور که
نقد و شمه در سر و دگر با نای پیرایه (و) حکیم مدبرای سخن بدانش تا کجاست (و در غزل را خاند)
کب ۱۰۰ : تا ما بنام حضرت محمد و ناصر سلطان (و)

ہر چیز پر دربار کھنڈر ریختے تھیں گے اور وہ پارسی نہیں تھے میرا یہ لکھی چون رضای خاطر حضرت نقل ہوتی
 نہ تھی کہ وہ کھنڈر میدان حضرت شکر حضرت انصاف کی بروہ باختر یا چار گاہ کا درخت ہو گیا۔
 کتب ۱۱۱۰ نامہ چام غلاب علی مراد ...

انہی کو بعد غزلی چھوڑ دیا اور وہ ان سرخوشی خیز غزلی فرسودہ ام مارگر لکھی بجاؤں ترنگم صوبہ
 ہم ہوائی فراموش مستانہ لہو لہو جودہ ام دیرہ دیریں دور گار کو دل دینیم است۔

کلم ۴۴۱، سبب تالیف کتاب

... لکھ اپنے ایمان کی قسم، میں نے اپنی نظم و نثر کی داد باقلیہ پایست پائی نہیں آپ ہی
 کہا، آپ ہی سمجھا۔ قلندری و آندلی و آیتاں کرم کے جود و اکی میرے خالق نے مجھ میں جبر دینے میں بقدر
 ہر ایک کی ضرورت میں نہ آئے۔ خطوط، ۹۷۰: خط ۴۴۱، نامہ لکھنا لکھنا احمد خان غلابی
 لکھی ہنسنے کی قسم کہ تم خدا و شاعروں کے چکر میں یہ لکھے ہو کہ استاد کی غزلی یا قصیدہ ملنے
 رکھ لیا اس کے قوافی کو لکھنے اور قافیہ و قافیوں پر لفظ بڑھانے لگے۔
 شاعر کی معنی آفرینی ہے تائید یہاں نہیں ہے۔

خطوط، ۱۹۰: خط ۹۳۳، نامہ غزلی ہر گز پالی قفہ

میں ہر پانچ کلم آپ کے پاس بھیجتا ہوں، اگر آپ اپنے پراسان کرتا ہوں :
 داسے ہر جہاں غزلی کر یہ سخندان نہ رسد

... غلاب صاحب، اب نہ دل میں وہ طاقت، نہ نظم میں وہ ندر، نہ گنتی کا ایک حکمرانی
 ہے، بے تاقی اور بے نگر جو خیال میں آجائے وہ کھولیں، وہ نہ ٹکری صوبت کا تھیل نہیں ہو سکتا۔
 بقول مرزا عبدالقادر بیگلر :

جہاں وہ خود قفائی مست

منعت یکسر فروغی خواہد

خطوط، ۲۵۴: خط ۵، نامہ احمد علی شوق

ہر شخص نے تقدیر ایک ایک تقدیر پایا، غلاب صاحب سوخت اختر کو ہر گز کی داد میں دلی :

کشم بخت نہ پذیرفت و دوسرے دم برد

چراغ کو برد تا ز شستہ حنہ انش

یہ شعر میرا ہے۔ دیکھ خرد و دلی میری راجح الملک جہاں حضور کے قیدی ہے۔

خطوط، ۲۵۹: خط ۷، نامہ میر حبیب اللہ ننگا

... نہیں اسات میں ہوں، نہ شکر کیا لکھ گا، غزل کا ڈھنگ بھول گیا۔ معشوق کسی کو قہر دے گا
 غزلی کی روش خیر میں آجائے، ہر قصیدہ، قصیدہ و کلام ہے : اے لکھی گریا میری زبان سے کتا ہے

ای مدحیہ نیست لکھی لکھی مرزا احمد مدحیہ
 ادا مدحیہ نیست معشوقی مرزا احمد مدحیہ
 خطوط، ۲۵۶: خط ۶، نامہ جہاں حضور سرور

پھر اپنا ایک شعر لکھتا ہے کہ کبر فرما کر لکھتا ہوں اور یہ نہیں لکھتا کہ یہ شعر ہی نے کہیں لکھا ہے۔
 مصرعہ ہے : مرا بغیر ذیک جنس و دھندلہ آورو
 غزل کی قیست ذہر دانہ فرق ہائے کش

پھر وہاں حضرت کو یہ معلوم ہے کہ اسی اہل نبی کا پیر وادہ ہندو میں سولہ میر خسرو دہلوی کے
 سب کا منکر ہے۔ جب تک خدا اور متاثر ہی میں مثل ساخت و تقیم و استر و حرات کے کلام میں کوئی غلط
 یا ترکیب نہیں، کیونکہ دیتا ہو کہ نظم و نثر ہی نہیں لکھتا۔

خطوط، رخ : ۵۸۰، خط ۱۵، بنام عبدالغفور سرمد
 سوانے ایک ملک کے کہ وہ پچاس پچاس برس کی مشق کا نتیجہ ہے، کوئی قوت باقی نہیں رہی۔ کچھ جو
 سابق کی اپنی نظم و نثر لکھتا ہوں تو یہ جاننا ہوں کہ یہ تحریر میری ہے، مگر میرا ہے کہ یہ نثر ہی نہ
 کیوں کہ کئی حق اورد یہ شعر کہیں لکھے گئے۔ میرا نقد تبدیل کا یہ مصرعہ گویا میری زبان سے ہے :
 عالم ہر افسانہ ما مالد و سا پنج

خطوط، رخ : ۵۸۱، خط ۱۶، بنام عبدالغفور سرمد
 مشاعرہ بیانی شعر میں کہیں نہیں ہوتا۔ قلم میں شہزادگان تصور یہ سمجھ ہو کہ کچھ غزل غزالی کر لیتے ہیں
 وہاں کے مصرعہ طرز کی کوئی کیونکہ گاہ اوساں پر غزل لکھ کر کہاں پڑھنے کا ہیں کبھی اُس کھل میں جاتا ہوں
 اور کبھی نہیں جاتا۔ اورد یہ صحبت خود چند مندرجہ سے اس کو تمام کہیں کیا معلوم ہے ابھی : ہر تو آئندہ
 خطوط، رخ : ۵۸۲، خط ۱۷، بنام کاظمی عبدالجلیل
 ابنا کے شعر میں ہی تبدیلی و استر و شرکت کے طرز پر ... لکھتا تھا۔ چندہ برس کی عمر سے
 ۱۵ برس کی عمر تک مضامین خیالی لکھا گیا۔

خطوط، رخ : ۵۸۳، خط ۱۸، بنام احمدی عبدالغفرانی خاں
 بادہ برس کی عمر سے نظم و نثر میں کاغذ مانتا اپنے لئے اچھل کے سیاہ کر دیا ہوں۔ ہاتھ برس کی
 عمر ہوئی۔ پچاس برس کی شبیہ کی مدد میں گزرتے اب ہم وہاں میں کتاب و قلم نہیں۔
 خطوط، رخ : ۵۸۴، خط ۱۹، بنام عبدالغفرانی
 پچیس برس کی عمر۔ چندہ برس کی عمر سے شعر لکھتا ہوں۔ ساٹھ برس تک مداح کا صدد
 غزل کی مادہ قبول اوردی ہے۔

اسے دیرینا نیست لکھدی سزا دل مدح
 دی دیرینا نیست محشر تی سزا دل غزل
 سب شعر اسے اور اجاب سے متوقع ہوں کہ کچھ ذمہ شعرا ہی شاعر کریں۔
 خطوط، رخ : ۵۸۵، خط ۲۰، بنام قادر پٹواری

... مدح کا صلہ نہ ملا، غزل کی داد نہ پائی۔ ہرزہ گوئی میں ساری عمر گزرائی، بقول طالب آملی صریح فرماتے

لب از گفتنی چنان بستم کہ گوئی

وہیں بد چیرہ نہ گئی، جودا پر شہد

خطوط، ج: ۵۸۳: خط بنام عبدالغفور خاں قباچ

-- خاقیت حافی المصنوع یہ ہے کہ شغفِ دل گزشتہ کا طرزِ ششاس اور ان نازک خیالوں کا

بیر و جوں اور بیدار و فیاض سے کچھ گواہی کی تقلید میں پایہ تحقیق ملا ہے اور میں صاحب طرزِ جدید ہوں۔

خطوط، ج: ۶۴: خط بنام مولوی نعمان احمد

ایک شعر میں نے بہت حق سے کہہ رکھا ہے۔ اس خیال سے کہ میر سے بعد گوئی میر اور دست

میرا مرثیہ لکھے وہ اس شعر کو بند قرار دے کہ ترکیبِ بندم کرے۔

وہ شعر ہے :

شکِ حرفی و فقرِ غالب مرو اسد اللہ خان غالب مرو

دو صاحبوں کو اس کام کے واسطے اپنے ذہن میں ٹھہرایا، ایک تو غالب مسطقی خاں، سو

مضوں نے شعر لکھنے سے توبہ کی، دوسرے غائب ضیاء الدین خان، وہ اکثر بیمار رہتے ہیں اور

شعر کم لکھتے ہیں۔ میں اب میں اپنے پیرو مرثیہ صاحبِ عالم صاحب سے اس حمایت کا آپس

ہوں کہ یہ کاغذ اپنے پاس رکھتے ہیں اور وقت پتہ کیس بند لکھیں۔

خطوط، ج: ۶۵۲: خط بنام سید متبول عالم

غزلیاتِ تاریخی

غزلی کہ اندھین بعد از بازگئی درد و غم باز گئی گفتہ ام بعد غمِ غرامی تفسیر کرتے قلمی بر عاشقِ بکشت

بی نگارم، چشمِ آن دارم کہ داغِ عمر و ملی قبول نہ چند و اندوہ بدل جاگزیند غزل، رقم کر لکھی نہ نقاشا

بر آئینم، آٹا پاپاں غزل۔

کپ ۵۵، نامہ بنام شیخ امام بخش، ج: ۱

غزلی از فکرِ پای تازہ جمیدیں مدقِ میں نگارم و از شاہدِ بی نقد امیدم کہ دیشہ از ہر ای کاد

بازن واکہ گر پریندہ و غزل سا پیش باوریا فغانِ بزمِ واکہ لیش (مرحوم فیض مولا علی اکبر شیرازی است)

بر خزانید و عرشہ دارید کہ ہندوستانِ پریشان و دیارِ سیلابِ غم میسراید اگر آنچہ میگوید و در خفا نسیب

است و دستِ آن تارِ گرا از کھک و مدقِ کام مستحق و بنیالِ فقرِ گھٹری شادمانی باشد دشتِ عدبِ ناشی تا جود

ازین گردانِ آند و نگر و عد ہرزہ غم بگر خود غزل: بیا کہ قاضی آسمان بگر دایم، آٹا پاپاں غزلی

کپ ۵۵، نامہ بنام مولوی نور الحسن

چون نادم مرا به تادی نازمی مری هست همه کرده ام که در هر نامه یکده چاهم یعنی حسرتی
بی نگارشته باشم و فراموشی بجای آورده باشم -

کب - ۶۶ - شماره ۱۹ - بنام مولوی سراج الدین احمد
فرمانی که در باب فرستادن غزلهای تازه ازین پیش من مانده این هنوز در جیب دول بدست می رسد
دل در غم و رفتن لب و ناخن نگر پیشه بگر کاوی داشت و هیچ نامه مرانی غزل نمیده آید اکنون که بنوم
آور شدای رنگ رنگ است تا فیه سخن سخن تنگ است منم که اگر از دوزخ را زباید که اندک آسایش
بمانی به نیروی فکر چو در باب فن بر تاضی سخن کوتاه با اینهمه دل به روی هر چه از قسم شعر زبان خواهد
گشت نیاید بیگیری قدم در دشتان نگاه الطاف خواهد گشت -

کب - ۶۷ - شماره ۲۷ - بنام مولوی سراج الدین احمد
بمیدانم که بعضی چند پیش از رسیدن این حرفها داشت سیدانست علی صاحب در سیوه
آداب نیاندا بموقت قبول و غزلهای فارسی را بنظر انتقادات معاند با شد -

کب - ۶۸ - شماره بنام میر سید علی بنی عباس و عرف حضرت بی
بگر بلای غم و جا گذازی باس و ساز گامی شش و ششگل رای و نقل دل ویرانگی اندیش و
ترک جوش اگر بی از این خودی را بسختی فرا نگذر و نفس ناطق که نغمه جادوان و شمع آسمانی است و دیگر
آن تجربه فرو میرود - مگر اینهمه را بهر جز این دیگر خدای هر دم دارم بچند داد گفتار تمام داد و چنان
سدهای بسزا تمام گفت تا چار بقصیده ماه غمره غزل به آورده ام بر ضمیر سخن خیمه آورده و
پیش مشق سال اندیش بشرط کامل شای نخواهد شد که بهر انگشتش بی درین ناخنی نهی است
خامش نامه را در گذارش غزل چه مزمان است اگر ازین میان رنگی بگنجی چو زینچه شکفت و مار گزانه
خمر ز گان نشا و خمر گیرند چه بجنب مرا خودانی پس ناله غیب شکستی است و دل با میداری پاخ
یستی ساداست و عفو است چه افتخار فراید و ازین پرده که پرده سازشیش است چه روح نماید -
غزل : ما بنویم نظر لطیف بمن تا مسی صفت به پایان غزل -

کب - ۶۹ - شماره بنام جناب حسن تا مسی صاحب نش
دندان و چون شب شد فرم سخن آراستنیانی بود که غزل گفتد بروم از شرم قیاسی
سرحد پیش و مستم و قفس باخجی مقصری بود که هرگز بنظر شکست و آلا به خواب فیض الدین خانی
سدها گفتد تعالی و در فرشته بر من که شست دین العابدین خانی ماموت و شام حسن خانی محرابی این برده
ایم پیشه شدگاه بخت کرد تنهایی من آمدند و غزل آورده و به انشای که بیشتر ما چون شکار گفتد بخجی
بار گفتد مرا باخجی برده دیدار خودم حکم و صدرا اعظم مولی خود صدرا الدین خانی بجاود تلافی در پنج ماه کرد
باری هر قدر بر دین بدای بود که صوفایان قدام در پنج فرموده به اند غزل مولانا صبا بی مدتی می طری
دو سه بیت و نظیر داشت با بجز چو غزل خوانی سر آمد گر با من نمی آید و ما نامی آن را به دیگر بخجی

مثنوی سالم طرح کردند از پادشاه بنده میرزا ترجیح داد بدینسان عادت و سبب است که جمیع و نوری
طرح مد غزل خوانده نقش نغمه گوئی بگری نشاندند من بگری که بکدام مد غزل گفت بودم دهر و سرای
آمدیم - غزل :
بمخ شد غمزه که درو مدار اثر بنایم
چهره آفتاب بخواب بگر بنایم

کتاب ۹۵ : نام : جام نواب مصطفی خان بساورد
دی آید مدد بود و نوبت بزم سخن رسیده از غزل شامگاه چنان بود غزل سرودش از خود در قصیده
مرا با نغمه بپند میر نظام الدین گسری و مولوی بلام کجی مصافی چله بخور و بپند نیا منند کس بخدمت حضرت
آمده فرستاد شاکر و دیار حدیث اما آمدند و دلم را صفای باغ را فرا بخشیدند بنده را و در میگریست
نگار درش قصیده اتفاق آمده بود ای می سیمیم که ای مدق را چوین بهات نام مقبول یازدهم در کشته
گر بایان ما در سر زخم اذ آمدی حضرت آمده دل بخور با بید و بایان جو غزل دستمندی یافت صحبای غزل
تا خوانده حاضر بود و در میگریستی غزل انشا کرده برین قصیده مواشود و بخل مشدود گفتند خود
نغمه خوانده در گذشت اعرضه در بند آن بودم که قصیده بدینک نویسم و در دست مانع دید و فکده فرستم
تا بفرستد فرست نگار در دست بنم خاد و بنگام ناز پیشین بود که سماعی و قنار بجم آمده از گریه
استیمن و ای را که دست مدد دست برید فرخنده تا بر می رسید و در دست و اب را برید آغاز کرد و بر نظره
میر بخت دهن از روی نام گریه بچیدم تا اینکه کباب ام از آب و دوا نمود اگر بزیاب پر شدند غزل و
خوشا غزل پای ای غمزه و آسمان برده اند و من را بخور و من می پاد از آسمان فرو آورده و تحفه سرودن
حق شاست اگر آبروی ستودی نداشتی به شیم بر خود ناز میشتایم کرد -

کتاب ۹۵ : نام : جام نواب مصطفی خان بساورد
قصیده گریستی با آنکه از دلم بر بایان قصیده ناز نایم بعد تر اید و در میان و دود باز داد و بشاده
غزل که اعرضه رسیدیم از دلی رفت و دم از نظر اتحاد می غزل و خوشا غزل اگر چه نامرسان و
کج که تا بجم اما اگر بر بیت را بداند بیک قصیده دست یابیم بهتر نم آید از این مطلق و داد از این مطلق
ز بهیست این مطلق که است با آنکه مدق را خوا و ما فریاد می گوی می شاسته مرار شمار شک آمده
با صدای مانیک که بگریستن ما با نغمه می و مشاعره که گذشت خاک می گری می خوار چرخ ریخته گوئی گلشت
غزل خود گفته پیش از مد غزل غزل گفته بخدمت حضرت آمده که علم بقا و فرستاده ام و سر آن
و استم که چمن بنامه کباب گریه و آتش پاخ نگار خوشم ده که درش بجم غزل سرمایه من باشد از مدد که
دانا نام و رسید همین دم به پاخ نگار می شاسته و صادق بیا بایان غریب نای خود دم - فرد :

دیدم آن هنگامی خوف نهش و شستم
خود همان شما هست کاغذ نیست در شکم
کتاب ۹۵ : نام : جام نواب مصطفی خان بساورد

و بای این صحرایان که مدتی غزل این آشفته فرا بکار رفت مگر نه از این ترم که کشت چینی
گفتار مرا خوشداشت سندی خانم دول که چه گفته شود و سخن از مدای بجا رسد
کپ ۱-۲ نامده جام از مال عدله ...
بچشمداشت اشیاء عطیه قبول و آوازده نوبه حاصل سه غزل در مقام میفرستم -
کپ ۱-۳ نامده جام آواز در یک شیرازی ...

دیار جدا میرسد و از جانب ملازمانی دو غزل از من طلبیدند نخستین و بده گفتم مگر گوینده
نقد کرده است و گفتی در غزل دانسته باشم بجزیر قاعده گزاهم رفت و باز آمد و گفت آنچه
کرت اول گفته بود گفتم که وای این من که چنان بفرستد آن مد غزل نوشته ام ای یک پس از آن
بعدها گاو کا و اندیشه های قراخ و تاسیب داد و سر رشته خیالهای دوازده نظر گزشت که به صاحب
فرا صاحب قید و ششم فرموده اند و گزاردند و مد غزل می بنهد بر این پایه و با آن نقد کا غزل صاحب
چندین خود مصافی بود که در پای خاوی داشتیم

اتفاق سفر افتاده به پیری غالب
آنچه از پای نیامده عصای آید

ایات ۱

سراسر خار گدا می داشت مدعی میخند
کز هجوم ذوق میخند کعب پایم بنزد
غم اسکل چو بخاکم بنشانی از هر
خاک باله بخند و مرغی خیزد از د
بسکه بفرست ناند و تو سر تاپای
تا که میرد چو خار مای از اعضای
خیزد که ساز مدعی در بگنی و میم
تا که خود را از خویش داد خندید و میم
زمن برده به بیجا صل علم گشتیم
بر باد پید پیر آمد از آمله

صفت بسته عرض میکنم که مقصود من از تحریر این ایات آنست که مشتعل بر مضامین مصاحف
کرده باشم اما چرا این جنگ نام اعدای مصداق خدمت نظر پوشد و شری چند که پاره و صاحبیت
بدها داشت میثا اصحاب کرده شد

کپ ۵۵ نامده جام میانه عدله ...

گاہے میں غزل کے سات شعر کافی ہوتے ہیں۔ وہ جیسا کہ غزل میں ... اپنے حافظ کی تحویل
میں بیٹھا ہوں، بھائی صاحب کی نذر:

از جسم بھائی نقاب تاکہ این گنج دریں خراب تاکہ
دوش کن گدوش بخت نگہ بردی تو بد چشم سہی ملک و دی سخن سہی تو بد

خطوط: رخ: ۶۴: خطہ: بنام ملا فخر الدین احمد خاں ملانی
میں نے سات شعر میر خسرو کی غزل پر لکھ کر ایک مطرب کو دیے، وہ مجلسوں میں گانے لگا
اکبر آباد کھٹو تک مشہور ہوئے۔ وہ غزل جس کا مطلع ہے:

از جسم بھائی نقاب تاکہ این گنج دریں خراب تاکہ

خطوط: رخ: ۶۴: خطہ: بنام خواجہ غلام فرخ بخش
شب کن گاہ ایک نغمہ زمیں خیال میں آئی۔ طبیعت نے راہ دی، غزل تمام کی۔ اسی وقت
میں یہ خیال میں تھا کہ کب جج ہو لکھنؤ میں غزل نقاب صاحب کے بھیجوں۔ خدا کے آپ پسند کریں
اور میرے قلب جناب میرا مجدد علی صاحب کے سنا دیں اور میرے فیضِ شفقتی نامہ میں خاں صاحب کے
بھائی صاحب اس کو پڑھیں۔

ای ذوقِ فاضلی، باندھ بہ خردش آور
غزلی شبنم زنی، بر بنگہ ہوشش آور

خطوط: رخ: ۳۵۱: خطہ: ۲ بنام ملا فخر الدین احمد خاں

ابیات غزلی خدای

بھائی وہ مذہب اختیار کیا چاہتے ہیں اور تم اس مذہب کو حق جانتے ہو کہ میں جو داسد
اس کے اعلان و شیراز کا ہوتا تو خدا اللہ مجھ کو استحقاقِ اجر پانے کا پیدا ہوتا۔ اپنے آپ کو کچھ
اور ایک شعر میرا اور ایک شعر حافظ کا اور ایک شعر مولوی دوم کا سناؤ:

غالب:

دولت بہ خطِ نمد از سہی پشیمان شو کارمِ ثنائی شد، تا چار مسکنی شو

حافظ:

بیکب ہنسا در دو بلیت بر را عذر بند چون نرینہ حقیقت رو افسانہ نودند

مولانا دوم:

مذہب ناشن از مذہبها بداست عاشقانہ را مذہب، ملت خداست

خطوط: رخ: ۶۰: خطہ: بنام ملا فخر الدین احمد خاں ملانی

بہاؤ صاحب کی رضا جوئی کچھ کر نہ تھا۔ وہ یہ غزل "عروض ہے۔ میری طرف سے سلام کو،
از من غزلی گیرد بغیر مای کہ مطرب" دونی و صفا روی نوازش دوسرہ دم ما

غزل :

جز دفع خم زیادہ نمود است کام ما گنگ چراغ رو بہ سیاحت جام ما
خطوط : خ : ۶۷ : خط ۱۲ : جام ملاؤ اللہ یہ احمد خان ملاؤ
بہاؤ تہوا بہپ بدگلی ہے، یعنی مجھ کو زندہ بچتا ہے۔ میرا سلام کو اودیہ شعر چھو کر تھوڑا
گمان زینت بود بر منت زنی دودی

جاست مرگ ولی نہ نرا ز گمان قوتیت

مجھے کا فود کو کتنی کی فکر نہ رہی ہے، وہ ستمگر شعر و سخن کا طالب ہے۔ زندہ ہونا تو وہیں
کیونکہ پلا آتا ہے، مجھ سے یہ تکلیف اٹھا لو اور تم اس زمین میں چند شعر کچھ کر بھیج دو میں اصلاح
دے کر بھیج دوں گا۔ حواس سے پر جا کے میر۔ واللہ میرا کلام ہندی یا فارسی کچھ میرے پاس نہیں ہے۔
آگے جو کچھ حافظ میں موجود تھا، دو کچھ بھیجا۔ اب جو کچھ یاد آ گیا، دو لکھتا ہوں :

باصحر کو ما شغم سخن از شک نام چیست خدا مر غاص محبت دستور عام چیست

خطوط : خ : ۷۵ : خط ۲۰ : جام ملاؤ اللہ یہ احمد خان ملاؤ
مہاراجہ کے اجنا اٹھا کر میں سنے آپ کے سامنے ایک غزل اپنی پڑھی تھی، جس کے دو شعر قلم

بند ہیں :

از رتہ گہری چو من احمد زمانہ نیست خود ما بجا کدہ گز حیدر اظم
منصور تر قزو علی احمیدان ختم آوازہ "تا اسد اللہ" مسکنم
خطوط : خ : ۵۲۸ : خط ۱۱ : جام عبد الرحمن شکر

صفت کا تو باں جہی نہیں سکتا مگر ہاں یہ میرا شعر ہے

وہ کشت کش ضعیف نہ گندہ دوران ازات

ایکے سے فی میرم ہم نہ تاملی است

خطوط : خ : ۵۵۵ : خط ۱۱ : جام عبد بگلی

انتخابات غالب

طرزی تہی شری ہیں وہ، خاقانی اُس کے اقوال وہ، ظہری اُس کے اشعار وہ، صاحب اس کے نظائر۔
خالصا لہذا ممتاز و خیر و خیر جم کا کلام ان تین طرزیوں میں سے کس طرز پر ہے۔ بے شبہ فرمائے گی کہ طرز
وہ ہی ہے۔ پس تو ہم سے جانتا کہ یہ طرز چوتھی ہے۔ کیا کہنا خوب طرز ہے، اچھی طرز ہے، مگر فارسی
نہیں ہے ہندی ہے۔ دوسرا طرز شاہی کا کہ نہیں ہے مطلقاً باہر ہے۔ دلد، دامو، انصاف
انصاف! نظم: اگرچہ شاعرانہ نظر و نگار

ذہب جام اندر در زم نغم مست

دلد با باد پیچھے حریفان

مشو حکر کرد اشعار این قوم

دراے شاعری چیز سے دلگست

خطوط: ج: ۵۰۱، خط ۲۳، جام پر دھری عبدالمقصود سرود

قادر مکیں

قادر مکیں ایک شاعر تھا شعاع اللہ و آصف اللہ کے ہم عصر ہیں۔ اس نے سعدی و نعتی و
عربی کے اشعار کو اصلاح میں دی ہیں۔ جب ایک ہندوستانی بے علم تک دایہ اساتذہ نامی نجم کے
کلام کو اصلاح دے۔ اگر ایک عالم غامضی نے ایک ہندی کے مطلع میں فقرات کی تو کیا قیامت لازم
آئی۔ خدا کا شکر کہ مجھ کو شیراز کی عمر میں چچاں میں کی مشق کے بعد استاد میسر آیا۔
خطوط: ج: ۵۰۳، خط ۲۲، جام خرابہ غلام فرخ جگر

بک غزل حمد شاہجہان

شراب نقل ثواب بکیر سا فرما کہ اختیار شکر نیست شیر مادہ دایہ
یہ غزل شاہجہان کے حمد کی طرز ہے۔ صاحب دہلوی و شعرا نے ہندوستان اس پر غزلیں لکھی ہیں
خطوط: ج: ۱۸۶، خط ۵، جام مرزا افتخار

مطلع سر غزل

وہ کہ عواد کچھ لریہ چرواہوں مشہور ہیں۔ حافظ و صاحب و نسیم و نسیم ان کی آغاز کی غزل کے
مطلع و کچھ اور عروض و الغزل کا متبادر و کچھ ایک صحت ایک ترکیب ایک ہند میں ایک بحر یا دو گے
خطوط: ج: ۵۵۲، خط ۱۷، جام قدر بلگرامی

استناد شعر

رودکی و فردوسی سے ملے کر جانی تک اور جامی سے صاحب و نسیم تک کسی نے نصت کی کوئی کتاب
کسی پر کوئی فرحنگ جمع کی ہو تو ہمیں دکھائے۔ اس کو گزشتہ زائوں اور سندھ زائوں تو نہیں گزشتہ۔
خطوط: ج: ۵۷۳، خط ۱۷، جام منگل کیوں نام ہشتیار

عماد فقیر

عماد عماد یہ شعرا کے قدیم میں سے ہے اسی کے پانچ سات بیت کی ایک غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے :-
 پای سرتا نشود راه تو رفتی نخوان جز بہ جادوب مژدہ گوی تو رفتی نخوان
 خطوط: خ: ۴۶۵: ۴ خط ۴: بنام خشی جیب اللہ کا

غزل و آواز خوانی

گمانے میں غزل کے سات شعر کافی ہوتے ہیں۔
 خطوط: خ: ۶۲: ۶ خط ۶: بنام ملاؤ الدین احمد خان ملاؤ

مغربی و قدسی

مغربی "عزنا" میں سے ہے۔ بیشتر اس کے کلام میں مضامین حقیقت آئیں ہیں، لیکن ماضی گوئی اس زمین میں سے اس کی غزل نہیں دیکھی۔ حاجی محمد جالہ قدسی کی غزل اسی زمین میں ہے۔
 درد بزم وصال تو بہ ہنگام تماشا نظارہ زنجیدہ مژگانی گلہ داد
 یہ شعر ایک افسانہ کا ہے۔ بجائی تمہارا باپ بگمان ہے، لیکن مجھ کو زندہ بگستا ہے۔
 میرا سلام کو اورد یہ شعر چھ کر سناؤ:

گمان نہ نیست بعد بر منت توئی مددی

براست مرگ ولی بدتر از گمان تو نیست

خطوط: خ: ۷۵: ۲ خط ۲: بنام ملاؤ الدین احمد خان ملاؤ

بیت نظیری

نظیری علیا ربیعہ کا شعرا ایک کاغذ پر لکھ کر میرے گھر میں ڈال دیے تھے اور زمرہ شعرا میں سے لکھ کو نکال دیے تھے۔ شعر یہ ہے:

جو بہ پیش من درد نہ نگار بساند

آنکہ آئینہ من ساخت نہ پراخت دیند

خطوط: خ: ۴۹۶: ۴ خط ۴: بنام عبدالغفور مراد

تکمیل ذوق و علم زبان فارسی

فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل اصول مناسبت طبیعت کی ہے، پھر جمیع کلام اہل زبان ایکسا نہ اشعار قلیل و واقف و شعرا سے ہندوستانی کہ یہ اشعار سراسر اس کے کہ ان کی موزون طبع کا نتیجہ کیے اور کسی قمر لیم کے شایاں نہیں ہیں۔ نہ ترکیب فارسی، نہ معنی نازک۔ ہاں الفاظ فرسودہ و عامیاز جو اطفال و بستان جانتے ہیں اور جو تصدی خرمیں ہرج کہتے ہیں، وہ الفاظ فارسی یہ رنگ نظم میں خرچ کرتے ہیں۔ جب رودکی و عنقری و غنائی و درویش و خطاط اور ان کے اشل و نظائر کا کلام پلاستیب دیکھا جائے اور ان کی ترکیبوں سے آشنائی بم پیچھے اور ذہن احوال کی طرف نہ لے جائے، تب آدمی جانتا ہے کہ ہاں فارسی یہ ہے۔

خطوط، رخ: ۲۶۳: خط ۶ بنام چرہ دہی عبدالغفور سرحد

غنیمت و قلیل

... خلیفہ شاہ محمد راد حورام و غنیمت و قلیل ... راہ سخن کے قول ہیں، آدمی کے گمراہ کرنے والے۔ یہ فارسی کو کیا جانیں؟ ہاں طبع موزون رکھتے تھے۔
خطوط، رخ: ۲۶۶: خط ۱ بنام احمد الدرد شفق

بیت حزین

انتہای ناز و ہستی و ابتدای آبروی تا حزین پیش من حای سرای،

فرد: شمعنا بدہ ام از صدق بھاک خدا

سمادلی و دیدہ خرماب فشاغم دادند

کپ ۲۶: دیباچہ و زبان فارسی

بیت صائب

صائب کہ مراد ازین قد کلامی و جرد و مختش راہی است حسن را با رہاستگی زید تشبیه

بشورش میستاید جائیک میفرماید۔ فرد: خدای صبی خدا داد او شوم کہ سراپا

چہ شعر حافظ شیراز انتخاب نماد

کپ ۳۷: تقریب دیوبند خراج حافظ شیرازی

بیت فیضی

هر نیست که چرخ بیت ابر الفیض فیضی ز سر زری خیم و درج بر سر نشاطی اندوزم که چرخ پای
دوست از گرد راه بآب دیده فرو شویم و محرم که بنام چند بهند چشم دشمنی گویم همین دو مصرع فیضی بود
بال پهلوان طاهر آواز من باشد - فرد :

حاجی باید پیمانه گهای آبی

خبر دای اگر از ده مستور دیار

کپ ۸۵ / نام ۲ بنام فراب معطقی خان بهادر

صائب و عرفی و نظیری و حزمی

از دژ مریادی گویان کام صائب و عرفی و نظیری و حزمی مد نظر داشت باشند و نظر داشتنی که
صواب و درق اندیده بدل فردو نیاید بلکه هر گوشش و ساق دود که جگر خطا باشد سنده فروغ معنی ما مگر نبرد
مره راز ناسره راز ناسره جدا کنند - کپ ۸۱ / نام ۲ بنام فراب علی بهادر ..

واسوخت ملا و حشی

چه مایه سخن ریزه ای پر گنده گرد باید آورد تا بباری زبان و شیه در نشر واسوخت توئی نبشت
از پس ای پیمانی گوی بیکس را غنچه ام که درج دشمن نبرد آورده باشند و بیای همان دژ مریادی
باشد ملا و حشی که از سخن پیر خانی فراموشی است و در جریه نظم مصداق دارد که در دژ واسوخت نامزد
هر چند بر جانک خودم ایست اما غلغله گفت که ای بیت هم انان مسدس باشد - بیت :

تو نه آئی که علم عاشق قدرت باشد

در شود خاک بر آن خاک گزند است باشد

حسب الله و الله الله دیده در فرا هم آیند واسوخت ملا با واسوختی اند و زبانان لکس و سنجیدگان
که فارسی با بندی در شعر انگیزی و ذوق افزائی برابر تواند بودشان پسری و پاری بلند تر از ان سست که
چرخ پای فردوش آورده گشته ای ولیدین سنده شورشهای و ارواگان خطایند جز زبان خطایند گزاش
نقدیرو داینگونه تر است در خود و گفتا پاری زبان صورت قبول گیرد - حتی چند اندیشه گویان و ملی و گستر
طرح تازه ریزه اند و در تغزل از زبان زبانی نوای دل آهنگ آینه سرانده گای آن پرده جبر مست میزنند
و این چنین شعر را میگویند اما متناهی گفت واسوخت و زبان دای جان مانده که درین محبت زبان بیکی
گویند و درای سخن چشش واسوخت و دقاری خزان گفت در نشر خدا مسکای خاد و در نظم و ذوق آمد و
زبان خاد و نام برین پوزش انجام می پذیرد که غالب بی برگ و دفا شمر مسدست و از خواص به پیر نقش
پوزش امید دار - کپ ۱۰۶ / نام ۲ بنام حشی رحمت الله خان

فرعنگ غالب

حال و احوال

حال کی جگہ حالات یا احوال کہتا ہے جس سے خصوصاً احوال کہتے ہیں۔
 واحد مستعمل ہے اور استعمال میں ایک پہنچا ہے کہ احوالہ یعنی جمع مستعمل نہیں
 ہوتا ہے۔ حال کو کہتے ہیں۔ اہل قادیان کو حیدر آباد قرار دے کر اہل قادیان کے ساتھ اس کی جمع
 کہتے ہیں۔ سعدی کہتا ہے۔

حیدر آباد بھٹی راجہ رخ بد اعزات از روز خیالی پرس کو اعزات بہشت است
 یکہ حیدر کو حیدر کہہ کر اس کی جمع حیدان کہتے ہیں۔ حافظ کہتا ہے۔
 حیدان دقت کنان ساغر شکرانہ نونہ
 میں خدایک مطلع میں حال کا جگہ احوال لکھا ہے۔

جہاں غالب تاب لکھتا ہے گراں دلی ہنوز سخت پیسندی کر ہی پر ہی نہما احوال (ما) : ۳۴ : مطلع
 آخر غزل کو اور فنی کو معترض سے زیادہ اساتذہ جموں کے کلام پر اطلاع ہے وہ آہستہ کیوں لکھتا اور
 میں احوال کیوں لکھتا صاحب کی ایک غزل جس کا ایک مصرعہ یہ ہے۔
 میر لفظ دارم نیتی چوں قرعہ نہالما
 اس غزل میں اسی نے ایک جگہ احوال لکھا ہے۔ دار کا غالب غالب
 خطوط : ۵۴۳ : خط ۴ : تمام قدر جگہ لکھی

خراب و خراب | از ہم بھائی نقاب تاکے یہ ہیں چنے دیے خراب تاکے [۲۵۱ : ۳۳۳ : مطلع]
 ایک گروہ معترض ہوا کہ کچھ کو "خراب" کہہ نہ خراب "میں خیر کہ یا رب کس سے کہوں " خراب " مزید
 مزید عید " خراب " ہے۔ مثل ویران و ویرانہ و مروج و موج۔ الحاق ہائے ہونہ سے لغت
 دوسرا نہیں پیدا ہوا۔ بارے صاحب کے دیوان میں ایک مطلع نظر آیا۔
 بکری نہ قناد سے بیچ باب وریخ بہ کچھ ماہ نہ بروی وریخ خراب وریخ
 یہ مطلع نگہ کو معترض صاحبوں کو بھیج دیا کہ غالب کو حد نہ دیکھے جو پوچھتا ہے وہ صاحب ہے
 خطوط : ۳۴۳ : خط ۴ : تمام خراب وریخ نکلم غزل خیر
 پوچھ لیجئے۔

مغان شیوہ دلبران : ... ایسے مستحق کہ جو مغان شیوہ ہیں۔ اور مغزوں کی جہاں اور مغزوں
 ہیں ایک یہ بھی ہے کہ باغیوں میں مغزوں کے رہتے ہیں۔ اور مغزوں کے
 ہاتھ بھی مغان جوتے ہیں۔

تعدادات : ۵۸ : خط ۴
 اشتراک آتش درد وشت و نہ دم ہوا کہ ہم بہ افغان مغان شیوہ دلبران سوخت

[دیوان حاضر ص ۱۵۱ : ۱۵۱ : بیگ]

نقاب و حجاب : ہگل و خباب | نقاب اس شعر میں بسنی مائل ہے۔ حمل کو جو دوش کی خصوصیت نہیں دو چیزوں کے بیچ میں جو شے آجائے

بلکہ اُس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ جو چیز ایک چیز کی مانع نظارہ ہو وہ نقاب ہے۔ اُس شے نامرئی کا رخ بننا بہت نقاب مفہوم ہے اور یہ تقدیر جو نکڑ اور بلیغ ہے۔ ”حجاب“ کا یہاں اوپری یعنی بلے حمل اور ناظم ہونا بشرط عقل سلیم و طبع لطیف ظاہر ہے۔ ”ہگل“ ”ناک باب آئینہ“ کو کہتے ہیں۔ وہ رخ آفتاب تک کمال پہنچے۔ ان گروہ خبا میں آفتاب چھپ جاتا ہے۔ اُس کا استعمال اندرون سے مجاز جائز ہے۔ ”گنج در دیوانہ تاکے“ یہ بہت لطیف بات ہے یعنی افسوس کیا جاتا ہے اُس گنج کے بیکار ہونے کا ”گنج“ سے غرض ہی قرین ہے کہ ”ہگل“ میں مدفون رہے وہ تو یہ چاہتا ہے کہ مدفون سے نکلے اور صرف ہوا اور لوگ اس کے وجود سے قطع پائیں۔ یہاں ایک اصد قیوت ہے کہ اس شعر میں گنج مشتبہ باصد روح انسانی مشتبہ ہے۔ اصد یہ سب جانتے ہیں کہ روح کا تعلق جسم سے جادائی نہیں۔ پس ایک قیاحت ہے اگر ایک نمزدہ ستم زدہ قطع تعلق روح کا خطرہ مشتاق ہو۔ مثلاً ایک میلادی قبوس حسرت قدانہ شمسے کرا قی وہ دن کب آئے گا کہ میں قید سے نجات پاؤں۔ کب تک سڑی کاٹوں۔ کب تک رنج اٹھاؤں۔

خطوط : رخ : ۴۴۴ : خط ۴۴ نام خواجہ غلام غوث بیخبر

”ہمد عالم“ بدون اضافت | جزو سے از عالم دانہ ہمد عالم ہشتم : ہجو مرنی کہ زبان را زبان بخیز

[۹:۱۰۶:۲۸] خستہ مراحت سے اعتراف ہوا ہے۔ خط ۴۴۴ اعتراف یہ کہ ”عالم“ مفرد ہے اس کا ربط ”ہمد“ کے ساتھ بحسب اجزاء قیاس منوع ہے۔ قصداً اُس زمانہ میں شاہزادہ کامران دہلی کا رفیق گرفتار ہیں لایا تھا۔ کنایت خد اُس کا نام تھا اُس تک یہ قصہ پہنچا اس نے اساتذہ کے پاس سات شعر ایسے پڑھے جس میں ”ہمد عالم“ و ”ہمد روز“ و ”ہمد جا“ مرقوم تھا اصدہ اشعار قاطع برہاں میں مندرج ہیں۔

خطوط : رخ : ۵۲۶ : خط ۵۲۶ نام مولوی عبدالرزاق شاکر

عروض غزلیات

فهرست بحور و اوزان غزلیات

ترتیب : شماره بحر / بحر / شماره وزن / وزن / شماره غزل

۱- بحر خفیف

(الف) مستثنی نموده شد : فاعلاتن مضارع فعلین :

(ب) مستثنی نموده شد : فاعلاتن مضارع فعلات :

۷۷ / ۸۸ / ۱۹۶ / ۲۸۱ / ۳۳۱

۲- بحر رجز

اول، مشتمل بر سالم : مستغنی مستغنی مستغنی مستغنی :

۳۰۰ / ۱۹۰ / ۱۸۶ / ۱۴۱ / ۳۰۰

(ب) مشتمل بر غزلون : مستغنی مضارع مستغنی مضارع :

۳۰۳ / ۱۰۱ / ۲۰۲ / ۲۵۳ / ۲۶۳ / ۲۶۴ / ۲۸۴

۳- بحر رمل

(الف) مشتمل بر غزلون : فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن :

۸۷ / ۷۵ / ۴۴ / ۳۳ / ۵۳ / ۵۳ / ۲۹ / ۱۹۰ / ۲۹

۵۲ / ۳۰ / ۹۴ / ۱۳۰ / ۱۳۷ / ۱۳۸ / ۱۶۶ / ۱۷۱ / ۱۷۲ / ۱۷۵

۲۰۳ / ۲۰۴ / ۲۰۷ / ۲۰۸ / ۲۱۳ / ۲۱۴ / ۲۱۵ / ۲۱۶ / ۲۱۷ / ۲۲۷ / ۲۲۸

۲۳۴ / ۲۳۵ / ۲۳۶ / ۲۳۷ / ۲۳۸ / ۲۳۹ / ۲۴۰ / ۲۴۱ / ۲۴۲ / ۲۴۳

۳۲۸ / ۳۰۲ / ۲۷۶

(ب) مشتمل بر غزلون : فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن :

۳۲۳

(ج) مشتمل بر غزلون غزلون : فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن :

۶۹ / ۹۰ / ۱۰۰ / ۳۰۰ / ۳۰۱ / ۳۰۲ / ۳۰۳ / ۳۰۴ / ۳۰۵ / ۳۰۶

۷۰ / ۷۱ / ۷۲ / ۷۳ / ۷۴ / ۷۵ / ۷۶ / ۷۷ / ۷۸ / ۷۹ / ۸۰

۱۲۱ / ۳۲ / ۳۳ / ۳۴ / ۳۵ / ۳۶ / ۳۷ / ۳۸ / ۳۹ / ۴۰ / ۴۱ / ۴۲ / ۴۳ / ۴۴ / ۴۵ / ۴۶ / ۴۷ / ۴۸ / ۴۹ / ۵۰ / ۵۱ / ۵۲ / ۵۳ / ۵۴ / ۵۵ / ۵۶ / ۵۷ / ۵۸ / ۵۹ / ۶۰ / ۶۱ / ۶۲ / ۶۳ / ۶۴ / ۶۵ / ۶۶ / ۶۷ / ۶۸ / ۶۹ / ۷۰ / ۷۱ / ۷۲ / ۷۳ / ۷۴ / ۷۵ / ۷۶ / ۷۷ / ۷۸ / ۷۹ / ۸۰ / ۸۱ / ۸۲ / ۸۳ / ۸۴ / ۸۵ / ۸۶ / ۸۷ / ۸۸ / ۸۹ / ۹۰ / ۹۱ / ۹۲ / ۹۳ / ۹۴ / ۹۵ / ۹۶ / ۹۷ / ۹۸ / ۹۹ / ۱۰۰

(د) مشن مکمل : فعلات فاعلاتی :

۲۳۸

(هـ) مشن مخدوم : فاعلاتی فاعلاتی فاعلاتی :

۳۸۰ / ۳۹۰ / ۴۰۰ / ۴۱۰ / ۴۲۰ / ۴۳۰

۴ - بحر متحارب

مشن سالم : فعلی فعلی فعلی فعلی :

۱۰۴ / ۱۱۴ / ۱۲۴ / ۱۳۴

۵ - بحر مضارع

(و) مشن اقرب : مفعول فاعلاتی مفعول فاعلاتی :

۱۱۵ / ۱۲۵ / ۱۳۵ / ۱۴۵ / ۱۵۵ / ۱۶۵ / ۱۷۵ / ۱۸۵ / ۱۹۵ / ۲۰۵ / ۲۱۵ / ۲۲۵ / ۲۳۵ / ۲۴۵ / ۲۵۵ / ۲۶۵ / ۲۷۵ / ۲۸۵ / ۲۹۵ / ۳۰۵ / ۳۱۵ / ۳۲۵ / ۳۳۵ / ۳۴۵ / ۳۵۵ / ۳۶۵ / ۳۷۵ / ۳۸۵ / ۳۹۵ / ۴۰۵ / ۴۱۵ / ۴۲۵ / ۴۳۵ / ۴۴۵ / ۴۵۵ / ۴۶۵ / ۴۷۵ / ۴۸۵ / ۴۹۵ / ۵۰۵

(ز) مشن غنی مخدوم : مفعول فاعلاتی مفعول فاعلاتی :

۲۴۱

(ح) مشن اقرب مکفوف مخدوم : مفعول فاعلاتی مفاعیل فاعلاتی :

۱۱ / ۱۲ / ۱۳ / ۱۴ / ۱۵ / ۱۶ / ۱۷ / ۱۸ / ۱۹ / ۲۰ / ۲۱ / ۲۲ / ۲۳ / ۲۴ / ۲۵ / ۲۶ / ۲۷ / ۲۸ / ۲۹ / ۳۰ / ۳۱ / ۳۲ / ۳۳ / ۳۴ / ۳۵ / ۳۶ / ۳۷ / ۳۸ / ۳۹ / ۴۰ / ۴۱ / ۴۲ / ۴۳ / ۴۴ / ۴۵ / ۴۶ / ۴۷ / ۴۸ / ۴۹ / ۵۰ / ۵۱ / ۵۲ / ۵۳ / ۵۴ / ۵۵ / ۵۶ / ۵۷ / ۵۸ / ۵۹ / ۶۰ / ۶۱ / ۶۲ / ۶۳ / ۶۴ / ۶۵ / ۶۶ / ۶۷ / ۶۸ / ۶۹ / ۷۰ / ۷۱ / ۷۲ / ۷۳ / ۷۴ / ۷۵ / ۷۶ / ۷۷ / ۷۸ / ۷۹ / ۸۰ / ۸۱ / ۸۲ / ۸۳ / ۸۴ / ۸۵ / ۸۶ / ۸۷ / ۸۸ / ۸۹ / ۹۰ / ۹۱ / ۹۲ / ۹۳ / ۹۴ / ۹۵ / ۹۶ / ۹۷ / ۹۸ / ۹۹ / ۱۰۰

۵۹ / ۶۰ / ۶۱ / ۶۲ / ۶۳ / ۶۴ / ۶۵ / ۶۶ / ۶۷ / ۶۸ / ۶۹ / ۷۰ / ۷۱ / ۷۲ / ۷۳ / ۷۴ / ۷۵ / ۷۶ / ۷۷ / ۷۸ / ۷۹ / ۸۰ / ۸۱ / ۸۲ / ۸۳ / ۸۴ / ۸۵ / ۸۶ / ۸۷ / ۸۸ / ۸۹ / ۹۰ / ۹۱ / ۹۲ / ۹۳ / ۹۴ / ۹۵ / ۹۶ / ۹۷ / ۹۸ / ۹۹ / ۱۰۰

۱۰۹ / ۱۱۰ / ۱۱۱ / ۱۱۲ / ۱۱۳ / ۱۱۴ / ۱۱۵ / ۱۱۶ / ۱۱۷ / ۱۱۸ / ۱۱۹ / ۱۲۰ / ۱۲۱ / ۱۲۲ / ۱۲۳ / ۱۲۴ / ۱۲۵ / ۱۲۶ / ۱۲۷ / ۱۲۸ / ۱۲۹ / ۱۳۰ / ۱۳۱ / ۱۳۲ / ۱۳۳ / ۱۳۴ / ۱۳۵ / ۱۳۶ / ۱۳۷ / ۱۳۸ / ۱۳۹ / ۱۴۰ / ۱۴۱ / ۱۴۲ / ۱۴۳ / ۱۴۴ / ۱۴۵ / ۱۴۶ / ۱۴۷ / ۱۴۸ / ۱۴۹ / ۱۵۰ / ۱۵۱ / ۱۵۲ / ۱۵۳ / ۱۵۴ / ۱۵۵ / ۱۵۶ / ۱۵۷ / ۱۵۸ / ۱۵۹ / ۱۶۰ / ۱۶۱ / ۱۶۲ / ۱۶۳ / ۱۶۴ / ۱۶۵ / ۱۶۶ / ۱۶۷ / ۱۶۸ / ۱۶۹ / ۱۷۰ / ۱۷۱ / ۱۷۲ / ۱۷۳ / ۱۷۴ / ۱۷۵ / ۱۷۶ / ۱۷۷ / ۱۷۸ / ۱۷۹ / ۱۸۰ / ۱۸۱ / ۱۸۲ / ۱۸۳ / ۱۸۴ / ۱۸۵ / ۱۸۶ / ۱۸۷ / ۱۸۸ / ۱۸۹ / ۱۹۰ / ۱۹۱ / ۱۹۲ / ۱۹۳ / ۱۹۴ / ۱۹۵ / ۱۹۶ / ۱۹۷ / ۱۹۸ / ۱۹۹ / ۲۰۰

۲۰۹ / ۲۱۰ / ۲۱۱ / ۲۱۲ / ۲۱۳ / ۲۱۴ / ۲۱۵ / ۲۱۶ / ۲۱۷ / ۲۱۸ / ۲۱۹ / ۲۲۰ / ۲۲۱ / ۲۲۲ / ۲۲۳ / ۲۲۴ / ۲۲۵ / ۲۲۶ / ۲۲۷ / ۲۲۸ / ۲۲۹ / ۲۳۰ / ۲۳۱ / ۲۳۲ / ۲۳۳ / ۲۳۴ / ۲۳۵ / ۲۳۶ / ۲۳۷ / ۲۳۸ / ۲۳۹ / ۲۴۰ / ۲۴۱ / ۲۴۲ / ۲۴۳ / ۲۴۴ / ۲۴۵ / ۲۴۶ / ۲۴۷ / ۲۴۸ / ۲۴۹ / ۲۵۰ / ۲۵۱ / ۲۵۲ / ۲۵۳ / ۲۵۴ / ۲۵۵ / ۲۵۶ / ۲۵۷ / ۲۵۸ / ۲۵۹ / ۲۶۰ / ۲۶۱ / ۲۶۲ / ۲۶۳ / ۲۶۴ / ۲۶۵ / ۲۶۶ / ۲۶۷ / ۲۶۸ / ۲۶۹ / ۲۷۰ / ۲۷۱ / ۲۷۲ / ۲۷۳ / ۲۷۴ / ۲۷۵ / ۲۷۶ / ۲۷۷ / ۲۷۸ / ۲۷۹ / ۲۸۰ / ۲۸۱ / ۲۸۲ / ۲۸۳ / ۲۸۴ / ۲۸۵ / ۲۸۶ / ۲۸۷ / ۲۸۸ / ۲۸۹ / ۲۹۰ / ۲۹۱ / ۲۹۲ / ۲۹۳ / ۲۹۴ / ۲۹۵ / ۲۹۶ / ۲۹۷ / ۲۹۸ / ۲۹۹ / ۳۰۰

۳۰۹ / ۳۱۰ / ۳۱۱ / ۳۱۲ / ۳۱۳ / ۳۱۴ / ۳۱۵ / ۳۱۶ / ۳۱۷ / ۳۱۸ / ۳۱۹ / ۳۲۰ / ۳۲۱ / ۳۲۲ / ۳۲۳ / ۳۲۴ / ۳۲۵ / ۳۲۶ / ۳۲۷ / ۳۲۸ / ۳۲۹ / ۳۳۰ / ۳۳۱ / ۳۳۲ / ۳۳۳ / ۳۳۴ / ۳۳۵ / ۳۳۶ / ۳۳۷ / ۳۳۸ / ۳۳۹ / ۳۴۰ / ۳۴۱ / ۳۴۲ / ۳۴۳ / ۳۴۴ / ۳۴۵ / ۳۴۶ / ۳۴۷ / ۳۴۸ / ۳۴۹ / ۳۵۰ / ۳۵۱ / ۳۵۲ / ۳۵۳ / ۳۵۴ / ۳۵۵ / ۳۵۶ / ۳۵۷ / ۳۵۸ / ۳۵۹ / ۳۶۰ / ۳۶۱ / ۳۶۲ / ۳۶۳ / ۳۶۴ / ۳۶۵ / ۳۶۶ / ۳۶۷ / ۳۶۸ / ۳۶۹ / ۳۷۰ / ۳۷۱ / ۳۷۲ / ۳۷۳ / ۳۷۴ / ۳۷۵ / ۳۷۶ / ۳۷۷ / ۳۷۸ / ۳۷۹ / ۳۸۰ / ۳۸۱ / ۳۸۲ / ۳۸۳ / ۳۸۴ / ۳۸۵ / ۳۸۶ / ۳۸۷ / ۳۸۸ / ۳۸۹ / ۳۹۰ / ۳۹۱ / ۳۹۲ / ۳۹۳ / ۳۹۴ / ۳۹۵ / ۳۹۶ / ۳۹۷ / ۳۹۸ / ۳۹۹ / ۴۰۰

۴۰۹ / ۴۱۰ / ۴۱۱ / ۴۱۲ / ۴۱۳ / ۴۱۴ / ۴۱۵ / ۴۱۶ / ۴۱۷ / ۴۱۸ / ۴۱۹ / ۴۲۰ / ۴۲۱ / ۴۲۲ / ۴۲۳ / ۴۲۴ / ۴۲۵ / ۴۲۶ / ۴۲۷ / ۴۲۸ / ۴۲۹ / ۴۳۰ / ۴۳۱ / ۴۳۲ / ۴۳۳ / ۴۳۴ / ۴۳۵ / ۴۳۶ / ۴۳۷ / ۴۳۸ / ۴۳۹ / ۴۴۰ / ۴۴۱ / ۴۴۲ / ۴۴۳ / ۴۴۴ / ۴۴۵ / ۴۴۶ / ۴۴۷ / ۴۴۸ / ۴۴۹ / ۴۵۰ / ۴۵۱ / ۴۵۲ / ۴۵۳ / ۴۵۴ / ۴۵۵ / ۴۵۶ / ۴۵۷ / ۴۵۸ / ۴۵۹ / ۴۶۰ / ۴۶۱ / ۴۶۲ / ۴۶۳ / ۴۶۴ / ۴۶۵ / ۴۶۶ / ۴۶۷ / ۴۶۸ / ۴۶۹ / ۴۷۰ / ۴۷۱ / ۴۷۲ / ۴۷۳ / ۴۷۴ / ۴۷۵ / ۴۷۶ / ۴۷۷ / ۴۷۸ / ۴۷۹ / ۴۸۰ / ۴۸۱ / ۴۸۲ / ۴۸۳ / ۴۸۴ / ۴۸۵ / ۴۸۶ / ۴۸۷ / ۴۸۸ / ۴۸۹ / ۴۹۰ / ۴۹۱ / ۴۹۲ / ۴۹۳ / ۴۹۴ / ۴۹۵ / ۴۹۶ / ۴۹۷ / ۴۹۸ / ۴۹۹ / ۵۰۰

۳۲۲ / ۳۲۳ / ۳۲۴ / ۳۲۵

(د) بحر مشن مقبوض بحرین : مفاعیل فاعلاتی مفاعیل فاعلاتی :

۱۱۵

- ۴۴۸ / ۱۶۷ / ۶۰
 (د) مشر مکلفوت مخدومت : مقبول مقامیل مقامیل فعلین :
 ۱۶۸ / ۱۰۸
 (ه) مدرس انتخاب تقریر مخدومت : مقبول مقامیل فعلین :
 ۱۶۰ / ۳۳۳
 (و) مدرس مخدومت : مقابیلین مقابیلین فعلین :
 ۳۲۱ / ۱۶۳ / ۱۹۵ / ۲۳۰ / ۲۳۱ / ۳۲۱

تکلیف‌فرست بحر و اوزان غزلیات

ترتیب : شماره غزل، شماره بحر و شمار وزن و دفترست بحر و اوزان

۱ : ۵ : ۵	۲۶ : ۷ : ۷	۱ : ۶ : ۶
۲ : ۵ : ۵	۲۷ : ۵ : ۵	۲ : ۷ : ۷
۳ : ۵ : ۵	۲۸ : ۵ : ۵	۳ : ۷ : ۷
۴ : ۵ : ۵	۲۹ : ۳ : ۳	۴ : ۳ : ۳
۵ : ۵ : ۵	۳۰ : ۵ : ۵	۵ : ۳ : ۳
۶ : ۵ : ۵	۳۱ : ۵ : ۵	۶ : ۷ : ۷
۷ : ۵ : ۵	۳۲ : ۷ : ۷	۷ : ۷ : ۷
۸ : ۵ : ۵	۳۳ : ۷ : ۷	۸ : ۳ : ۳
۹ : ۵ : ۵	۳۴ : ۲ : ۲	۹ : ۳ : ۳
۱۰ : ۷ : ۷	۳۵ : ۵ : ۵	۱۰ : ۳ : ۳
۱۱ : ۵ : ۵	۳۶ : ۵ : ۵	۱۱ : ۵ : ۵
۱۲ : ۵ : ۵	۳۷ : ۷ : ۷	۱۲ : ۵ : ۵
۱۳ : ۳ : ۳	۳۸ : ۳ : ۳	۱۳ : ۷ : ۷
۱۴ : ۳ : ۳	۳۹ : ۳ : ۳	۱۴ : ۷ : ۷
۱۵ : ۷ : ۷	۴۰ : ۷ : ۷	۱۵ : ۵ : ۵
۱۶ : ۵ : ۵	۴۱ : ۷ : ۷	۱۶ : ۵ : ۵
۱۷ : ۵ : ۵	۴۲ : ۳ : ۳	۱۷ : ۵ : ۵
۱۸ : ۷ : ۷	۴۳ : ۳ : ۳	۱۸ : ۷ : ۷
۱۹ : ۳ : ۳	۴۴ : ۷ : ۷	۱۹ : ۳ : ۳
۲۰ : ۵ : ۵	۴۵ : ۷ : ۷	۲۰ : ۵ : ۵
۲۱ : ۷ : ۷	۴۶ : ۵ : ۵	۲۱ : ۷ : ۷
۲۲ : ۷ : ۷	۴۷ : ۷ : ۷	۲۲ : ۷ : ۷
۲۳ : ۷ : ۷	۴۸ : ۶ : ۶	۲۳ : ۷ : ۷
۲۴ : ۷ : ۷	۴۹ : ۵ : ۵	۲۴ : ۷ : ۷
۲۵ : ۳ : ۳	۵۰ : ۵ : ۵	۲۵ : ۷ : ۷

۵ : ۷۶	ج : ۱۰۵	ب : ۱۳۴
۷۷ : ۱	ج : ۱۰۶	د : ۱۳۵
۷۸ : ۳	ب : ۱۰۷	۵۰ : ۱۳۶
۷۹ : ۵	د : ۱۰۸	۱۳۷ : ۷
۸۰ : ۳	ج : ۱۰۹	۱۳۸ : ۵
۸۱ : ۷	ج : ۱۱۰	۱۳۹ : ۵
۸۲ : ۷	د : ۱۱۱	۱۴۰ : ۷
۸۳ : ۵	د : ۱۱۲	۱۴۱ : ۷
۸۴ : ۵	الف : ۱۱۳	۱۴۲ : ۳
۸۵ : ۵	ب : ۱۱۴	۱۴۳ : ۵
۸۶ : ۵	د : ۱۱۵	۱۴۴ : ۴
۸۷ : ۳	ج : ۱۱۶	۱۴۵ : ۷
۸۸ : ۱	ج : ۱۱۷	۱۴۶ : ۲
۸۹ : ۵	الف : ۱۱۸	۱۴۷ : ۳
۹۰ : ۵	ج : ۱۱۹	۱۴۸ : ۳
۹۱ : ۵	ج : ۱۲۰	۱۴۹ : ۱۰
۹۲ : ۴	ج : ۱۲۱	۱۵۰ : ۵
۹۳ : ۷	ب : ۱۲۲	۱۵۱ : ۵
۹۴ : ۳	ب : ۱۲۳	۱۵۲ : ۵
۹۵ : ۳	د : ۱۲۴	۱۵۳ : ۳
۹۶ : ۵	د : ۱۲۵	۱۵۴ : ۷
۹۷ : ۳	ب : ۱۲۶	۱۵۵ : ۷
۹۸ : ۱	ج : ۱۲۷	۱۵۶ : ۳
۹۹ : ۵	ج : ۱۲۸	۱۵۷ : ۵
۱۰۰ : ۵	ج : ۱۲۹	۱۵۸ : ۷
۱۰۱ : ۴	الف : ۱۳۰	۱۵۹ : ۳
۱۰۲ : ۷	الف : ۱۳۱	۱۶۰ : ۷
۱۰۳ : ۳	ج : ۱۳۲	۱۶۱ : ۱
۱۰۴ : ۴	ج : ۱۳۳	۱۶۲ : ۷

۲۲۱ : ۷' ا	۱۹۲ : ۵' ۵	۱۶۳ : ۷' ب
۲۲۲ : ۳' ۵	۱۹۳ : ۵' ۵	۱۶۴ : ۵' ۵
۲۲۳ : ۵' ۵	۱۹۴ : ۳' ۵	۱۶۵ : ۵' ۵
۲۲۴ : ۷' ا	۱۹۵ : ۷' ۵	۱۶۶ : ۳' ۵
۲۲۵ : ۷' ب	۱۹۶ : ۱' ا	۱۶۷ : ۷' ۵
۲۲۶ : ۷' ب	۱۹۷ : ۳' ۵	۱۶۸ : ۷' ۵
۲۲۷ : ۳' ا	۱۹۸ : ۷' ب	۱۶۹ : ۵' ۵
۲۲۸ : ۷' ۵	۱۹۹ : ۵' ۵	۱۷۰ : ۵' ۵
۲۲۹ : ۷' ا	۲۰۰ : م	۱۷۱ : ۳' ا
۲۳۰ : ۷' ۵	۲۰۱ : ۵' ۵	۱۷۲ : ۳' ا
۲۳۱ : م	۲۰۲ : ۷' ب	۱۷۳ : ۵' ۵
۲۳۲ : ۷' ب	م : م	۱۷۴ : ۷' ۵
۲۳۳ : ۷' ب	م : م	۱۷۵ : م
۲۳۴ : م	۲۰۵ : ۷' ۵	۱۷۶ : ۷' ا
۲۳۵ : م	۲۰۶ : ۵' ۵	۱۷۷ : ۷' ا
۲۳۶ : ۷' ا	۲۰۷ : م	۱۷۸ : ۷' ا
۲۳۷ : ۳' ۵	۲۰۸ : ۵' ۵	۱۷۹ : ۷' ۵
۲۳۸ : ۳' ۵	۲۰۹ : ۵' ۵	۱۸۰ : ۵' ۵
۲۳۹ : ۵' ۵	۲۱۰ : ۵' ۵	۱۸۱ : ۵' ۵
۲۴۰ : ۵' ۵	۲۱۱ : ۷' ب	۱۸۲ : ۳' ۵
۲۴۱ : ۷' ۵	۲۱۲ : ۷' ب	۱۸۳ : ۵' ۵
۲۴۲ : ۳' ا	۲۱۳ : م	۱۸۴ : ۵' ۵
۲۴۳ : ۳' ۵	م : م	۱۸۵ : ۳' ۵
۲۴۴ : ۳' ۵	۲۱۵ : ۳' ۵	۱۸۶ : م
۲۴۵ : ۵' ۵	۲۱۶ : م	۱۸۷ : ۷' ۵
۲۴۶ : ۷' ۵	۲۱۷ : م	۱۸۸ : ۷' ۵
۲۴۷ : ۵' ۵	۲۱۸ : ۳' ۵	۱۸۹ : ۳' ۵
۲۴۸ : ۵' ۵	۲۱۹ : ۵' ۵	۱۹۰ : م
۲۴۹ : ۳' ۵	۲۲۰ : ۵' ۵	۱۹۱ : ۵' ۵

۳۰۸ : ۵' ب	۴۷۹ : ۵' د	۴۵۰ : ۵' ج
۳۰۹ : ۳' ج	۴۸۰ : ۴' د	۴۵۱ : ۵' ج
۳۱۰ : ۵' ج	۴۸۱ : ۱' ب	۴۵۲ : ۳' الف
۳۱۱ : ۷' ب	۴۸۲ : ۲' ب	۴۵۳ : ۲' ب
۳۱۲ : ۵' د	۴۸۳ : ۳' ج	۴۵۴ : ۳' ج
۳۱۳ : ۵' ج	۴۸۴ : ۵' د	۴۵۵ : ۷' ب
۳۱۴ : ۵' د	۴۸۵ : ۵' د	۴۵۶ : ۷' الف
۳۱۵ : ۳' ج	۴۸۶ : ۵' ج	۴۵۷ : ۷' ب
۳۱۶ : ۳' د	۴۸۷ : ۳' ج	۴۵۸ : ۷' الف
۳۱۷ : ۵' ج	۴۸۸ : ۵' د	۴۵۹ : ۵' د
۳۱۸ : ۵' الف	۴۸۹ : ۷' الف	۴۶۰ : ۵' الف
۳۱۹ : ۵' د	۴۹۰ : ۳' ج	۴۶۱ : ۵' ب
۳۲۰ : ۳' د	۴۹۱ : ۳' ج	۴۶۲ : ۵' د
۳۲۱ : ۷' د	۴۹۲ : ۵' ج	۴۶۳ : ۵' د
۳۲۲ : ۵' ج	۴۹۳ : ۵' د	۴۶۴ : ۵' ج
۳۲۳ : ۵' ج	۴۹۴ : ۷' الف	۴۶۵ : ۳' الف
۳۲۴ : ۳' ب	۴۹۵ : ۷' ب	۴۶۶ : ۵' ج
۳۲۵ : ۱۰' ج	۴۹۶ : ۵' د	۴۶۷ : ۳' الف
۳۲۶ : ۳' ج	۴۹۷ : ۷' ب	۴۶۸ : ۳' الف
۳۲۷ : ۵' د	۴۹۸ : ۵' د	۴۶۹ : ۷' ب
۳۲۸ : ۳' الف	۴۹۹ : ۳' ج	۴۷۰ : ۷' ب
۳۲۹ : ۵' د	۵۰۰ : ۲' الف	۴۷۱ : ۷' ب
۳۳۰ : ۴' د	۵۰۱ : ۳' ج	۴۷۲ : ۳' الف
۳۳۱ : ۱' ب	۵۰۲ : ۳' الف	۴۷۳ : ۲' ب
۳۳۲ : ۳' ج	۵۰۳ : ۳' ج	۴۷۴ : ۵' د
۳۳۳ : ۷' د	۵۰۴ : ۳' ج	۴۷۵ : ۷' الف
۳۳۴ : ۵' د	۵۰۵ : ۶' ب	۴۷۶ : ۲' ب
	۵۰۶ : ۶' د	۴۷۷ : ۶' ب
	۴۰۷ : ۵' ج	۴۷۸ : ۷' الف

مجمع ابیات

شماره صفحہ	شماره غزل	تعداد ابیات	شماره صفحہ	شماره غزل	تعداد ابیات
۳	۲۹	۱۱	۷	۲۹	۷
۳	۳۰	۱۲	۱۰	۳۰	۱۰
۳	۳۱	۱۳	۱۰	۳۱	۱۰
۴	۳۲	۱۱	۱۷	۳۲	۱۷
۵	۳۳	۱۲	۱۰	۳۳	۱۰
۶	۳۴	۱۵	۹	۳۴	۹
۷	۳۵	۱۲	۱۳	۳۵	۱۳
۷	۳۶	۷	۱۳	۳۶	۱۳
۸	۳۷	۱۰	۱۰	۳۷	۱۰
۸	۳۸	۱۰	۱۱	۳۸	۱۱
۹	۳۹	۱۰	۱۲	۳۹	۱۲
۱۰	۴۰	۱۳	۱۰	۴۰	۱۰
۱۱	۴۱	۹	۱۱	۴۱	۱۱
۱۱	۴۲	۱۰	۱۰	۴۲	۱۰
۱۲	۴۳	۱۲	۱۰	۴۳	۱۰
۱۳	۴۴	۱۲	۹	۴۴	۹
۱۳	۴۵	۱۱	۹	۴۵	۹
۱۴	۴۶	۹	۱۰	۴۶	۱۰
۱۵	۴۷	۱۰	۱۴	۴۷	۱۴
۱۵	۴۸	۹	۱۲	۴۸	۱۲
۱۶	۴۹	۱۲	۱۰	۴۹	۱۰
۱۷	۵۰	۱۰	۱۰	۵۰	۱۰
۱۷	۵۱	۹	۱۰	۵۱	۱۰
۱۸	۵۲	۱۲	۱۳	۵۲	۱۳
۱۹	۵۳	۱۰	۱۱	۵۳	۱۱
۱۹	۵۴	۱۳	۱۱	۵۴	۱۱
۲۰	۵۵	۹	۱۱	۵۵	۱۱
۲۱	۵۶	۱۰	۱۰	۵۶	۱۰

شماره صفحه	شماره غزل	تعداد ابیات	شماره صفحه	شماره غزل	تعداد ابیات
۴۱	۵۷	۱۰	۵۹	۸۵	۱۰
۴۲	۵۸	۱۰	۶۰	۸۶	۱۱
۴۲	۵۹	۱۰	۶۱	۸۷	۱۲
۴۳	۶۰	۱۲	۶۲	۸۸	۱۱
۴۴	۶۱	۱۰	۶۳	۸۹	۱۰
۴۴	۶۱	۱۰	۶۴	۹۰	۱۰
۴۵	۶۲	۱۰	۶۵	۹۱	۱۱
۴۶	۶۳	۱۰	۶۶	۹۲	۱۰
۴۶	۶۴	۱۰	۶۷	۹۳	۱۰
۴۷	۶۵	۱۰	۶۸	۹۴	۱۰
۴۷	۶۶	۱۰	۶۹	۹۵	۱۰
۴۸	۶۸	۱۰	۷۰	۹۶	۱۲
۴۹	۶۹	۱۰	۷۱	۹۷	۱۰
۴۹	۷۰	۱۱	۷۲	۹۸	۱۲
۵۰	۷۱	۱۵	۷۳	۹۹	۱۰
۵۱	۷۲	۱۰	۷۴	۱۰۰	۱۲
۵۲	۷۳	۱۱	۷۵	۱۰۱	۱۰
۵۲	۷۴	۱۱	۷۶	۱۰۲	۱۵
۵۳	۷۵	۱۰	۷۷	۱۰۳	۱۱
۵۴	۷۶	۱۲	۷۸	۱۰۴	۹
۵۵	۷۷	۱۲	۷۹	۱۰۵	۱۰
۵۶	۷۸	۱۱	۸۰	۱۰۶	۱۱
۵۶	۷۹	۱۰	۸۱	۱۰۷	۱۰
۵۷	۸۰	۱۰	۸۲	۱۰۸	۱۰
۵۸	۸۱	۱۰	۸۳	۱۰۹	۱۰
۵۸	۸۲	۱۲	۸۴	۱۱۰	۱۰
۵۹	۸۳	۱۰	۸۵	۱۱۱	۱۰
			۸۶	۱۱۲	۱۰

شماره صفحہ	شماره غزل	تعداد ابیات	شماره صفحہ	شماره غزل	تعداد ابیات
۸۲	۱۱۳	۱۰	۱۰۲	۱۳۱	۱۲
۸۳	۱۱۴	۱۰	۱۰۳	۱۳۲	۱۰
۸۴	۱۱۵	۱۰	۱۰۴	۱۳۳	۱۰
۸۵	۱۱۶	۹	۱۰۵	۱۳۴	۱۰
۸۶	۱۱۷	۱۰	۱۰۶	۱۳۵	۱۲
۸۷	۱۱۸	۱۳	۱۰۷	۱۳۶	۱۱
۸۸	۱۱۹	۱۰	۱۰۸	۱۳۷	۱۰
۸۹	۱۲۰	۱۰	۱۰۹	۱۳۸	۱۱
۹۰	۱۲۱	۱۲	۱۱۰	۱۳۹	۱۱
۹۱	۱۲۲	۱۰	۱۱۱	۱۴۰	۱۲
۹۲	۱۲۳	۱۲	۱۱۲	۱۴۱	۱۲
۹۳	۱۲۴	۱۲	۱۱۳	۱۴۲	۱۱
۹۴	۱۲۵	۱۱	۱۱۴	۱۴۳	۱۲
۹۵	۱۲۶	۱۱	۱۱۵	۱۴۴	۱۲
۹۶	۱۲۷	۱۰	۱۱۶	۱۴۵	۱۲
۹۷	۱۲۸	۱۲	۱۱۷	۱۴۶	۱۲
۹۸	۱۲۹	۱۲	۱۱۸	۱۴۷	۱۲
۹۹	۱۳۰	۱۲	۱۱۹	۱۴۸	۱۲
۱۰۰	۱۳۱	۱۲	۱۲۰	۱۴۹	۱۲
۱۰۱	۱۳۲	۱۰	۱۲۱	۱۵۰	۱۲
۱۰۲	۱۳۳	۱۰	۱۲۲	۱۵۱	۱۲
۱۰۳	۱۳۴	۱۰	۱۲۳	۱۵۲	۱۲
۱۰۴	۱۳۵	۱۰	۱۲۴	۱۵۳	۱۲
۱۰۵	۱۳۶	۱۰	۱۲۵	۱۵۴	۱۲
۱۰۶	۱۳۷	۱۰	۱۲۶	۱۵۵	۱۲
۱۰۷	۱۳۸	۱۰	۱۲۷	۱۵۶	۱۲
۱۰۸	۱۳۹	۱۰	۱۲۸	۱۵۷	۱۲
۱۰۹	۱۴۰	۱۲	۱۲۹	۱۵۸	۱۲
۱۱۰	۱۴۱	۱۲	۱۳۰	۱۵۹	۱۲
۱۱۱	۱۴۲	۱۲	۱۳۱	۱۶۰	۱۲
۱۱۲	۱۴۳	۱۲	۱۳۲	۱۶۱	۱۲
۱۱۳	۱۴۴	۱۲	۱۳۳	۱۶۲	۱۲
۱۱۴	۱۴۵	۱۲	۱۳۴	۱۶۳	۱۲
۱۱۵	۱۴۶	۱۲	۱۳۵	۱۶۴	۱۲
۱۱۶	۱۴۷	۱۲	۱۳۶	۱۶۵	۱۲
۱۱۷	۱۴۸	۱۲	۱۳۷	۱۶۶	۱۲
۱۱۸	۱۴۹	۱۲	۱۳۸	۱۶۷	۱۲
۱۱۹	۱۵۰	۱۲	۱۳۹	۱۶۸	۱۲
۱۲۰	۱۵۱	۱۲	۱۴۰	۱۶۹	۱۲

شماره صفحہ	شماره قول	تعداد ابیات	شماره صفحہ	شماره قول	تعداد ابیات
۱۴۳	۱۹۶	۱۵۰	۱۴	۱۹۹	۱۴۳
۱۴۴	۱۹۷	۱۵۱	۱۵	۱۷۰	۱۴۴
۱۴۵	۱۹۹	۱۵۱	۱۵	۱۷۱	۱۴۵
۱۴۶	۲۰۰	۱۵۲	۱۵	۱۷۲	۱۴۶
۱۴۷	۲۰۱	۱۵۳	۹	۱۷۳	۱۴۷
۱۴۸	۲۰۲	۱۵۴	۱۰	۱۷۴	۱۴۸
۱۴۹	۲۰۳	۱۵۴	۱۵	۱۷۵	۱۴۹
۱۵۰	۲۰۴	۱۵۵	۱۲	۱۷۶	۱۵۰
۱۵۱	۲۰۵	۱۵۵	۱۱	۱۷۷	۱۵۱
۱۵۲	۲۰۶	۱۵۶	۱۱	۱۷۸	۱۵۲
۱۵۳	۲۰۷	۱۵۶	۱۰	۱۷۹	۱۵۳
۱۵۴	۲۰۸	۱۵۷	۱۰	۱۸۰	۱۵۴
۱۵۵	۲۰۹	۱۵۸	۱۰	۱۸۱	۱۵۵
۱۵۶	۲۱۰	۱۵۹	۱۰	۱۸۲	۱۵۶
۱۵۷	۲۱۱	۱۵۹	۱۰	۱۸۳	۱۵۷
۱۵۸	۲۱۲	۱۶۰	۹	۱۸۴	۱۵۸
۱۵۹	۲۱۳	۱۶۱	۱۰	۱۸۵	۱۵۹
۱۶۰	۲۱۴	۱۶۲	۱۰	۱۸۶	۱۶۰
۱۶۱	۲۱۵	۱۶۲	۹	۱۸۷	۱۶۱
۱۶۲	۲۱۶	۱۶۳	۱۰	۱۸۸	۱۶۲
۱۶۳	۲۱۷	۱۶۴	۱۰	۱۸۹	۱۶۳
۱۶۴	۲۱۸	۱۶۵	۱۰	۱۹۰	۱۶۴
۱۶۵	۲۱۹	۱۶۵	۱۰	۱۹۱	۱۶۵
۱۶۶	۲۲۰	۱۶۶	۱۰	۱۹۲	۱۶۶
۱۶۷	۲۲۱	۱۶۷	۱۰	۱۹۳	۱۶۷
۱۶۸	۲۲۲	۱۶۷	۱۰	۱۹۴	۱۶۸
۱۶۹	۲۲۳	۱۶۸	۱۰	۱۹۵	۱۶۹
۱۷۰	۲۲۴	۱۶۹	۹	۱۹۶	۱۷۰

شماره صفحہ	شماره غزل	تعداد ابیات	شماره صفحہ	شماره غزل	تعداد ابیات
۱۳۹	۲۲۵	۱۰	۱۹۲	۲۵۲	۱۰
۱۴۰	۲۲۶	۱۰	۱۹۲	۲۵۳	۱۳
۱۴۱	۲۲۷	۱۵	۱۹۳	۲۵۵	۹
۱۴۲	۲۲۸	۱۱	۱۹۴	۲۵۶	۱۰
۱۴۳	۲۲۹	۱۲	۱۹۵	۲۵۷	۱۰
۱۴۴	۲۳۰	۱۵	۱۹۶	۲۵۸	۱۱
۱۴۵	۲۳۱	۱۰	۱۹۷	۲۵۹	۱۲
۱۴۶	۲۳۲	۱۳	۱۹۸	۲۶۰	۱۱
۱۴۷	۲۳۳	۹	۱۹۸	۲۶۱	۱۰
۱۴۸	۲۳۴	۱۱	۱۹۹	۲۶۲	۱۰
۱۴۹	۲۳۵	۱۱	۱۹۹	۲۶۳	۱۰
۱۵۰	۲۳۶	۱۱	۲۰۰	۲۶۴	۱۱
۱۵۱	۲۳۷	۱۵	۲۰۱	۲۶۵	۱۰
۱۵۲	۲۳۸	۱۱	۲۰۱	۲۶۶	۱۰
۱۵۳	۲۳۹	۹	۲۰۲	۲۶۷	۹
۱۵۴	۲۴۰	۱۲	۲۰۳	۲۶۸	۱۰
۱۵۵	۲۴۱	۱۲	۲۰۳	۲۶۹	۱۰
۱۵۶	۲۴۲	۲۰	۲۰۴	۲۷۰	۱۰
۱۵۷	۲۴۳	۱۰	۲۰۴	۲۷۱	۱۰
۱۵۸	۲۴۴	۱۲	۲۰۵	۲۷۲	۱۰
۱۵۹	۲۴۵	۹	۲۰۶	۲۷۳	۱۱
۱۶۰	۲۴۶	۱۱	۲۰۶	۲۷۴	۱۰
۱۶۱	۲۴۷	۱۲	۲۰۷	۲۷۵	۱۵
۱۶۲	۲۴۸	۱۰	۲۰۸	۲۷۶	۹
۱۶۳	۲۴۹	۱۳	۲۰۹	۲۷۷	۱۱
۱۶۴	۲۵۰	۱۰	۲۱۰	۲۷۸	۱۰
۱۶۵	۲۵۱	۱۰	۲۱۱	۲۷۹	۱۳
۱۶۶	۲۵۲	۱۲	۲۱۲	۲۸۰	۱۰

شماره سفر	شماره منزل	تعداد ابیات	شماره سفر	شماره منزل	تعداد ابیات
۲۱۹	۲۸۱	۹	۲۴۴	۳۱۰	۹
۲۱۹	۲۸۲	۱۲	۲۴۵	۳۱۱	۱
۲۲۰	۲۸۳	۱۰	۲۴۵	۳۱۲	۱
۲۲۱	۲۸۴	۱۰	۲۴۶	۳۱۳	۱۵
۲۲۲	۲۸۵	۱۲	۲۴۷	۳۱۴	۱
۲۲۲	۲۸۶	۱۰	۲۴۷	۳۱۵	۱۰
۲۲۳	۲۸۷	۱۲	۲۴۸	۳۱۶	۱۱
۲۲۴	۲۸۸	۱۱	۲۴۸	۳۱۷	۱۰
۲۲۵	۲۸۹	۱۱	۲۴۹	۳۱۸	۹
۲۲۶	۲۹۰	۱۰	۲۵۰	۳۱۹	۱۵
۲۲۶	۲۹۱	۱۱	۲۵۱	۳۲۰	۱۰
۲۲۷	۲۹۲	۹	۲۵۱	۳۲۱	۱۳
۲۲۸	۲۹۳	۹	۲۵۲	۳۲۲	۱
۲۲۸	۲۹۴	۱۰	۲۵۲	۳۲۳	۱۰
۲۲۹	۲۹۵	۹	۲۵۶	۳۲۴	۹
۲۰۹	۲۹۶	۱۲	۲۵۶	۳۲۵	۷
۲۱۰	۲۹۷	۱۰	۲۵۶	۳۲۶	۱۰
۲۳۱	۲۹۸	۱۱	۲۵۶	۳۲۶	۱۰
۲۳۱	۲۹۹	۱۵	۲۵۸	۳۲۸	۹
۲۳۲	۳۰۰	۱۱	۲۵۹	۳۲۹	۱۳
۲۳۲	۳۰۱	۱۰	۲۵۹	۳۳۰	۹
۲۳۴	۳۰۲	۱۱	۲۶۰	۳۳۱	۱۰
۲۳۵	۳۰۳	۱	۲۶۰	۳۳۲	۱۱
۲۳۵	۳۰۴	۱۰	۲۶۰	۳۳۲	۷
۲۳۶	۳۰۵	۱۰	۲۶۴	۳۳۳	۷
۲۳۶	۳۰۶	۱۲	مجموع ابیات منزلیات: ۳۶۱		
۲۳۷	۳۰۷	۱۷			
۲۳۸	۳۰۸	۱۳	فترات		۲۶۵
۲۳۹	۳۰۹	۱۲			
			مجموع کل ابیات =		۳۰۱۴

انخاص و اماکن غزلیات

حافظ
 حزی، [شیخ علی] ۳۸ : ۵۱ : ۷ : ۶۴ : ۹ : ۹۰ : ۱۲۳ : ۱۶۹ : منقطع
 (بزرگ : شیخ علی)

حسرتی از نواب مصطفی خان شیفته ۲۵ : ۳۴ : منقطع ۳۱۲ : ۲۷۶ : منقطع ۳۰۴ : ۳۰۴ : ۹
 (بزرگ : شیفته : مصطفی خان)

۸ : ۱۵۱ : ۱۰۹

حسرتی (مراد از نواب محمد یوسف علی خان : نواب دایم) ۳۶۰ : ۳۳۱ : ۳ : و منقطع

۲ : ۸۹ : ۶۲

حیدر ۱۵۳ : ۲۰۱ : ۱۲ : ۳۴ : ۱۵۳ : منقطع ۱۶۶ : ۲۲۰ : ۱۴

۱۱ : ۳۰۶ : ۰۳۶

۲۵۷ : ۲۲۶ : ۱۱ : بزرگ : تقسّم الدوله

۳ : ۱۱ : ۴ : ۴ : ۴ : ۸۰ : ۶ : ۶ : ۷ : ۴۵ : ۴۳ : ۴۳

۱۲۲ : ۱۶۷ : ۴ : ۱۳۳ : ۱۶۸ : ۶ : ۱۲۶ : ۱۷۷ : ۳ : ۱۳۳ : ۱۳۳ : ۱۳۳

۱۵۵ : ۲۰۵ : منقطع ۱۷۷ : ۲۳۵ : ۱۰ : ۲۲۲ : ۲۲۲ : ۲۲۲ : ۲۲۲ : ۲۲۲

۲۵۷ : ۳۲۷ : ۹ : ۳۶۰ : ۳۲۲

۱۴۳ : ۱۹۰ :

خسرو [پروین]

قیلی (حسرت ابراهیم) ۵۷ : ۸۱ : ۴ : ۱۵۰ : ۱۹۷ : منقطع ۱۶۶ : ۲۲۰ : ۵

۱۳۰ : ۱۷۸ : ۵ : ۳۲۶ : ۲۹۰ : منقطع

۲۳۸ : ۳۰۸ : ۱۲

داندو

۱۳۰ : ۱۷۸ : ۵ : ۲۵۶ : ۲

دستم

۱۱۳ : ۱۵۵ : ۷ : ۱۸۳ : ۱۳۲ : ۹

رضوان

۳۱۲ : ۴۷۸ : ۹

روح الامیر

۷ : ۷ : منقطع ۵۰ : ۷۱ : ۴ : ۹۴ : ۱۳۰ : ۹

زودشت

۱۹۹ : ۲۶۱ : ۴

۶ : ۴ : ۶ : ۳۷ : ۶۶ : ۶ : ۱۶۹ : ۱۷۷ : ۳ : ۲۲۳ : ۲۸۵ : ۵

زینا

۲۲۶ : ۲۹۰ : ۷

۱۹۶ : ۲۵۹ : ۵

سما

سراج الدین احمد (مولوی) ۱۵ : ۱۹ : منقطع

۲۶۷ : ۳۱۵ : منقطع

سعدی

۹۳ : ۱۲۸ : ۳ : ۵۴ : ۱۳۰ : متعلق : ۱۱۹ : ۱۶۳ : ۱۶۶ : ۱۶۶ : ۱۶۶ : ۱۶۶

۲۰۱ : ۲۶۶ : ۳ : ۲۰۳ : ۲۶۸ : ۲۶۶

۹ : ۱۹ : ۳ : ۱۹ : ۹

رک : دلیم فریزر

۱۵۰ : ۱۹۷ : ۹

۱۸۳ : ۲۳۳ : ۳

۷ : ۱۹۸ : ۱۵۱

۷۳ : ۱۰۰ : متعلق

۱۳۷ : ۱۰۰ : متعلق

۱۵۰ : ۱۹۷ : متعلق

۵۱ : ۷۲ : ۵۰ : ۹۸ : ۱۳۵ : ۷ : ۲۰۱ : ۲۶۶ : ۲۳۷ : ۲۹۳ : ۷

۱۰۴ : ۱۴۳ : ۷

۱۱۰ : ۱۵۳ : ۶ : ۲۰۳ : ۲۶۸ : ۹

۵ : ۲۲۴ : ۲۵۶ : ۲۶۶ : ۲۶۶ : ۲۶۶

۵ : ۲۳۰ : ۱۶۶ : ۱۰ : ۱۵۱ : ۱۰۹ : ۱۰۴ : ۱۰۴ : ۱۰۴

۲۲۴ : ۲۲۴ : متعلق

۶ : ۹۲ : ۶ : ۹۱ : ۱۱۱ : ۷ : ۱۶۲ : ۲۱۵ : ۲۱۵

۳ : ۶۵ : ۳ : ۵۷ : ۸۱ : ۳

۵۱ : ۷۲ : ۵ : ۸۵ : ۱۱۷ : ۸ : ۱۳۳ : ۱۹۰ : ۱۵۴ : ۱۵۴ : ۱۵۴

۱۹۰ : ۲۵۱ : ۵ : ۱۹۸ : ۲۶۱ : متعلق : ۲۲۲ : ۲۲۲ : ۲۲۲

۱۰۵ : ۱۳۵ : ۱۰ : ۱۱۹ : ۱۶۳ : ۱۳۳ : ۱۳۳ : ۱۳۳ : ۱۳۳

۱۵۲ : ۲۰۰ : ۱۰ : ۱۹۸ : ۲۰۰ : متعلق : ۲۲۶ : ۲۲۶ : ۲۲۶

۱۳ : ۲۲۴ : ۲۵۷ : ۲۵۷ : ۲۵۷ : ۲۵۷ : ۲۵۷

۲۲۴ : ۲۲۴ : متعلق : ۲۰۰ : ۲۰۰ : ۲۰۰ : ۲۰۰ : ۲۰۰ : ۲۰۰

۲۵۰ : ۳۱۹ : ۹

۲۱۳ : ۲۶۸ : ۹ : ۲۲۶ : ۲۲۶ : ۲۲۶

۳ : ۱۹۳ : ۱۳۶ : ۸ : ۵۷ : ۲۰ : ۲۰ : ۲۰ : ۲۰

۳ : ۲۲۴ : ۳۰

مستطیجان (خواب) : ۱۰۶ : ۱۳۶ : متعلق (نیز رک، صرق، شیفته)

فریزر

فریزر

فریزر

فغانی (پیرانی)

قلاطون (عقلاطون)

قیضی (برایضی - فیاضی)

قماردن

قیض

قیض

کاوس

کسری

کلب علی خاں (نواب - نواب پسر)

کلیف (صفت سوزنی - الله)

کلیف (کاشانی)

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

کوتل

گنجان بیاد (سرم چ) : ۱۷۸ : ۱۳۰ : منقلع

منصور ۲۳ : ۲۳ : ۲۷ : ۹۳ : ۹۰ : ۹۰ : ۱۳۰ : ۱۳۰ : ۱۳۰ : ۱۳۰

۱۵۳ : ۲۰۱ : ۱۵۳ : ۲۱۳ : ۲۷۷ : ۳

۱۵۰ : ۱۹۷ : ۱۵۳ : ۳۰۰ : ۳۰۰ : ۳۲۹ : ۳۲۹ : ۳

سوی

۲ : ۳۳۲ : ۲۳۰

تغیری [نیشاپوری] : ۱۲ : ۱۲۰ : ۱۱۶ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰

۱۳۲ : ۱۲۳ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰ : ۱۲۰

۲۱۳ : ۲۷۷ : ۲۱۳ : ۲۷۷ : ۲۷۷ : ۲۷۷ : ۲۷۷ : ۲۷۷ : ۲۷۷ : ۲۷۷

۹ : ۱۰۹ : ۸۰

فرد

۳ : ۳۰۰ : ۵۲

فرع

نتر (زب نیدالدین - نشان) : ۲۳ : ۲۳ : ۲۳ : ۲۳

۱۳۶ : ۱۹۳ : ۱۳۶

ولیم فریزر

۱۵۳ : ۲۰۰ : ۲۱۳ : ۲۷۷ : ۲۷۷ : ۲۷۷

بارد

۵ : ۱۹۸ : ۱۵۱

همایون

۱۰ : ۱۵۱ : ۱۰۹

یزید

۳ : ۱۲۷ : ۱۲۹

یعقوب

۹۷ : ۱۳۳ : ۵ : ۱۲۱ : ۲۱۳ : ۲۲۸ : ۲۹۳ : ۲۹۳

پرست

۳۳۶ : ۳۰۶ : ۷ : ۳۵۶ : ۳۳۶ : ۵ : ۳۳۶ : ۳۵۶ : ۳۳۶ : ۳۳۶

اماکن غزلیات

۲۰۰ : ۱۵۱ : ۱۷۱ : ۲۳۷ : ۲۳۷ : ۲۳۷ : ۲۳۷ : ۲۳۷ : ۲۳۷ : ۲۳۷

اصفهان

۹ : ۳۰۰ : ۱۵۲

یابل

۵۲ : ۳۷ : ۶ : ۱۰۳ : ۱۳۱ : ۱۳۱ : ۱۳۱ : ۱۳۱

خاک

۵۵ : ۷۸ : ۹ : ۹۳ : ۱۲۸ : ۱۲۸ : ۱۲۸ : ۱۲۸

نقداد

۵۵ : ۷۸ : ۹

بسطام

۸ : ۱۰۵ : ۷۷

پارس

۳۶۸ : ۳۶۸ : ۳۶۸

تبریز

۹ : ۷۸ : ۵۵

مشار

۱۰ : ۳۲۶ : ۳۵۷

جارد

آزاد، مفتی صدیق الدین کشمیری دہلوی وفات وصال تاریخ ۱۱ ذی القعدة ۱۲۵۵ھ (۱۸۶۹ء) بمقام سال
تاسیس (چیس) حکومت لڑائی کرچہ انگلستان ۳۱ مئی ۱۸۵۲ء، بیگزڑی حکومت چندا گلزار ۱۲۵۲ تا ۱۲۵۳ھ
(بیگانہ ۱۲۵۳ء) واپس انگلستان ۱۶ دسمبر ۱۸۵۲ء واپس بر آگرہ ۲۵ دسمبر ۱۸۵۲ء، بیگزڑی تا ۱۸۵۳ء اور اہل ہندو آف
ہندو ۱۸۵۳ء اور لڑائی حکومت چند ۱۸۵۳ء، بیگزڑی تا ۱۸۵۴ء اور لڑائی حکومت ۱۸۵۴ء اور
۱۸۵۴ء، وفات بریلی ۱ اکتوبر ۱۸۵۴ء۔

چیس تاسیس، رگ، تاسیس و

حسرتی نواب محمد مصطفیٰ خان شیفتہ، و۔۔۔ وفات، دہلی ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء) ایشامت و تکرار کش
جہ خان ۱۲۵۲ھ (۱۸۳۶ء) واسطہ جانا دہلی ۱۰ ذی القعدة ۱۲۵۴ھ واپس بر صلی ۲۳ ذی القعدة
۱۲۵۶ھ (۱۸۴۰ء) وفات دہلی ریچا شالی ۲۸ ذی القعدة ۱۲۵۶ھ۔

خان محمدان خان، رگ، مختصر الدولہ

سراج الدین احمد، مولوی، کہ غالب کے خاص خاص دوستوں میں تھے (مرد صفر ۱۶۶)۔
عجب نہیں کہ لاہور کے باشندے ہوں (تفرقات ص ۲۵ و صفحہ ۸) جدا گہر پر مفتی و فخر کونہ فارسی
یا خلیل الدین خانی بدوئی سے ورشتہ داری دہلی بھی دودا قیاس نہیں (تفرقات ص ۲۵ و صفحہ ۸)
۲۶ خود ص ۳۹۲ میں وقت غالب گلزار گئے ہیں۔ یہ ایمان و فخر کونسل، اسے تھے (خط ۳۲) اس کے بعد
ایک تپان زخمی تھے کہ یہ نیت بخش پیش گاہ مصداقات ہو گئے تھے (خط ۳۲) جب امر کو بدلی کہ
کدوا کے سلسلے میں ختم گلزار تھے، غالب ص ۱۱۵، ص ۱۱۵ میں عمل و عا کی ترتیب ان کی تحریر سے بدلی تھی
اس کا ذکر اس کے دیباچے میں ہے۔ دیوان فارسی میں بھی انہیں یاد کیا ہے:

سراج الدین احمد چارہ جز تسلیم نیست

وہ غالب کی گزشتہ غزل خانی را

مقلی کا ابتدائی شکل ہے۔ دیوان مرد و جوی صریح آخر میں کچھ تغیر کیا ہے۔ ان کے نام کے، خود
میں دو رام تفرقات میں ہیں ان میں ہے گیا بدوئی میں شترک ہیں غالب نے اور اسی ۱۸۵۹ء میں
لاہور کے انہیں، مجھ پر پتہ لاہور ایک خانی را و خانہ ۱۲۵۴ء کے کچھ بعد لکھا ہوا ہے ان کے نام
کے ساتھ رشتہ اللہ علیہ السلام ہے۔ (مرد صفر ۱۶۶) تا کہ غالب، ص ۵۷۔

ان کے وطن کے بارے میں جناب تاسیس عبدالمود صاحب نے لکھا کہ ان کے تاسیس میں اشترا
کیا ہے بعض خطوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کھٹو مسکن قدیم ص ۱۶۲۔

مقابض کے لئے باغ و دود میں جو جہ کے نام کے پہلے دو خط بھی دیکھیں ان میں مولانا سراج الدین
احمد اکبر آبادی کا ذکر ہے (باغ و دود ص ۱۱۵ تحقیق تاریخ ص ۳-۸)۔

شیفتہ، رگ، حسرتی۔

طلسم معنی

میرت

میر

مطلع	۱۹	۱۵
۳	۲۱	۱۶
۵	۲۳	۱۷
۳	۲۴	۱۸
مطلع	۲۴	۲۲
۲	۵۸	۳۲
۲	۹۳	۴۸
۵	۱۳۱	۵۸
مطلع	۲۱۵	۱۴۶
مطلع	۲۳۰	۱۷۸
۲	۲۵۰	۱۹۰
۵	۲۵۰	۱۹۰
مطلع	۲۵۶	۱۹۵
۸	۲۵۶	۱۹۵

دشمنه

۹	۳۹	۳۶
۷	۷۷	۵۴
۷	۱۰۸	۷۹
۲	۱۲۳	۸۹
۷	۱۲۸	۹۳
۱۰	۱۲۹	۹۳
۷	۱۵۰	۱۰۸
۳	۱۶۸	۱۳۳
۵	۱۸۲	۱۳۷
۲	۲۵۶	۱۹۵
مطلع	۲۹۰	۲۲۶

۳	۱۶۳	۱۱۹
۳	۱۶۵	۱۲۰
۸	۱۶۵	۱۲۰
۸	۱۷۷	۱۳۹
۹	۱۷۸	۱۴۰
۷	۱۷۹	۱۴۲
۵	۱۸۵	۱۴۸
۳	۱۹۰	۱۵۳
۲	۱۹۲	۱۵۵
مطلع	۲۰۱	۱۵۳
۷	۲۰۳	۱۵۴
۳	۲۱۶	۱۶۳
مطلع	۲۱۷	۱۶۳
۸	۲۲۱	۱۶۷
۵	۲۲۹	۱۷۴
۷	۲۳۱	۱۷۴
۳	۲۳۲	۱۸۲
۱۳	۲۳۲	۱۸۲
مطلع	۲۳۸	۱۸۷
۳	۲۴۹	۱۸۹
مطلع	۲۵۱	۱۹۰
۱۲	۲۵۴	۱۹۲
۷	۲۹۳	۲۳۸
۱۲	۲۹۹	۲۴۱
۱۴	۲۹۹	۲۴۱
مطلع	۳۰۳	۲۴۵
مطلع	۳۰۷	۲۴۷
۲	۳۰۷	۲۴۷
۲	۳۱۱	۲۴۵

۵	۱	۶
۵	۲	۳
۲	۹	۸
۳	۱۸	۱۴
۲	۲۴	۱۸
۵	۳۰	۲۲
۳	۳۲	۲۲
۸	۳۹	۲۸
۲	۵۶	۴۱
۳	۷۲	۵۱
۹	۷۹	۵۷
۵	۸۲	۵۸
۷	۹۳	۶۷
۸	۹۵	۶۹
۷	۹۹	۷۲
۲	۱۰۹	۸۰
۳	۱۰۹	۸۰
۷	۱۰۹	۸۰
۳	۱۱۲	۸۲
۳	۱۱۴	۸۲
۳	۱۱۸	۸۶
مطلع	۱۱۸	۸۶
۷	۱۲۱	۸۸
۳	۱۱۰	۹۲
۳	۱۵۱	۱۰۹
۲	۱۵۱	۱۰۹
۳	۱۵۷	۱۱۴

۲ : ۳۱۹ : ۲۵۰

نار

۸ : ۳ : ۳

۱۱ : ۲ : ۳

۸ : ۳ : ۳

۲ : ۲ : ۲

۸ : ۲ : ۲

مطلع : ۷ : ۷

۹ : ۷ : ۷

۵ : ۱۳ : ۱۱

۸ : ۱۴ : ۱۱

۸ : ۱۷ : ۱۳

۲ : ۲۳ : ۱۷

۲ : ۲۲ : ۱۹

۷ : ۲۲ : ۱۹

۸ : ۲۲ : ۱۹

۹ : ۲۸ : ۲۱

۳ : ۳۰ : ۲۲

مطلع : ۳۰ : ۲۲

۷ : ۳۱ : ۲۲

۳ : ۳۳ : ۲۲

۸ : ۳۵ : ۲۵

مطلع : ۳۷ : ۲۷

۷ : ۳۷ : ۲۲

۲ : ۳۹ : ۲۸

۸ : ۳۹ : ۲۸

۲ : ۴۰ : ۲۹

۳ : ۴۲ : ۳۲

۲ : ۱۷۷ : ۱۲۲

۸ : ۱۷۷ : ۱۲۹

۵ : ۲۱۳ : ۱۷۱

۲ : ۲۱۳ : ۱۷۱

غزوة

۱۱ : ۷ : ۷

۳ : ۵۱ : ۳۸

۲ : ۵۷ : ۳۱

۲ : ۱۵۱ : ۱۰۹

۵ : ۱۲۳ : ۱۱۹

۷ : ۱۲۷ : ۱۲۲

۷ : ۱۸۴ : ۱۳۷

۳ : ۲۰۲ : ۱۵۲

۹ : ۲۳۱ : ۱۸۱

مطلع : ۲۵ : ۱۹

۵ : ۲۵۳ : ۱۹۲

۹ : ۲۶۲ : ۱۹۹

۷ : ۲۶۸ : ۲۰۳

۲ : ۲۶۷ : ۲۱۳

۲ : ۲۶۷ : ۲۱۳

۳ : ۳۱۲ : ۲۳۲

۹ : ۳۰۷ : ۲۳۷

۵ : ۳۳۱ : ۲۵۱

منظر

۱۰ : ۹۲ : ۷۰

۲ : ۳۰۱ : ۱۵۲

۲ : ۲۱۹ : ۱۲۵

۹ : ۲۹۱ : ۲۲۲

مطلع : ۳۱۵ : ۲۲۷

شوخ شرفی

۱۲ : ۷۲ : ۱۹

مطلع : ۲۸ : ۲۱

۹ : ۳۰ : ۲۲

۷ : ۳۲ : ۲۳

۷ : ۵۴ : ۳۹

۲ : ۲۳ : ۳۵

۹ : ۲۶ : ۳۷

۳ : ۱۰۱ : ۷۴

۷ : ۱۰۱ : ۷۴

۲ : ۱۲۵ : ۹۱

مطلع : ۱۲۲ : ۹۱

مطلع : ۱۵۲ : ۱۱۰

۳ : ۱۵۲ : ۱۱۳

۲ : ۱۷۱ : ۱۱۷

۲ : ۱۷۵ : ۱۲۸

۸ : ۲۶۲ : ۲۰۰

عشرت

۸ : ۳ : ۳

۵ : ۱۰۲ : ۷۵

۲ : ۱۱۲ : ۸۲

۳ : ۱۲۸ : ۹۲

۸ : ۱۳۰ : ۹۳

۵ : ۱۳۵ : ۹۸

۵ : ۱۶۲ : ۱۲۱

مطلع : ۱۷۲ : ۱۲۷	۷ : ۱۰۷ : ۷۹	۷ : ۱۰۷ : ۷۹
۴ : ۱۷۲ : ۱۲۹	مطلع : ۱۰۹ : ۸۰	۱۲ : ۱۰۷ : ۷۹
۳ : ۱۷۲ : ۱۲۹	۵ : ۱۱۰ : ۸۱	۸ : ۱۰۷ : ۷۹
۹ : ۱۷۲ : ۱۲۹	۵ : ۱۱۲ : ۸۲	۹ : ۱۰۷ : ۷۹
۱۰ : ۱۷۲ : ۱۲۹	۷ : ۱۱۲ : ۸۲	۴ : ۱۰۷ : ۷۹
۸ : ۱۸۰ : ۱۳۳	۳ : ۱۱۳ : ۸۲	مطلع : ۵۵ : ۱۰۷
۷ : ۱۸۵ : ۱۳۸	۸ : ۱۱۳ : ۸۳	۷ : ۱۰۷ : ۷۹
۷ : ۱۸۷ : ۱۳۹	۷ : ۱۱۴ : ۸۳	۴ : ۱۰۷ : ۷۹
۷ : ۱۸۷ : ۱۴۰	۸ : ۱۱۴ : ۸۳	۵ : ۱۰۷ : ۷۹
۴ : ۱۸۹ : ۱۴۲	۳ : ۱۱۸ : ۸۷	۸ : ۱۰۷ : ۷۹
۷ : ۱۹۲ : ۱۴۵	مطلع : ۱۲۲ : ۸۸	۴ : ۱۰۷ : ۷۹
۳ : ۱۹۳ : ۱۴۷	۷ : ۱۲۴ : ۹۰	۷ : ۱۰۷ : ۷۹
۱۰ : ۲۰۵ : ۱۵۵	۹ : ۱۲۹ : ۹۳	۲ : ۱۰۷ : ۷۹
۳ : ۲۱۱ : ۱۵۹	۷ : ۱۳۰ : ۹۴	۸ : ۱۰۷ : ۷۹
مطلع : ۲۱۹ : ۱۶۵	۱۱ : ۱۳۲ : ۹۷	۲ : ۱۰۷ : ۷۹
۹ : ۲۱۹ : ۱۶۵	مطلع : ۱۳۲ : ۹۷	۵ : ۱۰۷ : ۷۹
۹ : ۲۲۱ : ۱۶۷	۹ : ۱۳۳ : ۹۷	۱۰ : ۱۰۷ : ۷۹
۸ : ۲۲۲ : ۱۶۷	۲ : ۱۳۸ : ۱۰۰	۳ : ۱۰۷ : ۷۹
۷ : ۲۲۳ : ۱۶۸	۷ : ۱۳۸ : ۱۰۰	۲ : ۱۰۷ : ۷۹
۸ : ۲۲۳ : ۱۶۹	مطلع : ۱۳۹ : ۱۰۱	مطلع : ۷۹ : ۱۰۷
۱۱ : ۲۲۳ : ۱۶۹	۱۰ : ۱۴۱ : ۱۰۲	۸ : ۱۰۷ : ۷۹
۵ : ۲۲۵ : ۱۶۹	۴ : ۱۴۵ : ۱۰۵	۷ : ۱۰۷ : ۷۹
۳ : ۲۲۷ : ۱۷۱	مطلع : ۱۴۷ : ۱۰۷	مطلع : ۸۸ : ۱۰۷
۲ : ۲۲۹ : ۱۷۳	۷ : ۱۴۷ : ۱۰۷	۲ : ۱۰۷ : ۷۹
۵ : ۲۳۳ : ۱۷۷	۹ : ۱۴۹ : ۱۰۸	۲ : ۱۰۷ : ۷۹
۷ : ۲۳۳ : ۱۷۷	۳ : ۱۵۴ : ۱۱۰	۹ : ۱۰۷ : ۷۹
۹ : ۲۳۷ : ۱۷۸	۸ : ۱۵۵ : ۱۱۳	۳ : ۱۰۷ : ۷۹
مطلع : ۲۳۸ : ۱۷۹	۳ : ۱۵۷ : ۱۱۴	۱۰ : ۱۰۷ : ۷۹
مطلع : ۲۳۸ : ۱۷۹	۷ : ۱۶۳ : ۱۱۹	۴ : ۱۰۷ : ۷۹

۳ : ۱۰۰ : ۷۴	۵ : ۳۱۹ : ۲۵۰	۷ : ۲۳۹ : ۱۸۰
۴ : ۱۰۱ : ۷۴	۵ : ۳۲۱ : ۲۵۱	۵ : ۲۴۰ : ۱۸۱
۸ : ۱۰۹ : ۸۰	۹ : ۳۲۲ : ۲۵۲	۵ : ۲۴۱ : ۱۸۱
۹ : ۱۱۳ : ۸۲	مطلع : ۳۲۳ : ۲۵۲	۵ : ۲۴۲ : ۱۸۲
۸ : ۱۲۲ : ۸۸	۱۳ : ۳۲۴ : ۲۵۷	۱۵ : ۲۴۲ : ۱۸۲
۲ : ۱۲۷ : ۹۲	۵ : ۳۲۷ : ۲۵۷	۱۰ : ۲۴۴ : ۱۸۵
۴ : ۱۲۹ : ۹۴	۷ : ۳۲۸ : ۲۵۸	۲ : ۲۴۹ : ۱۸۹
مطلع : ۱۳۰ : ۹۴	۱ : فزائت : ۲۶۵	۷ : ۲۵۰ : ۱۹۰
۵ : ۱۳۱ : ۹۵	وقتا	۸ : ۲۵۴ : ۱۹۲
۴ : ۱۳۲ : ۱۰۳		۷ : ۲۵۷ : ۱۹۵
مطلع : ۱۳۹ : ۱۰۸	۲ : ۳ : ۳	مطلع : ۲۵۷ : ۱۹۵
۸ : ۱۴۳ : ۱۲۷	۵ : ۱۷ : ۱۳	۴ : ۲۵۸ : ۱۹۷
۲ : ۱۴۹ : ۱۳۲	مطلع : ۲۲ : ۱۷	۹ : ۲۶۲ : ۱۹۹
مطلع : ۱۸۰ : ۱۳۲	۹ : ۳۰ : ۲۲	۲ : ۲۶۳ : ۱۹۹
مطلع : ۱۸۱ : ۱۳۴	مطلع : ۳۴ : ۲۵	۷ : ۲۶۴ : ۲۰۰
۷ : ۱۸۲ : ۱۳۵	۷ : ۳۴ : ۳۲	۷ : ۲۶۵ : ۲۰۴
۴ : ۱۸۹ : ۱۴۲	۵ : ۳۷ : ۳۵	۱۲ : ۲۶۵ : ۲۰۷
۲ : ۱۹۰ : ۱۴۳	۴ : ۵۲ : ۳۸	۲ : ۲۸۱ : ۲۱۹
۸ : ۲۰۷ : ۱۵۶	۷ : ۵۲ : ۳۸	۴ : ۲۸۱ : ۲۱۹
۷ : ۲۰۷ : ۱۵۷	۵ : ۵۳ : ۳۹	۲ : ۲۸۵ : ۲۲۲
۲ : ۲۱۹ : ۱۶۵	۷ : ۵۸ : ۴۲	مطلع : ۲۹۰ : ۲۲۷
۵ : ۲۲۱ : ۱۶۴	۷ : ۶۱ : ۴۴	۸ : ۲۹۲ : ۲۲۷
۸ : ۲۳۱ : ۱۶۴	۴ : ۶۲ : ۴۴	۷ : ۲۹۷ : ۲۳۰
۸ : ۲۳۹ : ۱۸۰	۴ : ۷۴ : ۵۲	۲ : ۳۰۰ : ۲۳۴
۴ : ۲۴۳ : ۱۸۵	۴ : ۸۲ : ۵۸	۵ : ۳۰۳ : ۲۳۵
۵ : ۲۴۴ : ۱۸۵	۱۰ : ۸۴ : ۵۸	۷ : ۳۰۷ : ۲۳۷
۷ : ۲۴۵ : ۱۸۷	۹ : ۸۹ : ۶۲	۱۱ : ۳۰۹ : ۲۳۹
۱ : ۲۵۵ : ۱۹۳	۹ : ۹۹ : ۷۴	۴ : ۳۱۲ : ۲۴۹
۲ : ۲۵۹ : ۱۹۷	مطلع : ۱۰۰ : ۷۴	

۴ : ۱۱۹ : ۸۲	۴ : ۱۲۲ : ۱۱۹	۵ : ۲۲۱ : ۱۹۸
۵ : ۱۱۹ : ۸۲	۴ : ۲۲۷ : ۱۸۲	مطلع : ۲۲۲ : ۱۹۹
۵ : ۱۲۲ : ۸۸	مطلع : ۲۲۰ : ۲۵۱	۲ : ۲۲۲ : ۱۹۹
۹ : ۱۵۲ : ۱۱۲	زنگاره	۷ : ۲۲۳ : ۱۹۹
۴ : ۱۵۹ : ۱۱۲		۷ : ۲۲۷ : ۲۰۱
۴ : ۱۶۲ : ۱۲۲	مطلع : ۱ : ۲	۵ : ۲۲۷ : ۲۳۸
۵ : ۱۶۲ : ۱۲۲	۵ : ۳ : ۳	۷ : ۲۲۸ : ۲۴۳
۱۱ : ۱۷۲ : ۱۲۹	۴ : ۱۳ : ۱۱	۷ : ۲۲۹ : ۲۴۳
۴ : ۲۰۱ : ۱۵۳	مطلع : ۱۵ : ۱۲	۹ : ۲۸۷ : ۲۲۳
مطلع : ۲۴۱ : ۱۸۱	۱۱ : ۳۹ : ۲۸۸	۷ : ۲۹۸ : ۲۴۱
۴ : ۲۴۸ : ۱۸۷	۸ : ۴۷ : ۳۵	مطلع : ۳۱۵ : ۲۶۷
۹ : ۲۲۸ : ۲۰۳	۸ : ۷۲ : ۳۴۴	۷ : ۳۲۲ : ۲۵۲
۷ : ۲۲۹ : ۲۰۳	۳ : ۷۳ : ۳۵	نیمت
۷ : ۲۷۱ : ۲۰۴	۴ : ۷۵ : ۳۲	
۷ : ۲۹۷ : ۲۳۰	۸ : ۷۵ : ۳۷	۹ : ۱۱ : ۹
۲ : ۲۹۹ : ۲۳۱	۷ : ۷۸ : ۵۵	۷ : ۳۸ : ۲۷
مطلع : ۳۰۲ : ۲۳۴	۷ : ۸۰ : ۵۷	۱۰ : ۹۱ : ۷۵
۷ : ۳۰۳ : ۲۳۵	۵ : ۸۷ : ۷۱	۷ : ۹۸ : ۷۲
۴ : ۳۰۷ : ۲۳۲	۸ : ۹۵ : ۷۹	۷ : ۱۰۲ : ۷۵
۷ : ۳۱۱ : ۲۳۵	۹ : ۱۰۲ : ۷۵	۷ : ۱۲۲ : ۱۰۳

غالب کا علم خیال

۷ : ۱۶ : ۱۳	۳ : ۱۰ : ۸	شاعر	
۸ : ۱۶ : ۱۳	۸ : ۱۰ : ۸		
۱۱ : ۱۶ : ۱۳	۹ : ۱۰ : ۸	مطلع	۱ ۲ : ۱۳
مطلع : ۱۶ : ۱۳	مطلع : ۱۰ : ۸	مطلع	۱ ۳ : ۱۳
۸ : ۱۷ : ۱۳	مطلع : ۱۱ : ۹	۳ : ۳ : ۱۳	
۶ : ۱۸ : ۱۴	۲ : ۱۱ : ۹	۲ : ۳ : ۱۳	
۳ : ۱۸ : ۱۴	۹ : ۱۱ : ۹	۷ : ۳ : ۱۴	
۲ : ۱۸ : ۱۴	مطلع : ۱۱ : ۹	۸ : ۳ : ۱۴	
۷ : ۱۸ : ۱۴	۲ : ۱۲ : ۱۰	۹ : ۳ : ۱۴	
مطلع : ۱۸ : ۱۴	۳ : ۱۲ : ۱۰	۱۰ : ۳ : ۱۴	
مطلع : ۱۹ : ۱۵	۳ : ۱۲ : ۱۰	مطلع : ۳ : ۱۴	
۲ : ۱۹ : ۱۵	۲ : ۱۲ : ۱۰	۳ : ۵ : ۱۰۵	
۳ : ۱۹ : ۱۵	۸ : ۱۲ : ۱۰	۳ : ۵ : ۱۵	
۵ : ۱۹ : ۱۵	۹ : ۱۲ : ۱۰	۵ : ۵ : ۱۵	
۲ : ۱۹ : ۱۵	۱۰ : ۱۲ : ۱۰	۲ : ۵ : ۱۵	
۷ : ۱۹ : ۱۵	۱۱ : ۱۲ : ۱۰	۷ : ۵ : ۱۵	
۸ : ۱۹ : ۱۵	مطلع : ۱۳ : ۱۱	۸ : ۵ : ۱۵	
۹ : ۱۹ : ۱۵	۸ : ۱۳ : ۱۱	۹ : ۵ : ۱۵	
مطلع : ۱۹ : ۱۵	۵ : ۱۳ : ۱۱	۱۰ : ۵ : ۱۵	
مطلع : ۲۰ : ۱۵	مطلع : ۱۴ : ۱۱	۱۱ : ۵ : ۱۵	
۸ : ۲۰ : ۱۵	مطلع : ۱۵ : ۱۲	مطلع : ۱۵ : ۱۵	
مطلع : ۲۰ : ۱۵	۳ : ۱۵ : ۱۲	۲ : ۶ : ۲	
مطلع : ۲۱ : ۱۶	۵ : ۱۵ : ۱۲	۱۰ : ۶ : ۲	
۳ : ۲۱ : ۱۶	۲ : ۱۵ : ۱۲	۴ : ۷ : ۷	
۳ : ۲۲ : ۱۷	مطلع : ۱۵ : ۱۲	۵ : ۷ : ۷	
۵ : ۲۲ : ۱۷	مطلع : ۱۶ : ۱۳	۱۲ : ۷ : ۷	
۷ : ۲۲ : ۱۷	۳ : ۱۶ : ۱۳	مطلع : ۷ : ۷	
مطلع : ۲۲ : ۱۸	۵ : ۱۶ : ۱۳	۵ : ۸ : ۷	
مطلع : ۲۵ : ۱۹	۲ : ۱۶ : ۱۳	۸ : ۹ : ۷	

۱۱ : ۳ : ۳۳	مطلع : ۳۳ : ۲۵	۱۰ : ۲۲ : ۱۹
۱۱ : ۳ : ۳	مطلع : ۳۵ : ۲۵	۱۲ : ۲۲ : ۱۹
۱۳ : ۳ : ۳	۲ : ۳۵ : ۲۵	مطلع : ۲۲ : ۱۹
۱۴ : ۳ : ۳	مطلع : ۳۵ : ۲۵	۲ : ۲۷ : ۲۰
۱۵ : ۳ : ۳	۲ : ۳۶ : ۲۶	۳ : ۲۷ : ۲۰
مطلع : ۳ : ۳	۱۲ : ۳۶ : ۲۶	۴ : ۲۷ : ۲۰
۲ : ۳ : ۳	مطلع : ۳۶ : ۲۶	۵ : ۲۷ : ۲۰
۳ : ۳ : ۳	مطلع : ۳۷ : ۲۶	۶ : ۲۷ : ۲۰
مطلع : ۵ : ۵	۲ : ۳۸ : ۲۷	۸ : ۲۷ : ۲۰
۱۱ : ۵ : ۵	۶ : ۳۸ : ۲۷	مطلع : ۲۷ : ۲۰
۲ : ۶ : ۶	۷ : ۳۸ : ۲۷	۷ : ۲۸ : ۲۱
۱۲ : ۶ : ۶	مطلع : ۳۸ : ۲۷	۸ : ۲۸ : ۲۱
۱۳ : ۶ : ۶	۷ : ۳۹ : ۲۸	مطلع : ۲۸ : ۲۱
مطلع : ۷ : ۷	۱۰ : ۳۹ : ۲۸	مطلع : ۲۹ : ۲۱
۳ : ۷ : ۷	۸ : ۴۰ : ۲۹	۳ : ۲۹ : ۲۱
۶ : ۷ : ۷	مطلع : ۴۰ : ۲۹	۴ : ۲۹ : ۲۱
۱۱ : ۷ : ۷	۲ : ۴۱ : ۲۹	۵ : ۲۹ : ۲۱
مطلع : ۸ : ۷	۵ : ۴۱ : ۲۹	۶ : ۲۹ : ۲۱
۲ : ۸ : ۷	مطلع : ۴۱ : ۲۹	مطلع : ۲۹ : ۲۱
۳ : ۸ : ۷	مطلع : ۴۲ : ۳۱	۴ : ۳۰ : ۲۲
۳ : ۸ : ۷		مطلع : ۳۰ : ۲۲
۶ : ۸ : ۷		۷ : ۳۱ : ۲۲
مطلع : ۹ : ۸		۳ : ۳۲ : ۲۳
۳ : ۹ : ۸	۲ : ۱ : ۲	۶ : ۳۲ : ۲۳
۴ : ۹ : ۸	۴ : ۱ : ۲	مطلع : ۳۲ : ۲۳
۵ : ۹ : ۸	۷ : ۲ : ۳	مطلع : ۳۲ : ۲۳
۶ : ۹ : ۸	۸ : ۲ : ۳	مطلع : ۳۲ : ۲۳
۷ : ۹ : ۸	۳ : ۳ : ۴	مطلع : ۳۳ : ۲۴
۲ : ۹ : ۸	۶ : ۳ : ۴	۲ : ۳۴ : ۲۵
۲ : ۹ : ۸	۷ : ۳ : ۴	۵ : ۳۴ : ۲۵

حریم دوست

۳ : ۳۶ : ۲۲
 ۴ : ۳۶ : ۲۲
 ۷ : ۳۶ : ۲۲
 ۸ : ۳۶ : ۲۲
 ۹ : ۳۶ : ۲۲
 ۳ : ۳۷ : ۲۷
 ۹ : ۳۸ : ۲۷
 مطلق : ۳۹ : ۲۸
 ۲ : ۳۹ : ۲۸
 ۳ : ۳۹ : ۲۸
 ۴ : ۳۹ : ۲۸
 ۵ : ۳۹ : ۲۸
 ۶ : ۳۹ : ۲۸
 ۷ : ۳۹ : ۲۸
 ۹ : ۳۹ : ۲۸
 مطلق : ۳۹ : ۲۸
 مطلق : ۴۰ : ۲۹
 ۵ : ۴۰ : ۲۹
 ۶ : ۴۰ : ۲۹
 مطلق : ۴۱ : ۲۹
 ۳ : ۴۱ : ۲۹
 ۵ : ۴۱ : ۲۹
 ۳ : ۴۲ : ۳۱
 ۵ : ۴۲ : ۳۱
 ۶ : ۴۲ : ۳۱
 ۷ : ۴۲ : ۳۱

گورستان

مطلق : ۲ : ۳

۹ : ۴۲ : ۱۹
 ۱۲ : ۴۲ : ۱۹
 ۵ : ۴۷ : ۲۰
 ۲ : ۴۸ : ۲۱
 ۳ : ۴۸ : ۲۱
 ۵ : ۴۸ : ۲۱
 ۹ : ۴۸ : ۲۱
 ۵ : ۴۹ : ۲۱
 مطلق : ۳۰ : ۲۲
 ۲ : ۳۱ : ۲۲
 مطلق : ۳۱ : ۲۲
 ۵ : ۳۱ : ۲۲
 ۶ : ۳۱ : ۲۲
 ۸ : ۳۱ : ۲۲
 ۹ : ۳۱ : ۲۲
 مطلق : ۳۱ : ۲۲
 ۷ : ۳۲ : ۲۳
 ۹ : ۳۲ : ۲۳
 ۱۱ : ۳۲ : ۲۳
 مطلق : ۳۳ : ۲۴
 ۴ : ۳۳ : ۲۴
 ۵ : ۳۴ : ۲۵
 ۷ : ۳۴ : ۲۵
 ۲ : ۳۵ : ۲۵
 ۳ : ۳۵ : ۲۵
 ۸ : ۳۵ : ۲۵
 ۹ : ۳۵ : ۲۵
 ۱۱ : ۳۵ : ۲۵
 مطلق : ۳۶ : ۲۶

۵ : ۳۰ : ۱۸
 ۳ : ۳۱ : ۱۹
 ۶ : ۳۱ : ۱۹
 ۸ : ۳۱ : ۱۹
 ۷ : ۳۲ : ۲۰
 ۹ : ۳۲ : ۲۰
 ۸ : ۳۳ : ۲۱
 ۶ : ۳۴ : ۲۲
 ۷ : ۳۴ : ۲۲
 ۲ : ۳۶ : ۲۳
 ۱۰ : ۳۶ : ۲۳
 مطلق : ۳۷ : ۲۳
 ۲ : ۳۷ : ۲۳
 ۳ : ۳۷ : ۲۳
 ۴ : ۳۷ : ۲۳
 ۵ : ۳۷ : ۲۳
 ۶ : ۳۷ : ۲۳
 ۷ : ۳۷ : ۲۳
 ۸ : ۳۷ : ۲۳
 ۹ : ۳۷ : ۲۳
 مطلق : ۳۸ : ۲۴
 ۵ : ۳۸ : ۲۴
 مطلق : ۳۹ : ۲۴
 ۳ : ۳۹ : ۲۴
 ۴ : ۳۹ : ۲۴
 مطلق : ۴۰ : ۲۴
 ۶ : ۴۰ : ۲۴
 ۳ : ۴۱ : ۲۵
 ۴ : ۴۱ : ۲۵
 ۵ : ۴۱ : ۲۵
 ۶ : ۴۱ : ۲۵
 ۷ : ۴۱ : ۲۵
 ۸ : ۴۱ : ۲۵
 ۹ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۰ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۱ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۲ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۳ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۴ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۵ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۶ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۷ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۸ : ۴۱ : ۲۵
 ۱۹ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۰ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۱ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۲ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۳ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۴ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۵ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۶ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۷ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۸ : ۴۱ : ۲۵
 ۲۹ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۰ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۱ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۲ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۳ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۴ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۵ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۶ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۷ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۸ : ۴۱ : ۲۵
 ۳۹ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۰ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۱ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۲ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۳ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۴ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۵ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۶ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۷ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۸ : ۴۱ : ۲۵
 ۴۹ : ۴۱ : ۲۵
 ۵۰ : ۴۱ : ۲۵

یکه

۳ : ۳۲ : ۲۲
 ۱۰ : ۳۲ : ۲۲
 ۵ : ۳۷ : ۲۷
 ۳ : ۳۸ : ۲۲
 ۴ : ۳۸ : ۲۷

محر

۷ : ۱ : ۲
 ۹ : ۱ : ۲
 ۸ : ۲ : ۲
 متعلق : ۹ : ۸
 ۳ : ۵۰ : ۸
 ۶ : ۴۰ : ۱۵
 متعلق : ۴۱ : ۱۶
 ۱۱ : ۲۶ : ۱۸
 ۳ : ۲۷ : ۲۰
 ۲ : ۲۹ : ۲۱
 ۸ : ۳۰ : ۲۲
 ۱۳ : ۳۲ : ۲۳
 ۳ : ۳۴ : ۲۵
 ۹ : ۳۹ : ۲۸

کوه و بیابان

۸ : ۱ : ۲
 ۹ : ۲ : ۳
 ۲ : ۵ : ۵
 ۱۳ : ۷ : ۷
 ۹ : ۹ : ۸
 متعلق : ۱۰ : ۸

۱۰ : ۱ : ۲
 ۸ : ۲ : ۳
 ۹ : ۲ : ۳
 ۷ : ۳ : ۳
 ۲ : ۲ : ۲
 ۹ : ۲ : ۲
 متعلق : ۸ : ۷
 ۱۱ : ۱۲ : ۱۰
 ۱۰ : ۱۷ : ۱۳
 ۸ : ۱۸ : ۱۴
 ۲ : ۲۱ : ۱۲
 ۸ : ۲۱ : ۱۲
 ۸ : ۲۵ : ۱۹
 ۲ : ۲۲ : ۱۹
 متعلق : ۲۲ : ۲۰
 ۵ : ۲۷ : ۲۰
 متعلق : ۲۸ : ۲۱
 ۵ : ۲۸ : ۲۱
 متعلق : ۲۸ : ۲۱
 ۸ : ۳۱ : ۲۲
 ۹ : ۳۱ : ۲۲
 متعلق : ۳۱ : ۲۲
 ۳ : ۳۲ : ۲۳
 ۱۰ : ۳۲ : ۲۳
 ۳ : ۳۳ : ۲۴
 متعلق : ۳۴ : ۲۵
 ۸ : ۳۵ : ۲۵

۱۲ : ۳ : ۳
 ۹ : ۷ : ۲
 متعلق : ۹ : ۸
 ۹ : ۱۲ : ۱۰
 ۸ : ۲۱ : ۱۲
 ۲ : ۲۸ : ۲۱
 ۵ : ۳۲ : ۲۳
 ۱۲ : ۳۵ : ۲۵
 ۷ : ۳۲ : ۲۲
 ۴ : ۳۱ : ۲۹

خواج

۴ : ۲ : ۳
 ۵ : ۲ : ۳

تیرست

متعلق : ۲ : ۳
 ۳ : ۲ : ۳
 متعلق : ۱۴ : ۱۱

خدا

غزل ۱ : ۲
 متعلق : ۲ : ۳
 ۲ : ۲ : ۳
 غزل ۲ : ۳
 ۹ : ۱۳ : ۱۱
 ۳۵ : ۲۵ : ۲۵
 ۷ : ۳۰ : ۲۹

۱۱ : ۳۹ : ۲۸
 ۳ : ۴۱ : ۲۹
 ۹ : ۴۱ : ۲۹

آئینه

۱۰ : ۳ : ۳
 ۵ : ۳ : ۳
 ۶ : ۵ : ۵
 حلق : ۸ : ۷
 ۳ : ۸ : ۷
 حلق : ۱۲ : ۱۰
 حلق : ۱۲ : ۱۰
 ۱۰ : ۱۵ : ۱۲
 ۳ : ۲۴ : ۱۸
 ۲ : ۲۸ : ۲۱
 ۸ : ۳۲ : ۲۳
 ۸ : ۳۶ : ۲۶
 ۶ : ۳۷ : ۲۶
 ۲ : ۴۲ : ۳۱
 ۶ : ۴۲ : ۳۱
 ۸ : ۴۲ : ۳۱

آتش

۳ : ۲ : ۳
 ۷ : ۴ : ۳
 ۳ : ۶ : ۶
 ۱۱ : ۷ : ۷
 حلق : ۷ : ۷
 ۳ : ۱۱ : ۹

۲ : ۴۰ : ۲۹
 ۳ : ۴۰ : ۲۹
 ۴ : ۴۰ : ۲۹
 ۶ : ۴۰ : ۲۹

عرش افلاک و سیارگان

۹ : ۱ : ۲
 ۲ : ۲ : ۳
 ۴ : ۱۳ : ۸
 ۳ : ۴۰ : ۱۵
 ۱۱ : ۴۱ : ۱۶
 ۶ : ۴۲ : ۱۷
 ۲ : ۴۱ : ۲۲
 ۷ : ۴۱ : ۲۲
 ۲ : ۴۴ : ۲۵
 ۳ : ۴۴ : ۲۵
 ۶ : ۴۴ : ۲۵
 ۱۲ : ۴۶ : ۲۶

بازار

حلق : ۱ : ۱۲
 ۵ : ۳ : ۳
 ۸ : ۷ : ۷
 ۲ : ۴۰ : ۱۵
 ۷ : ۴۴ : ۱۸
 ۱۰ : ۴۶ : ۱۹
 ۱۱ : ۴۶ : ۱۹
 حلق : ۲۷ : ۳۰
 ۶ : ۴۴ : ۲۴

۶ : ۱۲ : ۱۰
 ۱۰ : ۱۲ : ۱۰
 ۸ : ۱۵ : ۱۲
 ۹ : ۱۵ : ۱۲
 ۷ : ۲۰ : ۱۵
 ۹ : ۲۱ : ۱۲
 ۱۰ : ۲۱ : ۱۲
 ۶ : ۲۴ : ۱۸
 ۲ : ۲۵ : ۱۹
 ۳ : ۲۵ : ۱۹
 ۴ : ۲۵ : ۱۹
 ۹ : ۲۶ : ۱۹
 ۵ : ۲۶ : ۱۹
 ۵ : ۳۰ : ۲۲
 ۱۶ : ۴۲ : ۲۳
 ۸ : ۴۳ : ۲۴
 ۹ : ۴۳ : ۲۴
 ۵ : ۴۶ : ۲۶
 حلق : ۴۸ : ۴۷
 ۷ : ۴۱ : ۲۹

شاهراه

۶ : ۱ : ۲
 ۳ : ۱۰ : ۸
 ۴ : ۱۱ : ۱۶
 حلق : ۲۲ : ۱۷
 ۸ : ۲۳ : ۱۷
 ۸ : ۲۴ : ۱۸
 ۸ : ۲۶ : ۱۹

تقلید	۱۷	۱۳
۳	۱۸	۱۴
۴	۱۹	۱۵
۳	۲۰	۱۶
۲	۲۳	۱۸
۵	۲۰	۲۲
۳	۲۲	۲۳
۷	۲۳	۲۴
۱۰	۲۴	۲۶
۸	۲۹	۲۸

خاتمه

۱۲	۱۲	۱۰
۱۰	۱۲	۱۳
۱۲	۲۲	۲۳

دربار

۳	۲	۳
مطلق	۳۷	۲۷

دی

مطلق	۳	۳
۳	۱۴	۱۱

یشت

مطلق	۱	۲
۷	۲	۳
۳	۳	۳
۱۰	۷	۱۷

۵	۲۵	۱۹
۴	۲۶	۱۹
۷	۲۷	۲۰
۳	۲۸	۲۱
۴	۲۹	۲۱
۵	۲۹	۲۱
۷	۲۹	۲۱
۱۱	۳۲	۲۳
۱۲	۳۲	۲۳
مطلق	۳۹	۲۸
۲	۳۹	۲۸
۸	۴۱	۲۹

باغ- (خزاں)

۳	۳	۳
۷	۲۲	۱۷
۳	۳۸	۲۷

بزم

۵	۱	۳
۷	۱	۲
۴	۲	۳
۵	۲	۳
مطلق	۲	۳
۳	۷	۲
۱۰	۷	۲
۲	۹	۸
۳	۱۳	۱۱
مطلق	۱۵	۱۲

۸	۱۳	۱۱
۹	۱۵	۱۲
۳	۱۸	۱۳
۷	۲۱	۱۶
۳	۲۸	۲۱
۲	۳۰	۲۲
۱۳	۳۲	۲۳
۵	۳۳	۲۴
۳	۳۵	۲۵
۱۲	۳۶	۲۶
۲	۳۷	۲۷
۳	۳۸	۲۸
۸	۳۷	۲۷
۳	۴۱	۲۹

باغ- (بهار)

مطلق	۱	۲
مطلق	۲	۲
۳	۳	۳
۸	۲	۲
۳	۱۲	۱۰
۲	۱۳	۱۱
۳	۱۶	۱۳
۳	۱۷	۱۳
۲	۱۸	۱۴
۵	۲۱	۱۶
۷	۲۱	۱۶
۷	۲۱	۱۶
۷	۲۲	۱۷

زمران

۸	۱۵	۱۲
۶	۲۳	۱۷
مطلع	۲۳	۱۷
مطلع	۲۴	۱۸

دوزخ

۶	۲	۳
مطلع	۳	۳
۴	۱۱	۹
مطلع	۲۲	۱۹
۴	۳۴	۲۵

زمانه ورودگار

۸	۱۴	۱۱
مطلع	۲۲	۱۷
۴	۲۲	۱۷
۶	۲۷	۲۰
۴	۳۰	۲۲
مطلع	۳۲	۲۴
۷	۳۲	۲۶
۹	۴۲	۳۱

۳۷ : ۳۲ : ۳

۳۱ : ۲۶ : ۸

مسجد (واخطا، نیز شیخ، نادر)

۸	۳	۳
۹	۱۴	۱۱
۱۱	۱۵	۱۲
۵	۲۰	۱۵
۴	۲۴	۱۸
۷	۲۵	۱۹
۸	۳۴	۲۵
۵	۳۰	۲۹

در سر

۳۷ : ۳۲ : ۳

مسجد (مکر، دریا)

۹	۱۹	۱۵
۶	۲۶	۱۹
مطلع	۲۳	۲۳
۶	۳۲	۲۶
۷	۳۷	۳۷

۹ : ۱۱ : ۳

۸ : ۱۸ : ۱۴

۹ : ۲۴ : ۱۹

۱۰ : ۳۲ : ۲۴

مطلع : ۳۴ : ۲۵

۴ : ۳۴ : ۲۵

شب

۸	۳	۳
۶	۸	۷
مطلع	۸	۶
مطلع	۱۳	۱۱

۹ : ۱۲ : ۱۳

۴ : ۲۴ : ۱۸

۶ : ۲۷ : ۲۰

۳ : ۳۱ : ۲۲

۱۵ : ۳۲ : ۲۳

۸ : ۴۲ : ۳۱

روز

مطلع : ۲ : ۳

۹ : ۱۲ : ۱۳

رفع اعتراض

انجیسی صریحی میں غائب کی غار میں غزل پر مائع برہان کے شککے میں غلامت غار کی طرف سے ہر
مرمت ایکس میں اعتراض ملک ہے، جو مزاریم ملک ایکس میں غزل کے لیے یہ اعتراض مائع برہان میں ص ۲۶
مطلقات اور ادارتی، کی ملک کے غزل میں آتا ہے،

”چنانچہ ہر مہینہ پاسچ کر مغرب صحت فتح دعا مستند کر دینے ہیئت برویہ مفرج پاسچ
وایتھ مصلح، و ملکین، و ملکین“

خبر و : باکر شدم چہین پیام گزارہ !!
چہ شیکیم باز شش پاسچ !!
و بچم بین چہند جادہ غزل غزل آہدہ

ایسا کہتے :- حدیثوا این غزل و شافہ شاد !!
کر املی روم و مہینہ واد پاسچ !!

نہاد از شرشاکی دست بر شاد
ستایش کرد و وادش باز پاسچ

اس اعتراض کا کوئی جواب نہ غالب نے دیا نہ غالب کی طرف سے دیگیا نہ ہر غالب میں اس
کی طرف کوئی غار نہیں

غالب کا زیر بحث شعر اس مطلع کی غزل میں ہے :

تا بقدر نہاد و ما ز کو سنج
گشت گرماہ ساز از غزل و شاد

مطلع پاسچ کی حقیقت یہ ہے کہ یہ مرکب ہے : ہاد اور سنج سے : ہاد کے معنی ہیں خدا غلامت اور
تورہ : یہ سب جہاد و نہاد میں موجود ہے یعنی خدا نہاد یعنی تریاں اور سراج جو ملک کے معنی ہیں ہے اور سنج کے ساتھ
مستند اصل ہے : فقہ سنج کی طرف میں سرتیں ہیں : سنج سنجیں، معنی بچم غزل و فتح شاد، اور سنج یعنی
و غزل شاد : اس مطلع کی قدم تر مرمت : جو مستند میں کے کلام میں خاص طور پر چہین اور ہاد یعنی ہادی غزل
میں لکھی ہے : سنج ہے : یعنی اصل : پاسچ کا مطلع یعنی بین نہاد و سنج شاد : اس کے
شرا و مستند کی دل حا میں کہ یہاں مستند میں کہتے ہوئے ہیں : التزام ملحوظ ہے کہ غالب کے کسی بارہ
مصرعہ یا قریب العصر شاعر کے ہاں سے اس مطلع کی مثال نہیج غار میں کلام میں پیش کریں تاکہ یہ سوال

بھی تشریف لے کر پاس صبح سی، غالب کے عہد میں متروک ہو چکا ہو گا یا فیض کلام میں اس کا استعمال نہ ہوتا ہو گا
 'پاسح' کا لفظ مر غالب نے تائیے میں استعمال کیا، اویب المہاک فرانی کا لفظی دوروت ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳
 کے نام ملتا ہے، جنہیں ایمای کے مشہور محقق اور اویب و عید دستگیدی نے بزرگ ترین استاد سخن مراثی
 و مرقبہ العیون کہا ہے۔

اویب المہاک نے اپنی ایک طویل نظم پر ستر فرنگ پارسی کے بندہ شہم ہیں، جس کی فنی بیہیت
 و قصیدے کی ہے پاسح بنی سلیہ استقال کیلے وہ بھی مطلع میں۔

ای اگر گفتار ترا برکش و روانی پاسح بردا!
 دزد آتش عشقت دلم تا بندہ میں دونش بردا!
 اس قصیدے کے دو شعر یہ ہیں، دوسرے شعر میں پھر بھی تائید آتا ہے،
 و سنا خیاگستاخا و دنان و شران ناخبا
 خامیگران باخبا ہم پختہ گ مطلع بردا!

ز نبرد منج و لہجہ بی و ت پرستین و نری عرق!
 دیگر جواب و پادشا این ہر دو پاسح بود

دولین لامل اویب المہاک اختران، ۱۳۱۳ ع
 ص: ۷۲۵-۷۲۶

ایک قصیننی مطلع

غالب کے اس مطلع میں : غالب کہ بہ است از غزلم معرج استاد
 بادام صفائی گل بادام نداد و

استاد سے رو گیا، عربی عربی کا ایک خاصا مستحق تھا ہے جس کا یہ شعریت مشہور ہے :

بدانگو حیشم تو از چشم تو خوشتر
 بادام صفائی گل بادام نداد و

مانند

آتشکده ، آئینه مس سادات ، صوری ، تهران ، ۱۳۳۴ هـ. ش.

ابوب اسحاق کفرانی ، دیوان کالی ، — ، دیر و شکری ، تهران ، ۱۳۱۰ هـ. ش.

ارمغان آصفی ، جلد ۱ ، آیت محمد علی ، مطبوعه آنگاه ، ۱۳۰۰ م

ارمغان آصفی ، جلد ۲ ، آیت محمد علی ، مطبوعه آنگاه ، ۱۳۰۰ م

ارمغان پاک ، شیخ محمد ابراهیم ، چاپ سوم ، تهران ، ۱۳۳۳ هـ. ش

ایبر خسرو ، دیوان کالی ، پ — ۵ — ۱۰۰۰ م ، دیوانه کمال ، مترجم سید حسین علی نقاشی و مجری ، مطبوعه دبی ، ۱۳۳۳ م

انقش ، کلام — ، روزنامه مسیری و نشر فیج ، آذرآباد ، ۱۹۵۲ م

آنوری ، دیوان — ، سید نفیسی ، تهران ، ۱۳۳۳ هـ. ش — کلیات نظم آنوری ، نوکشور ، انجمن ، ۱۳۹۶ م

انیس العاشقین ، دکنی شکری ، پ — ۱۲۳

بارخ دورد ، مترجم وزیرالحی ، طبعی ، ۱۳۹۶ م

باقرا ، دیوان مرزا — ، صفائی ، پ — آنگاه — ۱۳۰۰

بیاضی — ، مطابع اسکنان ، پ — ۵ — ۱۳۰۰ م

بیبیل ، دیوان — ، پ — ۲۵ — ۱۳۰۰ م

کلامی ، اخوان ، آیت حزی ، صفائی ، کلیات حزی ، نوکشور ، مطبوعه دبی ، ۱۳۳۳ م

تخلص سانی ، سام میرزا ، چند چند ، ۱۳۳۳ م

تذکره طاهر نصر آبادی ، تهران ، ۱۳۰۰ هـ. ش

جانی ، دیوان — ، پ — تهران ، تهران

جلال ایبر ، دیوان — ، نوکشور ، ۱۳۰۰ م

جربا ، کلیات — ، میرزا علی محمد باقرا ، ۱۳۰۰ م

حافظ ، دیوان — ، جمیع طاهر قزوینی ، تهران ، ۱۳۲۰ هـ. ش

حزین ، کلیات شیخ علی ، نوکشور ، ۱۳۲۰ م

حسن سنبری ، دیوان — ، دیری ، مجید ، ۱۳۰۰ م

جبران کتی ، دیوان — ، پ — ۱۰۰ م ، ۱۳۰۰ م

قریبه سی و پنج شیخه ریاضی خیر جان چنانچه: طبع خطاطی کاچهره، ۱۳۷۱
 خزانه علمیه، آنداکرائی، نوکشته، کشت، ۱۸۰۰
 خطوط قلم، مرتبه جناب غلام رسول مر، طبع دوم، ۱۸۰۰
 خواجہ، دیوان اشعار، کرائی، حضرت، تیسری تجدید کمال خوشنویسی، چاپ، تهران
 خیر البیان، تکرار، —————، مدخل گفت
 دیوان اکبری، طبع کوه قزو، ۱۸۹۰

دوی، دیوان کبر شمس تبریز، علامه، این زمان نزد اخرو تهران، نوکشته و کشت
 ریاضی الفاروقین، بغدادی، دیانت، تهران، ۱۰۰۰
 زنجی، دیوان، آتش، پاپا —————، شیرازی
 ساطع برادری، رکن، ۱۲۴۰

سازگ، قزوینی، دیوان، —————، ۳۸۸۷
 سرور آزاد، آزاد قزوینی، تیسری تجدید، دوسری تجدید، ناگه، ۱۹۱۳
 سرور کشمیری، دیوان، پسر، —————، ۳۸۸۷-۳۹
 سعدی، کلیات، —————، ۱۳۳۰

سید، دیوان، —————، ۳۱۳۵
 شای، دیوان، —————، ۳۸۸۷
 مشع، ابجدی، دیوان، صدیق، —————، ۱۲۹۳
 شوکت، بخاری، دیوان، —————، نوکشته، ۱۸۷۳
 صاحب، دیوان، —————، نوکشته، کاچهره، ۱۸۹۳
 صبح گلشن، سید علی، —————، ۱۲۹۳
 صحبت لاری، دیوان، —————، چاپ، شیراز، ۱۳۳۳
 صفی قزوینی، دیوان، —————، ۳۸۸۷-۳۹
 طائب، دیوان، —————، ۳۸۸۷
 طرا، کلیات، —————، ۳۸۸۷-۳۹

قزوینی، دیوان، —————، طبع نوکشته، کاچهره، ۳۸۸۷-۳۹
 طعیر، دیوان، —————، قزوینی، مرتبه، ششم، رضی، مجری، اشعارات کاچهره، تهران
 طائی، کلیات، فست، خان، —————، ۳۸۸۷-۳۹
 عراقی، کلیات، —————، تیسری تجدید، تهران، ۱۳۳۰
 سنی، دیوان، —————، شیرازی، ۳۸۸۷-۳۹

- عرفی و حکایات — شیرازی، مرتبه نظام سینک بمیرا، چاپ تهران
 حر و قتیله، حکایات، ۱۳۱۵ هـ
 عنصری، دربان — (مکمل توبه) تهران ۱۳۱۳ هـ (مکمل) گشت ۱۳۲۲ م
 فنی، دربان — طبع نوگشت ۱۹۱۵ م
 خیریت، دربان — کنایه، مرتبه پد فیض نظام، بانی خیریه نهانی او بلدکاری، ۱۳۲۲
 غبارس، دربان — پ — (مکمل) (خیرانی)
 قایت، دربان — پ — $\frac{5400}{2100}$ (شیرانی)
 فرجنگ انجمن آوای آفری ۱۳۱۲ هـ
 فیضی، دربان — پ — ۱۳۷۱
 فغانی، دربان — تبیین سبیل خوانداری، تهران ۱۳۴۰ هـ
 فیضی، دربان — پ — ۱۳۷۱ هـ — پ — ۱۳۷۱ هـ
 کاسم افشار، دربان — ۱۳۹۰ م
 قتیله، دربان — پ — ۱۳۷۱ هـ
 شری، دربان — پ — ۱۳۷۱ هـ — ۱۳۷۱ هـ — ۱۳۷۱ هـ — ۱۳۷۱ هـ
 کامران، دربان — ۱۳۷۱ م
 کتاب المثنویات — دربان خارجی کرانی، چاپ تهران
 کلیات الشعراء، سرگزشت، تبیین صادق علی و دربان ۱۳۲۲ م
 کلیات سوزا — نوگشت ۱۳۷۱ م
 کلیات نثر خالص، طبع اول، گشت ۱۳۷۱ م
 کلیم، دربان — کاشانی، پ — ۱۳۷۱ هـ
 گشتان مستر، (مدیر معانی) ۱۳۷۱ هـ
 لایب، اباب (عرفی) تبیین سید فیضی، تهران ۱۳۷۱ هـ
 آذرخیجی، تألیف عبدالباقی خانوندی، گشت ۱۳۷۱ هـ — ۱۳۷۱ هـ
 یاکثر غالب، مرتبه جناب کاظم جباروند، طبع اول، علی گشت ۱۳۷۱ م
 مانی تری، فرزات و در مقامات الشعراء، سند گشت ۱۳۷۱ هـ
 عباس الشافعی، تألیف میر علی شیر قرائی، ترویج علی امیر حکمت، تهران ۱۳۷۱ هـ
 محمد علوم اسلامی، جلد ۱، ۱۳۷۱ هـ
 مجمع، الشافعی، تألیف شیخ سراج میرزا علی خان، گشت ۱۳۷۱ هـ — ۱۳۷۱ هـ
 منتشر کاظمی، دربان — پ — ۱۳۷۱ هـ
 نغمه کاشانی، دربان، تهران ۱۳۷۱ هـ

- عکس نگار، دیوان پ — P15868
 عکفی، دیوان — کھنڈ، دکنشور، ۱۸۵۰م
 مسعود سعد سلمان، دیوان — مرتبہ رشید رازی، چھاپہ تہران ۱۳۱۸ھ ش
 مشتاق، دیوان — اسفہانی، تصحیح حبیب کی، تہران ۱۳۱۰ھ ش
 مغربی، دیوان — پ — ۱۳۵۹
 مقالات الشعراء، تذکرہ کھنڈ — بیہوش علی نری، تصحیح دوا خانہ سید مسام العینی، ماشدہ، سندھی ادبی بورڈ، کراچی
 ملک قلی، دیوان — پ — ۱۳۵۵-۵۶
 مہنت، دیوان — کٹلی
 موارد المصادر، تالیف ابو نصر سید علی، مطبوعہ کنگہ
 مولوی، دیوان تجرین، تصحیح علامہ برج الزمان نرفنا، تہران
 نادوات، غالب، مرتبہ آفاق حسین، آفاق دہلوی، کراچی، ۱۹۶۹م
 ناصر علی، دیوان — پ — ۱۳۱۸
 نسبتی، دیوان — نسخہ نقلی، دو کتاب، خانہ عمومی پنجاب، لاہور۔
 کثیر علی، دیوان — پیش پوری، مرتبہ مظاہر عسکری، چھاپہ تہران، ۱۳۴۰ھ ش
 نعمت اللہ ولی، دیوان — شاہ، چھاپہ تہران، ۱۳۲۸ھ ش
 نگر، جردائی، ۱۹۹۰م، مقالہ: غالب کی غازی تصانیف اور ان کا مقام
 واقف، دیوان — پ — P15869
 واقعہ دیوان علی گلی خان — واقفانی، پ — ۱۳۵۵-۵۶
 وحید قزوینی، دیوان — نسخہ نقلی، دو کتاب، خانہ عمومی پنجاب، لاہور، شمارہ ۲۵۳۰
 آلف، دیوان — اسفہانی، ۱۳۲۰ھ ش
 ہشتاد اقلیم، تالیف ابن محمد نری، ۱۹۱۸م
 پٹلی، دیوان — سید نقی، تہران، ۱۳۴۲ھ ش
 ہمام تبریزی، دیوان — موشاخی، تہران، ۱۳۵۵ھ ش
 یادگار، غالب، اعلیٰ حسین علی، کھنڈ، ۱۹۱۲م
 یوسفی، دیوان — پ — آخر، ۱۹۴۵

مندرجات

۵	پیش لفظ : اعلیٰ حکم اقبالؒ
۶	تعلیمی اور طبیعتی نقطہ نظر سے مزاحیات کی ترتیب میں مدولی گئی
۷	انتساب
۸	ترتیب نامہ
۱۳	ردیعت نامہ
۲۱	ہفت دادی خیال
۲۹	دیباچہ غالب
۱	طوفانِ آبِ گہر —
۳۱	جنتوی طرح خدا داد
۴۱۶	نفسِ شرارہ نشان
۴۳۲	غالب آتشِ بیان
۴۵۴	چشمِ آبِ حیات
۴۶۲	ہائیسین نوا
۴۶۶	اختلافِ نسخ

۴۸۰	اشارات غالب
۴۸۹	شرح غالب
۴۹۲	شرح حالی
۴۹۴	انتخاب معاصرین
۴۹۵	مراد و اشعار غالب
۴۹۶	تعبیر غالب
۴۹۸	سرزمین سخن گستران
۴۹۷	لرادر سخن گستران و مشین
۴۹۸	غزل غالب در نظر غالب
۴۹۸	اقتقادات غالب
۴۹۴	فرهنگ غالب
۴۹۸	عروض غزلیات
۴۹۸	جمع ابیات
۴۹۷	اشخاص و الماکن غزلیات
	علم معنی
	غالب کا عالم خیال
۴۹۸	رفیق احترامی
۵۰۰	کاشف
۵۰۲	مندرجات
	تعدادیر

ضمیمہ

دستارِ غالب

(غالب کی تصویر سے متعلق جو اس مجموعے میں شامل ہے)

غالب کی مشہور ٹوپی 'کلاہ باہاخ' میں کیڑا لک گیا تھا اور وہ پہننے کے قابل نہیں رہی تھی۔ یہ واقعہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء سے کچھ دن پہلے کا ہے۔ اس کی اطلاع غالب نے اپنے ایک شاگرد جو اہر سنگھ جوہر کو اپنے ایک فارسی خط میں دی تھی جو ان کی 'پنج آہنگ' میں شامل ہے۔ ان دنوں جوہر کا قیام لاہور میں تھا۔ غالب نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ میں نیکی سے رہ گیا ہوں اور اب چاہتا ہوں کہ دستار باندھا کروں۔ تم مجھے دستار کا ریشمی کیڑا بھججو جو پشاور اور ملتان میں بنا جاتا ہے۔ فارسی خط کی متعلقہ عبارت یہ ہے :-

"فریاد شا خواہد بود کہ کلمہی از پوست برہ داشتم۔ حالاً آنرا کرم خورد و سرم بے کلاہ ماند، اگرچہ کلمہ نمی جویم، اما رنگ ابریشمی چنانکہ در پشاور و ملتان سازند و اعیان آن قلمرو بسر بیچند می خوابم۔ اما رنگے کہ^۱ رنگہای شوخ برنایانہ نداشته باشد و حاشیہ سرخ نبود و معہذا برداز پای^۲ نازک و طرازی پای نفز داشته باشد و تار پای زرو سم را دران صرف نکرده باشند و ابریشم سیاہ و سبز و کبود و زرد در یافتن آن بکار رفتہ باشد و غالب کہ دران دیار اینچنین متاع زود و آسان بہ دست آید،

۱۔ 'باہاخ' چغتائی ترکی کا لفظ ہے جس کے معنی (جہاں تک ہم اپنے مطالعے سے معلوم کر سکتے ہیں) 'آرائشی' کے ہیں۔ باہاخ کا دوسرا تلفظ 'باخ' بھی ہے۔ دیکھیں لڑشک ترکی بہ روسی، مطبوعہ روس۔

۲۔ اکبر الحسن صاحب قرندی نے تصویر بنانے میں اس کا لحاظ رکھا ہے۔

۳۔ ہماری سرکدہ پنج آہنگ شائع کردہ مجلس یادگار غالب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۹۹ء میں متعلقہ عبارت صفحہ ۵۹۶، ۵۹۷ پر ہے۔ یہ لفظ وہاں طباعتی غلطی سے 'برادز' چھپ گیا ہے۔

کہ میرے لئے یہ سامان لغز و ناز مجھ تک پہنچے تو جواب میں سپاسگزاری کا اظہار کروں۔

(۴) اور ہاں [جوہر] عزیز تر از جان، یہ کیا معاملہ ہے کہ حضرت [مولانا] دو چادریں یعنی دو لنگھیاں لکھنے ہیں اور تم ایک بنا رہے ہو! خط چونکہ خود حضرت مولانا نے لکھا ہے، یہ سہو کاتب بھی نہیں ہو سکتا۔ یقیناً جیسا کہ مولانا نے لکھا ہے [موصوف نے] دو چادریں دی ہیں اتم نے فی الحال ایک بھیجی ہے، دوسری رکھ چھوڑی ہے کہ چند دن کے بعد اپنی طرف سے بوجوہ اور میری فرمائش پوری کرنے سے بچ جاؤ۔

(۵) اس لطیفے کے بعد جو ازراہ محبت و مسرت ہے یہ بات کہنی ہے کہ تمہارے خط میں تھا کہ لنگی کا پارسل آج بھیجا ہے اور یہ بات ۱۳ دسمبر کی تھی، لیکن آج دسمبر کی تہیس ہو گئی، پارسل مجھے نہیں ملا۔ تم نے لکھا ہے ہندوہ دن کے اندر مل جائے گا۔ یا الہی انگریزی ڈاک کو کیا ہو گیا ہے کہ لاہور سے دہلی دو ہفتے میں پہنچے گی! کیا یہ جو مہینے کی مسافت ہے؟ مظفر الدولہ [سید الدین حیدر خان، نواب حسین مرزا (یعنی معین الدولہ، ذوالفقار الدین حیدر خان ذوالفقار جنگ) کے بڑے بھائی] نے لکھنؤ سے ایک کتاب کا پارسل بھیجا ہے، تین دن میں لکھنؤ سے دہلی پہنچ گیا ہے۔ [دہلی سے] ان دونوں مقامات، لاہور اور لکھنؤ کی مسافت برابر ہے۔ خدا کی پناہ اگر وہ چادر کسی منزل یہ منزل زیادہ چلنے والے مسافر کو دی ہوتی تو کیا ہوتا۔ لا محالہ دسمبر ۱۸۴۹ء یعنی آئندہ سال جاڑوں میں پہنچتی۔ [اس مقام پر اصل متن میں 'برسد' ہے لیکن قریب سے ظاہر ہے کہ 'میرسد' تھا جو غلطی سے 'برسد' لکھا گیا]۔ بہر حال یہ مسئلہ جواب چاہتا ہے۔

(۶) تمہارے والدین، تمہارا بھائی اور تمہارے متعلقین سب بخیر و

عاقبت ہیں۔ از امداد اللہ، مرسلمہ شنبہ، ۲۳ دسمبر ۱۸۴۸ء۔

(ترجمہ از تحقیقی نامہ" باغ دودر، ص ۱۸)

۲۰ شنبہ، ۲۰ فروری ۱۸۴۹ء کو غالب نے جوہر کو ان کے

۱۲ فروری ۱۸۳۹ء کے خط کے جواب میں جو فارسی خط لکھا ہے اس میں کہا ہے :

ان مبارک ایام میں ولی نعمت [سید رجب علی] کی طرف سے دو دوپٹوں کا ریشمی کپڑا ، ایک سر کی شال اور دو نوقیع نامے مجھے ملے ۔ اور میں نے ان دونوں عطیوں اور دونوں مکرمات ناموں کا الگ الگ سپاس ادا کیا اور جواب لکھا ۔

(ترجمہ از تحقیق نامہ* باغ دودر، ص ۱۸ و ۱۹)

اس سے ظاہر ہے کہ غالب نے پہلی مرتبہ فروری ۱۸۳۹ء کے آغاز میں دستار زیب سر کی ہوگی ۔ اس کے بعد بھی انہوں نے جوہر سے دستار منگوائی تھی :

(۱) نور دیدہ و سرور سینہ* غالب منشی جواہر سنگھ عمر و دولت میں کامگار رہیں ۔ خط پہنچا ، لنگی پہنچی ، غزل پہنچی ۔ خط سے تمہاری خیر و عافیت معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ سہر زبیر روز تمہیں مل گئی ہے ۔ یاقیناً خط آنے کی خوشی ہوئی ، چوما اور آنکھوں سے لگایا ، لنگی اور غزل کی بات یہ ہے کہ دونوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے ۔ لنگی مجھے اس لئے درکار ہے کہ سر پر باندھوں ۔ تم خود ہی انصاف کرو کہ کیا یہ لنگی سر پر باندھی جا سکتی ہے ! ہارے بے مصرف بھی نہیں ہے ! گرمیوں میں رات کو بستر کی چادر ، اور جاڑوں میں دن کو حجام کی لنگی بن سکتی ہے ، دستار نہ بن سکے نہ سہی ۔ اسی طرح غزل بھی مہمل ہے ۔ لنگی دوبارہ بھیجو اور غزل دوسری کہو ، والدہاء ۔

از اسداقہ ، نکاشتہ* شنبہ ۲۰ مارچ ۱۸۵۰ء

(ترجمہ از تحقیق نامہ* باغ دودر، ص ۲۷)

”(۱) سیاسی کیزان نامہ نامی شود سخن در گزارش گرامی شود

خدا کے حضور میں شکر اور اُس خواجہ مرتضوی تبار کی خدمت میں سیاس بجا لانا ہوں ۔

(۲) پہلی دولت و سعادت جو مجھے حاصل ہوئی وہ یہ ہے کہ سعادت نشان منشی جواہر سنگھ جوہر کے خط کے ساتھ جناب کا والا نامہ ملفوف ملا ، اور دوسری نعمت وہ سنہرے حاشیے کی بہار ہدایاں سبز سرخ چادر ہے ، جو آپ نے بھیجی ہے ۔ گورنر کے دربار سے خلعت پا کر جو مجھے بارہا ملا ہے اور سلطان دہلی کی طرف سے پیراہن ملبوس خاص ملنے پر جو ایک بار ازراہ سپہر شاہانہ مجھے عطا ہوا تھا وہ خوش نہ ہوئی تھی جو خدا گواہ ہے آپ کی طرف سے اس سبز و سرخ چادر کے ملنے پر ہوئی ۔ یہ شاہانہ خلعت نہیں کہ آزاد مرد اسے نگاہ میں نہ لائیں اور ارباب بصیرت اسے اپنے لئے مایہ فخر نہ سمجھیں ۔ یہ خلعت خاندان آل عبا کا عطیہ ہے ، اس میں ظاہر کی سرفرازی بھی ہے اور باطن کی سعادت بھی ۔

(۳) آج منگل کا دن ، دسمبر کی چھبیس ہے ، آدھا دن گزرا تھا ۔ زیر اعظم سمت الراس پر پہنچا تھا کہ یہ دولت گنج آباد آورد کی طرح مجھے ملی ۔ فوراً آدمی بھیج کر سبز ریشم منگایا ، دونوں ٹکڑوں کو اسی وقت سلوایا ، آئینہ سامنے رکھا اور بعد فخر دستار سر پر باندھ کر یہ عریضہ لکھنا شروع کیا ۔

(۴) آپ نے تحریر کیا ہے کہ یہ چادر مانگے بغیر بھیجی جا رہی ہے ، گستاخی نہ ہو تو یہ کہوں کہ بے مانگے نہیں ملی ہے ۔ بظاہر فرمانش میں نے جواہر سنگھ سے کی تھی مگر ملنے کی امید خدا سے رکھتا تھا ۔ آپ کو قرب الہی حاصل ہے ، کچھ عجب نہیں ہے کہ میرے دل کی مراد اظہار میں آنے سے پہلے آپ کے علم میں آگئی ہو ۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

کرد غلغلو خواہش ما کو تھی قطرۂ آبی ز دریا خواستیم

والسلام بالوف الاحترام بندۂ درگاہ اسد اللہ ، ۲۹ دسمبر ، ۱۳۸۸ء ۔

۳۰ شبہ ۲۹ دسمبر ۱۳۸۸ء کو غالب نے جواہر سنگھ جوہر کو اپنے ایک فارسی خط میں دستار کے کپڑے کے بارے میں لکھا تھا ۔ متعلقہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے :

”آج منگل کا دن ، دسمبر کی چھبیسویں تاریخ ہے وہ گراں بہا عطیہ ، یعنی دستار کا کپڑا مجھے ملا ۔ خط اس کے ساتھ نہ تھا ۔ ڈاک کے برکارے نے بھی مجھ سے کچھ نہ مانگا ۔ عنوان پر پوسٹ بیڈ لکھا تھا ، لیکن چونکہ میں جانتا ہوں کہ اس میں کیا ہے ، لائے والے کو انعام دے دیا ۔ ہارسل کھولا ۔ کپڑے کو دیکھ کر مجھے میں بھولا نہ پایا ۔ اسی وقت کپڑے کے دونوں ٹکڑے جوڑ کر سر پر دستار باندھی ۔

مگر بھائی مجھے یہ کپڑا اس لئے چاہئے تھا کہ سر پر باندھوں اور دستار پر سر نکلوں ۔ دہلی والوں کی طرح [رومال سموسہ بنا کر] شانوں پر نہیں ڈالتا ۔ ہارے مولانا کو جواب اور عطیے کا سپاس لکھ کر اس ورقے میں تمہارے نام کا خط لکھ کر حضرت مخدوم [مولانا رجب علی خان بہادر] کی خدمت میں بھیج رہا ہوں ۔“

اگرچہ غالب جو ہرے ۱۸۵۵ء تک دستار کے کپڑے کی فرمائش کرتے رہے ، لیکن ان کے ایک فارسی خط سے جو انھوں نے جوہر کو ۲ مارچ ۱۸۵۰ء کو لکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ان کے پاس دو دستاریں نہیں ، ایک رجب علی ارسلو جاہ کی لاہور سے بھیجی ہوئی اور ایک وہ جو دہلی میں کالے صاحب سے انھیں عطیے میں ملی تھی :

”لنگی (دستار) کا کپڑا تم نے ڈاکخانے کے ذریعے بھیجا تھا رائے جی کے آنے پر ڈاک سے انہیں اور ان سے مجھے ملا ۔ چونکہ میرے ڈھب کا نہ تھا ، تمہیں واپس کر دیا ، یعنی تمہارے والد کو لوٹا دیا ۔ اب اس ہارے میں فکر نہ کرنا ۔ میں نہ رقم مانگتا ہوں نہ لنگی ۔ میرے حکم کی تعمیل کرنا اور اب جو کچھ لکھتا ہوں ہرگز اس کے خلاف نہ کرنا ، یعنی نظر میں رکھنا کہ جب ملتان کا راستہ کھلے اور وہاں کی لنگیاں لاہور آئیں ، تو ایک لنگی خرید کر مجھے بھیجو ، ایسی جیسی میں لکھتا ہوں ، لیکن جلدی نہیں ہے ، جب بھی عمدہ میری ہستد کی اور ارزاں ملے ، اس وقت لے کر بھیجنا ۔ یہ لنگی ایسی ہو کہ ریشم اور سونے کے تار اس کی بناوٹ میں قطعاً نہ ہوں ، نہ تارے میں نہ ہائے میں ۔ فقط دسہان (= نغ) کی بنی ہوئی ہو ، جسے ہند کی زبان میں سوت کہتے

ہیں۔ کنارے سیاہ یا نیلے ہوں اور کپڑا یاریک دھاریوں کا، کالی یا نیلی یا زرد دھاریوں کا، یاریک بناوٹ کا نرم اور سبک کپڑا ہو، فرض ایسے نمونے کا کپڑا ہو، جیسا پیرانہ سال قلندر منشی لوگوں کو زیب دیتا ہے۔ اس وقت میرے پاس مولانا [سید رجب علی] کی عطا کردہ دو لنگیوں میں سے ایک اور ایک حضرت کالی صاحب [حاجی غلام نصیر الدین] کی بخشیدہ ہے۔ یہ دونوں میرے استعمال میں ہیں، سر پر باندھتا ہوں۔ مولانا کی عطا کردہ لنگیوں میں سے ایک میں نے یوں کہا کہ ”زین طلسان“ میں نے اپنے گھر میں دے دی ہے۔ دیکھو نقد رقم یا قیمتی زرتار لنگی نہ بھیجتا، خدا کی قسم میں نہیں لوں گا۔“

(ترجمہ از تحقیق نامہ، باغ دودر، ص ۲۲ و ۲۳)

اس خط میں غالب نے جس طرح کے کپڑے کی فرمائش کی ہے اس کو نظر میں رکھ کر اکبر الحسن صاحب فریدی نے غالب کی وہ تصویر بنائی ہے جو اس ایڈیشن میں شائع کی جا رہی ہے، اس میں غالب دستار باندھے ہیں اور یہ ان کے بالکل پڑھائے کا زمانہ ہے۔

یہ تصویر اکبر الحسن صاحب فریدی نے کئیات غالب کے حقیقی ایڈیشن کے لئے پہلی درخواست پر بڑے فنکارانہ اہتمام سے تیار کی ہے، جس کے لئے ہم ان کے ممنون اور سپاس گزار ہیں۔ مرتب

سلطان الشعراء، برہان الفضل، سالک عالی منزلت، موسیقار
باعظمت، ملوٹی شکر مقال، ممدوح سعدی و اقبال اور عظیم طباع و مخترع
حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی ہفت صد سالہ تقریبات کی جانب پہلا قدم

خسرو شیریں زبان

تصنیف

اقبال صلاح الدین

* یہ کتاب جامع جمیع کبالات "خسرو" کی تاریخی پس منظر میں
سوانح حیات کا آئینہ ہے۔

* یہ کتاب خسرو کی فارسی اور اردو شاعری، فارسی نثر نویسی،
موسیقی دانی اور تصانیف کا تجزیہ و تبصرہ پیش کرتی ہے۔

* یہ کتاب خسرو کے فارسی اور اردو کلام کی مختلف اصناف کے بہترین
انتخاب کی حامل ہے۔

* یہ کتاب خسرو کی گونا گوں شخصیت اور ان کے آفاقی فن پر
مشاہیر عالم کی اردو، فارسی، عربی اور انگریزی زبان میں آراء کا ایک
خوبصورت مرقع ہے۔

* یہ کتاب اردو، فارسی، تاریخ اور تصوف کے عام قاری اور ایم۔ اے
کے درجہ تک کے طالب علم کی علمی ضروریات کو پورا کرنے والی
حوالے کی ایک منفرد تصنیف ہے۔

* یہ کتاب "خسرویات" پر مصنف کے پانچ سالہ عقیق اور دقت طلب
مطالعہ کا حاصل ہے۔

آفسٹ طباعت، خاص ایڈیشن : ۹۰۰۰ میری لائبریری میں : ۱۰۰

ناشر مکتبہ میری لائبریری لاہور - ۲